پندرہویں صدی کی ایک انقلاب آفریں شخصیت مخدوم العلما
سیدی شاہ اظہار اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ کی حیات و
خدمات پر مشتمل

معارفِ
شیخ اعظم

جلد دوم

ناشر: جمعیۃ الاشرف
اسٹوڈینٹس مومنٹ جامع
اشرف کچھوچھہ

پندرھویں صدی کی ایک انقلاب
آفریں شخصیت

شیخِ اعظم

مخدوم العلماء حضرت علامہ سید شاہ اظہار اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ

۱۹۳۶-۲۰۱۲

حصہ دوم

ناشر

جمعیۃ الاشرف اسٹوڈینٹس مومنٹ جامع اشرف

کچھوچھہ مقدسہ

فہرست مضامین

شیخ اعظم کا اخلاق کریمانہ

شیخ اعظم : دعوت وارشاد

شیخ اعظم کی شاعری

شیخ اعظم : کچھ یادیں کچھ باتیں

شیخ اعظم کی کرامات

شیخ اعظم کے آخری ایام

شہزادگان شیخ اعظم

تأثرات

تعزیت

بارگاہ شیخ اعظم میں منظوم خراج عقیدت

تعارف شیخ اعظم مختلف زبانوں میں

میرے دل پہ کوئی بوجھ نہیں ہے

مفکر اسلام حضرت سید شاہ علی اشرفی جیلانی، شہزادۂ سرکارِ کلاں (لکھنؤ)

وہ بھی کتنی حسین شان اور ہماری زندگی کا اہم دن تھا۔ جب ہم نے سلسلۂ طریقت کی پہلی منزل میں قدم رکھا۔ جمعرات کا دن ہے۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت ہم شبیہ غوث الاعظم کے جانشین ولی کامل ''بعد اشرفی بزرگ توئی قصہ مختصر'' کے مصداق تاجدار اہل سنت و اشرفیت حضور مخدوم المشائخ مولانا الحاج سید محمد مختار اشرف سجادہ نشین خانقاہ اشرفیہ حسنیہ سرکار کلاں رضی اللہ عنہ آستانہ حضرت غوث العالم محبوب یزدانی مخدوم اشرف سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف جا رہے ہیں۔ ان کے ہمراہ ان کے تین فرزندگان بھی ہیں۔ فرزند اکبر حضور شیخ اعظم مولانا الحاج سید اظہار اشرف عمر تقریباً ۱۵ سال۔ دوسرے فرزند حضور اشرف الصوفیا سید احمد اشرف اور تیسرے فرزند۔ حضرت مخدوم المشائخ کی پدرانہ شفقتوں کے ساتھ مادرانہ شفقتوں کی بارشوں سے فیضیاب جیسا کہ حضور مخدوم المشائخ نے مخدومہ والدہ محترمہ کے وصال کے بعد اپنے آغوش شفقت میں لیکر فرمایا تھا کہ میں تمہارا باپ ہی نہیں ماں بھی ہوں۔ یہ فقیر جو ۱۳ رجب المرجب صبح صادق کے وقت پیدا ہوا تو حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کی تاریخ پیدائش کی نسبت سے مخدومہ دادی صاحبہ علیہا الرحمہ نے بنام سید علی رکھا۔ خاندانی نسبت سے اشرف اور اشرفی جیلانی شامل ہوا اور برادر محترم حضرت شیخ اعظم علیہ الرحمہ نے بوقت عطائے خلافتِ خاندانی تمام سلاسل بزگان مفکر اسلام کے خطاب سے نوازا۔ یہ فقیر جس کی عمر اس وقت تقریباً ۸ سال تھی حضور سرکار کلاں رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حضور مخدوم اشرف سمنانی رحمۃ اللہ کے روضۂ مبارک کے یہ حاضر ہوتے ہیں۔

حضور غوث العالم کے روبرو حضور سرکا کلاں اپنے ان تینوں فرزندان کو تمام سلاسل میں بیعت فرما کر حضور مخدوم سمنانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں مخدومی مشن کے لئے پیش فرماتے ہیں۔ یہی ہے ہم تینوں بردران کے روحانی سفر کی پہلی منزل۔

وقت گزرتا گیا اور وہ دن بھی آ گیا جب ہمارے برادر کلاں حضور شیخ اعظم نے علوم دینیہ و دیگر علوم نافع سے فراغت اور دستار فضیلت حاصل کی اور حضور سرکار کلاں رضی اللہ عنہ نے اپنے بڑے فرزند برادر محترم حضور شیخ اعظم کو اپنا جانشین اور ولیعہد سجادہ نشین منتخب فرما کر بقاعدہ ایک دستور سجادگی کا رجسٹریشن کرا دیا اور خانقاہ کے نظم و نسق و دیگر تقریبات روحانی کے انتظام و انصرام و دیکھ بھال کی پوری ذمہ داری برادر محترم حضرت شیخ اعظم کے ذمہ کر دی۔ جسے بحسن وخوبی اور احسن طریقہ سے برادر محترم حضرت والد ماجد سرکار کلاں رضی اللہ عنہ کی سرپرستی میں تقریباً ۴۰ سال تک انجام دیتے رہے۔

الجامعۃ الاشرفیہ کچھوچھہ شریف جو مختلف حالات اور پریشانیوں کے دور سے گزرتے ہوئے مکتب جامعۃ الاشرفیہ کے طور پہ مقامی عوام کے خدمت جاری رکھتے ہوئے کام کرتا رہا۔

وقت کی ایک اہم ضرورت تھی کہ پھر جامعہ اشرفیہ کا احیا ہو اور ایک شاندار دینی روحانی ادارہ کا قیام عمل میں لایا جائے حضرت والد صاحب علیہ الرحمہ نے اس خواہش کا اظہار فرمایا۔ تو وہ وقت بھی آ گیا۔ جب برادرِ محترم نے مضبوط ارادہ کے ساتھ جامع اشرف کو حضور سرکارکلاں کی دعاؤں اور سرپرستی میں قائم کیا۔ جو آج دین وسنیت نیز روحانی مشن کی نمایاں خدمت انجام دے رہا ہے اور وقت کی عظیم ضرورت کو پورا کر رہا ہے۔

تقریباً نصف صدی قبل حضور سرکارکلاں نے جس طرح اپنے ان تینوں فرزندان جو محل اولیٰ مخدومہ محترمہ سنجیدہ خاتون اشرفی دخترِ درویش کامل اشرف المشائخ حضرت سید شاہ مصطفیٰ اشرف فرزند ہم شبیہ غوث اعظم اعلیٰ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ سے تھے۔ حضرت مخدوم سمنانی رضی اللہ عنہ کے حضور بیعت فرما کر سرکار غوث العالم کی سپردگی میں مخدومی مشن کی خدمت کے لئے پیش فرمایا۔ وقت نے دیکھا، زمانہ نے اپنی مہر ثبت کی کہ برادر محترم حضرت شیخ اعظم نے ملک وبیرون ملک مخدومی مشن کے فروغ کے لئے اپنی زندگی کے ہر لمحہ کو وقف کر دیا۔

خانقاہی مشن دینی وروحانی اداروں کا قیام سرکارکلاں کے نام پہ مختار اشرف لائبریری اور مساجد کا قیام اور اس کے ساتھ ہی ساتھ باوجودِ علالت ومجبوری مشن کے کام سے غفلت سے دور، پوری توانائی سے لگے رہے۔ کمر کی تکلیف بیڈ رسٹ (ڈاکٹروں کے ذریعہ آرام کا مشورہ) کے باوجود حضرت مولانا جلال الدین رومی کی مثنوی شریف کے ترجمہ کے ساتھ عارفانہ تشریح اور مقاصد کا بیان ایک عالم کے ساتھ ایک عارف ہی کر سکتا ہے۔ کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ اعلیٰ حضرت سرکار اشرفی میاں علیہ الرحمہ جب حضرت مولانا روم کی مثنوی شریف پڑھتے اور تشریح فرماتے تو ان کے عارفانہ اندازِ بیان سے حاضرین پہ وجدانی کیفیت طاری ہو جایا کرتی تھی۔ اس بات نے ایک ایسی تحریک پیدا کر دی کہ برادرِ محترم نے علالت اور مجبوری میں اس عظیم کام کو ایک حد تک مکمل فرما دیا جو ایک بیش قیمت علمی کارنامہ اور سرمایہ ہے طالبانِ علم ومعرفت کے لئے۔ امید ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ ہر خاص وعام اس کے زیورِ طباعت سے سرفراز ہونے کے بعد استفادہ کر سکیں گے۔

تقاضائے مشیت الٰہی ہے کہ ہر شخص کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے اب رہا موت آنے سے قبل کی زندگی کا۔ ایک وہ ہیں جو آخری وقت تک دنیاوی اسباب کی فراہمی میں مشغول رہتے ہوئے ابھی کچھ اور کرنے کی چاہت میں بے چین رہتے ہیں۔ اس فکر میں ڈوبے رہتے ہیں اور ایک وہ ہیں جنہیں قرب الٰہی حاصل ہے اور انہیں اللہ کے محبوبین کی نیابت حاصل ہے۔ وہ اس دنیا سے اپنی دینی روحانی امیدوں کو پورا کرتے ہوئے اطمینانِ قلب وسکونِ دل کے ساتھ سفر آخرت کی طرف یہ کہتے ہوئے بڑھتے ہیں۔

بابو! میرے دل پہ کوئی بوجھ نہیں ہے۔ مجھے جو ذمہ داری دی گئی میں نے اسے پورا کیا اور اپنے کوٹے سے زیادہ کام انجام دیا۔

یہ ہیں وہ الفاظ جو حضرت شیخ اعظم نے اپنے برادرِ خورد اس فقیر سے آخری ملاقات پہ کہے۔

☆☆☆☆

میرے والد بزرگوار شیخ اعظم رحمۃ اللہ علیہ

شہزادۂ شیخ اعظم مولانا الحاج سید شاہ محمد اشرف اشرفی جیلانی، جنرل سکریٹری آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ لکھنؤ

اس وقت میں والد بزرگوار کی سرگرم زندگی کے بارے میں کچھ لکھنے بیٹھا ہوں، مگر ذہن منتشر ہے، آنکھیں نم ہیں، دل ان کی اندوہناک جدائی سے چور چور ہے، قلم ہاتھ میں ہے مگر سوچ رہا ہوں کیا لکھوں، ان کی کون کون سی کرم فرمائی کا ذکر کروں، ان کی بے لوث اور والہانہ محبتوں کو کس طرح بیان کروں، اس پیکر وفا کی بات کیا کروں جس کی ہر ہر ادا سنت نبوی کی قالب میں ڈھلی تھی، دینی، ملی، اصلاحی تحریک سے لبریز زندگی کے کس کس پہلو پر روشنی ڈالوں، ان کے خدمات وکمالات کے کس باب کو پیش کروں۔

احساسات وجذبات کی مضطرب موجیں اظہار بیان کے لئے سر اٹھا رہی ہیں، مگر الفاظ کا دامن تنگ نظر آرہا ہے، نہ قلم میں چلنے کی سکت اور نہ دل ودماغ میں سوچنے کی طاقت۔

ابا حضور! آپ کی ذات دم حیات عالم کے لئے فیض رساں بنی رہی اور بعد ممات بھی منبع فیضان ہے، یقیناً آپ کی رحلت کا غم غمِ ذات نہیں بلکہ غمِ کائنات ہے، غمِ خاندان نہیں غمِ جہان ہے

''موت العالم موت العالم''

ہر دکھ درد کو مسکرا کر سہ لینے والے، ہر خورد وکلاں سے یکساں پیار کرنے والے کہ ہر شخص سمجھتا کہ حضور مجھے سب سے زیادہ چاہتے ہیں۔

میری آنکھیں کھلیں تو ایک قد آور، بلند مرتبت، عظیم شخصیت جد امجد حضور سرکارکلاں کی ذات کو مربی، محسن، مشفق، مرشد پایا، جن کا لمحہ بہ لمحہ، ساعت بساعت زہد وتقویٰ، ارشاد واصلاح تعلیم وتربیت اور دین وسنیت کی ارتقاء میں گزری، میں انہیں کے دامن کرم کا اسیر ہوں۔

دوسری بڑی شخصیت جو طریقت ومعرفت، ملی ودینی، اصلاحی وتعمیری، سرگرمیوں کے لئے گرم جستجو بنی رہی، وہ والد بزرگوار کی ذات بابرکات تھی۔

بچپن سے یقین محکم، سعی پیہم اور کچھ کر گزرنے کا جذبۂ بیکراں جو میں نے والد بزرگوار میں دیکھا وہ انہیں کے حصے کی ذاتی چیز بنی رہی، آج بھی جس کی نظیر نگاہیں ڈھونڈھنے سے قاصر رہی ہیں۔

ایک باپ کا بیٹے سے کتنا بڑا اور گہرا تعلق ہوتا ہے یہ ہر عام وخاص پر عیاں ہے، مگر حضور شیخ اعظم اپنے بچوں کے لئے

نہ صرف یہ کہ وہ ایک شفیق باپ اور اچھے مربی تھے بلکہ وہ ان کے لئے مرشد کامل، عمدہ معلم و محسن بھی تھے حضرت کی دوررس نگاہیں دیکھ رہی تھیں کہ نت نئے فتنے سر اٹھائیں گے، خانقاہوں کی آوازیں بند کرنے کی ہر ممکن کوشش کی جائے گی اور اہل سنت کے خلاف چوطرفہ یلغار ہوگا، اس لئے ایسے افراد کی ضرورت ہے جو فتنوں کا سد باب کردے امت مسلمہ کی رہنمائی کرے، حضور شیخ اعظم بچوں کی تعلیم و تربیت، پرورش و پرداخت میں بڑے حساس واقع ہوئے تھے، انہوں نے مروجہ طریقۂ تعلیم و تربیت سے ہٹ کر خالص دینی و خانقاہی طریقۂ کار کا انتخاب فرمایا جو ان کے بزرگوں کا طرۂ امتیاز تھا۔

ان کی بے پایاں شفقت گھر کے ہر فردِ بشر کے لئے یکساں تھی، وہ ہماری ہمیشہ حوصلہ افزائی فرماتے ۔تعلیم وتبلیغ، تحریک و تحریر ہر گام وہ ہماری پشت پناہی فرما کر ہمیں آگے بڑھنے کا موقع عنایت فرماتے، وہ کبھی کوئی غلط بات برداشت نہیں کرتے، شعری ذوق، علمی مزاج، اور فقہی مذاق نے ان کی محفل آرائی کو پر لطف بنا دیا تھا، ابا حضور کو کام عزیز تھا اور کام کرنے والے پیارے تھے۔صرف بات اور مشورے کو بے حد ناپسند فرماتے تھے۔

ان کی نہ تھکنے والی ہمت اور تاریخ رقم کرنے والا جذبہ ان کی علالت، کبر سنی، ضعیفی اور مصروفیت پر اس طرح جاری رہا کہ ان کے گراں قدر کارنامے اور دینی و ملی خدمات کے روشن نقوش زمانہ کی پیشانی پر چمک کر ان کی عظمت و بلندی کو خراج عقیدت پیش کر رہے ہیں۔

والد بزرگوار محرک و متحرک شخصیت کے حامل تھے، انہیں تحریک و تعمیر سے خاص دل چسپی رہی، مریدین کا حلقہ ہو یا مشائخ کرام کی محفل ہر جگہ ان کی تعمیری افکار و نظریات نے اپنا گہرا اثر چھوڑا، انہوں نے روایتی پیر اور روایتی عالم کو کبھی بھی پسند نہیں فرمایا۔وہ چاہتے تھے کہ اہل سنت و جماعت کا نمائندہ ایسی قائدانہ صلاحیت کا مالک ہو کہ وہ زمانہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اس کے ہر اعتراض کا مسکت جواب دے سکے۔

میں ذاتی طور پر والد بزرگوار کی تنظیمی سرگرمیوں سے متأثر رہا ہوں اور گاہے بگاہے ان کی سر پرستی میں کام کرنے کا موقع بھی ملا ہے، والد بزرگوار کی خواہش پر میں نے اہل سنت و جماعت کی نمائندگی اور علماء و مشائخ کی متحدہ طاقت کو بروئے کار لانے کے لئے، آل انڈیا علماء مشائخ بورڈ کو قائم کیا جو ابھی پورے ملک میں اپنی سرگرمیوں اور بیداری مہم کے ذریعہ اہل سنت و جماعت کی واحد نمائندہ تنظیم بن گئی ۔اس تحریک کو تادم حیات والد بزرگوار کی سر پرستی حاصل رہی اور اب ان کی روحانی طاقت ہماری سرگرمیوں کی رفیق ہے، اللہ سے دعا ہے کہ وہ حوصلہ دے کہ ہم ان کے خواب کو شرمندۂ تعبیر کر سکیں۔

☆☆☆☆

ان مـــن خيـــاركـــم احـــاسـنـكـــم اخـــلاقـــا

شیخ اعظم

کا

اخلاق کریمانه

اظہارِ حقیقت مبنی بر حقیقت

مفتی عبدالقدوس مصباحی اشرفی، شیخ الحدیث وصدر مفتی مخدوم اشرف مشن پنڈوہ شریف

مبسملاً و حامداً ومصلیاً و مسلماً

خانوادۂ اشرفیہ کچھوچھہ مقدسہ عالی نسب صاحب جلالت علمی و عملی باوقار مردم خیز سادات کرام کا ایک خاندان ہے۔

کوئی دور ایسا نہیں گزرا جس میں اس خاندان کے اندر عبقری شخصیتیں موجود نہ ہوں۔تقویٰ وطہارت اور کشف و کرامت والے مشائخ عظام،اعلم علمائے کرام،زیب وزینت مسند تدریس و افتاء،میدان خطابت کے شہسواروں اور رشد وہدایت کے مہ ونجوم کی کثیر اور وافر تعداد کا غیر منقطع سلسلہ اب تک جاری و ساری ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ صبح قیامت تک جاری و ساری رہے گا۔

مثلاً اشرف الاتقیاء حضرت مولانا سید شاہ اشرف حسین،مخدوم الاولیاء قطب ربانی ہم شبیہ غوث صمدانی پروردۂ سہ محبوباں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا سید شاہ علی حسن اشرفی میاں بانی دارالعلوم اہل سنت مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم مبارک پور اعظم گڑھ،علوم و معارف کے بحر ذخار حضرت مولانا سید احمد اشرف،تاج الاصفیاء مولانا سید شاہ مصطفیٰ اشرف،سلطان المتکلمین رئیس المحد ثین حضرت مولانا سید شاہ محمد محدث اعظم ہند سابق سرپرست اشرفیہ مبارک پور،مجاہد دوراں حضرت موالانا سید شاہ مظفر حسین،قطب الارشاد مخدوم المشائخ سرکار کلاں حضرت مولانا سید شاہ محمد مختار اشرف سابق سرپرست اشرفیہ مبارک پور،اشرف الاولیاء حضرت مولانا سید شاہ مجتبیٰ اشرف بانی مخدوم اشرف مشن پنڈوہ شریف مغربی بنگال،اشرف العلماء حضرت مولانا سید شاہ حامد اشرف سابق مدرس عربی اشرفیہ مبارک پور و بانی دارالعلوم محمدیہ ممبئی قدست اسرارہم اپنے علوم و معارف اور رشد وہدایت کی روشنیوں سے ایمان وعمل، دل ودماغ اور ظاہر وباطن کو جگمگاتے رہے اور آج بھی فیوض وبرکات کے موتی لٹارہے ہیں۔

ہر گز نہ میرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام

ان برگزیدہ ہستیوں کے وارثین میں بطل جلیل عالم نبیل معمار قوم وملت شیخ اعظم حضرت مولانا سید شاہ اظہار اشرف قدس سرہٗ کی عبقری شخصیت بھی تھی۔جنہوں نے شبانہ روز کی انتھک کوششوں سے تشنگان علوم کی تشنگی بجھانے کے لئے قوم وملت کو باوقار تعلیمی ادارہ جامع اشرف عطا کیا۔تحقیق و ریسرچ کا حوصلہ رکھنے والوں کو مختلف علوم وفنون پر مشتمل ہر زبان میں نایاب وکمیاب مخطوط،مطبوعہ اور غیر مطبوعہ کتابوں کا ایک عظیم ذخیرہ مختار اشرف لائبریری کی شکل میں دیا۔

خلق اور حسن خلق

فرمان باری تعالیٰ ہے''انك لعلیٰ خلق عظیم''یقیناً آپ خلق عظیم پر ہیں
ارشاد رسالت پناہ ہے''بعثت لا تمم حسن

الا خلاق و فی روایة مکارم الاخلاق" میں اس لئے بھیجا گیا ہوں تا کہ اخلاقی پستی دور کر کے اخلاقی کردار کو بلندی پر پہونچادوں اور تکمیل و تتمیم کی اس پر مہر ثبت کر دوں۔

خلق کا لغوی معنیٰ: طبعی خصلت وعادت

خلق علمائے اصول کی نگاہ میں

"ھو ملکة یصدر عنھا الافعال بسھولة "

ایسی مہارت تامہ راسخہ جس سے کام بہ آسانی اور بلا تکلف صادر ہوتا رہے۔

خلق کی اصطلاح شرعی

ھو الا تباع بما جاء به النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم من احکام الشریعة و آداب الطریقة و احوال الحقیقة۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے احکام شریعت، آداب طریقت اور احوال حقیقت پر عمل پیرا ہونا۔ یعنی خصال محمودہ پر بلا تکلف عمل کرنے اور صفات مذمومہ سے بلا تکلف پر ہیز اور اجتناب کرنے کا عادی ہو جانا۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن خلق سے متعلق سوال کیا گیا تو حضرت صدیقہ نے جواباً ارشاد فرمایا "کان خلقه القرآن "یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر خصلت محمودہ بلا تکلف صادر ہوتی رہی اور ہر خصلت مذمومہ سے بلا تکلف پرہیز اور اجتناب کرنا عادت کریمہ تھی۔ معلوم ہوا کہ حسن اخلاق ایک مختصر اور جامع لفظ ہے جس کی وسعت احکام شریعت، آداب طریقت اور احوال حقیقت سب کو محیط ہے جن پر عمل کرنے کا عادی انسان بہترین انسان ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" ان من خیار کم احسنکم اخلاق" تم میں جس کا اخلاق سب سے اچھا ہے وہ تم میں سب سے بہتر ہے۔

سطور مذکورہ بالا کی روشنی میں حضور سرکار کلاں کے اندر اخلاقی کردار کا ایک نمونہ ملاحظہ ہو۔

ابراہیم پور بھاگلپور میں ایک عظیم الشان جلسہ حضرت کی صدارت میں تھا۔ پوسٹر میں بہت سے مقررین اور شعراء کے نام تھے لیکن بحیثیت مقرر صرف راقم اور بحیثیت شاعر صرف ترنم فیضی حاضر تھے۔ آغاز جلسہ سے پہلے حضرت نے راقم کو اپنی قیام گاہ پر یاد فرمایا۔ حاضر ہو کر دست بوسی اور قدم بوسی کی سعادت حاصل کی۔ حضرت نے راقم سے سوال کیا کب تک تقریر کر سکتے ہو؟ راقم نے عرض کیا حسب حکم! پھر ارشاد ہوا دو گھنٹے بول دو۔ راقم نے عرض کیا دعا چاہئے۔ لیکن اس کے ساتھ یہ بھی عرض ہے جب تک خادم بولتا رہے حضور اپنی قیام گاہ پر آرام فرما رہیں۔ اتنا کہہ کر راقم اسٹیج پر آ گیا اور تقریر شروع کر دی غالباً ۱۵ منٹ کے بعد نعرۂ تکبیر و رسالت کی گونج میں حضور سرکار کلاں بر سر اسٹیج جلوہ افروز ہو گئے۔ راقم تقریر بند کر کے کرسی سے علاحدہ کھڑا ہو گیا۔ پیہم حکم ہوا! کرسی پر بیٹھ کر اپنی تقریر جاری رکھو۔ میں تقریر سننے کے لئے آیا ہوں۔ تعمیل حکم کے لئے حضرت کی دعاؤں کی برسات میں نہا تا ہوا پورے زور و شور کے ساتھ دو گھنٹے سے زیادہ بول گیا۔

شیخ اعظم کا حسن خلق

حضور سرکار کلاں کے حسن اخلاق اور بلند اخلاقی اقدار کا جلوہ ملاحظہ کرنا ہو تو حضور شیخ اعظم میں دیکھا جا سکتا ہے۔ موضع راٹن ضلع کھگڑیا بہار میں حضور شیخ اعظم کے زیر صدارت ایک کانفرس تھی۔ راقم بھی بحیثیت مقرر حاضر تھا۔ راقم کی تقریر شروع ہوئی تھی کہ حضور شیخ اعظم اپنی قیامگاہ سے تشریف لا کر بر سر اسٹیج جلوہ بار ہو گئے۔

برائے ادب راقم کرسی سے اٹھ کر کھڑا ہوگیا اور اپنی تقریر بند کر کے اسٹیج پر بیٹھ گیا۔ حضرت کا حکم ہوا تقریر کیجئے میں سننے کے لیے آیا ہوں۔ راقم کی تقریر جب ختم ہوئی تو حضرت نے فرمایا ماشاء اللہ تقریر تو ہوگئی اب میں صرف دعا کروں گا۔ صلوٰۃ وسلام کے بعد حضرت کی دعا اتنی رقت آمیز ہوئی کہ پورا مجمع روتے روتے ہچکیاں لینے لگا اور ایسا محسوس ہوا کہ دعا باب اجابت میں جا پہونچی۔

دل و دماغ سے نہ مٹنے والا تازہ واقعہ

دو سال قبل جب کہ راقم مخدوم اشرف مشن کی تدریسی اور افتاء کی خدمات پر مامور ہو چکا تھا۔ پنڈوہ شریف سے دو گھنٹے کی مسافت پر کلیا گنج کے علاقہ میں برائے رشد و ہدایت حضور شیخ اعظم کی تشریف آوری ہوئی۔ خبر ملی تو زیارت کا جذبہ جوش مارنے لگا۔ اساتذۂ کرام میں مولانا الفت حسین جامعی اشرفی اور مولانا مفتی ذاکر حسین جیلانی اشرفی اور چند طلباء کے ہمراہ راقم بھی بغرض زیارت روانہ ہوا۔

حضور شیخ اعظم جس میزبان کے گھر مدعو تھے ہم لوگ وہاں پہلے پہونچ گئے۔ حضرت کی سواری اس میزبان کے گھر پہونچی۔ ہم لوگوں کو دیکھ کر حضرت گاڑی سے باہر تشریف نہیں لائے بلکہ گاڑی کے اندر ہی میزبان کی پیش کردہ اشیاء تناول فرمایا اور دعاؤں سے نوازا اور بعد میں ڈرائیور سے فرمایا۔ گاڑی واپس کرو یہ لوگ مجھ سے ملنے کے لئے آئے ہیں۔ اب سارا پروگرام منسوخ۔ قیامگاہ پر لے چلو اور ہم لوگوں کو بھی قیامگاہ پر چلنے کا حکم ہوا۔ سب قیامگاہ پر پہونچے۔ مجلس جمی اور خوب جمی۔ حضرت نے فراخدلی اور خندہ پیشانی سے ہم لوگوں کو اس قدر محو گفتگو کر لیا کہ بعد نماز مغرب سے تقریباً ایک بجے رات تک سلسلہ نوازش جاری رہا اور رات کے گذرنے کا احساس بھی نہیں ہوا، خانوادۂ اشرفیہ کے ایک شہزادہ مولانا سید محمد فیضان اشرف صاحب بھی ہمراہ تھے۔ زیارت کی سعادت کا یہ آخری موقع تھا جو گزر گیا اور یادیں ابھی تک تازہ ہیں۔

حضور شیخ اعظم کے وصال پر ملال سے علماء ومشائخ اہل سنت میں عموماً اور خانوادۂ اشرفیہ اور علمائے اشرفی میں خصوصاً ایک عظیم خلاء پیدا ہوگیا۔ لیکن علوم وفنون اور رشد و ہدایت کی اس انجمن میں اب بھی قطب المشائخ حضرت علامہ حکیم سید شاہ قطب الدین اشرف اشرفی جیلانی، محقق دوراں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد مدنی میاں، شہنشاہ خطابت حضرت مولانا سید محمد ہاشمی، نازش خطابت سیاح ایشیاء وافریقہ حضرت مولانا سید اشرف کلیم، معمار قوم وملت حضرت مولانا سید جلال الدین اشرف سربراہ اعلیٰ مخدوم اشرف مشن پنڈوہ شریف، اجمل العلماء حضرت مولانا سید محمد اجمل اشرف، قائد ملت حضرت مولانا سید محمود اشرف سربراہ اعلیٰ جامع اشرف کچھوچھہ شریف، اشرف ملت حضرت مولانا سید محمد اشرف اور حضرت مولانا سید محمد نظام اشرف (دامت فیوضہم العالیہ) وغیرہم مہ ونجوم بن کر علم و عمل کی دنیا کو منور اور تاباں کر رہیں اور قوم وملت کی تعمیر و ترقی میں ہمہ تن مصروف عمل ہیں۔

اشرفی ناز کر تو اشرف پر
کون پاتا ہے خاندان ایسا

مولائے رؤف ورحیم بہ صحت کاملہ ان حضرات کی عمر دراز تر فرمائے اور فیضان علم وعمل جاری وساری رکھے! آمین بجاہ سید المرسلین وآلہ الطیبین الطاہرین و اصحابہ الاکرمین الہادیین المہدیین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین۔

☆☆☆☆

شیخ اعظم اور تقرب الی اللّٰہ

مفتی محمد رستم علی اشرفی جامعی، شیخ الحدیث وصدر المدرسین دار العلوم علی حسن اہل سنت سا کی نا کہ، ممبئی ۲۷۔

رب قدیر کا ارشاد ہے ''ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات سیجعل لهم الرحمٰن ودا،، (سورۂ مریم) بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے اور اچھے اعمال کئے عنقریب رحمٰن محبت کردے گا یعنی انہیں اپنا محبوب بنائے گا اور اپنے بندوں کے دل میں ان کی محبت ڈال دے گا۔ فرمان نبوی ہے ''اذا احب اللہ العبد نادی جبریل ان اللہ یحب فلاناً فاحبه فیحببه جبریل فنادی جبریل فی اهل السماء ان اللہ یحب فلاناً فاحبوه فیحبه اهل السماء ثم یوضع القبول فی الارض ،،(بخاری شریف: ۱/۴۵۶) جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو حضرت جبریل کو ندا کی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت رکھتا ہے لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو تو حضرت جبریل اس سے محبت کرتے ہیں پھر حضرت جبریل آسمانی مخلوق میں ندا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں سے محبت کرتا ہے لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو۔ پس آسمان والے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر زمین والوں (کے دلوں) میں اس کی مقبولیت رکھ دی جاتی ہے۔

اس طرح اس حقیقت میں کوئی شک وشبہ باقی نہیں رہتا کہ بزرگان دین، اولیاء کاملین اور مقربان بارگاہ کی مقبولیت بارگاہ خداوندی میں ان کی محبوبیت کی دلیل ہے جیسے پیر پیراں میر میراں سید الاولیاء حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سلطان الہند عطائے رسول حضرت خواجہ معین الدین چشتی حسن سنجری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی، حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء، آئینۂ ہند حضرت خواجہ سراج الدین اخی، حضرت مخدوم العالم علاء الحق پنڈوی، قدوۃ الکبریٰ امیر کبیر تارک السلطنت حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور دیگر بزرگان دین اور مقربان بارگاہ کی مقبولیت واضح اور روشن ہے۔ انہیں پاک باز اور باکمال ہستیوں میں حضور شیخ اعظم مخدوم العلماء جانشین غوث العالم حضرت علامہ مفتی الشاہ سید محمد اظہار اشرف اشرفی جیلانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ جنہیں دنیا کبھی بھول نہیں سکتی۔ آپ نے نغمۂ حیات کا ہر ساز چھیڑا، اخلاق عالیہ وسیرت طیبہ کا ہر سبق پڑھایا، ازلی وابدی حقیقتوں کا ہر راز بتایا، علم وفضل کے دریا بہائے، اخوت وبھائی چارگی کا درس دیا، تہذیب وتمدن کی قندیلیں روشن فرمائیں، تعلیم وتربیت کے انگنت اور بے شمار چشمے جاری کئے، عشق خدا اور رسول کی تعلیم دی۔ آپ کی حیات طیبہ کے بعض گوشوں کو قرآن واحادیث کی روشنی میں قارئین کی نذر کرتے ہیں جن سے اندازہ ہوگا کہ آپ کو بارگاہ خداوندی میں کس درجہ کا تقرب حاصل تھا۔

نماز سے محبت

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''ماتقرب العبدالی اللہ بشئ افضل من سجود

خفی،، (کنز العمال) بندہ ایک پوشیدہ سجدے سے بڑھ کر کسی چیز کے ساتھ اللہ کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ اور ایک موقع پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اقرب مایکون العبد من ربہ وھو ساجد،، (مسلم شریف) اللہ تعالیٰ کا زیادہ قرب بندہ کو حالت سجدہ میں حاصل ہوتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی ''واسجد واقترب،، سجدہ کر کے قرب خداوندی حاصل کرو، کا مطلب یہی ہے ۔ اب ذرا اس مومن کامل متقرب الی اللہ کے کردار وعمل پر نظر ڈالیں جن کو دنیا ''شیخ اعظم،، کہتی ہے۔ یوں تو آپ کی عمر عبادت وریاضت اور تقویٰ وطہارت میں گزری لیکن جب آپ اپنی عمر کا آخری حصہ طے کر رہے تھے طویل علالت اور ضعف و نقاہت کے باوجود اول وقت پر نماز ادا کرنے کے لئے پریشان ہو جایا کرتے ،اگر خادم کہیں کسی کام سے چلا جاتا اور وضو کرانے میں تاخیر ہوتی تو آپ بے چین ہو جاتے جب تک وضو نہ کرایا جاتا اور نماز نہ پڑھ لیتے کسی بھی کام کے لئے آمادہ نہ ہوتے۔

دار العلوم علی حسن اہل سنت سا کی نا کہ ممبئ جس میں ہر سال پوری شان وشوکت اور مکمل آن بان کے ساتھ افتتاح وختم بخاری شریف کا پروگرام حضرت ہی کی زبان فیض ترجمان سے کیا جاتا تھا۔ ۱۲۶کتوبر ۲۰۱۱ کو افتتاح بخاری شریف کے لئے مجھے حضرت کی بارگاہ میں حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ ان دنوں آپ خانقاہ اشرفیہ حسنیہ سرکار کلاں جوگیشو ری ممبئ میں تشریف فرما تھے ۔ میں حضرت کی خدمت میں قبل عصر پہونچا۔ آپ آرام فرما رہے تھے جونہی عصر کا وقت ہوا بیدار ہو گئے ،آپ کو وضو کرایا گیا اور عصر کی نماز ادا کی گئی۔ بعد نماز حضرت کی زیارت وملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ ناچیز نے حضرت سے دار العلوم علی حسن اہل سنت سا کی نا کہ چلنے کی گزارش کی تا کہ مغرب کی نماز سا کی نا کہ میں ادا کی جائے حضرت نے فرمایا مولانا بیٹھئے مغرب کی نماز یہیں ادا کر کے چلنا بہتر ہے۔ میں نے ادب واحترام کے ساتھ ڈرتے سہمتے عرض کیا کہ حضور سا کی نا کہ میں ارادت مندوں کی کافی بھیڑ ہو جاتی ہے اور لوگ زیارت وملاقات کے خواہش مند ہیں اگر مغرب کی نماز وہیں ادا کی جائے تو بعد مغرب عقیدت مندوں کو ملاقات کا موقع مل جائے گا۔ حضرت نے فرمایا مولانا مغرب کا وقت بہت کم ہوتا ہے کہیں ایسا نہ ہو ٹریفک کی وجہ سے راستہ ہی میں مغرب کا وقت نکل جائے اور نماز قضاء ہو جائے اس لئے ہم لوگ مغرب یہیں سے ادا کر کے نکلتے ہیں ۔ یہ ہے نماز سے محبت جو ایک مومن کامل اور متقرب الی اللہ کی پہچان ہوا کرتی ہے۔

امانت کی پاسداری

امانت کے بارے میں رب تعالیٰ کا ارشاد ہے

''انا عرضنا الامانۃ علی السمٰوت والارض والجبال فابین ان یحملنھا،، (سورہ احزاب)

اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر امانت پیش کی تو وہ اسے سنبھالنے کے لئے آمادہ نہ ہوئے انہیں خوف ہوا کہ وہ اس امانت کا حق ادا نہ کر سکیں گے اور عذاب کے مستحق ہوں گے یا انہیں خیانت کا خوف لاحق ہوا۔ امانت ایمان سے ہے جو شخص امانت خداوندی کی حفاظت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ایمان کا محافظ ہوتا ہے (مکاشفۃ القلوب) فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے ''اس کا ایمان نہیں جس میں امانت نہیں، اس میں دین نہیں جس میں عہد کی پاسداری نہیں نیز

آپ نے فرمایا کہ میری امت اس وقت تک بھلائی پر رہے گی جب تک وہ امانت کو مال غنیمت اور صدقہ کوتاوان نہ سمجھے (الحدیث) بہر حال حفظ امانت مقرب فرشتوں، انبیاء کرام اور نیک ومتقرب بندوں کی صفت ہے۔فرمان الٰہی ہے''ان اللہ یامرکم ان تودوا الامانات الی اھلھا،، (سورہ نساء) اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے تم امانتیں ان کے مالکوں کو لوٹا دو۔ آیئے اس امانت ودیانت کی ایک جھلک حضور شیخ اعظم علیہ الرحمہ میں دیکھتے ہیں کہ آپ کس قدر امانت کا لحاظ اور پاس رکھتے تھے۔

غالباً ۲۰۰۳ء کا واقعہ ہے عرس خواجہ غریب رحمۃ اللہ علیہ کا موقع ہے اس ناچیز (راقم السطور) سے رفیق درس مولانا ارشد نظامی اشرفی ممبئی نے ذکر کیا کہ میرے ابوحضور (حضرت مولانا عابد حسین اشرفی خلیفۂ حضور شیخ اعظم) چھٹی شریف کے موقع پر اجمیر شریف گئے ہوئے تھے وہاں ان کی ملاقات حضور شیخ اعظم سے ہوئی جب ابوحضور اجمیر شریف سے ممبئی کے لئے روانہ ہونے لگے اور حضرت نے کچھوچھہ شریف نکلنے کا ارادہ ظاہر فرمایا تو میرے ابو نے ایک بند لفافے میں تین ہزار روپئے دئے تاکہ حضرت کی معرفت وہ روپئے مجھ کو جامع اشرف کچھوچھہ شریف میں مل جائے۔حضرت اجمیر شریف سے لکھنؤ پہونچے پھر لکھنؤ سے بائی کار کچھوچھہ شریف پہونچے جونہی آپ کی گاڑی خانقاہ اشرفیہ حسنیہ سرکارکلاں کے گیٹ میں داخل ہو کر نشست گاہ کے قریب آستانۂ حضور سرکارکلاں کے سامنے پہونچی حضرت نے ڈرائیور سے فرمایا گاڑی یہیں روکو اور آفس انچارج شہبازی (بھاگلپوری) کو بلاؤ حضرت کا حکم پاتے ہی شہبازی بھائی خدمت میں حاضر ہوئے ۔آپ نے فرمایا ممبئی والے ارشد نظامی کو بلاؤ ان کے والد کی یہ رقم اسے دینا ہے ۔شہبازی بھائی نے کہا حضور لفافہ مجھے دیدیں اور آپ گاڑی سے اتر کر نشست گاہ میں تشریف لے چلیں میں لفافہ ان تک پہونچا دیتا ہوں حضرت نے فرمایا جتنا کہہ رہا ہوں اتنا ہی کرو۔جب سے مولانا عابد نے یہ رقم میرے حوالے کی ہے اس وقت سے میں پریشان ہوں اور اس فکر میں ہوں کہ کب یہ بوجھ میرے سر سے اترے کہ میں بری الذمہ ہو جاؤں۔شہبازی بھائی فوری ہاسٹل کی طرف آئے، آواز لگائی میں آواز سن کر حضرت کی خدمت میں پہونچا تو دیکھا کہ آپ کی گاڑی نشست گاہ سے قریب کھڑی ہے اور آپ گاڑی سے ابھی اترے بھی نہیں ہیں۔حاضر ہوتے ہی دست بوسی اور قدم بوسی کا شرف حاصل کیا حضرت نے پہلے وہ لفافہ میرے حوالے کیا اور فرمایا''یہ لو تمہارے والد کی امانت،، پھر گاڑی سے اتر کر نشست گاہ میں تشریف لے گئے۔ یہ ہے امینوں کے گھر میں امانت کی حفاظت تبھی تو ایک مرتبہ آپ کے والد ماجد حجۃ السلف بقیۃ الخلف قطب الارشاد مخدوم المشائخ حضرت مولانا مفتی الشاہ سید محمد مختار اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ (سجادہ نشین آستانۂ عالیہ اشرفیہ حسنیہ سرکارکلاں) نے آپ کی امانت داری سے متأثر ہو کر فرمایا کہ ''اظہار میاں میں کل قیامت میں تمہاری امانت کی قسم کھا سکتا ہوں،، یہ جملہ آپ کی زبان اقدس سے نکلنا اس بات کا بین ثبوت ہے کہ آپ بلاشبہ امین تھے اور حقیقت میں امین اسے ہی کہا جاسکتا ہے جو حقوق اللہ اور حقوق العباد کی مکمل رعایت کرتے ہوئے اسے ادا کرتا ہو اور جو امین ہوگا وہ یقیناً اللہ کا ولی اور مقرب بندہ ہوگا (معارف شیخ اعظم)

عزم واستقلال

حضور شیخ اعظم کے متقرب الی اللہ ہونے کی دلیل آپ کا عزم وستقلال اور پھر توکل علی اللہ بھی ہے۔ کسی کام کا عزم کرنے کے بعد اگر اللہ پر بھروسہ کیا جائے تو پھر اللہ تعالیٰ اس بندے سے محبت فرمانے لگتا ہے۔ارشاد باری ہے" فاذاعزمت فتوکل علیٰ اللہ ان اللہ یحب المتوکلین"یعنی جب کسی کام کا پختہ ارادہ ہوجائے تو اب اللہ پر توکل (بھروسہ) کرو۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ توکل کرنے کو پسند فرماتا ہے۔اس آیت کریمہ کی روشنی میں جب ہم شیخ اعظم کی زندگی کا مطالعہ کرتے ہیں تو بلاتردد میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ آپ کی حیات طیبہ میں یہ صفت بتمامہ موجود تھی۔ جامع اشرف کی تعلیمی کنونشن میں حاضرین نے جو معاہدہ اور ہر ممکن تعاون کرنے کا وعدہ کیا تھا۔سبھوں نے وقت ضرورت کنارہ کشی اختیار کرلی الا ماشاء اللہ اور اس وقت آپ بالکل تنہا ہوگئے۔مگر آپ نے اللہ رب العزت کی ذات پر مکمل بھروسہ کرتے ہوئے اپنی کوشش جاری رکھی۔ عمل پیہم، جہد مسلسل اور السعی منی والاتمام من اللہ کی تصویر بنے رہے۔پھر اللہ کا فضل واحسان ہوا کہ جامع اشرف کا جو عظیم منصوبہ بنایا تھا وہ پورا ہوتا دکھائی دیا۔

حضور شیخ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی یہ خصوصیت رہی ہے کہ آپ ہر کام میں چاہے وہ چھوٹا ہو یا بڑا۔اللہ پر بھروسہ کرتے تھے۔دارالعلوم علی حسن اہل سنت ساکی ناکہ ممبئی میں جب تدریسی عملہ کی ضرورت پڑی تو آپ نے ازخود پانچ جامعی فارغ التحصیل مفتی محمد نذرالباری اشرفی (پورنیہ) مفتی محمد ساجد اشرف اشرفی (بنارس) مفتی ظہیر القادری اشرفی (اتر دیناجپور) مولانا عطاء المعین اشرفی (کٹیہار) اور ناچیز راقم الحروف کا انتخاب فرمایا۔ پھر حضرت مولانا قمر عالم اشرفی جامعی استاذ جامع اشرف (جو کہ اس وقت خانقاہ اشرفیہ جوگیشوری ممبئی میں تراویح سنا رہے تھے اور حضور شیخ اعظم بھی وہیں مقیم تھے) کے ذریعہ ان منتخب افراد تک بذریعہ فون خبر پہونچائی۔مگر سبھوں سے رابطہ نہ ہوسکا، وقت تیزی سے گذر رہا تھا اور شوال کا مہینہ شروع ہونے والا تھا۔آپ مسلسل رابطہ کی کوشش کرتے رہے مگر رابطہ نہ ہوسکا۔مگر آپ کا عزم اور توکل علی اللہ دیکھتے بنتا ہے کہ آپ نے اخیر وقت تک انتظار فرمایا یہاں تک بعض کو ۱۰ شوال کے بعد خبر ملی (راقم الحروف بھی اسی میں سے ہے) مگر پھر بھی آپ نے تدریسی عملہ میں ان کا نام باقی رکھا۔آخر کار آپ کا منتخب کردہ پانچوں جامعی دیر ہی سہی مگر مدرسہ پہونچے۔یہ آپ کا عزم اور توکل علی اللہ اور زبان کی پاسداری تھی جو ہمیشہ برقرار رہی اور اس کا پھل بارگاہ الٰہی میں مقبولیت وتقرب کی شکل میں ملا۔

خدمت دین کا جذبہ

رب قدیر کا ارشاد ہے" کنتم خیرامۃ اخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنھون عن المنکر" (سورہ آل عمران) تم بہتر ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو۔اسی طرح ارشاد ربانی ہے"لا خیر فی کثیر من نجوٰھم الا من امر بصدقۃ او معروف او اصلاح بین الناس" (سورۂ نساء) ان کی اکثر مشاورت میں بھلائی نہیں البتہ جو شخص صدقہ کا حکم دے یا نیکی کا حکم کرے یا لوگوں کے درمیاں صلح کروائے۔ حدیث شریف میں ہے"کل کلام ابن آدم علیہ لا لہ الا ثلثہ امر بمعروف او نھی عن منکر او ذکر اللہ تعالیٰ"، انسان کی ہر گفتگو اس کے لئے مفید نہیں ہوتی البتہ تین باتیں، نیکی کا حکم دینا، برائی سے روکنا یا اللہ تعالیٰ

کا ذکر کرنا۔ مذکورہ آیات قرآنیہ اور حدیث نبوی کی روشنی میں حضور شیخ اعظم کی حیات پر نظر ڈالیں۔ اپنی زندگی کے آخری مرحلے میں Prince Ali Khan (اسماعلیہ) ہاسپٹل بائیکلہ ممبئی میں زیر علاج ہیں۔۸ فروری بروز بدھ بعد نماز ظہر ناچیز راقم الحروف دارالعلوم علی حسن اہل سنت سے آپ کی عیادت کے لئے ہاسپٹل حاضر ہوا۔ نہایت ہی بے چینی اور پریشانی میں مبتلا ہیں، کرب واضطراب کا عالم ہے لیکن اس حالت میں بھی جب خادم خاص (شمس تبریز) نے میرے پہونچنے کی اطلاع دی، فرمایا مولانا کو اندر بلاؤ حکم پاتے ہی خدمت میں حاضر ہوا، سلام عرض کیا اور خیریت معلوم کی، آپ نے الحمدللہ کہہ کر فرمایا آپ کا دارالعلوم کیسا چل رہا ہے۔ پھر ایک شفیق مربی کی طرح مخاطب ہوکر فرماتے ہیں ''بیٹا میرے لئے دعا کرو ہر نماز کے بعد مساجد میں میری صحت یابی کے لئے دعا کراؤ دعا ہی سب کچھ ہے۔ اس مختصر سی گفتگو کے بعد میں حضرت سے جدا ہوا ابھی لفٹ تک پہونچا بھی نہ تھا کہ اس حقیر کو آپ نے دوبارہ یاد فرمایا خادم خاص سے کہا (مولانا رستم) کو بلاؤ، دوبارہ حاضر خدمت ہوا تو حضرت نے فرمایا مجھے بکرے کا صدقہ کرنا ہے آپ کے دارالعلوم علی حسن میں بھیج دیا جائے۔ یہ ہے آپ کی ذرہ نوازی اگر نہ پوچھتے تو کیا ہوتا میں نے کہا حضرت مناسب ہے بھیجا جا سکتا ہے، یہ ہے اہل تقوی کی پہچان کہ بستر علالت پر بھی فکر ہے تو دین کی، درد ہے تو سنیت کا، خیریت معلوم کر رہے ہیں تو دارالعلوم کی حکم دے رہے ہیں تو صدقے کا، بھروسہ ہے تو دعا پر، یہی حقیر کی حضرت سے آخری ملاقات ہے۔ اس سے پہلے جب بھی آپ سے ملاقات ہوتی کسی بھی محفل میں خدمت میں بیٹھنے کا موقع ملتا تو بات کرتے تو جامع اشرف کی، نصیحت فرماتے تو تبلیغ دین متین کی اور اپنی خواہش کا اظہار اس طرح فرماتے کہ انشاء اللہ العزیز مختار اشرف لائبریری کو مآخذ ومراجع کے اعتبار سے ایشیاء میں اسلامیات کی سب سے بڑی لائبریری بناؤں گا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کی خواہش کی تکمیل فرمائے۔

علماء آخرت کی علامات آپ میں

حجۃ الاسلام امام ابوحامد محمد ابن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور زمانہ کتاب ''احیاء العلوم،، میں رقم طراز ہیں کہ پانچ اخلاق جو قرآن پاک کی پانچ آیات سے سمجھے جاتے ہیں علماء آخرت کی علامات میں سے ہیں۔ خشیت، خشوع، تواضع، حسن اخلاق اور زہد یعنی آخرت کو دنیا پر ترجیح دینا۔ خشیت اس آیت سے ثابت ہوتی ہے ''انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء،، (سورہ فاطر) بے شک اللہ تعالیٰ سے اس کے بندوں میں علماء ہی ڈرتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ پوری زندگی میں آپ کا کوئی قدم شریعت مطہرہ کے خلاف نہیں اٹھا۔ خشوع اس آیت سے سمجھا جاتا ہے ''خاشعین للہ لا یشترون بآیات اللہ ثمنا قلیلا،، (سورہ آل عمران) وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے لئے جھکنے والے ہیں اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے بدلے ذلیل دام نہیں لیتے۔ آپ نے اپنی زندگی میں کوئی کام حرص ولالچ، حصول دنیا یا ریاء ونمود کی خاطر نہیں کیا بلکہ محض خوشنودی مولا اور رضائے مصطفےٰ کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیا تھا۔ تواضع کا اس آیت سے پتہ چلتا ہے ''واخفض جناحك للمومنین،، (سورہ حجر) اور اپنے پہلو کو مومنوں کے لئے جھکا دیں۔ حسن اخلاق اس آیت سے ثابت ہوتا ہے ''فبما رحمة من اللہ لنت،، (سورہ آل عمران) اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ان کے لئے رحم دل ہوگئے۔ تواضع

وخاکساری اور حسن اخلاق کے تو آپ پیکر تھے اپنی زندگی کا ایک مختصر واقعہ قارئین کی نذر ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کس قدر اوصاف مذکورہ کے حامل تھے۔ سال رواں قبل عاشورہ بروز جمعہ میں رضا ٹاور سیوڑی ممبئی بغرض زیارت و ملاقات آپ کی خدمت میں پہونچا، سلام ودست بوسی کے بعد جمعہ تک مختلف موضوعات پر آپ نصیحت فرماتے رہے اور میں ہمہ تن گوش ہوکر سنتا رہا بعد نماز جمعہ مجھے (راقم الحروف) اور الحاج ذکر بھائی اشرفی ویرانی کو حضرت نے اپنے ساتھ کھانے کا حکم دیا جب ہم لوگوں نے کھانا شروع کیا۔ ضعف ونقاہت کا عالم ہاتھ میں سکت نہیں پھر بھی آپ کوشش یہ کررہے ہیں کہ اپنے ہاتھ سے کھانا ہمیں نکال کردیں، یہ ہے حضرت کی خاکساری کہ شاہ وقت ہوکر بھی ایک ادنیٰ کا کس قدر خیال فرماتے ہیں۔ یہ گھرانۂ رسول کا ہی حق ہے۔

ہر ستم پر کرم نوازش ہے
وہ گھرانہ حضور کا دیکھو

زہد کا مفہوم اس آیت سے معلوم ہوتا ہے''

وقال الذین اوتواالعلم ویلکم ثواب الله خیر لمن آمن وعمل صالحا،، (سورہ قصص) اور بولے وہ جنہیں علم دیا گیا خرابی ہو تمہاری اللہ کا ثواب بہتر ہے ان کے لئے جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے۔ دیکھنے والوں نے دیکھا، بتانے والوں نے بتایا اور لکھنے والوں نے لکھا کہ حضور شیخ اعظم کی پوری زندگی زہد و ورع سے عبارت تھی۔

دنیا کی محبت سے آپ کادل خالی تھا

حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک شخص کے قریب سے گزرے جو اینٹ کا تکیہ بنائے، کمبل میں لپٹا ہوا زمین پر سورہا تھا اور اس کی داڑھی اور چہرہ غبار آلود ہورہا تھا موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی! اے رب تعالیٰ تیرا یہ بندہ دنیا میں برباد ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی اور فرمایا''تمہیں پتہ نہیں جب میں کسی بندے پر اپنے کرم کے دروازے مکمل طور پر کھول دیتا ہوں تو اس سے دنیا کی الفت ختم کردیتا ہوں۔ (مکاشفۃ القلوب) حضور شیخ اعظم کا دل بھی دنیا کی محبت سے خالی تھا اگر آپ کو محبت تھی تو دینی اداروں سے، اگر چاہت تھی تو تبلیغ دین کی، اگر شوق تھا تو لائبریری بنانے کا، اگر تمنا تھی تو خانقاہ تعمیر کرنے کی، اگر خواہش تھی تو تنظیم بنانے کی، اگر آرزو تھی تو تحریک چلانے کی، اگر لگاؤ تھا تو مختار اشرف لائبریری سے، اگر پیار تھا تو جامع اشرف سے، حضر میں ہوتے تو جامع اشرف سفر میں ہوتے تو جامع اشرف، صحت میں ہوتے تو جامع اشرف، مرض میں ہوتے تو جامع اشرف، تنہائی ہوتی تو جامع اشرف، محفل میں ہوتے تو جامع اشرف۔ اس کی واضح اور بین دلیل یہ ہے کہ ایک انسان جب خدا کی بارگاہ میں دعا کرتا ہے اور اس کے کسی نیک بندے کو وسیلہ بناتا ہے تو کس مقصد کے تحت دعا کرتا ہے، کوئی اولاد کے لئے، کوئی مال وزر کے لئے، کوئی زمین جائداد کیلئے، کوئی دوکان ومکان کیلئے، کوئی کاروبار کے لئے تو کوئی بزنس اور تجارت کے لئے، مگر شیخ اعظم جب عطائے رسول سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی سنجری علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے تو سب سے پہلا سوال جامع اشرف کے بارے میں پیش کرتے، حضرت خود ہی فرمایا کرتے تھے''میں سلطان الہند کی بارگاہ ہر سال پہونچ کر جامع اشرف کا بجٹ پیش کردیتا ہوں جو کچھ کمی ہوتی ہے عطائے رسول نواز دیتے ہیں اور آپ

ہی کی عطا اور نوازش سے جامع اشرف چلتا ہے۔حضرت فرماتے ہیں ۔

ہے کرم یہ خواجۂ ہندالولی کا بالیقیں
جامع اشرف علم وحکمت کا بنامہر مبیں

اس کے بعد اگر کسی چیز کی طلب ہوتی تو اپنی صحت کی تا کہ اس کے ذریعہ دین متین کی خدمت ہو سکے اور مخدومی مشن کو خوب خوب فروغ ملے۔سچ فرمایا استاذ العلماء حضرت مولانا ارشد جمال اشرفی سابق استاذ جامع اشرف نے۔

تیرادورشہ جہانی، تیرارعب خاندانی
تیرانام شیخ اعظم ،تیراکام جاودانی
تیری خانقاہ ومسجد تیرے مدرسے کی رونق
تری عظمت و جلالت کی ہے مختصر کہانی

استقامت و کرامت کاحسین سنگم

آج کچھ لوگ کرامت کو ولایت اور تقرب الی اللہ کے لئے شرط قرار دیتے ہیں حالانکہ کرامت متقرب الی اللہ اور ولی سے صادر ہوتی ہے لیکن وہ اس کی پہچان اور معیار نہیں ہے۔رب قدیر کا ارشاد ہے ’’ان الذین قالوا ربنا الله ثم استقاموا فلا خوف عليهم ولا هم يحزنون،، (سورہ احقاف) بےشک وہ جنھوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر ثابت قدم رہے نہ ان پر خوف نہ ان کو غم۔اور یہ بھی کہا گیا ہے’’الاستقامة فوق الكرامة،، استقامت کا درجہ کرامت سے زیادہ ہے۔حضرت رابعہ بصریہ نہر فرات کے کنارے بیٹھی ہوئی تھیں،ایک فقیر آیا اور پانی پر مصلّی بچھا کر نماز پڑھنے لگا اور حضرت رابعہ سے کہا تم بھی اس طرح عبادت کرو، رابعہ نے فرمایا کیا معرفت حق کی دنیا کے بازار میں نمائش کرنا چاہتے ہو؟ یہ کہہ کر آپ نے چادر بچھائی اور ہوا میں معلق ہو کر نوافل پڑھنے لگیں پھر دریا کے کنارے آ کر درویش سے فرمایا بازار دنیا میں معرفت کی نمائش نہ کرو جو آپ نے کیا وہ ایک مچھلی کر سکتی ہے اور جو میں نے کیا وہ ایک چڑیا کر سکتی ہے معرفت حق کا مقام اس سے بھی بلند ہے اور درویش نادم ہو گیا۔

حضور شیخ اعظم کی زندگی کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ استقامت کے ساتھ ساتھ بہت سی کرامتوں کا صدور بھی آپ سے ہوا۔پوری زندگی سنت نبوی کی تفسیر تھی، کیوں نہ ہو جو عالم عشق کا تاجدار تھا،علوم وفنون کا شہسوار تھا،علم وفضل کا شہریار تھا، ملت بیضاء کا محافظ ،اسلام کا حامی وناصر اور ناموس رسالت کا پہریدار تھا جس نے دل کی ریگزار وادیوں میں عقیدت ومحبت کے پھول کھلائے، جو اپنے آقا کی چوکھٹ کا منگتا بن کر اپنی مسند فیض وعطا پر سلطان تھا۔حدیث قدسی ہے ’’لا يزال عبدى يتقرب الىّ بالنوافل حتى احببته فاذا احببته فكنت سمعه الذى يسمع به وبصره الذى يبصربه ويده التى يبطش بها ورجله التى يمشى بها وان سألنى لاعطينه ولئن استعاذنى لاعيذنه وما ترددت عن شئ انا فاعله ترددى عن نفس المومن يكره الموت وانا اكره مساء ته،،

(بخاری شریف:۲/۹۶۳)

میرا بندہ برابر نوافل کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کی سماعت بن جاتا ہوں جس سے سنتا ہے اور اس کی بصارت بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پیر بن

جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو میں ضرور اسے عطا کرتا ہوں اور اگر وہ میری پناہ پکڑے تو ضرور میں اسے پناہ دیتا ہوں اور کسی کام میں مجھے تردد نہیں ہوتا مگر مومن کامل کہ وہ موت کو پسند نہیں کرتا اور جو اسے پسند نہیں وہ مجھے پسند نہیں۔ اس حدیث قدسی کی روشنی میں جب حضور شیخ اعظم کو اللہ تقرب حاصل ہوگیا تو آپ سے کرامتوں کا صدور بھی ہوا۔ اس حقیقت کو اجاگر کرنے کے لئے ایک کرامت قارئین کی نذر ہے''ایک مرتبہ مسجد غیبن شاہ درگاہ نارائن نگر گھاٹکوپر ممبئی کے ٹرسٹ نے آپ کی اقتدا میں نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے آپ کو مدعو کیا۔ ان دنوں اس مسجد میں خطیب و امام کی حیثیت سے حضرت مولانا عابد حسین اشرفی (خلیفۂ شیخ اعظم) تھے۔ اراکین مسجد نے چالیس سے پچاس لوگوں کے کھانے کا انتظام کیا تھا کہ جو مریدین دور سے حضرت کے ساتھ آئیں گے انہیں کو کھانا کھلایا جائے گا لیکن بعد نماز جمعہ جب دسترخوان لگایا گیا تو دیگر عام مقتدیان بھی ان کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھ گئے۔ ادھر منتظمین پریشان ہوئے کہ اتنے لوگوں کے کھانے کا انتظام تو نہیں ہے حضرت نے ان کی پریشانی محسوس کرلی اور مولانا عابد سے فرمایا گھبرانے کی بات نہیں جس برتن میں کھانا ہے اسے سامنے رکھو اور کھانا نکالتے جاؤ مگر اس میں جھانکنا نہیں انشاء اللہ کھانا پورا ہوجائے گا۔ دیکھنے والوں نے دیکھا آج بھی اس علاقہ کے حاجی شریف کے ساتھ سیکڑوں لوگ گواہ ہیں کہ چالیس لوگوں کے کھانے کو چار سو سے زائد لوگ شکم سیر ہوکر کھائے اور پھر کھانا اتنا بچ گیا کہ بعد میں تقسیم کرنا پڑا۔

غبار راہ سے کہہ دو سنبھالے نشان قدم
زمانہ ڈھونڈے گا ان کو رہبری کے لئے
فنا کے بعد بھی باقی ہے شان رہبری تیری
خدا کی رحمتیں ہوں اے امیر کارواں تجھ پر

رب تبارک وتعالیٰ حضرت کے درجات کو بلند فرمائے اور صاحبزادوں کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ہم سب کو ان کے فیوض و برکات سے مالا مال فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین۔

☆☆☆☆

شیرازہ ہوا ملت مرحوم کا ابتر
اب تو ہی بتا تیرا مسلمان کدھر جائے
وہ لذت آشوب نہیں بحر عرب میں
پوشیدہ جو مجھ میں وہ طوفان کدھر جائے
ہرچند ہے بے قافلہ وراحلہ وزاد
اس کوہ و بیاباں سے حُدی خوان کدھر جائے
اس راز کو اب فاش کرا ے روح محمد
آیات الٰہی کا نگہبان کدھر جائے

☆☆☆☆

یہ سحر جو کبھی فردا ہے کبھی ہے امروز
نہیں معلوم کہ ہوتی ہے کہاں سے پیدا
وہ سحر جس سے لرزتا ہے شبستانِ وجود
ہوتی ہے بندۂ مومن کی اذاں سے پیدا
(ڈاکٹر اقبال)

شیخ اعظم اور تصوف و اخلاق

مولانا محمد یونس رضا برکاتی، دارالعلوم فیضان شاہ ثقلین قصبہ ککرالہ ضلع بدایوں

اسلام میں حسن اخلاق کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ اسلام اپنے متبعین کو نہ صرف اس کی تلقین و تاکید کرتا ہے بلکہ اعلیٰ اخلاقی زیور سے مزین ہونے اور بداخلاقی کے برے اثرات و نتائج سے آگاہ کرتے ہوئے اس سے بچنے کی بھی ہدایت کرتا ہے۔ پیغمبر اسلام کی بعثت کے اغراض و مقاصد میں سے مکارم اخلاق کو پایۂ تکمیل تک پہنچانا بھی ہے۔

حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم ارشاد فرماتے ہیں: بعثت لاتمم مکارم الاخلاق ۔میں اس لیے بھیجا گیا تاکہ اخلاقی خوبیوں کو کمال تک پہنچا دوں اور آپ کے اخلاق حسنہ کے متعلق قرآن ناطق ہے ''وانک لعلی خلق عظیم '' بلاشبہ آپ عظیم اخلاق کے مالک ہیں۔ انسان اگر اعلیٰ کردار، بلند اخلاق کے زیور سے آراستہ ہو جائے اور بداخلاقی و بدکرداری کے لباس کو اتار کر پھینک دے۔ درشتی سختی اور سنگ دلی اختیار کرنے کی بجائے تلطف و نرمی اور خوش خوئی کا مظاہرہ کرے تو اس کے گلشن حیات میں الفت و محبت اور اخوت و بھائی چارگی کے ایسے پھول مسکرا اٹھیں گے جن کی خوشبو سے مشام عالم معطر ہو جائے گا، ہر طرف چین و راحت اور امن و عافیت کی فرمانروائی ہوگی، ظلم و بربریت، قتل و غارت گری کا خاتمہ ہو جائے گا۔ اسلام کا یہ پیغام اخلاق آفاقی ہے اور ہر شخص کے لیے دعوتِ غور و فکر ہے۔

احادیث کریمہ کا مطالعہ کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے اخلاق پر بہت زیادہ زور دیا ہے، علماء کرام و مشائخ عظام جو وارث انبیاء ہوتے ہیں وہ اخلاق حسنہ، تواضع، عاجزی اور انکساری کا پیکر جمیل ہوتے ہیں اس لیے کہ بداخلاقی و بدکرداری اور غرور و تکبر علماء و صلحاء کی شان نہیں کیوں کہ یہ امراض قلب سے ہیں اور جو قلوب ان برائیوں کی آماجگاہ ہوتے ہیں ان میں اللہ و رسول کی محبت نہیں ہوتی اور ایسے لوگ علماء حق اور صلحاء و اولیاء نہیں ہو سکتے۔ قرب خداوندی کے حصول کے لیے ان قلبی امراض سے پاک و صاف اور منزہ ہونا چاہیے۔

تزکیۂ نفس، صفائے قلب اور اطاعت الٰہی کی وجہ سے اولیاء کرام کا ظاہر و باطن تقویٰ و طہارت سے آراستہ ہوتا ہے اور جو اعمال و افعال اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں وہ ان سے دور و نفور رہتے ہیں۔ اخلاق حسنہ سے مزین اولیاء کرام و علماء و صلحاء اتباع رسول ﷺ کا عظیم پیکر ہوتے ہیں۔ ان کی زندگی حضور ﷺ کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرنے اور آپ کے اعمال کی اقتداء میں گزرتی ہیں کیونکہ تصوف کی بنیاد حسن اخلاق پر ہے اولیاء کرام تصوف کو اخلاق سے تعبیر کرتے ہیں۔ حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تصوف خوش اخلاقی کا نام ہے۔ حضرت شیخ ابوبکر کتانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تصوف سراپا اخلاق ہے۔ حضور اقدس ﷺ حسن اخلاق اور خوش اخلاقی کی فضیلت کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں

''اکمل المومنین ایمانا احسنهم خلقا'' تم میں کامل ایمان والے وہ ہیں جن کے اخلاق سب سے اچھے ہیں۔ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا ''ان المومن لیدرك بحسن خلقه درجة الصائم القائم'' بندہ مومن اپنے اچھے اخلاق کی وجہ سے ان لوگوں کے مرتبہ ومقام کو حاصل کر لیتا ہے جو رات بھر نفل نماز اور دن بھر نفل روزے میں رہتے ہیں۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ''ان صاحب حسن الخلق لیبلغ به درجة صاحب صوم والصلوٰة'' بے شک آدمی اچھے اخلاق کے ذریعہ نفل روزہ رکھنے والے اور نفل نمازیں پڑھنے والے کا درجہ پالیتا ہے۔

مذکورہ احادیث شریفہ سے یہ معلوم ہوا کہ اخلاق کو اسلام میں ایک عظیم مقام حاصل ہے ایک خوش اخلاق انسان رات بھر عبادت کرنے والے اور دن بھر ہمیشہ روزہ رکھنے والے کا مقام ومرتبہ حاصل کر لیتا ہے۔ اولیاء کرام وصلحاء عظام حسن اخلاق کے ساتھ ساتھ قائم اللیل اور صائم النہار ہوتے ہیں اسی لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انہیں ایک خاص مقام حاصل ہوتا ہے۔

اولیائے کرام ومشائخ عظام کی زندگی عاجزی، نرم روی اور تواضع جیسے اوصاف سے مزین ہوتی ہیں کیو ں کہ تواضع و انکساری کے بارے میں حضور ﷺ نے ارشادفرمایا ''وما تواضع احد لله الا رفعه الله'' جو شخص اللہ تعالیٰ کے لیے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے رفعت عطا فرماتا ہے۔

حضور ﷺ کی سیرت طیبہ کا بنظر غائر مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تاجدار کائنات دین ودنیا کے بادشاہ ہونے کے باوجود حد درجہ متواضع، منکسر المزاج تھے۔ غلاموں مسکینوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا تناول فرماتے، چھوٹا ہو یا بڑا سلام کرنے میں سبقت فرماتے، غرباء وفقراء اور مساکین کی عیادت کے لیے تشریف لے جاتے، بڑوں کی تعظیم، چھوٹوں پر شفقت آپ کا طرۂ امتیاز تھا۔ آپ کا ارشاد مبارک ہے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ''لیس منا من لم یرحم صغیرنا ویوقر کبیرنا'' جو چھوٹوں پر شفقت اور بڑوں کی تعظیم نہیں کرتا وہ ہم سے نہیں۔

یہ سب وہ اوصاف حمیدہ اور خصائل کریمہ ہیں جن پر عمل پیرا ہونے سے قرب خداوندی حاصل ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ مرتبۂ ولایت عطا فرما کر اپنے خاص بندوں میں شامل فرمالیتا ہے، جو بندہ رضاء الٰہی کی خاطر علماء وصلحا کا احترام کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو رفعت وعظمت اور قدر ومنزلت عطا فرماتا ہے۔ لوگوں کے قلوب اس کے لیے مسخر کر دیتا ہے، حسن اخلاق، بلندئ کردار، تواضع، عاجزی، بڑوں کا ادب اور علماء وصلحاء کا احترام یہ سب چیزیں اللہ رب العزت نے مخدوم العلماء شیخ اعظم حضرت مولانا سید شاہ محمد اظہار اشرف اشرفی جیلانی کی ذات میں بدرجۂ اتم ودیعت فرمائی تھیں۔ وہ علماء و مشائخ جنہوں نے شیخ اعظم کی حیات مستعار کا مطالعہ کیا ہے ان کے ساتھ نشست وبرخاست کا موقع ملا ہے وہ اس امر کے شاہد ہیں کہ آپ کی زندگی اخلاق حسنہ، عاجزی وانکساری، تواضع وبردباری اور اسوۂ مصطفیٰ کی منہ بولتی تصویر تھی۔ تکبر وغرور کا ان کے یہاں کوئی گذر نہ تھا۔ شریف الاولیاء مولانا شاہ شرافت علی میاں علیہ الرحمہ فرماتے ہیں شریف انسان علم حاصل کرنے کے

بعد متواضع اور منکسر المزاج ہو جاتا ہے اور شریر و خسیس شخص علم حاصل کرنے کے بعد متکبر و مغرور ہو جاتا ہے اور تکبر گمراہی کا پہلا زینہ ہے۔

حضرت شیخ اعظم اپنی پوری زندگی میں انسانیت کو راہ راست پر لانے کی کوشش کرتے رہے اور لوگوں کو تعمیر اخلاق حسنہ کی تعلیم دیتے رہے۔ آپ کے ہر قول و فعل کا مقصد تزکیۂ نفوس اور تطہیر قلوب تھا۔

کتب تصوف کا مطالعہ کرنے کے بعد جب تصوف کے حوالہ سے صوفیاء کرام، مشائخ عظام کی تعلیمات اور ان کے آراء و افکار کے متعلق غور کرتے ہیں تو تصوف کا خلاصہ یہ نکلتا ہے کہ تزکیہ و احسان، توبہ و استغفار، صبر و شکر، توکل و قناعت، استقامت فی الدین، تعمیر اخلاق حسنہ، فکر و تدبر، تقویٰ و خشیت الٰہی، ریاضت و مجاہدہ، حب الٰہی، ذکر و دعا، رغبت و رجوع الی اللہ، اور فقر وغیرہ کا نام تصوف ہے۔ آپ شیخ اعظم کی حیات میں ان سب چیزوں کو بدرجۂ اتم پائیں گے۔ آپ کی زندگی ان کی عملی تفسیر تھی۔

☆☆☆☆

مسلمانو! جاگو!

''اے لوائے اشرفی اٹھانے والو! اب تمہارا انتظار ہے کیا تم میں کوئی زمین دار ہے جو جائداد کو چھوڑ کر، کوئی وکیل ہے جو اپنی پریکٹس کو ٹھکرا کر کوئی تاجر ہے جو اپنی دکانیں بند کر کے، کوئی صاحب اولاد ہے جو اپنی اولاد کو تج کر، کوئی صاحب عزت وجلال ہے جو اپنی عزت وجلال کو لات مار کر اس مقدس جھنڈے کے نیچے آجائے جس کے نیچے آنے کی حسرت اسلاف اپنے سینوں میں لے گئے۔ مسلمانو! جاگو! اشرفیو اٹھو اٹھو، کم کھاؤ، کم قیمت پہنو، مال و دولت کو اسلام پر قربان کردو، بھائیو! اسلام کی حالت ہندوستان میں بہت تاریک ہوگئی ہے، بت پرستوں نے حق پرستوں پر دھاوا بول دیا ہے فرزندان اسلام آگ میں جاتے ہیں، حلقہ بگوشان اسلام قہر و جبر کے زنجیر و سلاسل میں گرفتار کیے جاتے ہیں اسلام ایک غریب الوطن مہمان ہو چکا ہے اور کوئی میز بان نہیں پاتا، کیا تم نے اسلام کی صدائے تخویف کو نہ سنا ڈرو تم اس دن سے یارو، جس دن کہوں گا میں امی لقب سے کہ مجھ سا مہمان کا جہاں میں نہ کوئی پرساں نہ میز باں تھا''

(اعلیٰ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ)

☆☆☆☆

شیخِ اعظم سراپا ایثار تھے

مفتی محمد زبیر القادری برکاتی مصباحی،
خلیفۂ حضور نظمی میاں واڈیٹر ماہنامہ سنّی دعوت اسلامی دار العلوم غوثیہ ضیاء القرآن کرلا ویسٹ ممبئی

اللہ عزوجل کے محبوب دانائے خفایاوغیوب سرورکائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مقدسہ کے بعد نبوت کا دروازہ تو بند ہوگیا مگر سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبیت کے تصدق آپ کی امت پر اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ خصوصی انعام ہوا کہ اس نے اس امت کو ہر دور میں اپنے محبوبین ومقربین سے نوازا۔ یہ مقربین بارگاہ صبح قیامت تک اپنے روحانی وعرفانی برکات سے اہل عالم کو فیض یاب فرماتے رہیں گے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان نبوت سے دلوں کی تاریک زمینوں کو منور ومجلّی کرتے رہیں گے انہیں کی شان بیان فرماتے ہوئے آقائے دوجہاں حضور رحمت عالم سرورکائنات ارواحنا فداہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ’’علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل ،، میری امت کے علماء ربانیین بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں اور خداوند قدوس جل جلالہ نے اپنے مقدس کلام میں ارشاد فرمایا’’ یرفع اللہ الذین اٰمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات ،، اللہ تمہارے ایمان والوں کے اور ان کے جن کو علم دیا گیا درجے بلند فرمائے گا۔(سورہ مجادلہ آیت ۱۱)

یہ وہ نفوس قدسیہ ہیں جو علم وعمل کا سنگم ہوتے ہیں جو امت کے لئے چراغ کی حیثیت رکھتے ہیں جن کی حیات مقدسہ شریعت کا آئینہ دار ہوتی ہے اور امت کے لئے مشعل راہ ہوتی ہے۔

انہیں نفوس قدسیہ میں سادات کچھوچھہ مقدسہ کے چشم وچراغ، گل گلزار اشرفیت، عالم اسرار شریعت، غواص بحر معرفت، سراپا خیر وبرکت، عارف باللہ واصل الی اللہ، حضور مخدوم المشائخ کے سچے جانشین شیخ اعظم مخدوم العلماء حضرت العلام سید شاہ محمد اظہار اشرف اشرفی جیلانی قدس سرہ القوی کی ذاتِ بابرکات ہے۔ جن کی نگاہ معرفت نے ہزاروں گم گشتگان راہ کو راہ حق پر گامزن کردیا۔ لاکھوں فرزندان اسلام کے دلوں میں معرفت الٰہی وعشق رسول کی شمع روشن فرمائی۔ آپ نے دعوت دین کی راہ میں بے پناہ محنت ومشقت اٹھاتے ہوئے بہت ہی قلیل عرصہ میں وہ عظیم نمایاں کارنامے انجام دئے جن سے امت مسلمہ رہتی دنیا تک فیضیاب ہوتی رہے گی۔

یوں بھی حضور شیخ اعظم قدس سرہٗ کا تعلق اس عظیم خانوادہ سے ہے جو تقریباً سات صدی سے ہندوبیرون ہند میں اسلام کی مقدس کرنیں بکھیر رہا ہے اور معرفت الٰہی کے گوہر لٹا رہا ہے جس کے احسانات کے بارسے مسلمانان ہند کبھی سبکدوش نہیں ہوسکتے۔ جس کے روح رواں وقافلہ سالار حضور غوث العالم محبوب یزدانی سلطان سید محمد اشرف جہانگیر مخدوم سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا ہیں۔ جن کا آستانہ مبارکہ آج بھی مرجع خلائق بنا ہوا ہے۔

حضور شیخ اعظم جو ایک طرف جید باصلاحیت عالم تھے تو دوسری طرف پیر طریقت بھی تھے مگر آپ نے پیری

مریدی کو اپنا پیشہ یا ذریعۂ معاش نہیں بنایا بلکہ دعوت دین اوراحیاء سنت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم کا ذریعہ بنایا۔ اپنے وقت کے ایک بہترین داعی اسلام اورقوم کے رہبر تھے جن کے اندر خدمت دین کا جذبۂ بیکراں موجزن تھا۔ جس کا واضح وبین ثبوت آپ کے وہ عظیم کارنامے ہیں جو آج کے داعیان اسلام کے لئے مشعل راہ رہیں۔

کم سنی میں تشنگان علوم دینیہ کے لئے جامع اشرف جیسے عظیم دینی قلعہ کا منصوبہ بنانا پھراس کے لئے انتہائی جانفشانی اور ہرطرح کی قربانی پیش کرنا اورامت مسلمہ کوعلم کی شاہراہ پر گامزن کرنے اور دینی معلومات واکتشافات میں دلچسپی پیدا کرکے اسے اوج ثریا کی بلندی پر پہنچانے کے لئے ایک عظیم الشان لائبریری قائم کرنا، مسلسل تبلیغی دورے فرما کرقوم وملت کی اصلاح کی بھرپورکوشش کرنا یہ آپ کے حقیقی وارث انبیاء اورایک مخلص داعی اسلام ہونے کی سب سے مضبوط دلیل ہے۔

ایک مخلص مبلغ اسلام اورداعی اسلام دین کے اندرجواوصاف وخصوصیات پائے جاتے ہیں وہ آپ کی ذات میں بدرجۂ اتم موجود تھے۔ آپ انتہائی رحم دل، نرم خو، سخی، منکسرالمزاج متواضع تھے مگر دین اورشریعت کے معاملے میں سخت بے باک اورحق گو تھے۔ قلندرلاہوری ڈاکٹر اقبال کے اس شعر کے مصداق تھے۔

آئین جواں مرداں حق گوئی وبے باکی
اللہ کے شیروں کوآتی نہیں روباہی

ایک بہترین داعی اسلام کی ایک پہچان یہ بھی ہے کہ وہ بلاخوف لومۃ لائم حق گوئی کا مظاہرہ کرتا ہے۔ ایک پیرکی حیثیت درحقیقت ایک داعی اسلام اورمبلغ اسلام کی ہوتی ہے مگرالا ماشاء اللہ اکثر پیراہل ثروت وارباب اقتدارکودعوت دین پیش نہیں کرپاتے اوران کی اصلاح کی کوشش نہیں کرپاتے جس کی وجہ سے پورامعاشرہ اسلام سے نفرت وبیزاری اوربے راہ روی کا شکار ہوجاتا ہے۔ لیکن حضورشیخ اعظم علیہ الرحمہ نے اپنے اجداد کے نقش قدم پرچلتے ہوئے اہل ثروت وارباب اقتدارکی بھی اصلاح فرمائی ہے۔ بلکہ اکثر اصحاب ثروت واقتدارکوآپ نے دینی کاموں کی طرف گامزن کردیا جو دینی اداروں کے قیام وانتظام اوردینی کتابوں کی تصنیف وتالیف اورطباعت واشاعت کی خدمات میں مصروف ہیں۔ حضورشیخ اعظم قدس سرہٗ کی شخصیت بحثیت ایک مخلص ومربی داعی اسلام کے باکمال نظرآتی ہے۔ جس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ دورحاضر کے علماء کرام کا ایک جم غفیر آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہے جب کہ کوئی عالم دین بیعت وارادت کے لئے اگرکسی کی طرف رجوع کرتا ہے تووہ اس کے ایمان وعقیدے اورشریعت کے معاملے میں پرکھ کرکچھ کمالات دیکھ کرہی رجوع کرتا ہے جنہوں نے بھی آپ کوقریب سے دیکھا وہ یہ کہنے پرمجبور ہوگئے کہ آپ نیک نیتی، خلوص وسچائی، علم دوستی جیسے اعلیٰ اخلاق وکرداراور پاکیزہ خیال کے مالک تھے، جن کا دل محبت الٰہی کے چشمہ سے سیراب تھا، جودین کی راہ میں سراپا ایثار تھے، آپ نے اپنی جان ومال راحت وآرام الغرض ہرچیز کا اللہ عزوجل سے سودا کرلیا تھا۔ جن کے حیات آفریں پیغام نے سیکڑوں علماء کرام کے اندرخدمت دین اورمخلصانہ دعوت اسلام کا عظیم جذبہ پیدا کردیا۔ آج اسلام کی نشرواشاعت اورتبلیغ دین کے لئے ایسے ہی داعی اسلام اوررہبرورہنما کی ضرورت ہے جس کی مساعی جمیلہ سے گلشن اسلام بارونق ہوسکے۔

فنا کے بعد بھی باقی ہے شان رہبری تیری
خدا کی رحمتیں ہوں اے امیر کارواں تجھ پر

☆☆☆☆

شیخ اعظم کا مرتبۂ یقین

مولانا محمد فیاض عالم اشرفی جامعی، استاذ جامعہ شاہ جنگی پیر بھاگلپور

گل گلزار اشرفیت، معدن انوار قادریت حضرت علامہ مولانا الحاج سید شاہ محمد اظہار اشرف اشرفی جیلانی علیہ رحمۃ الباری سجادہ نشین آستانۂ عالیہ اشرفیہ حسنیہ سرکاں و بانی جامع اشرف کچھوچھہ شریف عالم اکمل، فاضل اجل، شیخ اعظم، جامع علوم اسلامیہ، مبلغ شریعت حقہ ہونے کے ساتھ ساتھ اچھے شاعر، عمدہ تحریر کے مالک اور اوراد و وظائف، اعمال واذکار کے حامل بھی تھے۔

دستار فضیلت و سند فراغت کے بعد چند سال جامعہ نعیمیہ مرادآباد جیسی معیاری درسگاہ میں تدریسی خدمات بھی آپ نے انجام دی ہیں لیکن پروگرام میں کثرتِ آمد ورفت کے باعث بایں خیال کہ طلبہ کا نقصان ہوگا تدریس سے علیحدگی اختیار کر لی۔ الحمد للہ آپ کی حیات و خدمات کا ہر پہلو تاباں و درخشاں تھا۔ آپ ان جانباز اور صحیح جذبات رکھنے والوں میں تھے جن کے کارناموں اور یادگاروں کو دنیا نے صفحۂ قرطاس پر جلی قلم سے لکھا اور سبق علم وآگہی حاصل کیا۔

فقیر راقم السطور نے حضرت موصوف کو بہت قریب سے دیکھا ہے۔ آپ اپنے ذہن وفکر میں ملت کا درد، سنیت کے فروغ کی فکر اور فلاح و بہبود کا غیر معمولی جذبہ رکھتے تھے۔ آپ کے عزائم بہت تھے ان ہی میں ایک ادارہ کا قیام تھا جس میں درس نظامی کی مکمل تعلیم و تربیت، حفظ وقرأت، عربی، انگریزی بولنے، لکھنے پر قدرت، دور حاضر کے تقاضے کے پیش نظر صحافت ومقالہ نگاری اور بہت ساری کتابوں پر مشتمل ایک اہم لائبریری، ایک پریس جس میں اہل سنت وجماعت سے منسلک بہت ساری کتابوں کی اشاعت شامل تھی۔ آپ کے قلب وجگر میں یہ بھی امنگ تھی کہ جامع اشرف سے فارغ ہونے والے علماء، فضلاء عالم اسلام میں عربی و انگریزی دونوں زبان میں دین متین کی کامیاب خدمات انجام دیں۔ ماشاء المولیٰ تبارک وتعالیٰ حضرت موصوف نے اپنے سارے ذہنی ارادوں کو عملی جامہ پہنانے اور جامع اشرف کے عروج و ارتقاء کے لئے سعی بلیغ فرمائی۔ ہندو بیرون ہند کا طوفانی دورہ فرمایا ایسی لگن تھی کہ رات، دن، اُٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، جلوت میں، خلوت میں، سفر میں، حضر میں غرض کہ ہر جگہ ہر وقت جامع اشرف کی ترقی، اپنے عزائم صادقہ کی تکمیل کی فکر دامن گیر رہی۔ اپنی صحت وتندرستی کا کچھ خیال ولحاظ نہیں۔ اپنے گھر کی کچھ پرواہ نہیں، کوئی چرچہ نہیں جب سنتے تو بس جامع اشرف گویا جامع اشرف حضرت موصوف کا اوڑھنا بچھونا ہوگیا تھا۔ الحمد للہ حضرت کا خلوص رنگ لایا، محنتیں وصول ہوئیں اور تقریباً سارے ارادے و عزائم پایۂ تکمیل کو پہونچے۔ آج خانقاہ اشرفیہ حسنیہ سرکار کلاں، جامع اشرف، اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کے مزار کی جتنی عمارتیں دعوت نظارہ دے رہی ہیں اکثر وبیشتر آپ ہی کی رہین منت اور کد وکاوش کا نتیجہ اور مساعی جمیلہ کی منہ بولتی تصویر ہیں۔

آفتاب آمد دلیل آفتاب

ایک دن حضرت موصوف استاذ گرامی حضرت علامہ مفتی عبدالجلیل نعیمی اشرفی علیہ الرحمہ کی درسگاہ میں تشریف فرما

تھے۔ ناچیز بھی حاضر تھا جامع اشرف کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ''مفتی صاحب! آپ میرا ساتھ دیجئے تو میں پانی میں آگ لگا دوں'' اندازہ لگایئے کیسا عزم و استقلال اور جذبۂ صادق تھا۔ ایسی گفتگو انہیں حضرات کی ہوتی ہے جو حقیقی اور سچی کارکردگی کا حوصلہ اور خدمت دین حنیف کا بے لوث قابل تقلید اُسوہ رکھتے ہیں، انہیں جاں نثاروں اور جانبازوں کے تعلق سے کسی نے کہا ہے۔

دشت تو دشت ہے دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

حضرت علیہ الرحمہ گاہ بگاہ اساتذہ وطلبہ سے عربی بولتے تھے اور انتہائی خواہش رکھتے تھے کہ جامع اشرف میں عربی بول چال کا ماحول بن جائے۔ اسی طرح فارغین کی ترقی کا ہر ممکن کا خیال رکھتے تھے۔ ان کی حوصلہ افزائی فرماتے تھے چنانچہ مجھ سے حضرت نے فرمایا کہ ''وظائف اشرفی'' میں بڑی تفصیل ہے اس کو مختصر کر کے ''اورادِ اشرفی'' کے نام سے شائع کرنا ہے۔ اس کی تالیف آپ کے ذمہ ہے مؤلف میں آپ کا نام رہے گا اسی طرح آپ کا حوصلہ بلند ہوگا اور بتدریج تجربہ حاصل ہو جائے گا۔ میں نے حضرت کے حکم کی تعمیل کی اور مفتی صاب علیہ الرحمہ نے نظر ثانی فرمائی پھر آپ نے ایک مضمون تحریر فرمایا جو ''اوراد اشرفی'' میں بعنوان تقریظ جلیل موجود ہے وہ یہ ہے۔ مادیت کے اس تیز رفتار دور میں طمانیت قلب کا حاصل ہونا بعید سے بعید تر ہو گیا ہے اور آج صرف مادیت پر بھروسہ کرنے والا اپنی تاریک زندگی میں ایک روشنی کا متلاشی ہے۔ تا کہ اس کی روشنی میں رہ کر خوف وخطر کی منزلوں سے دور رہ سکے۔ موجودہ دور کے اس شدید تقاضا کو سامنے رکھتے ہوئے حضرت مولانا محمد فیاض عالم صاحب اشرفی مدرس جامع اشرف نے اوراد اشرفی کو مختلف کتابوں اور زیادہ تر وظائف اشرفی سے انتخاب کر کے مرتب فرمایا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ان تمام اوراد کی پابندی سے جہاں قلبِ پریشان کو سکون حاصل ہوگا وہیں قرب الٰہی کا سبب بھی بنے گا یہی مقصد زندگی بھی ہے۔ مولانا موصوف نے ترتیب کا کام بہت ہی حسن وخوبی سے کیا ہے اور ان تمام ضروری اوراد و وظائف کو یکجا جمع کر دیا ہے جس کی اکثر ضرورت ہوا کرتی ہے مولیٰ تبارک وتعالیٰ مولانا موصوف کو جزاء خیر عطا فرمائے آمین (ملخصاً)

کچھ لوگ حضرت موصوف کے بارے میں بولتے تھے کہ حضور شیخ اعظم بڑے جلالی ہیں، بہت جلد ناراض ہو جاتے ہیں لیکن حضرت کی شان میں مطلقاً ایسی گفتگو اچھی نہیں ہے۔ میرا مشاہدہ وتجربہ ہے کہ حضرت تک غلط و بے جا باتیں پہونچ جاتیں تو یقیناً جلال آجاتا اور آنا بھی چاہئے لیکن اگر حقیقت سامنے آجاتی یا غلطی کرنے والا احساس واعتراف کر کے معافی طلب کر لیتا تو جلال جمال میں تبدیل ہو جاتا پھر بڑی شفقت سے پیش آتے یہ جگ بیتی نہیں آپ بیتی نقل کر رہا ہوں کہ حضرت شیخ اعظم علیہ الرحمہ اپنے دور اہتمام میں مدرسین کے مابین کتابیں از خود تقسیم فرماتے تھے اور نظام الاسباق خود سے ترتیب دیتے تھے۔ ایک مرتبہ تقسیم کتب کے درمیان کسی مدرس کی نازیبا حرکت سے حضرت کو تکلیف پہونچی تو حضرت ناراض ہوگئے۔ میں سمجھ نہ سکا کہ مجھ پر ناراضگی کا سبب کیا ہے؟ جب کتابیں تقسیم ہوگئیں تو وہاں سے باہر آیا خادم خانقاہ منیجر مطلوب مرحوم سے ملاقات ہوئی انہوں نے مجھ سے پوچھ لیا کہ مولانا بھائی کس پر ناراض ہو رہے تھے تو میرا دل قابو سے باہر ہو گیا اور میری آنکھیں اشک بار ہو گئیں۔ جب حضرت اپنی قیام گاہ پر پہونچے تو منیجر مطلوب مرحوم نے حضرت سے میرا تذکرہ کر دیا حضرت نے مجھے طلب فرمایا میں بعجلت ممکنہ حاضر ہوا تو آپ نے پر جلال انداز میں فرمایا مولانا! آپ کے اشک بار ہونے کی وجہ؟ میں نے

عرض کی حضور! مجھ سے دانستہ کوئی غلطی، گستاخی نہیں ہوئی ہے اور حضرت مجھ سے ناراضگی ظاہر فرما رہے ہیں اسی سوچ میں میری آنکھیں نم ہوگئیں۔ میں آپ سے ناراض نہیں ہوں پھر بڑی شفقت سے پیش آئے، دسترخوان بچھا تھا حضرت نے مجھے کھانے کو کہا اور کافی دیر تک دل بستگی کی باتیں کیں اور نشیب وفراز سمجھائے۔ بلاشبہ آپ ڈاکٹر اقبال کے اس شعر کے مصداق تھے۔

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

حضور شیخ اعظم علیہ الرحمہ نے اوراد و وظائف، اذکار واعمال کی چلہ کشی مدینہ طیبہ میں بحالت روزہ کی ہے بعض وظیفے ایسے بھی تھے جس میں ایک چنا سے سحری اور ایک سے افطار اور چند گھوٹ پانی پر ہی اکتفاء کیا ہے۔ بڑی جفاکشی اور محنت شاقہ آپ نے فرمائی ہے یہی وجہ تھی کہ آپ کے دم ،نقوش ،تعویذات میں اچھی خاصی تاثیر پائی جاتی تھی جب کوئی آسیب زدہ یا سحر کا مارا آپ کی خدمت میں پہونچتا تو اولاً صرف دم فرما دیتے یا نقوش وتعویذات ہی پر اکتفاء کرتے لوگ شفا پا لیتے لیکن ایسا بھی کبھی معاملہ درپیش ہوا کہ آسیب وجن ضد میں آکر بکواس کرنے لگتا تو حضرت علیہ الرحمہ پرجلال انداز میں اپنا مخصوص طریقۂ ترکیب استعمال فرماتے یعنی ایک چاقو پر دم کر کے زمین پر دباتے تو آسیب وجن چیخ و پکار کرنے لگتا جس قدر چاقو زمین کے اندر داخل کیا جاتا اس کی پریشانی بڑھتی جاتی، آہ وواویلا اور چیخ وپکار میں زیادتی ہوجاتی نتیجہ یہ برآمد ہوتا کہ آسیب وجن ہمیشہ کے لئے بھاگ جاتا یا جل جاتا۔ ذٰلِكَ فَضۡلُ اللّٰهِ يُؤۡتِيۡهِ مَنۡ يَّشَاۤءُ۔

صوبہ بہار میں ایک موقع ایسا بھی آیا کہ کسی بدعقیدہ سے بات چیت میں تیزی پیدا ہوگئی تو آپ نے فرمایا تم خود کو حق پر کہتے ہو تو آگ جلائی جائے ہم اور تم دونوں ایک ساتھ جلتی آگ میں ہاتھ ڈال دیں جو حق پر ہوگا اس کا ہاتھ نہیں جلے گا اور جو باطل پر ہوگا اس کا ہاتھ جل جائے جائے گا بد عقیدہ نے جب حضرت کی زبانی یہ بات سنی تو استنجاء کا بہانہ لے کر راہ فرار اختیار کرلیا اور پھر واپس نہ آیا۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

آئینِ جواں مردی حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

یادیں اور باتیں بہت ہیں مگر خلاصۂ تحریر یہ ہے کہ در حقیقت خداوند قدوس کا فضل، رسول کریم کی رحمت ورافت، غوث پاک کا کرم، خواجہ غریب نواز کی نوازش، محبوب یزداں کا فیضان، مخدوم الآفاق کی توجہ، اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کی نگاہ کیمیا اثر تھی کہ اشاعت دین متین اور عالم ربانی مولانا احمد اشرف علیہ الرحمہ کے بلند پایہ تخیل کی تکمیل مخدوم المشائخ کی دعائے سحر گاہی سے حضور شیخ اعظم کے ہاتھوں انجام پذیر ہوئی ۔مولیٰ تبارک وتعالیٰ بطفیل حبیبہ الاعلیٰ علیہ التحیۃ والثناء آپ کی تربت پر انوار وبرکات کی موسلا دھار بارش برسائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام بخشے اور آپ کے فیضان کو عام وتام فرمائے آمین۔

آپ کے خلف اکبر قائد ملت حضرت مولانا الحاج سید شاہ محمد محمود اشرف اشرفی جیلانی مدظلہ العالی ناظم اعلیٰ جامع اشرف وسجادہ نشیں آستانہ عالیہ اشرفیہ حسنیہ سرکار کلاں حضرت شیخ اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کی حیات ہی میں تمام ذمہ داریاں سنبھال چکے تھے اور بحسن وخوبی انجام دے رہے ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ ان کو مزید عزم واستقلال اور صحت وتندرستی بخشے اور تمام برادران واہل خاندان وپسماندگان ومریدین ومعتقدین ومتوسلین کو صبر جمیل واجر جزیل مرحمت فرمائے۔ آمین۔

☆☆☆☆

حضور شیخ اعظم کا عزم و استقلال

مفتی محمد شمس القمر قادری فیضی، استاذ دارالعلوم بہار شاہ فیض آباد

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿و اذا عزمت فتو کل علی اللّٰہ﴾ (آل عمران آیت) شیخ اعظم حضرت علامہ الحاج سید اظہار اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ بلا شبہ آپ حلم و وقار اور سنجیدگی کے پیکر اور ایک عظیم بلند ہمت متقی اور عظیم شخصیت کے مالک تھے۔ آپ کا احساس ہمیشہ دین الٰہی سے وابستہ تھا۔ آپ عزم و استقلال کے کوہ ہمالہ اور وقار و صبر و تحمل کے ایسے جبل شامخ تھے کہ افکار و حوادث کے طوفان بھی متزلزل نہیں کر سکتے تھے۔ بلا شبہ واہب لا یزال نے آپ کو عزم و استقلال سے مالا مال کر دیا تھا، آپ ہر کام میں توکل علی اللہ کو مقدم رکھتے گویا کہ آپ کو یہ کہا جائے کہ آیت کریمہ ﴿و اذا عزمت فتو کل علی اللّٰہ﴾ کے مکمل آئینہ دار تھے تو بیجا نہ ہوگا۔ آپ بلندی نسب کے ساتھ بلند پایہ عالم دین بھی تھے۔ کاروانِ حیات کے ہر شعبے میں بڑی گہری سوچ رکھنے اور حقائق کی غوطہ وری کرنے والے اور بڑے حاضر دماغ تھے۔ انہیں اوصاف کی فراوانی تھی کہ آپ اسلامی تاریخ کی معروف و مشہور شخصیت قرار پائے اور ظاہر ہے کہ اس قدر غیر معمولی شہرت و مقبولیت کا راز کچھ ضرور ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ حضور شیخ اعظم کا عزم و استقلال ہی وہ راز دروں ہے۔ جو وقت کی پکار پر ملت اسلامیہ کی زلف برہم کو سنوارنے کے لئے وقتاً فوقتاً آشکار ہوتا رہا۔ آج ایک چھوٹا سا مکتب نظم کے ساتھ چلا نا ہو تو جوئے شیر لانے کے مترادف معلوم ہوتا ہے تجربات و تجزیات گواہ ہیں کہ اس راہ میں نہ جانے کتنے تھک کر بیٹھ گئے مگر حضور شیخ اعظم نے یہ کہتے ہوئے ثابت فرما دیا کہ ؎

میں کہاں رکتا ہوں عرش و فرش کی آواز سے
مجھ کو جانا ہے کہیں اونچا حد پرواز سے

حضور شیخ اعظم عظیم قوت ارادی کے مالک تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی زندگی کے جو اہم کارنامے شمار کئے جاتے ہیں ان میں سب سے اہم ''جامع اشرف کا قیام''، مختار اشرف لائبریری، مولانا احمد اشرف ہال، مسجد اعلیٰ حضرت اشرفی میاں، نور العین پارک، خانقاہ اشرفیہ کی توسیع، ماہنامہ غوث العالم، غوث العالم میموریل ایجوکیشنل سوسائٹی۔ ظاہر ہے کہ اتنے بڑے بڑے کارنامے انجام دینے کے لئے عزم کا دھنی، استقلال کا پہاڑ جب تک نہیں ہوگا ہجوم آشیاں اور گردش زمانہ کا جواب نہیں بن سکتا۔

اب آیئے حضور شیخ اعظم کے عزم و ارادہ کو دیکھیں کہ آپ ملت اسلامیہ کے حوالہ سے کس قدر خوش فکر تھے جس کی تازہ مثال جامع اشرف ہے جس کو نہ صرف دارالعلوم بلکہ وہ اپنی زندگی ہی میں سرزمین کچھوچھہ شریف پر ایک مسلم یونیورسیٹی کے خواب کو شرمندۂ تعبیر کرنے کے لئے میدان عمل میں اُترے تھے چنانچہ آپ فرماتے ہیں ''میرے دادا نے ایک ایسا ادارہ قائم کرنے کا منصوبہ بنایا تھا جو ہندوستان میں تمام علوم اسلامیہ کا مرکز ہو میرے دادا کی عمر نے وفا نہیں کیا۔

میں نے اپنے دادا کی خواہش کی تکمیل کا بیڑا اٹھایا ہے۔ انشاء اللہ العزیز جامع اشرف مستقبل قریب میں میرے دادا کی خواہش کے مطابق تمام علوم اسلامیہ کا مرکز ہوگا''
(معارف شیخ اعظم فروری ۲۰۰۷ء)

بلاشبہ شیخ اعظم نے اسی عزم واستقلال کے ساتھ دادا کے خواب کو شرمندۂ تعبیر بنانے کے لئے اپنی جوانی صرف کردی اور ملک و بیرون ملک کا ہنگامی دورہ شروع کردیا چنانچہ گاؤں گاؤں، قصبہ شہر پیدل، بیل گاڑی، موٹر سے چل کر اسلام کا پیغام اور اسے استحکام بخشنے کے لئے جامع اشرف یونیورسٹی کے قیام کے منصوبے کو پیش کیا اور اس راہ میں نہ جانے کتنی صعوبتوں اور مشقتوں کا سامنا کرنا پڑا مگر عزم واستقلال کے اس کوہ گراں نے ہر ایک کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور اپنے اخلاق کریمانہ اورصبر وتحمل کے ساتھ دنیا کو دکھا دیا کہ اللہ کی راہ میں چلنے والا مسافر کبھی تھکتا نہیں وہ آسمان کی بجلیوں سے کبھی گھبراتا نہیں بلکہ وہ خود انہیں یہ کہہ کر جواب دیتا ہے کہ

نشیمن پر نشیمن اس طرح تعمیر کرتا جا
کہ بجلی گرتے گرتے آپ خود بیزار ہوجائے

آیئے حضور شیخ اعظم کے عزم استقلال کا ایک جیتا جاگتا ثبوت خود انہیں کی زبانی ملاحظہ کریں فرماتے ہیں کہ ''تعلیمی کنونشن کے بعد میں نے خانقاہ اشرفیہ کے ہال میں تعلیم شروع کردی۔ تعلیم تو شروع ہوگئی لیکن تعلیم کے لئے ایک مستقل درسگاہ اور بچوں کی رہائش کے لئے دارالاقامہ کی شدید ضرورت تھی۔ جن لوگوں نے اپنے تعاون کی یقین دہانی کرائی تھی ان میں سے اکثر لوگ جامع اشرف کی تعمیری مرحلہ کے آغاز میں کنارہ کش ہو گئے۔ اس وقت ہندوستان میں میرے مریدین جامع اشرف کی اس فوری ضرورت کو پورا کرنے کے قابل نہیں تھے میں پریشانی کے عالم میں سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور اپنے دکھ اور درد کو بیان کرکے بارگاہ غوث اعظم میں استغاثہ پیش کیا۔ پھر جب واپسی میں دبئی پہونچا تو جناب ہاشم رضا (جو پاکستان کے رہنے والے ہیں) نے جامع اشرف کی تعمیر سے متعلق میرے عزم و ارادہ کو سن کر فوری طور پر جامع اشرف کی درسگاہ اور ہاسٹل کے لئے اکتیس کمروں کی تعمیری پیش کش کی۔ مجھے امید نہیں تھی کہ جامع اشرف کی درسگاہ اور ہاسٹل کی یہ ضرورت اتنی جلد پوری ہو جائے گی۔ یہ سب سرکار غوث اعظم اور خواجہ پاک غریب نواز کا کرم ہے''(معارف شیخ اعظم صفحہ نمبر ۶۶)

قارئین کرام کو مذکورہ بالا عبارت سے اندازہ ہوگیا ہوگا کہ حضور شیخ اعظم ملت اسلامیہ کی ترقی اور اس کی تئیں کس قدر سنجیدہ تھے۔ سچ ہے کہ'' مَن جدّ وَجدَ'' جس نے کوشش کی کامیاب ہوا۔ چنانچہ اخیر عمر میں بھی علالت ونقاہت اور تمام تر جسمانی کمزوری کے باوجود عزم جوان ہی رہا اور ان کا استقلال کوہ ہمالیہ کی طرح آواز دیتا رہا

یقین محکم عمل پیہم محبت فاتح عالم
جہاد زندگانی میں یہ ہیں مؤمن کی شمشیریں

جامع اشرف کو یونیورسیٹی کی شکل دینے کے لئے ایک جگہ انہوں نے سرسید بانی مسلم یونیورسیٹی علی گڑھ کو مثال میں پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ ''ہر ادارہ ابتداء میں محدود پیمانے پر کام شروع کرتا ہے پھر اس کے معاونین کے انتھک کوشش کے سبب بام عروج پر پہونچ جاتا ہے۔ سرسید احمد نے علی گڑھ میں ایک ادارہ منٹو اسکول کے نام سے قائم کیا تھا۔ سرسید کے دور میں وہ ادارہ ایک معمولی کالج کی منزل تک ہی پہونچ سکا تھا پھر

سر سید کے انتقال کے بعد اس ادارہ کے مخلصین کی جد وجہد نے اسے بین الاقوامی شہرت کا حامل ایک عظیم الشان یونیورسیٹی بنادیا۔

میں نے جامع اشرف کا آغاز خانقاہ اشرفیہ حسنیہ سرکارکلاں کے ایک ہال میں کیا تھا آج جامع اشرف کی متعدد عظیم الشان عمارتیں بن گئی ہیں، اس میں علوم وفنون کے متعدد شعبے قائم ہو گئے ہیں۔ تحقیق اور مطالعہ کے لئے ایک عظیم الشان لائبریری کا قیام ہو چکا ہے۔ (جس میں مختلف علوم وفنون میں ہزار ہا کتابوں کا ذخیرہ ہو چکا ہے)۔ سرسید کے دور میں علی گڑھ میں قائم شدہ ادارے نے جتنی ترقی کی تھی جامع اشرف کی ترقی اس سے کم نہیں ہے اب میں نے جامع اشرف کا انتظام محمود میاں کو سونپ دیا ہے وہ اپنی محنت اور کاوش سے اس ادارے کو تمام علوم اسلامیہ کا مرکز بنا سکتے ہیں" (ماخوذ ماہنامہ غوث العالم)

حضور شیخ اعظم کے نزدیک قوم وملت کی فلاح و بہبود کے لئے جو چیزیں اصل الاصول کی حیثیت رکھتی ہیں اور جن میں قوم کی ترقی وفلاح کا راز مضمر ہے۔ وہ کسی قوم کا کردار وعمل اور ان کا عزم و استقلال ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ "اس دور میں مسلمانوں کی امن وسلامتی اسلامی قانون پر عمل کرنے میں ہے۔ دشمنان اسلام کی ہر شورش و یلغار کا جواب مسلمانوں کا کردار وعمل ہے۔ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ہر دور میں شازشیں رچی گئیں۔ مسلمانوں پر ظلم وتشدد برپا کیا گیا لیکن مسلمانوں کے پایۂ استقلال میں لغزش نہیں آئی۔ مخالف ماحول اور دہشت کے سایہ میں بھی مسلمان اسلامی روایات اور اقدار پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہے۔ مسلمانوں کے اسی عزم واستقلال کے سامنے دشمنان اسلام کی ساری طاقتیں پسپا ہو گئیں ان کی ساری شازشیں ناکام رہ گئیں"۔ (ماخوذ ماہنامہ غوث العالم)

قارئین! ذرا غور فرمائیں کہ واقعی حضور شیخ اعظم کا پیغام مذکور صداقت صدیق اکبر، عدالتِ فاروق اعظم حلم وسخاوتِ عثمان غنی اور شجاعت حیدر کرار مولیٰ علی اور خالد بن ولید کے عزم واستقلال کا مکمل آئینہ دار ہے۔ اور خود شیخ اعظم کی پوری زندگی اسی سے عبارت تھی یہی وجہ ہے ۱۹۵۹ء سے لے کر ۲۰۱۲ء تک آپ کی مکمل زندگی تقریباً نصف صدی تک صرف اور صرف دینی وعملی و روحانی خدمات میں نمایاں حیثیت سے جانی پہچانی گئیں اور ملک و بیرون ملک میں ہزاروں نہیں لاکھوں، نہیں بلکہ کروڑوں کی تعداد میں پھیلے تلامذہ، مریدین اور متوسلین کا ایک عظیم طبقہ علمی وروحانی فیضان سے مالا مال ہو رہا ہے۔ یہ آپ کے عزم واستقلال کی بیّن دلیل ہے اور آپ کی زندہ کرامتوں میں سے ایک روشن کرامت ہے۔ خانقاہ اشرفیہ حسنیہ سرکار کلاں اور جامع اشرف کے در و دیوار سے ہمیشہ یہ صدا آتی رہے گی کہ

سونپ کر منجملہ خاصان میخانہ مجھے
مدتوں رویا کریں گے جام و پیمانہ مجھے

☆☆☆☆

ہو بندۂ آزاد اگر صاحب الہام
ہے اس کی نگہ فکروعمل کے لیے مہمیز
اس کے نفس گرم کی تاثیر ہے ایسی
ہوجاتی ہے خاک چمنستان شرر آمیز
شاہیں کی اداہوتی ہے بلبل میں نمودار
کس درجہ بدل جاتے ہیں مُرغانِ سحرخیز
اس مرد خود آگاہ خدامست کی صحبت
دیتی ہے گداؤں کو شکوہِ جم وپرویز
محکوم کے الہام سے اللہ بچائے
غارت گرِ اقوام ہے وہ صورت چنگیز
(ڈاکٹر اقبال)

ادع الی سبیل ربک بالحکمة والموعظة الحسنة

شیخ اعظم:

دعوت وارشاد

شیخ اعظم ایک عطیۂ الٰہی

مفتی رضاء الحق اشرفی مصباحی
صدر مفتی: دارالعلوم اہل سنت امام احمد رضا و اسلامک ریسرچ سنٹر حیدر آباد

شیخ اعظم مولانا الحاج سید شاہ محمد اظہار اشرف اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشیں آستانہ اشرفیہ کچھوچھہ مقدسہ کی ہمہ جہت شخصیت پر لکھنے کے لئے جو عنوان مجھے دیا گیا ہے اس میں سمندر کی سی گیرائی و گہرائی ہے۔ گرچہ راقم کو جامع اشرف میں ۱۹ سال تدریسی خدمات انجام دینے اور اس دوران شیخ اعظم کی خدمت سے بارہا فیضیاب ہونے کی سعادت حاصل ہوچکی ہے پھر بھی حضرت کی حیات و خدمات کے تمام گوشوں کا احاطہ اس وقت میرے خامۂ خام کے بس میں نہیں۔ بس اپنے تجربات و مشاہدات کی روشنی میں عنوان مذکور کی کچھ تفصیلات کو اس مصرع کے دوش بدوش رکھنے کی کوشش کروں گا۔

ع۔ وہ آئے چھائے برسے اور چلے گئے

شیخ اعظم گلشن اہل سنت پر ابر رحمت بن کر چھائے اور تقریباً نصف صدی تک عطیہ الٰہی بن کر برستے رہے۔ ایک دو نہیں سینکڑوں کی تعداد میں ایسے لوگ مل جائیں گے جن کے دلوں سے بدعقیدگی کی کثافت دور کر کے شیخ اعظم نے ان کے باطن میں خوش عقیدگی کی خوشبو بسائی ہے۔ گلشن اہل سنت کو جہاں بھی ضلالت و گمرہی کے بادِ سموم سے کمہلاتے ہوئے دیکھا شیخ اعظم وہاں بارانِ رحمت بن کر پہنچ گئے۔ ہندوستان کے کئی مقامات ایسے ہیں جن کی فضاؤں میں آج بھی شیخ اعظم کے ارشاد و تبلیغ کی صدائے بازگشت سنائی دیتی ہے۔ بنے بنائے راستے پہ چل کر منزل پالینا آسان ہوتا ہے لیکن منزل مقصود تک دوسروں کی رہنمائی کے لئے سنگلاخ زمین، بے آب و گیاہ میدان اور پر پیچ و پر خطر پگڈنڈیوں سے راستہ نکالنا شیخ اعظم جیسے ''مردانِ حق '' کا ہی حصہ ہے۔

صوفیائے کرام کا دستور رہا ہے، وہ صاحبِ شر سے نہیں شر سے نفرت رکھتے ہیں۔ وہ شر میں خیر کا پہلو ڈھونڈھ لیتے ہیں اور خیر کو غالب کر کے شر کا خاتمہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ دیکھا گیا ہے کہ بڑے سے بڑا صاحب شر جب ایک صوفی کی بارگاہ میں آ گیا تو صوفی نے اس میں خیر کا پہلو ڈھونڈھ نکالا اور اسے اپنے دامن میں پناہ دے کر صاحب خیر بنا دیا۔

شیخ اعظم صوفیاء کرام کے اسی طریقِ تبلیغ کو بروئے کار لاتے تھے۔ خود حضرت کی زبان سے ایک واقعہ میں نے سنا جو بطور شہادت پیش کر رہا ہوں۔ واقعہ یہ ہے کہ ضلع پورنیہ بہار کے ایک گاؤں میں تیزی سے گمرہی پھیلی جا رہی تھی۔ (حضرت نے گاؤں کا نام بھی بتایا تھا مگر مجھے یاد نہیں رہا) علاقے کے سنی صحیح العقیدہ مسلمانوں کو ایک گمراہ دیو بندی نام نہاد پیر بدعقیدہ و گمراہ کر رہا تھا۔ کچھ لوگ تو اس کے مرید ہو چکے تھے اور کچھ کے قدم ڈگمگا رہے تھے۔ گاؤں کے کچھ سنی صحیح العقیدہ

لوگوں نے حضرت شیخ اعظم اور حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی (علیہما الرحمہ) کو جلسے کی دعوت دی۔ حضرت شیخ اعظم کی آمد کی خبر سن کر گاؤں کا ایک بااثر آدمی جو دیوبندی پیر کے جال میں پھنس کر اس کا مرید ہو چکا تھا حضرت شیخ اعظم کے استقبال کے لئے پہنچا اور بہت اصرار کے ساتھ حضرت کو اپنے مکان میں قیام کرنے کی دعوت دی۔ آپ نے اس کی دعوت منظور کر لی۔ بعد میں حضرت سے کچھ لوگوں نے کہا کہ جس کے مکان میں حضرت نے قیام کرنے کی دعوت منظور کی ہے وہ ایک دیوبندی پیر کا مرید ہے لہٰذا آپ وہاں قیام نہ کریں۔ آپ نے لوگوں کی بات نہ مانی اور اسی شخص کے مکان میں قیام کرنے کا فیصلہ فرمایا۔ صاحب مکان نے حضرت کے قیام کے لئے اپنی استطاعت کے مطابق بہت اچھا انتظام کیا۔ خاطر تواضع اور خدمت میں کوئی کمی نہیں رکھی۔ صاحب مکان حضرت کی ایک ایک ادا کو بہت گہرائی سے دیکھ رہا تھا۔ حضرت وضو فرما رہے ہیں تو وہ وہاں موجود، نماز ادا کر رہے ہیں تو نماز سے فارغ ہونے تک مصلیٰ کے پاس حاضر، وظیفہ کے لئے بیٹھے ہیں تو وہ بھی بیٹھا آپ کو دیکھ رہا ہے۔ ادھر علامہ مشتاق احمد نظامی صاحب کو معلوم ہوا کہ حضرت شیخ اعظم گاؤں کے ایک ایسے آدمی کے مکان میں قیام کئے ہوئے ہیں جو ایک مشہور دیوبندی پیر کا مرید ہے تو نظامی صاحب کو بھی حیرت ہوئی۔ انہوں نے اپنی حیرت کا اظہار بھی کئی لوگوں سے کیا۔ حضرت شیخ اعظم لوگوں کی چہ میگوئیوں پر بالکل خاموش تھے۔ رات بہت دھوم سے جلسہ ہوا۔ جلسے کے بعد جب حضرت اپنی قیام گاہ پر آئے تو صاحب مکان اپنے بیوی بال بچوں کے ساتھ حضرت کے سامنے حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ حضور! میں اب تک گمرہی کے جال میں پھنسا ہوا تھا۔ بہکاوے میں آ کر دیوبندی پیر کا مرید ہو گیا تھا۔ میرے گھر بار ہا اس پیر کا قیام ہوتا رہا میں نے اس کی خوب خوب خدمت کی ہے لیکن نہ جانے کیوں میری روح کو اپنے اس عمل پر سکون نہیں ملتا تھا۔ مجھے لگتا تھا کہ جو کچھ میں کر رہا ہوں شاید سب بے سود و رائیگاں ہے۔ میں نے جب آپ کو دیکھا میری روحانی تشنگی میں اضافہ ہو گیا۔ جیسے جیسے میں آپ کو دیکھتا گیا میری روح آپ کی طرف کھنچتی چلی گئی۔ میں آپ کے ہاتھ پر توبہ کرنا چاہتا ہوں اور دیوبندی پیر کے جال سے نکلنا چاہتا ہوں۔ آپ مجھے اور میرے گھر کے سب افراد کو اپنے حلقۂ ارادت میں داخل فرما لیجئے۔ حضرت نے سب کو مرید فرمایا اور عقائد اہل سنت و جماعت پر قائم رہنے کی تاکید کی۔ صبح کو جب علامہ نظامی صاحب سے آپ کی ملاقات ہوئی تو آپ نے فرمایا: مولانا آپ کے لئے خوشخبری ہے۔ الحمدللہ جس مکان میں میرا قیام تھا صبح کو صاحب مکان مع اہل و عیال کے، دیوبندی پیر کی بیعت و ارادت کو ٹھکرا کر فقیر اشرفی کے ہاتھ پر بیعت ہو گیا ہے اور عقائد اہل سنت و جماعت پر قائم رہنے کا عہد کر لیا ہے۔ حضرت نظامی صاحب نے یہ خبر سن کر بڑی مسرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا: میاں صاحب! آپ نے بہت اچھا کیا۔ لوگ بلا وجہ چوں چرا کر رہے تھے۔ دیکھئے اس مکان میں آپ کے قیام کرنے کا کتنا بڑا فائدہ ہوا۔ اس پر حضرت نے اپنے منفرد انداز میں داعیانِ حق کے لئے جو قابل غور باتیں ذکر فرمائیں وہ

آب زر سے لکھنے کے لائق ہیں۔حضرت نے حضرت نظامی صاحب سے فرمایا: مولانا! ایک دیوبندی بدعقیدہ پیر کے مرید کے گھر میرے قیام کرنے سے پورا گھر دیوبندی عقائد سے توبہ کر کے سنی صحیح العقیدہ بن گیا تو آپ بڑی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ وہاں پر میرا قیام کرنا بہت اچھا۔ مجھے اس کے گھر ضرور قیام کرنا چاہئے تھا۔لیکن مولانا صاحب! فرض کیجئے اگر میں اس گھر میں قیام کرتا اور وہ دیوبندی عقائد سے توبہ نہ کرتا، دیوبندی پیر کو نہ چھوڑتا تو اس وقت میرے اوپر آپ کا کیا فتویٰ ہوتا؟ آپ تو فتوی یہی لگاتے کہ ایک دیوبندی کے یہاں قیام کرنا، کھانا پینا، اس سے میل جول رکھنا حرام و ناجائز ہے۔ایسی صورت میں میں مرتکبِ حرام گردانا جاتا اور قبل از وقت کسے معلوم کہ اس کے یہاں جانے، اس سے ملنے جلنے، اس کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے سے وہ دیوبندی عقائد سے ضرور تائب ہو کر سنی بن جائے گا۔ لہٰذا فتوے کے مطابق تو مجھے اتنا بڑا پر خطر کام نہیں کرنا چاہئے تھا کہ جس کی وجہ سے میں ہی ارتکابِ حرام و بدعقیدگی کے فتوے کی زد میں آجاتا۔ بظاہر آپ کا روئے سخن حضرت نظامی صاحب کی طرف تھا لیکن درحقیقت حضرت ایسے ناپختہ کار مولویوں کی حالتِ زار پر اظہار خیال فرمارہے تھے جو بلاتفریقِ افراد و احوال فتوے ٹھونک دیتے ہیں کہ بدعقیدہ و گمراہ آدمی سے میل جول رکھنا، اس کے پاس اٹھنا بیٹھنا حرام و گمرہی ہے۔ پھر حضرت نے فرمایا حدیث پاک میں گمراہوں اور بدعقیدوں سے دور بھاگنے کی تاکید ضرور آئی ہے لیکن اس کو عام کر کے یہ کہنا غلط ہے کہ ہر صحیح العقیدہ آدمی کو بدعقیدہ لوگوں سے دور بھاگنا چاہئے۔ ان کے قریب نہیں بیٹھنا چاہئے کیوں کہ اس سے کارِ تبلیغ کو لازمی طور پر مسدود کرنا لازم آتا ہے۔حدیث پاک کا صحیح مطلب یہ ہے کہ بدعقیدہ و گمراہ لوگوں سے ایسے صحیح العقیدہ عوام کو دور بھاگنے کی ضرورت ہے جو ان کا اثر قبول کر کے گمراہ ہو سکتے ہیں۔ لیکن ایسے پختہ عقیدہ والے سنی اور سنی دُعاۃ و مبلغین جو ان پر اپنا اثر ڈال سکتے ہیں اور انہیں صحیح العقیدہ بنا سکتے ہیں اور خود ان کی گمراہ گری سے متأثر نہیں ہو سکتے انہیں تو ضرور اپنی صحبت، حسنِ اخلاق، موعظہ حسنہ، حکمتِ عملی کے ذریعہ بدعقیدہ لوگوں کو راہ راست پر لانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ یہی حکمت دعوت و تبلیغ ہے کہ صاحب شر سے دور نہ بھاگا جائے بلکہ اس کے شر سے خود دور رہتے ہوئے اس کو بھی شر سے پاک کرنے کی کوشش کی جائے۔

کتبِ سیرت و احادیث میں ایسے کثیر واقعات موجود ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنی پاکیزہ صحبت، حسنِ موعظت اور حکمتِ دعوت کے ذریعہ بڑے سے بڑے سرکش و شر پسند شخص کو صاحب خیر بلکہ ''اخیار کا سردار'' بنا دیا ہے۔ دعوت و تبلیغ کے معاملے میں دُعاۃ و مبلغین کو بہر حال نبوی کردار کو اپنے لئے رہنما اصول بنانا چاہئے۔ حضرت شیخ اعظم نے اسی اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے دعوت و تبلیغ کا فریضہ انجام دیا ہے۔ جس کے نتیجے میں کثیر تعداد میں بدعقیدہ و گمراہ لوگ آپ کے ہاتھ پر توبہ کر کے خوش عقیدہ سنی مسلمان بن گئے ہیں۔

حضرت شیخ اعظم بیک وقت باصلاحیت باذوق عالم دین، باأثر خطیب، صاحب بصیرت شیخ طریقت،

صاحب دیوان شاعر، ملت کے عظیم معمار و بلند کردار سچے مومن و محبّ رسول تھے۔ تعلیم سے فراغت حاصل کرنے کے بعد کچھ دنوں تک جامعہ نعیمیہ مرادآباد میں درس نظامی کی کتب متوسطات کی تدریسی خدمات فی سبیل اللہ انجام دیں۔ عظیم علمی دینی ادارہ جامع اشرف کی تاسیس، خانقاہ اشرفیہ کے اندر عظیم لائبریری مختار اشرف لائبریری کا قیام، سہ ماہی و ماہنامہ غوث العالم کے اجراء کی تحریک، جامع اشرف میں علماء و طلبہ کے اندر تعلیم کے ساتھ تصنیف و تالیف کا جذبہ بیدار کرنے کی عملی جدوجہد، بخاری شریف کا افتتاحی واختتامی درس خود اہتمام کے ساتھ دینا آپ کی علم دوستی و علمی خدمات کا بین ثبوت ہیں۔

یقیناً ایسی شخصیات فرد و ملت کے لئے الٰہی انعام اور خدائی عطیہ ثابت ہوتی ہیں جو دین وملت کے لئے اپنی عمر عزیز کو وقف کر دیتی ہیں نیز آنے والی نسلوں کو علماء دین و داعیان حق کی ٹیم فراہم کرنے کے لئے شخصیت سازی کا کام بھی کرتی ہیں۔ حضرت شیخ اعظم انہیں عظیم شخصیات میں سے تھے۔

صدفی صد سچی حقیقت ہے کہ حضرت شیخ اعظم نے قوم وملت کو علماء دین، مفتیان اسلام، داعیان حق، مدرسین، مقررین، مصنفین، کی جماعت فراہم کرنے کے لئے جامع اشرف کی صورت میں ایک عظیم فیکٹری عنایت کی ہے۔ حضرت شیخ اعظم کی شخصیت سازی کا انداز فطری اور مؤثر ہوتا تھا۔ فرد کے مزاج، مذاق اور صلاحیت کو پرکھنے کے بعد بتدریج مناسب اسباب فراہم کر کے شخصیت کو عروج وارتقا کی منزل سے ہمکنار کرتے تھے۔

۱۹۸۹ء کی بات ہے میں الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور سے تعلیمی فراغت حاصل کرنے کے بعد دارالعلوم قادریہ چریا کوٹ مئو میں تدریسی خدمات انجام دے رہا تھا۔ درس نظامی کی متوسطات پڑھا رہا تھا اور اس وقت دارالعلوم قادریہ میں متوسطات تک ہی تعلیم ہوتی تھی۔ میرا حوصلہ تھا کہ میں درس نظامی کی منتہی کتب پڑھاؤں لہٰذا کسی اعلیٰ تعلیمی معیار کے ادارے کی مجھے تلاش تھی۔ میں نے حضرت شیخ الاسلام علامہ مدنی میاں دامت برکاتہ کو ایک مکتوب لکھ کر اپنی خواہش کا اظہار کیا۔ حضرت شیخ الاسلام نے حضرت شیخ اعظم کی جانب رجوع ہونے کا مشورہ عنایت فرمایا۔ میں نے حضرت شیخ اعظم کو مکتوب لکھا۔ حضرت نے مکتوب کا جو جواب روانہ فرمایا اس کے ایک ایک جملے سے کسی شفیق باپ اور مخلص و ہمدرد مربی کی محبت و خلوص اور ہمدردی کا جذبہ جھلک رہا تھا۔ تعلیمی سال کے اختتام پر شعبان المعظم میں میں وطن آ گیا۔ رمضان المبارک کے آخری عشرے میں دارالعلوم غریب نواز الہ آباد سے میری تقرری کا منظوری نامہ آیا۔ میں نے الہ آباد جانے کا فیصلہ کر لیا لیکن دو چار روز کے بعد میرے ماموں حضرت مولانا عبدالخالق اشرفی صدرالمدرسین جامع اشرف کچھوچھہ شریف (جو اُس وقت مدرسہ اشرفیہ مالیگاؤں میں تدریسی خدمات انجام دے رہے تھے) نے میرے ہاتھ میں ایک مکتوب دیتے ہوئے کہا: لیجئے جامع اشرف کچھوچھہ شریف سے آپ کے نام خط آیا ہے۔ حضرت ولیعہد صاحب (حضور شیخ اعظم اس وقت جامع اشرف کے ناظم اعلیٰ اور خانقاہ

کے ولی عہد تھے) نے جامع اشرف میں بحیثیت مدرس آپ کا تقرر فرمالیا ہے۔

اپنے مرکز عقیدت میں خدمات انجام دینے کو سعادت عظمٰی تصور کرتے ہوئے میں نے دارالعلوم غریب نواز جانے کا ارادہ منسوخ کرکے ماہ شوال میں جامع اشرف کچھوچھہ شریف حاضر ہوا۔ ۱۹۹۰ء سے ۲۰۰۹ء تک ۱۹ سال حضور شیخ اعظم کی بے پناہ عنایت، تربیت، محبت وشفقت، ہمدردی، رہنمائی، حوصلہ افزائی کے زیر سایہ میرا تدریسی سفر جاری رہا۔ اس سفر میں چلتے چلتے جہاں کہیں میں تھک جاتا، مضمحل ہوتا، آگے بڑھنے کا حوصلہ کھوبیٹھتا تو حضور شیخ اعظم کی عنایتوں کے ساتھ ساتھ جانشین حضور شیخ اعظم قائد ملت مولانا سید شاہ محمود اشرف اشرفی جیلانی ناظم اعلیٰ جامع اشرف کی کرم نوازی وحوصلہ افزائی مجھے سہارا دیتی۔ میں اس حقیقت کا بصد تشکر اعلان کرتا ہوں کہ میرے علمی وجود کو توانائی عطا کرنے میں دونوں بزرگوں کا جو کردار رہا ہے اس احسان عظیم کا میں کماحقہٗ شکریہ بھی ادا نہیں کرسکتا۔ مولیٰ تعالیٰ دونوں بزرگوں کو اس کا بہترین اجر عطا فرمائے۔

شخصیت سازی میں سختی وزجر وتوبیخ بھی ایک اہم پہلو ہے لیکن یہ مؤثر اس وقت ہوتا ہے جب اس میں ہمدردی واخلاص کا جذبہ کارفرما ہو۔ ایسی صورت میں مربی کی کیفیت یہ ہوتی ہے ''یک لحہ شعلہ ویک لحہ شبنم'' حضور شیخ اعظم کی تربیت کا یہ پہلو کامل ہی نہیں بلکہ اکمل تھا۔ آپ کی ناراضگی میں شفیق باپ کی شفقت اور ایک مخلص مربی کا خلوص پنہاں ہوتا تھا۔

اشخاص کی تعمیر ہی ملت کی تعمیر ہے۔ شیخ اعظم نے ملت کے لئے افراد سازی کی نمایاں خدمات انجام دی ہیں لہٰذا آپ کو ''ملت کا عظیم معمار'' کہنا سوفی صد درست ہے اور یہ حقیقت ہر ذی شعور تسلیم کرتا ہے کہ ملت کا معمار یقیناً ملت کے لئے اللہ کی طرف سے عظیم انعام وعطیہ ہوا کرتا ہے۔

شیخ اعظم نے ہندوپاک کے کثیر مدارس اسلامیہ کی محکم سرپرستی فرمائی۔ آپ نے جس ادارے کی بھی سرپرستی فرمائی رسمی طور پر نہیں بلکہ اس کو تن من کے ساتھ دھن سے بھی تعاون دے کر مستحکم بنانے کی جدوجہد فرمائی۔ فروغ سنیت وتعمیر ملت کے لئے شیخ اعظم مسلسل سفر کرتے رہے۔ آپ کی تگ ودو، جہدِ مسلسل اور عملِ پیہم آخری عمر تک یہی کہتا رہا

ع۔ جسم اگرچہ تھک گیا روح کا زور بڑھ گیا

اس راہ کی مشکلات سے نبرد آزما رہے۔ اس سفر میں آبلہ پائی کا کبھی شکوہ زبان پہ آیا نہ ماندگی کا خیال آیا۔ کبرسنی کے عالم میں بھی آپ کی روح ہردم جواں رہی اور تعمیر ملت کا جذبہ ہمیشہ رواں دواں رہا۔

شیخ اعظم اپنی پراثر خطابات سے بھی ملت کی روح کو تازگی بخشتے رہے۔ آپ کا خطاب پیشہ وارانہ نہیں بلکہ ناصحانہ ہوتا تھا۔ انداز بیاں شعلہ وشبنم کا آمیختہ ہوتا تھا۔ بات صاف، واضح، دل میں اترنے والی کہتے تھے۔ لیپاپوتی کا لہجہ نہ عام گفتگو میں ہوتا نہ خطاب میں۔ ہر حال میں صاف گوئی کو اپنا شیوہ بنائے رکھتے تھے۔ آپ کے خطاب کا ایک اقتباس ذیل میں ملاحظہ کیجئے:

''اگر کہا جائے کہ قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ میں نور سے مراد قرآن ہے تو مجھے اس پر اعتراض نہیں لیکن

اس میں کوئی شک نہیں کہ نور کو دیکھنے کے لئے ،نور کو سمجھنے کے لئے ،نور سے مستفیض ہونے کے لئے ایک ''نور'' کی ضرورت ہے۔ بصارت سے محروم شخص نہ نور کو دیکھ سکتا ہے نہ اسے سمجھ سکتا ہے نہ اس سے مستفیض ہوسکتا ہے ۔اب دیکھنا یہ ہے کہ اللہ کے نور (قرآن) کو دکھانے والا کون ہے۔اسے سمجھانے والا کون ہے۔اس سے مستفیض بنانے والا کون ہے؟ تو خود قرآن جواب دے گا۔وَاَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ۔مخلوق کو قرآن پہنچانے والا،قرآن سمجھانے والا،قرآن سے فیض یاب بنانے والا رب تبارک وتعالیٰ کا پیارا رسول ہے۔اس کا حبیب ہم سب کے دلوں کا طبیب سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔معلوم ہوا کہ قرآن کا ''نور ہونا'' رسول ہاشمی کے وجود مسعود پر موقوف ہے۔ لہٰذا ہمارے آقا نور علی نور ہیں۔

حضرت شیخ اعظم کا دل جذبۂ حب رسول سے معمور رہا کرتا تھا۔اسی جذبۂ بیکراں کے نتیجے میں گاہے بگاہے جو کلام آپ کی زبان سے نکلا وہ حسین شعری قالب میں ڈھل گیا اور ایک مکمل دیوان کی شکل میں قوم کے سامنے آگیا۔

ایک سچا عاشق رسول زندگی بھر اپنے آقا کے گیت گاتا ہے اور اس انتظار وامید میں اپنی عمر عزیز گزارتا ہے کہ مرنے کے بعد محبوب کا دیدار نصیب ہوگا۔شیخ اعظم اسی جذبہ سے سرشار ہوکر یہ گنگناتے نظر آتے ہیں۔

موت تو اس لئے لگتی ہے بھلی مجھ کو بہت
بعد مرنے کے تو دیدار تمہارا ہوگا

شیخ اعظم کی کتابِ زندگی کا ہر باب ایک طویل عنوان ہے۔جس کے لئے ایک یا چند مقالے کافی نہیں۔ راقم کی یادداشت میں حضرت کے حالات زندگی سے متعلق مشاہدات وتجربات کا ایک بڑا ذخیرہ موجود ہے۔ابھی تو دل میں یادوں کا ایک تلاطم ہے اور پہلو سے یہ آواز آتی ہے۔

تیری زیبائی سلامت رہے اے قامتِ دوست
مہکے جاتے ہیں بہرسو تری یادوں کے گلاب

☆☆☆☆

راہِ مدینہ

مدینے کا سفر ہے اور میں ہوں
یہ پیاری رہ گذر ہے اور میں ہوں
توجہ دیکھیے چشمِ کرم کی
عنایت کی نظر ہے اور میں ہوں
سرورِ عشق میں ڈوبا ہوا ہوں
مرادِ دِ جگر ہے اور میں ہوں
مری قسمت مری عظمت تو دیکھو
مرے آقا کا در ہے اور میں ہوں
چلا ہوں لے کے توشہ آخرت کا
مری یہ چشمِ تر ہے اور میں ہوں
نہ پوچھو کیفِ یادِ روئے محبوب
یہ نورانی سحر ہے اور میں ہوں
بجز اشکِ ندامت اور ہے کیا
یہی زادِ سفر ہے اور میں ہوں
طلب کرہی لیا ان کے کرم نے
یہ قصہ مختصر ہے اور میں ہوں
مظفرنقشِ پا پر جھک کے کہہ دے
محبت راہ بر ہے اور میں ہوں

(مجاہد دوراں سید مظفر حسین کچھوچھوی)

شیخ اعظم ایک عظیم داعی اسلام

مولانا کمال احمد علیمی، استاذ دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی

رب قدیر نے تمام مخلوق میں انسان کو جو شرافت وکرامت عطا فرمائی ہے وہ کسی اور کو حاصل نہیں ہے، کلام مجید میں رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ''ولقد کرّمنا بنی ادم ''یعنی ہم نے انسانوں کو تاج کرامت پہنا کر انہیں مکرم کیا (اسراء: آیت ۷۰) پھر تمام انسانوں میں سب سے بہترین امت اور قوم ہونے کا طغرا امت محمدیہ کو ملا، ارشاد ربانی ہے ''کنتم خیر امة اخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنھون عن المنکر ''تم بہترین امت ہو جو لوگوں میں پیدا کی گئی تم بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو (آل عمران: آیت ۱۱۰) اس آیت کریمہ میں نہ صرف امت محمدیہ کی کرامت وعظمت کا ذکر ہے بلکہ اس عظمت وکرامت کی وجہ بھی بیان کی گئی ہے اور وہ ہے ''امر بالمعروف ''اور ''نھی عن المنکر ''یہی وہ اہم فریضہ ہے جو امت محمدیہ کی شرافت وکرامت کا مدار بنا اور اس کے ناتے رب تعالیٰ نے امت محمدیہ کو تمام امم سابقہ میں افضل واعلیٰ قرار دیا۔

اسی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو ہم دعوت و تبلیغ بھی کہتے ہیں اس تعلق سے بے شمار آیات قرآنیہ وارد اور اس کی عظمت وفضیلت پر شاہد ہیں، احادیث رسول کی شکل میں متعدد دلائل وحوالہ جات اس کی اہمیت وافادیت پر گواہ ہیں، ایک بار حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا ''فواللہ یھدی اللہ بك رجلاً واحداً خیرلك من حمرالنعم ''باخدا تمہاری وجہ سے کسی کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت مل جائی یہ تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

(الفتح الکبیر للسیوطی: ۱/ ۲٦۲ دار الفکر بیروت)

مذکورہ بالا حدیث کی روشنی میں دعوت وتبلیغ کی اہمیت سمجھنا آسان ہے۔

خانوادۂ اشرفیہ کو ہمیشہ یہ فضیلت وانفرادیت حاصل رہی ہے کہ اس کی کوکھ سے ہر دور میں کوئی نہ کوئی بطل جلیل پیدا ہوتا رہا ہے جس نے دعوت وتبلیغ کے عظیم کارنامے انجام دیئے ہیں اور ایسا کیوں نہ ہو جب کہ حضرت مخدوم اشرف سمنانی علیہ الرحمہ نے بہت پہلے اپنے روحانی فرزند حضرت سید عبد الرزاق نور العین رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد کے حق میں یہ بشارت دے دی تھی۔

''تمہاری اولاد کے حق میں حق تعالیٰ سے یہ درخواست کی ہے کہ ہمیشہ مقبول ومسعود رہیں اور تمہاری اولاد میں سے ہر طبقہ میں ایک رجال الغیب اور مجذوب ہوگا اور ایک ایسا شخص ہوگا جس کے اندر میری حالت اتر آئے گی'' (مرأة الاسرار بحوالہ معارف شیخ اعظم)

''میری حالت اتر آئے گی'' کا مطلب اس کے سوا اور کیا ہوگا کہ جس طرح میں نے زندگی بھر دنیا ترک کر کے محض رضائے الٰہی کے حصول کے لئے دعوت و تبلیغ اور خلق خدا کے رشد وہدایت کا فریضہ انجام دیا ہے اسی طرح سے تمہاری (حضرت نور العین) اولاد میں بھی ایک عظیم داعی ومبلغ پیدا ہوتا رہے گا جو ملک وبیرون ملک

میں دعوت وتبلیغ کا عظیم فریضہ انجام دے گا۔
ممدوح گرامی حضور شیخ اعظم علامہ سید اظہار اشرف صاحب نوّر اللہ مرقدہ اسی سلسلۃ الذہب کی ایک حسین کڑی ہیں، جو بیک وقت بہترین عالم وصوفی اور میدان دعوت وتبلیغ کے شہ سوار تھے۔ دعوت وتبلیغ کے جتنے لوازمات ہونے چاہیے آپ ان سب سے مزین و مسلح تھے، حضرت کی شخصیت میں نے دیکھی تو نہیں ہے تاہم اپنے اساتذہ واکابر سے آپ کے بارے میں بہت کچھ سنا ہے۔ ماہنامہ غوث العالم جو آپ کے صحافتی ذوق کی پہچان ہے اس سے بھی کافی حد تک آپ کی حیات طیبہ کو پڑھنے کا موقعہ ملا، متعدد اہل علم وقلم نے آپ کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کیا ہے جو یقیناً ان اہل علم وقلم کے لئے سرمایۂ آخرت ہے۔
میں اس مختصر سے مضمون میں آپ کی دعوتی زندگی کو اپنے قارئین کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں اور یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ دعوت وتبلیغ کے جو اصول ولوازمات ہیں آپ کس حد تک ان کا التزام فرماتے تھے۔
اس تعلق سے استاذ گرامی حضرت علامہ محمد قمر عالم صاحب قبلہ قادری اشرفی سابق استاذ جامع اشرف کچھوچھہ شریف وموجودہ شیخ الحدیث دارالعلوم علیمیہ سے میں نے استفسار کیا تو حضرت نے دوٹوک میں جواب دیا کہ آپ کی زندگی میں نے بڑی قریب سے دیکھی ہے، کافی عرصہ تک ساتھ رہنے کا اتفاق ہوا، آپ کے دو کارنامے زریں حروف لکھے جانے کے لائق ہیں ایک تو تعمیری دوسرا تبلیغی۔
کسی بھی کامیاب داعی کے لئے کن اوصاف کا حامل ہونا ضروری ہے اس تعلق سے عظیم داعی دین حضرت مولانا بدرالقادری صاحب ہالینڈ رقم طراز ہیں:

(۱) مبلغین اسلام کے ہمراہ پختہ ایمان وعزیمت کا توشہ ہونا ضروری ہے۔
(۲) مبلغین کا سینہ اس احساس سے لبریز ہو کہ جو کام کر رہا ہے وہ خالص اللہ کی خوشنودی کے لیے ہو اس کے سوا اور کچھ مقصود نہ ہو
(۳) خود داعی کی زندگی دعوت حق کا آئینہ دار ہو اگر بالکلیہ نہیں تو کم از کم اتنا تو ہو کہ جس عظیم دعوت کو وہ دوسروں کے سامنے پیش کر رہا ہے اس کا عمل اس کے خلاف نہ ہو۔
(۴) ایمانیات پر اس کی نگاہ وسیع ہو،
(۵) عقائد میں وہ خود اتنا پختہ ہو کہ اس میں کسی قسم کا تزلزل نہ ہو۔
(۶) اعمال حسنہ کی کھلی کھلی برکتوں پر خود اس کی نگاہ ہو۔
(۷) افعال شنیعہ کی تباہ کاریوں سے خود اس کا سینہ لرزاں ہو۔
(۸) رضائے حق اسے ہر مرحلۂ حیات میں عزیز ہو۔
(۹) دعوت کی لذتوں سے ذہن وفکر آسودہ اور پر یقین ہو۔
(۱۰) خدا کا قہر وغضب ہی اس کے لئے سب سے زیادہ ڈرنے کی چیز ہو۔
(۱۱) آیات انذار پر اس کے دل ونگاہ کانپ جاتے ہوں۔
(۱۲) راستی، اخلاص، مروت، صدق، دیانت، پاکبازی، حیا اور تقویٰ اس کی زندگی کے صفات ہوں۔
(۱۳) کبر، عجب، نفرت، فسق وفجور اور فواحش ومنکرات سے وہ غلاظتوں کی طرح نفرت کرتا ہو۔
(۱۴) ضروریات دین سے کما حقہ واقف ہونا بھی مبلغ دین کے لئے ضروری ہے

(مبلغین کے میر کارواں ۱۶۳)

جب ہم حضرت شیخ اعظم کی حیات مستعار کے تابندہ گوشوں کا جائزہ لیتے ہیں تو آپ مذکورہ تمام صفات کا پیکر مجسم نظر آتے ہیں۔ اب آیئے ہم اپنے قارئین کی خدمت میں مذکورہ بالا اوصاف میں سے ان چند اوصاف جمیلہ کو پیش کرتے ہیں جو آپ کے اندر بدرجۂ اتم موجود تھے۔

علم اور علم دوستی

ایک کامیاب داعی کے لئے اولین شرط علم ہے مشہور مقولہ ہے "العلم قبل العمل" یعنی میدان عمل میں جانے سے پہلے علم حاصل کرنا ضروری ہے ایک داعی و مبلغ دین اسلام کی کما حقہ تبلیغ اسی وقت کرسکتا ہے جب اس کا سینہ علم کا مدینہ ہو، کیوں کہ جب اسے احکام اسلام اور شریعت مطہرہ کے بارے میں کوئی علم ہی نہیں ہوگا تو پھر وہ لوگوں کے سامنے پیش کیا کرے گا؟

اس حوالے سے ہم جب شیخ اعظم کی زندگی کا مطالعہ کرتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ آپ ایک جید عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ علم دوست بھی تھے، آپ کی ولادت باسعادت ایک علمی گھرانے میں ہوئی تھی اس لئے ابتداء ہی سے آپ کے اندر حصول علم کا اشتیاق بدرجۂ اتم موجود تھا، ابتدائی تعلیم کچھوچھہ مقدسہ میں حاصل کرکے اعلیٰ تعلیم کے لئے ملک کی عظیم دینی درسگاہ "الجامعۃ الاشرفیہ" مبارک پور کا رخ کیا، جہاں اساطین ملت حضرت عبدالرؤف بلیاوی، حضور حافظ ملت علیہما الرحمہ اور اس طرح کے دیگر اہل علم و فضل سے اکتساب فیض کیا اور اس طرح سے خانوادۂ اشرفیہ کا یہ گل سرسبد ایک جید عالم دین بن کر میدان عمل میں آیا۔

آپ کے حصول علم کا مقصد صرف اور صرف یہ تھا کہ آپ دعوت و تبلیغ کے میدان میں طبع آزمائی کریں، اس کا ثبوت اس واقعہ سے فراہم ہوتا ہے جسے حضرت مولانا سیف خالد اشرفی نے اپنے ایک مضمون میں تحریر فرمایا ہے کہ اپنی تعلیم کے دوران اور تدریسی عمل کے مختصر عرصے میں وہ عربی بولنے کی کوشش بھی کرتے تھے، (معارف شیخ اعظم)

ظاہر ہے کہ عربی زبان بولنے کے لئے کوشش کرنے کے پیچھے اس کے علاوہ اور کیا مقصد ہوسکتا ہے کہ وہ اپنے رب کے آفاقی پیغام کو بحر و بر کی وسعتوں میں عام کرنا چاہتے تھے اور اس راستے میں زبان حائل نہ ہو اس کے لئے وہ ابتداء ہی سے تیاری کر رہے تھے۔

حضرت کی علمی لیاقت مسلم تھی، علم تفسیر، علم حدیث اور علم فقہ وغیرہ میں آپ کافی درک رکھتے تھے۔ علم حدیث سے آپ کو بڑا شغف تھا، تبلیغی اسفار اور دعوتی سرگرمیوں کے ناتے آپ مستقل طور سے درسگاہی مدرس نہیں بن پائے پھر بھی جب بھی موقع ملتا اپنے علمی فیضان سے لوگوں کو ضرور سیراب فرماتے، ہر سال جامع اشرف میں بخاری شریف کے افتتاح واختتام کا مقدس فریضہ آپ ہی انجام دیتے تھے۔

آپ ایک عالم دین ہونے کے ساتھ علم دوست بھی تھے۔ درجنوں مدارس اور تعلیمی ادارے آپ کی سرپرستی میں چلتے تھے، آپ کا سب سے عظیم علمی کارنامہ جامع اشرف اور مختار اشرف لائبریری ہے۔ یہ دونوں آپ کی علم دوستی کو ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں۔

صدق اور قول وعمل میں موافقت

ایک داعی کے لئے صدق اور قول عمل میں موافقت بہت ضروری ہے، اس کا اثر مدعوین پر براہ راست پڑتا ہے، چنانچہ داعی اعظم حضور اکرم ﷺ جب ان لوگوں میں دعوت و تبلیغ کا فریضہ انجام دیتے جو آپ سے نا آشنا ہوتے تو وہ لوگ صرف آپ کے رخ انور سے ٹپکتی سچائی ہی

کو دیکھ کر بے ساختہ پکار اٹھتے "واللہ ماھذابو جہ کذاب ولا صوت کذاب"، بخدا یہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں ہو سکتا ہے اور نہ ہی جھوٹے کی آواز ہو سکتی ہے۔

(اصول الدعوت للدکتور عبدالکریم زیدان: ۳۱۰)

حضرت شیخ اعظم کے تعلق سے جب ہم نے استاذ گرامی حضرت علامہ قمر عالم اشرفی صاحب سے استفسار کیا تو آپ نے فرمایا کہ شیخ اعظم کی زبان پر وہی ہوتا جو آپ کے دل میں ہوتا اور جو آپ کی زبان پر ہوتا وہی آپ کا عمل ہوتا۔

اس تعلق سے مولانا مفتی رضاء الحق راج محل کا یہ تاثر بھی قابل مطالعہ ہے فرماتے ہیں "شیخ اعظم کی اب تک کی خدمات یہ بتاتی ہیں کہ وہ وہی بولتے ہیں جو کرتے ہیں، بلکہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ وہ پہلے کرتے ہیں پھر بولتے ہیں" (معارف شیخ اعظم)

مولانا سیف خالد اس تعلق سے ایک جگہ فرماتے ہیں "میرے نزدیک شیخ اعظم کی سب سے بڑی انسانی خصوصیت ان کی زبان کا ان کے دل کا رفیق ہونا ہے" (معرف شیخ اعظم)

دنیا سے بے رغبتی اور خیال آخرت

ایک داعی دین کو صرف دین ہی سے رغبت ہونی چاہئے، دنیا میں اس قدر انہماک کہ دعوتی امور خلل پذیر ہونے لگیں ایک داعی کے لئے زیبا نہیں، اس حوالے سے داعی اعظم ﷺ کی حیات طیبہ مشعل راہ ہے، پوری زندگی فقیرانہ شان سے گزاری، ہمیشہ آخرت ہی کا خیال رکھا۔

شیخ اعظم بھی چونکہ ایک داعی اسلام تھے اس لئے آپ کے اندر بھی یہ صفت موجود تھی، دنیا سے آپ کس قدر بے زار تھے اور دھن و دولت سے آپ کس قدر متنفر تھے اس کا اندازہ لگانے کیلئے مولانا سیف خالد اشرفی کا یہ مشاہدہ پڑھیں۔

"شیخ اعظم کو دیکھتا تھا ہفتوں کے سفر سے واپسی کے بعد جب مکان پر واپس آتے فریش ہوئے بغیر ہی جامع اشرف پہونچ جاتے اور فوراً مجھے طلب کرتے، اور روپئے والا چھوٹا بیگ میرے حوالے کر دیتے اور کہتے "یہ لو میرے لئے سانپ بچھو ہے"۔ (معارف شیخ اعظم)

ایسا نہیں ہے کہ آپ نذر و نیاز نہیں لیتے تھے، ضرور لیتے تھے مگر اس کو لے کر اپنے اکاؤنٹ میں جمع نہیں کرتے تھے بلکہ اس کو جامع اشرف، مختار اشرف لائبریری اور دیگر ضرورت مندوں پر خرچ فرماتے تھے یہ بھی آپ کی دنیا سے بے رغبتی کی واضح دلیل ہے کیوں کہ جو دنیا کا حریص ہوتا ہے اس کے اندر سخاوت اور انفاق فی سبیل اللہ کی صفت کبھی پیدا نہیں ہوتی ہے۔

عفو ودرگزر

ایک داعی دین کے لئے عفو ودرگزر جیسی صفت سے متصف ہونا کتنا ضروری ہے اس کا اندازہ اس ارشاد ربانی سے لگائیے، ارشاد ہے "خذالعفو وامر بالمعروف واعرض عن الجاھلین" (**اعراف: آیت ۱۹۹**) یعنی عفو کو لازم پکڑو، بھلائی کا حکم دو اور جاہلوں سے اعراض کرو، یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی پوری زندگی عفو و درگزر کے رنگ میں رنگی ہوئی نظر آتی ہے، بے شمار عفو ودرگزر کے واقعات آپ کی سیرت وسوانح کی کتابوں میں موجود ہیں۔

شیخ اعظم کی زندگی کا مطالعہ کرنے والوں کو بخوبی معلوم ہوگا کہ آپ ناحق بات پر کسی سے ناراض بھی بہت جلدی ہوتے تھے اور پھر اس کے اندر احساسِ ندامت دیکھتے ہی نرم بھی پڑ جاتے تھے، حضرت علامہ قمر عالم اشرفی صاحب نے بتایا کہ حضرت کی ایک خاصیت یہ بھی تھی کہ آپ کسی سے کوئی ناحق بات دیکھتے، یا کوئی

ایذا پہونچاتا تو آپ اسے دل میں نہیں رکھتے ،ہاں کبھی کبھی غضب وجلال کے آثار ضرور ظاہر ہوتے مگر پھر آپ کا غصہ بھی جلدی ہی ختم بھی ہوجاتا تھا۔

اس تعلق سے حضرت مولانا سیف خالد کی یہ تحریر بھی لائق دید ہے فرماتے ہیں ’’اس سے زیادہ بڑی خصوصیت یہ ہے کہ خواہ کسی پر کتنے ہی ناراض ہوجائیں، بگڑ جائیں وضاحت ہوتے ہی یا سامنے والے کی طرف سے احساس ندامت دیکھتے ہی ایسے ٹھنڈے پڑ جائیں گے بلکہ خوش ہوجائیں گے جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔اس خصوصیت میں وہ اپنے ناناجان ،ولی کامل ،عارف واصل حضور مولانا الحاج پیر سید مصطفیٰ اشرف اشرفی جیلانی خلف اصغر حضور اشرفی میاں علیہاالرحمہ کے مظہر کامل ہیں (معارف شیخ اعظم)

حضرت علامہ مفتی رضاء الحق راج محلی کا یہ تأثر بھی پڑھنے کے لائق ہے فرماتے ہیں۔’’شیخ اعظم ایک صاف دل اور صاف انسان ہیں،دل میں کوئی کینہ کپٹ نہیں رکھتے ،وقتی ناراضگی کے بعد عفو ودرگزر کرنے میں امتیازی شان کے حامل ہیں‘‘(معارف شیخ اعظم)

صبروشکر

ایک داعی کے لئے صبر وشکر کس قدر ضروری ہے، اس کا اندازہ آپ ان آیات واحادیث سے لگا سکتے ہیں جن میں صبر وشکر کا حکم دیا گیا۔پھر ایک داعی اسلام کی دعوتی زندگی میں نہ جانے کتنی رکاوٹیں کھڑی کی جاتی ہیں، کیسے کیسے لوگوں سے سامنا ہوتا ہے ،اور کتنے لعن طعن سننے پڑتے ہیں اس کا صحیح اندازہ وہی لگا سکتا ہے جو اس راہ پر چلا ہو۔

حضور شیخ اعظم نے بھی دعوت وتبلیغ کی پرخار راہوں میں بہت ساری مصیبتیں سہی ہیں ،ان کے قدم بھی کانٹوں سے لہولہان ہوئے ہیں اور ان کا دل بھی طعن وتشنیع کی نشتر باری سے مجروح ہوا ہے مگر کبھی بھی آپ کے ہاتھ سے صبر وشکر کا دامن نہیں چھوٹا،اسی تعلق سے ایک دلچسپ واقعہ ملاحظہ فرمائیں۔

ایک دفعہ حضور شیخ اعظم کشن گنج کے ایک جلسہ میں تشریف لے گئے جلسہ میں ایک مولوی تقریر کررہا تھا، تقریر کے دوران ایک احمقانہ ضابطہ بیان کیا کہ اصلی سید کی پہچان یہی ہے کہ اگر ان کے ہاتھ میں انگارہ دے دیا جائے تو ہاتھ نہ جلے،اصل میں مولوی صاحب حضرت پر تنقید کرنا چاہتے تھے،کسی طرح حضرت کو اس واقعہ کا علم ہوا تو آپ نے اس مولوی کو بلایا اور دریافت کیا کہ کیا تو فقیر سید کا امتحان لینا چاہتا ہے اگر تیرے اندر ہمت ہے تو آسمان کی طرف نگاہ اٹھا صحیح پہچان سمجھ میں آجائے گی، اتنا سننا تھا کہ مولوی بوکھلا گیا اور معافی کا طلب گار ہوا، فوراً قدموں میں گر پڑا (معارف شیخ اعظم)

تبلیغی اسفار کے دوران طرح طرح کی مصیبتوں کو آپ نے خندہ پیشانی کے ساتھ جھیل لیا مگر نہ تو زبان پر حرفِ شکایت آیا اور نہ ہی ان مصائب وآلام نے آپ کے پائے ثبات کو متزلزل کیا ،مولانا غلام محبوب سبحانی خلیفۂ حضور شیخ اعظم کا بیان ہے کہ آپ نے ایسے گاؤں اور قصبات کا دورہ فرمایا جہاں نہ مناسب سڑکیں ہیں نہ ہی سواریوں کا معقول انتظام ہوتا ہے بغیر کسی اعلیٰ سواری کے مطالبے کے چھوٹے چھوٹے گاؤں اور دیہاتوں کو مخدومی فیضان سے مالا مال فرمایا (معارف شیخ اعظم)

استاذ گرامی حضرت علامہ قمر عالم صاحب نے راقم الحروف سے بتایا کہ پورنیہ،کٹیہار اور کشن گنج کے ایسے علاقے جہاں لوگ عام طور سے بیل گاڑی یا پیدل ہی جا پاتے تھے وہاں بھی آپ تشریف لے گئے۔

ظاہر ہے ایسی جگہوں پر جانے میں آپ کو جو تکلیفیں پہونچی ہوں گی وہ ناقابل بیان ہیں ،ہاں اس سے اتنا ضرور ثابت ہوتا ہے کہ اللہ رب العزت نے آپ کے اندر صبر وتحمل کی خوبی بڑی وافر مقدار میں ودیعت فرمائی تھی۔

یہ وہ چند اوصاف تھے جو راقم الحروف کو حضور شیخ اعظم کی زندگی میں واضح طور سے نظر آئے اور جن سے میں کافی حد تک متأثر ہوا،آپ کی دعوتی خدمات کا ذکر چل رہا ہے تو چلتے چلتے آپ کے اندازِ تبلیغ اور اسلوبِ دعوت پر بھی نگاہ ڈالتے چلیں۔

انداز تبلیغ

آپ نے اپنی دعوت وتبلیغ کی بنیاد حکمت اور موعظت حسنہ پر رکھی تھی ،آپ اپنے ایک انٹرویو میں فرماتے ہیں:

’’دین اسلام کی تبلیغ واشاعت کا مؤثر طریقہ وہی ہے جس کو اختیار کرنے کا اللہ تبارک وتعالیٰ نے حکم دیا ہے قرآن کریم میں ہے’’ادع الی سبیل ربك بالحکمة والموعظة الحسنة‘‘اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ تدبیر اور اچھی نصیحت سے (نحل: آیت ۱۲۵)

آپ تبلیغ کرنے سے پہلے اپنے دائرۂ کار کے ماحول اور مدعووین کے مزاج وحالت کا جائزہ لیتے تھے، پھر اسی کے مطابق لائحۂ عمل تیار کر کے ان کو دعوت دیتے تھے۔آپ کسی بدعقیدہ کی بدعقیدگی کو دور کرنے سے پہلے اس کے اسباب ومحرکات پر غور کرتے تھے پھر ان کو دور کرنے کی کوشش کرتے تھے۔آپ خود فرماتے ہیں:

’’اگر کسی سماج میں بدعقیدہ لوگ ہیں تو ایک مبلغ کے لئے سب سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ ان لوگوں کے گمراہی میں مبتلا ہونے کے اسباب کیا ہیں ؟اگر ان اسباب کو معلوم کر کے ان کو دور کر دیا جائے تو ان لوگوں کو راہ راست پر لانے کا کام آسان ہوجائے‘‘(معارف شیخ اعظم)

آپ اختلافی مسائل کی گتھیاں تشدد کے بجائے حسنِ تدبیر اور خوش اسلوبی سے سلجھاتے تھے،اس تعلق سے ایک بڑا دلچسپ واقعہ ہدیۂ قارئین ہے۔’’ہوا یہ کہ ایک بار کچھ لوگوں نے آپ کو پورنیہ تقریر کے لئے بلوایا اور ساتھ میں حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی بھی تھے۔ منتظمین نے یہ شرط رکھی کہ تقریر اختلافی نہیں ہونی چاہئے، علامہ نظامی برہم ہوگئے،مگر شیخ اعظم نے فرمایا ٹھیک ہے میں اختلافی تقریر نہیں کروں گا،آپ اسٹیج پر تشریف لے گئے اور اپنے حسن تدبیر کو کام میں لاتے ہوئے سب سے پہلے مجمع کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:’’جلسہ کے منتظمین نے یہ شرط رکھی ہے کہ ایسی تقریر کی جائے جس سے کسی کو اختلاف نہ ہو۔میں سوچتا ہوں کہ تقریر کرنے سے پہلے آپ لوگوں سے کچھ سوالات کرلوں ، تاکہ معلوم ہوجائے کہ آپ کو کس چیز سے اختلاف ہے؟ جس چیز سے اختلاف ہوگا میں اس کو اپنی تقریر کا عنوان نہیں بناؤں گا۔میں آپ لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ آپ سب لوگ مسلمان ہیں یا نہیں؟ کیا کسی کو اپنے مسلمان ہونے سے اختلاف ہے ؟نہیں،نہیں پورے مجمع نے ہاتھ اٹھادیا۔پھر آپ نے پوچھا: میں آپ لوگوں سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کوئی مسلمان اللہ کے رسول ﷺ کو اپنے بڑے بھائی جیسا کہہ سکتا ہے؟ مجمع سے آواز آئی ’’ہرگز نہیں‘‘۔آپ نے پھر پوچھا :’’بتاؤ رسول اللہ ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخی کرنے والا مسلمان ہے؟ مجمع سے آواز آئی ،’’مسلمان نہیں ،مسلمان نہیں‘‘ اس کے مسلمان نہ ہونے کے بارے میں اختلاف ہے؟ آپ نے پوچھا: جواب ملا’’کسی کو اختلاف نہیں‘‘ شیخ اعظم نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا:

''اگر میں آپ سے کہوں کہ ایک آدمی ایسا بھی ہے جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے، پھر بھی یہ کہتا ہے کہ اللہ کے نبی مرکر مٹی میں مل گئے، نبی کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں، نبی گاؤں کے چودھری کی طرح ہیں، نماز میں نبی کا خیال لانا بیل، گدھا کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر ہے، شیطان کا وسیع علم تو قرآن وحدیث سے ثابت ہے لیکن نبی کے لئے وسیع علم ثابت کرنا شرک ہے، نبی کا علم بچوں، پاگلوں اور چوپایوں کے علم کی طرح ہے۔ بولو! ایسا کہنے والے کو مسلمان کہوگے؟ مجمع کی طرف سے شور اٹھا ''ہرگز نہیں، ہرگز نہیں'' آپ نے پوچھا: ''مجمع میں کسی آدمی کو اس سے اختلاف ہو تو وہ کھڑا ہو جائے۔'' مجمع میں سکوت کا ماحول طاری ہو گیا۔ شیخ اعظم دیر تک استفسار کے انداز میں دیوبندیوں اور وہابیوں کی بدعقیدگی کو مجمع کے سامنے بیان کرتے رہے اس طرح آپ نے دیوبندیوں، وہابیوں کی رد میں پوری تقریر فرمادی اور کسی کو یہ اعتراض کرنے کا موقع بھی نہیں دیا کہ آپ منتظمین جلسہ کی شرط کے خلاف تقریر فرمارہے ہیں۔ (معارف شیخ اعظم)

آپ دعوت کے دائرے کو وسیع سے وسیع تر کرنے کی کوشش کرتے تھے، اپنے مذہب ومسلک والوں کے بجائے بدعقیدوں اور بدمذہبوں کے رشد وہدایت کی طرف زیادہ توجہ دیتے اور اس کے لئے وہ ان سے ملتے جلتے بھی تھے کیوں کہ ان کا نظریہ یہ تھا کہ بدعقیدوں کی بدعقیدگی دور کرنے کے لئے ان قریب جاکر ان کی گمراہی کے اسباب تلاش کرنے ہوں گے۔ چنانچہ آپ خود ہی بیان فرماتے ہیں:

میں نے کشن گنج اور پورنیہ کے علاقے میں محسوس کیا کہ اکثر لوگوں کے وہابیوں کی جماعت میں شریک ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان کے علاقوں میں وہابی مبلغین کا دورہ ہوتا ہے۔ یہ لوگ وہابیوں کی ظاہری صورت دیکھ کر ان کی جماعت میں شامل ہو گئے ہیں، ان علاقوں کے معتدل مزاج لوگوں نے مجھے اپنے یہاں آنے کی دعوت دی، میں نے ان لوگوں کی دعوت کو قبول کیا اور میرا ان لوگوں کے گھر قیام رہا۔ ان لوگوں نے میرے سامنے اپنی بدعقیدگی سے توبہ کی، اگر کی بدعقیدگی کے سبب ان کے گھر آنے کی دعوت قبول نہیں کرتا، تو یہ لوگ میرے قریب آتے اور نہ ہی میرے ہاتھ پر توبہ کرکے بیعت ہوتے۔ (معارف شیخ اعظم)

پورنیہ ہی کا واقعہ ہے کہ آپ نے ایک نہایت مشہور دیوبندی کے گھر قیام کیا اور آپ کی برکت سے پورا گھر صحیح العقیدہ سنی مسلمان بن گیا، اس پر علامہ نظامی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ میاں! آپ نے بڑا اچھا کام کیا، جس شخص کے گھر آپ نے قیام کیا تھا وہ اپنے علاقے میں دیوبندی مشہور تھا۔ الحمدللہ آپ کے ذریعہ اس کو اور اس کے گھر والوں کو ہدایت مل گئی اور سب سنی صحیح العقیدہ ہو گئے۔ (معارف شیخ اعظم)

مذکورہ بالا باتوں سے کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ آپ متصلب سنی نہیں تھے اور صلح کلیت پر عمل پیرا تھے، ایسا نہیں ہے، بلکہ جہاں بات آجاتی آپ مناظرہ کا اسٹیج بھی سنبھال لیتے، چنانچہ حضرت مفتی معین اشرفی صاحب اپنے مضمون میں لکھتے ہیں کہ ''شیخ اعظم حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی وحضرت مفتی حبیب الرحمٰن صاحب اشرفی وغیرہم علمائے کرام کے ہمراہ بہت سے مناظروں میں شریک ہوئے۔ جب بھی وہابیوں نے پینترا بدلا، راہ فرار اختیار کرنے کی کوشش کی تو حضرت نظامی صاحب وغیرہم علمائے کرام فرماتے میاں! دلائل سے کام نہیں چلے گا۔ اپنے جد امجد کی طرف توجہ کیجئے، شیخ

فرماتے ہیں کہ میں توجہ کرتا بلکہ بعض اوقات مصلیٰ پر بیٹھ کر اپنے قبلہ وکعبہ مخدوم اشرف کے روضۂ انور کی طرف متوجہ ہوکر فتح سنیت کی دعائیں کرتا کوئی نہ کوئی کیس ضرور سامنے آجاتا جس کی دوا میں ہی ہوا کرتا، اس طرح لوگ دلائل سے نہیں مگر مخدوم پاک کی ادنیٰ توجہ سے مسحور ومجنون شخص کے رو بہ صحت ہونے کے سبب کمالات اولیاء کے ضرور قائل ہو جاتے اور اہل سنت کی فتح ہو جاتی''(معارف شیخ اعظم)

مذکورہ واقعہ سے معلوم ہوا کہ آپ بدعقیدوں سے میل جول اسی وقت روا رکھتے جب ان کی ہدایت محض سمجھانے بجھانے سے ہوجاتی اور اگر وہ ہٹ دھرمی کرتے تو آپ ان کا فریق بن کران سے مناظرہ بھی کرتے تھے۔

شیخ اعظم کی تبلیغ کا یہی انداز واسلوب تھا جس کے ناتے بے شمار گم گشتگان راہ کو ہدایت ملی اور دامن اسلام سے وابستگی نیز گناہوں سے توبہ کی توفیق نصیب ہوئی۔

یہ حضرت کے چند تبلیغی نقوش ہیں جنہیں میں نے قارئین کی خدمت میں پیش کردیا ہے محدود مواد اور اپنی کم مائیگی کے سبب بہت زیادہ تفصیل کے ساتھ بہت معیاری مضمون تو نہ لکھ سکا تاہم حضرت شیخ اعظم سے اپنی عقیدت ومحبت کے ثبوت کے لئے میں اپنی اس تحریر کو کافی سمجھتا ہوں۔

اوروں کی طرف پھینکے ہیں گل اور ثمر بھی
اے خانہ برانداز چمن کچھ تو ادھر بھی

☆☆☆☆

جــــامع اشــــرف

اپنے اغراض ومقاصد کے آئینے میں

☆ سنی مسلمانوں کی دینی زبوں حالی اور تعلیمی پسماندگی کے پیشِ نظر مروجہ نظامِ تعلیم پر غور کرنا اور اسے ایک نئی زندگی دینا۔

☆ درسِ نظامی کے تغیر وتبدل کے مسئلہ پر صحت مند خیالات پیش کرنا اور ایک نئے دینی درس کی ضرورت واہمیت پر روشنی ڈالنا۔

☆ تعلیمی مراکز میں فکر وعمل کے لحاظ سے وحدت پیدا کرنا۔

☆ طلبہ کو دینی شعور کے ساتھ دنیاوی علم وآگہی بھی دینا تاکہ وہ اپنی عملی زندگی میں عصر جدید کے اقتصادی یا عمرانی مسائل سے ہراساں نہ ہوں۔

☆ ایک مضبوط اور بااختیار مرکزِ تعلیم کی تشکیل کرنا۔

رشدوھدایت کے سفیر شیخ اعظم

مفتی محمد محبوب عالم نعیمی اشرفی، خلیفہ سرکارکلاں،
شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ اظہار العلوم برہان پور ایم پی

شیخ اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کی پوری زندگی دین وسنیت کی تبلیغ واشاعت اور علمی وتعمیری خدمات میں گزری ہے۔ان میں ہر ایک کا دائرہ اتنا وسیع ونمایاں ہے کہ ''عیاں راں چہ بیاں'' کا مصداق ہے۔ یوں تو شیخ اعظم نے ہندو بیرونِ ہند کے ہر اس علاقے میں جہاں دین وسنیت کی تبلیغ واشاعت کی ضرورت تھی دینی وعلمی خدمات کا فریضہ احسن طریقے پر انجام دیا اور ہر جگہ مخدومی فیضان کو عام فرمایا لیکن جب آپ نے بہار، خصوصاً پورنیہ، کشن گنج، کٹیہار، مغربی دیناج پور کا دورہ فرمایا تو ان علاقوں کو دین وسنیت کی تبلیغ واشاعت کے لئے چن لیا اور اپنی حیات مستعار کا ایک بڑا حصہ ان علاقوں کے لئے وقف کردیا کیوں کہ ان علاقوں پر گمراہ اور بدعقیدہ جعلی پیروں اور گمراہ گر بدعقیدہ مولویوں کا جال پھیلا ہوا تھا جس کی وجہ سے اس علاقے میں عوام الناس تذبذب کا شکار تھے۔ بے یقینی، گمرہی اور بدعقیدگی کے تاریک بادل چھائے ہوئے تھے، سنیت کا وقار مجروح ہورہا تھا، سادہ لوح سنی مسلمانوں پر بدعقیدہ مبلغوں کے ذریعہ بے یقینی کے جراثیم پھیلتے جارہے تھے۔ ایسے ماحول میں شیخ اعظم نے دین وسنیت کی تبلیغ و اشاعت کا وہ طریقہ اپنایا جو شیخ اعظم کو اپنے اسلاف سے ملا تھا۔اور فرمان خداوندی" ادع الی سبیل ربك بالحکمة والموعظة الحسنه" کو راہ نما بنا کر اپنے مؤثر خطابات، روحانی تصرفات اور مخدومی فیضان کے ذریعہ دین وسنیت کی ایسی روشنی پھیلائی کہ تذبذب، بے یقینی، گمرہی، بدعقیدگی، بے عملی اور جہالت کے تاریک بادل چھٹنے شروع ہوگئے اور ہر طرف دین وسنیت کا اجالا پھیلنے لگا۔

آپ کے ظاہری حسن و جمال، باطنی کمالات، روحانی تصرفات اور اخلاق کریمانہ کو دیکھ کر آپ کی طرف دیوانہ وار رجوع ہو کر عوام وخاص توبہ کرکے دامن کرم سے وابستہ ہوتے رہے۔ چند سالوں میں ہی ان علاقوں میں انقلاب آگیا، سنیت کا غلبہ ہونے لگا، جعلی پیروں اور بدعقیدہ مولویوں کے لئے اپنے کمین گاہوں سے بوریا بستر لپیٹ کر راہ فرار کے سوا کوئی چارہ نہ رہا۔

ان اہداف کو حاصل کرنے کے لیے آپ کو جسم وجان کے خطرات کا بھی سامنا کرنا پڑا، دشوار گذار راستوں اور ان علاقوں کے نشیب وفراز سے پُر مرحلوں کو طے کرنے کے لیے بیل گاڑی آپ کی سواری ہوتی تھی۔ بیل گاڑی پر سوار ہو کر اور کبھی پیدل چل کر ایک آبادی سے دوسری آبادی تک پہنچتے تھے۔اس میں جو مشقتیں اور پریشانیاں ہوتی تھیں ان کی آپ بالکل پروا نہیں کرتے تھے۔ جہاں بھی پہنچتے شمع کی طرح پروانوں کا ہجوم رہتا تھا۔ طالب کو داخل سلسلہ فرماتے۔ مریض جسمانی وروحانی آپ کی دعاؤں سے یک دم شفایاب

ہو جاتے تھے، مخدومی فیضان کا ظہور ہوتا رہتا تھا۔ آپ گمراہ اور بدعقیدہ لوگوں کو بھی اپنے سے قریب آنے کے مواقع دیتے تھے اور کبھی ایسوں کے گھر قیام بھی فرمالیتے جس سے اپنوں کو غم و ملال ہوتا لیکن جب وہ لوگ آپ کے فیوض و برکات، روحانی تصرفات، عالمانہ، عارفانہ اور ناصحانہ اقوال کو سنتے تو گمراہی اور بدعقیدگی سے تائب ہوکر آپ کے مرید ہوجاتے اور صحیح العقیدہ سنی بن جاتے تو غم و ملال خوشی میں بدل جاتا اور کبھی تو ایسا بھی ہوا کہ وہابیوں نے نقصان و تکلیف پہنچانے کے ارادے سے سازش کر کے جلسے کی دعوت دے کر اپنے علاقے میں بلایا لیکن اللہ تعالیٰ کے بھید کو کون جانے۔ ''وتعز من تشاء وتذل من تشاء'' ''واللہ یھدی من یشاء'' اس کی شان ہے۔ پھر قدرت خداوندی رسول اکرم ﷺ کی رحمتوں، بزرگان دین کے تصرفات، مخدومی فیضان، شیخ اعظم کی حکمت سے بھرپور طریقۂ تبلیغ و انداز بیان کا ایسا مظاہرہ ہوا اور ایسے اثرات مرتب ہوئے کہ لوگوں کے چہرے پر پڑے ہوئے وہابیت کے باطل پردے چاک ہوئے۔ لوگوں کو سنیت کی روشنی نظر آئی اور حقانیت کا یقین ہوا تو گاؤں کے گاؤں تائب ہوکر سنی صحیح العقیدہ مسلمان بن گئے اور بہتوں نے اشرفی پٹہ گلے میں ڈال لیا۔ وہابیوں کا سارا منصوبہ ناکام ہوگیا اور وہ اپنی سازش کے جال میں خود پھنس گئے۔ انہیں اپنے مرکز سے بھی بے دخل ہونا پڑا۔ شیخ اعظم کی تبلیغ سے عوام وہابیوں کے گندے عقائد سے باخبر ہوگئے۔

آج حکمت عملی سے دین و سنیت کی روشنی پھیلانے کی ضرورت ہے لیکن آج ہم لوگ سینوں میں ہی سنیت کی تبلیغ کرتے ہیں۔ لاحول پڑھ کر پہلے ہی سے اپنی مجالس کا حصار کر لیتے ہیں جس کی وجہ سے سنیت کی روشنی باہر نہیں پھیل پاتی۔ اس لیے ترویج و فروغ سنیت کا دروازہ تقریباً مسدود ہوگیا ہے۔ شیخ اعظم نے ہر طرف دورہ کر کے دین و سنیت کی ترویج و اشاعت کا فریضہ احسن طریقے پر انجام دیا ہے اور جگہ جگہ مدارس بھی قائم فرمائے جو بقائے فروغ سنیت کے لئے ریڑھ کی ہڈی کی طرح ہیں یہی وجہ ہے کہ جہاں مدارس قائم ہیں وہاں باطل کو قدم جمانا مشکل ہوجاتا ہے۔ شیخ اعظم کے اس مشن نے دینی تعلیم کی طرف بھی لوگوں کو راغب کیا۔ آج ان علاقوں میں علماء کی کثرت ہے شاید ہی کوئی گاؤں اور آبادی عالم دین سے خالی ہو۔ کسی کسی گاؤں میں تو تقریباً ہر گھر میں عالم دین ہیں۔ اب ان علاقوں میں باطل کا داخلہ مسدود ہے۔ ہر طرف سنیت کا غلبہ ہے۔ یہ سب بلا واسطہ یا بالواسطہ شیخ اعظم کا ہی فیضان واحسان ہے۔ لیکن وقت کی ستم ظریفی یہ ہے کہ ان ہی علاقوں کے بعض مولوی نہ جانے کہاں سے مشربی تعصب کے جراثیم لائے ہیں اور بہت سے ذہنوں کو آلودہ کر کے ماحول کو پراگندہ اور اپنی عاقبت خراب کر رہے ہیں اور احسان کشی کے مرتکب بھی ہورہے ہیں۔

شیخ اعظم کا جاہ و جلال بھی مشہور ہے۔ خلاف مزاج، بری باتوں اور بری حرکتوں کو دیکھ سن کر ردعمل میں غصّہ و جلال کا آنا یہ انسانی فطرت ہے۔ خلاف شرع بھی اگر کوئی بات ہو تو اس کا اظہار علماء اور مشائخ کی شان اور ذمہ داری بھی ہے۔ شیخ اعظم کا غصّہ و جلال اور ناراضگی ''والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس'' کی عملی

تفسیر ہوتی تھی اور ارشاد وتبلیغ کی راہ میں یہ ضروری بھی ہے۔غرض کہ شیخ اعظم کی زندگی کا ہر گوشہ روشن وتابناک ہے اور آپ کی دینی، علمی، اشاعتی، تبلیغی اور تعمیری ساری خدمات مثالی ومنفرد اور خلوص وللّٰہیت سے بھرپور ہیں۔

آپ عزم کے بہت پکے تھے جس کام کا ارادہ فرما لیتے پورا کرکے ہی دم لیتے تھے۔مشکلات، رکاوٹ اور مخالفت کی بالکل پرواہ نہیں کرتے تھے۔جامع اشرف کا قیام آپ کی دیرینہ خواہش تھی۔جس کا اظہار جامع اشرف کے قیام سے پہلے بارہا کر چکے تھے اور جب حالات کے جبر اور دیگر عوامل نے خواہش کو ارادے میں تبدیل کردیا تو آپ نے قرب مخدوم پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ وخانقاہ عالیہ اشرفیہ حسنیہ سرکارکلاں کچھوچھہ مقدسہ میں اسلامی قلعہ بنام جامع اشرف کے قیام کا پختہ ومحکم ارادہ فرمالیا۔اس عزم وخواہش کے ساتھ کہ یہ ادارہ مستقبل قریب میں تمام علوم اسلامیہ کا مرکز بن جائے۔پھر حضور شیخ المشائخ سرکارکلاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اجازت سے اور آپ کی سرپرستی میں ۱۳۹۸ھ میں جامع اشرف کا قیام عمل میں آیا اور فی الوقت تعلیم کا آغاز خانقاہ میں دورہ حدیث سے ہوگیا۔پھر چند سالوں کے بعد جامع اشرف کی تعمیر شروع ہوئی اور قیام کے بعد ہی شیخ اعظم جامع اشرف کی تعمیر وترقی، عروج و استحکام وتشہیر اور اپنے ارادے کی تکمیل کے لئے متحرک ہوگئے اور جامع اشرف کو اپنا نصب العین بنا لیا۔اس راہ میں حائل تمام مشکلات کو عبور کرکے جامع اشرف کو اپنی حیات ہی میں ترقی کی اس منزل تک پہنچا دیا کہ ہندوستان کے ممتاز اداروں میں اس کا شمار ہونے لگا اور ساتھ ہی عظیم الشان مختار اشرف لائبریری کا قیام اور اس میں جمع شدہ دینی وعلمی کتب کے ذخیرے نے اس میں چار چاند لگا کر اس کو فقید المثال قابل تقلید اور قابل رشک بنادیا ہے۔

بلا شبہ یہ دونوں ادارے جامع اشرف و مختار اشرف لائبریری شیخ اعظم کے کارہائے نمایاں میں سب سے عظیم تر ہیں۔بایں ہمہ شیخ اعظم کے عزائم عظیمہ کی تکمیل ابھی باقی ہے۔ہمیں یقین کامل ہے کہ مستقبل میں اس کی تکمیل ضرور ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ مولیٰ اس لئے کہ دونوں اداروں کا انصرام واہتمام ایسے ہاتھوں میں ہے جو مظہر جمال وکمال اعلیٰ حضرت شیخ المشائخ سرکار کلاں ومظہر جمال وکمال شیخ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں یعنی قائد ملت حضرت محمود میاں قبلہ مدظلہ العالی واشرف ملّت حضرت اشرف میاں مدظلہ العالی۔

شیخ اعظم حضرت علامہ ومولانا سید شاہ محمد اظہار اشرف اشرفی جیلانی سجادہ نشیں آستانہ عالیہ اشرفیہ حسنیہ سرکارکلاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے کارہائے نمایاں کی وجہ سے بعد وصال بھی ہمیشہ ہمیش زندہ رہیں گے۔مولیٰ تعالیٰ ان کی قبر انور کو اپنی رحمتوں اور برکتوں سے بھر دے اور ہم گنہگاروں کی ان کے طفیل مغفرت فرمائے اور ان کے فیضان کو جاری وساری رکھے۔ آمین ثم آمین.

☆☆☆☆

کلام نیرنگ درشان اعلیٰ حضرت اشرفی

اے من نثارِ رویت اے غبارِکویت
توجانِ یک جہانی تو یک جہانِ جانی
نیرنگ درہوایت صد جاں کند فدایت
اوکمتریں گدایت توخسروئے جہانی

شیخ اعظم کے فرمودات وارشادات

مولانا عبدالکریم اشرفی جامعی، استاذ جامع اشرف، درگاہ کچھوچھہ شریف

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پرنہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

بڑے لوگوں کے بول بڑے انمول اور قیمتی ہوا کرتے ہیں۔ ان کی زبان سے نکلنے والا ایک کلمہ ہزار ہا کتابوں اور سینکڑوں مضامین پر بھاری ہوتا ہے، ان کی باتوں میں ''از دل خیزد بر دل ریزد'' کی تاثیر ہوتی ہے، ان کے اشارۂ زباں سے کتنے لوگوں کو منزلیں مل جاتی ہیں اور ان کے چند جملوں سے کتنے تاریک و ویران دل روشن و آباد ہو جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ صوفیائے کرام کے ملفوظات و مکتوبات اور ان کے فرامین وارشادات کو محفوظ کرنے اور انہیں یاد رکھنے کا ہر زمانے میں اہتمام ہوتا رہا ہے۔ حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ اپنے چہیتے مرید امیر خسرو سے اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اے خسرو! ملفوظات مشائخ کو یاد کیا کرو اور ان کا ذکر کیا کرو کہ ان سے انشراح صدر حاصل ہوتا ہے۔ (۱) حضرت شیخ عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جہاں تک ہو سکے اولیاء اللہ کی باتیں یاد رکھو اگر نہ ہو سکے تو ان کے اسمائے گرامی ہی کہ یہ بھی کافی ہے۔ (۲) حضور شیخ اعظم حضرت علامہ الحاج سید شاہ اظہار اشرف اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ایک واعظ صادق اور مخلص ناصح تھے۔ ان کی گفتگو میں بلا کی تاثیر ہوتی تھی۔ ان کی زبانِ فیض ترجمان سے نکلنے والے کلمات کا دلوں پر بڑا گہرا اثر ہوتا تھا آپ کی مجلس میں جو ایک بار بیٹھ جاتا اس کے دل کے سارے بند دروازے کھل جاتے اور کتنے کافرانہ مزاج رکھنے والے سنی صحیح العقیدہ مسلمان بن جاتے۔

بطور نمونہ آپ کے کچھ فرمودات وارشادات ہدیہ قارئین ہیں جن سے اندزاہ لگایا جاسکتا ہے کہ حضور شیخ اعظم کے کلمات کتنے بلند و پاکیزہ، کس قدر مؤثر و دلنشیں اور کتاب و سنت کے عین مطابق ہوا کرتے تھے۔

☆شیخ اعظم فرمایا کرتے تھے

''عارفین لوگوں کو راہ راست پر لانے کے لئے لمبے چوڑے خطاب نہیں فرماتے تھے بلکہ ان کی زندگی اتنی مصفیٰ، سیرت اتنی مجلیٰ اور صاف ہوتی تھی کہ دنیا کا بدترین سے بدترین انسان بھی محفل میں چند بول سنتا تو زندگی کا رخ بدل لیتا''

عالم اور عارف میں فرق

علم سے انسان کو اسی وقت کامیابی حاصل ہوسکتی ہے جب کہ عالم عارف ہو جائے اس لئے کہ عالم تو خدا کی ہستی پر دلائل قائم کرتا ہے مگر عارف خود خدا ہی سے اس کی ہستی کا ثبوت حاصل کر لیتا ہے۔ اسے عقلی براہین کی ضرورت نہیں ہوتی۔ عارف کا قلب سرمدیت کا مشاہدہ کرسکتا ہے۔ اس کی آنکھیں آنات کو دیکھ سکتی ہیں برخلاف عالم کے کہ وہ خدا کی ہستی پر براہین عقلی قائم کرتا ہے مگر ہر برہان اس کی ذات یا ہستی کو ثابت کرتی ہے خدا کو ثابت نہیں کرتی جب تک عالم فنا نہ ہو جہل فنا

نہیں ہوسکتا۔"لان العالم قائم بنفسه و العارف قائم بربه" اس لئے کہ عالم اپنے نفس کے ساتھ ہوتا ہے اور عارف اپنے رب کے ساتھ ہوتا ہے۔اس پرآشوب دور میں یقیناً ایسے لوگوں کی کمی ہے جن کا قول ان کے حال کے مطابق ہو۔

عرفاء کی زندگی اور قلت کلامی

عرفاء نے اپنی زندگی کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے مطابق اس قدر ڈھال لیا تھا کہ ان کا ایک لمحہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے ہٹ کر نہ گزرتا گویا کہ انہوں نے اپنی زندگی کو آیت کریمہ"قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی یحببکم الله ویغفر لکم ذنوبکم"(۳) آپ فرما دیجئے اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تم سے محبت کرنے لگے گا اور اللہ تمہارے گناہ بخش دے گا۔کا مصداق بنالیا تھا۔حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے صرف ایک مسنون نماز کے خطا ہوجانے پر اپنی گزشتہ چالیس برس کی نماز کی قضا کی(۴) اتباع نبوی کو جامۂ حیات بنانے کی وجہ سے اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی زبان میں وہ تاثیر پیدا کردیتا ہے کہ ان کے چند کلمات سے بدترین سے بھی بدترین انسان اپنی زندگی کا رخ بدل لیتا ہے اس لئے کہ ان کا کردار وعمل اور ان کی سیرت وصورت خود ان کے اقوال کی دلیل ہوا کرتے ہیں۔

☆شیخ اعظم فرمایاکرتے تھے

"اپنے اخلاق وکردار کو بلند رکھنا چاہئے تاکہ تمہارے حسن عمل اور صاف ستھری سیرت کو دیکھ کر امت مسلمہ ہدایت کا راستہ اپنائیں"

اخلاق وکردار کی بلندی

یہ انسانی طبیعت اور فطرت ہے جب کوئی آدمی کسی پر بےلوث احسان کرتا ہے۔پیار ومحبت اور شفقت ونرمی سے اس کے ساتھ پیش آتا ہے تو وہ کتنا ہی سنگ دل،سخت مزاج کیوں نہ ہو بالآخر اپنے محسن کے آگے گھٹنے ٹیک دیتا ہے۔عربی کا ایک مقولہ ہے" الانسان عبدالاحسان"(انسان احسان کا غلام ہے) کوئی آدمی اپنی طاقت کے زور سے کسی کو اپنا گرویدہ نہیں بنا سکتا اگر وہ اسے اپنے قریب لانا چاہتا ہے تو صرف حسن اخلاق ہی سے لاسکتا ہے جیسا کہ قرآن مقدس نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے "فبما رحمة من الله لنت لهم ولو كنت فظاغليظ القلب لانفضوا من حولك" اللہ کی رحمت ہے کہ آپ ان کے لئے موم ہوگئے اور اگر آپ تندخو،سخت طبع اور سخت دل ہوتے تو لوگ آپ کے اردگرد سے منتشر ہوگئے ہوتے۔(۵) نیز حدیث پاک میں بلندی اخلاق پر تعلیم دیتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔"اکمل المومنین ایمانااحسنهم خلقا" مسلمانوں میں کامل ایمان والا وہ شخص ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہیں۔(۶)ایک دوسری حدیث میں آپ نے ارشاد فرمایا "بعثت لاتمم حسن الاخلاق" میں مکارم اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہوں(۷)

صوفیاء کرام کے پاس سب سے بڑا طاقتور اور مؤثر ہتھیار یہی تیغ اخلاق تھی جس کے ذریعہ وہ لوگوں کے دلوں کو مسخر اور ذہن وفکر وخیال کو متاثر کرتے گئے اور اس طرح اپنے حسن اخلاق سے نہ جانے کتنوں کو اپنا گرویدہ بنایا۔

حسن اخلاق کے ضمن میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ ہے کہ دہلی کی عوام آپ کے حسن اخلاق سے اس قدر متاثر تھی کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے جب آپ

کو دہلی سے مستقل طور پر لے جانا چاہا تو خواجہ غریب نواز کے اس فیصلہ پر نظر ثانی کی درخواست کے لئے سارا شہر دلی امنڈ آیا۔ ہزار ہا مرد عورتیں اور بچے گریہ وزاری کرتے ہوئے شہر پناہ سے باہر نکل آئے۔اس ہجوم میں شہنشاہ وقت شمس الدین التمش بھی موجود تھے (۸) اس واقعہ سے اندزہ لگایا جاسکتا ہے کہ یہ بزرگان دین خانقاہوں میں بیٹھ کر محض انفرادی نجات کے حصول کی کوشش نہیں کر رہے تھے بلکہ انہوں نے اپنے عہد کے سماجی وسائل سے خود کو بہت گہرائی تک وابستہ کرلیا تھا، کبھی دنیا کی دولت حاصل کرنے کی کوشش نہیں کی اور کبھی آئی بھی تو اسے جمع کر کے نہیں رکھا اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح ہمیشہ ان کی یہ دعاء ہوا کرتی "اللھم احیینی مسکینا وامتنی مسکینا واحشرنی فی زمرۃ المساکین" اے اللہ مجھے مسکین بنا کر زندہ رکھ، مسکین کی حالت میں موت دے اور مساکین کے زمرے میں میرا حشر فرما۔(۹)

☆شیخ اعظم فرمایا کرتے تھے

''مسلمانوں کی امن وسلامتی قانون اسلام پر عمل کرنے میں ہے اور دشمن اسلام کی ہر شورش ویلغار کا جواب مسلمانوں کا کردار وعمل ہے''

مسلمانوں کی سلامتی کا ضامن

"ولاتھنوا ولاتحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین" رنج وغم نہ کرو سربلندی تمہارے لئے ہے بشرطیکہ مؤمن بن کر رہو(۱۰)

"الذین ان مکناھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر" جنہیں ہم روئے زمین پر حکومت وخلافت عطا کریں تو وہ نماز وروزہ ادا کریں بھلائی کا حکم کریں اور برائی سے روکیں (۱۱) حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''یوشك الامم ان تداعی علیکم کماتداعی الاکلة علی قصعتها فقال قائل ومن قلة نحن یومئذ قال بل انتم یومئذ کثیر ولکنکم غثاء کغثاء السیل ولینزعن الله من صدور عدوکم المهابة منکم ولیقذفن الله فی قلوبکم الوهن فقال قائل یارسول الله ما الوهن قال حب الدنیا وکراهیة الموت ''عنقریب ساری قومیں تم پر ٹوٹ پڑیں گی جس طرح بھوکے لوگ بھرے پیالوں پر ٹوٹے پڑتے ہیں کسی نے کہا یارسول اللہ کیا اس وقت ہماری تعداد کم ہوگی آپ نے فرمایا اس وقت تعداد میں تم لوگ بہت زیادہ ہوگے مگر دریا کی جھاگ کی طرح بیکار ہوگے اللہ تعالیٰ دشمنوں کے دل سے تمہارا رعب وداب ختم کردے گا اور تمہارے دلوں میں وہن پیدا فرما دے گا پوچھنے والے نے پوچھا وہن کیا ہے آپ نے فرمایا دنیا کی محبت اور موت کی ناپسندیدگی (۱۲) دعوت وتبلیغ کے ابتدائی دنوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "کلمة واحدة لو تعطونیها تملکون بها العرب وتدین لکم العجم" یہ ایک کلمہ ہے اگر تم لوگ اسے قبول کرلو تو سارا عرب وعجم تمہارے زیر نگیں ہوگا (۱۳)

آیات قرآنیہ اور اور احادیث مبارکہ اس بات پر دلالت کناں ہیں کہ مسلمانوں کی سرخروئی وسرفرازی اور امن وسلامتی اپنے اندر مؤمنانہ شان پیدا کرنے میں ہے جب تک ایمان ان کے اندر جلوہ گر نہیں ہوگا اور ان کا کردار وعمل اسلامی طرز واصول کے مطابق نہیں ہوگا وہ یوں ہی در بدر کی ٹھوکریں کھاتے پھریں گے اور ہمیشہ ذلیل وخوار ہوتے رہیں گے۔

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں بن کر ہم
ہوئے خوار تارک قرآں ہوکر

☆**شیخ اعظم فرمایا کرتے تھے**

''شریعت کے اصولوں پر عمل کرنے سے دنیا وآخرت دونوں میں فائدہ ہوتا ہے''

آپ کے اس قول کی ترجمانی قرآن پاک کی یہ آیت کریمہ بھی کررہی ہے''وقیل للذین اتقواماذا انزل ربکم قالواخیراللذین احسنوا فی ھذہ الدنیا حسنۃو لدارالآخرۃخیرولنعم دارالمتقین''اور یونہی پوچھا گیا جومتقی تھے کہ وہ کیا ہے جواتارا ہے تمہارے رب نے انہوں نے کہا سراپا خیر اور بہت ہی عمدہ ہے پرہیزگاروں کا گھر (۱۴)

جوکلام ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہو اہے وہ سراپا خیر و برکت ہے کہ جولوگ اس کتاب کی روشنی میں اپنے اعمال کی اصلاح کرلیں گے وہ دنیا اور آخرت دونوں کی بھلائی میں ہوں گے، فتح ونصرت ان کے قدم چومے گی، نیک فطرت لوگ دل سے ان کی عزت وتکریم کریں گے اور جب وہ اطاعت الٰہی کو اپنا شعار بنالیں گے تو ان پر مکاشفات ومشاہدات اور الطاف کے دروازے کھول دیے جائیں گے۔''فتح اللہ علیھم ابواب المکاشفات والمشاھدات و الالطاف'' اور قیامت کے دن جوان کی عزت افزائی کی جائے گی اس کا تو آج تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ نیز دوسری جگہ بھی قرآن پاک میں مذکور ہے''من عمل صالحا من ذکر او انثیٰ فلنحیینہ حیاتا طیبا ولنجزینھم اجرھم باحسن ماکانویعملون'' جوبھی نیک کام کریں مرد ہوں یاعورت بشرطیکہ وہ مومن ہوں تو ہم انہیں عطاکریں گے ایک پاکیزہ زندگی اور ہم ضرور دیں گے انہیں ان کا اجر جووہ کیا کرتے تھے (۱۵)

☆**شیخ اعظم فرمایا کرتے تھے**

''تصوف پڑھ ڈالو اس لئے کہ جوکچھ ہے تصوف ہے تصوف کے سوا کچھ بھی نہیں''

تصوف کیاھے ؟

زکریا انصاری کہتے ہیں:

''التصوف ھوعلم تعرف بہ احوال تزکیۃ النفوس وتصفیۃ الاخلاق وتعمیرالظاھروالباطن لنیل السعادۃ الابدیۃ''

تصوف وہ علم ہے جس سے نفس کی اصلاح، کردار وعمل کی درستگی اور ظاہر وباطن کی آراستگی کے طریقے معلوم ہوں اس علم کا مطلوب ومقصود سعادت ابدیہ ہے (۱۶)

غوث پاک فرماتے ہیں:

''التصوف الصدق مع الحق وحسن الخلق مع الخلق'' اللہ کے معاملات میں خلوص اور بندے کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آنا تصوف ہے (۱۷)

امام غزالی علم تصوف اور طریق تصوف کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں:

جب میں ان علوم (علم کلام وفلسفہ وغیرہ) سے فراغت پاچکا تو صوفیائے کرام قدس اللہ اسرارہم کے طریق کی طرف متوجہ ہوا تب میں نے جانا کہ ان کا طریق علم اور عمل دونوں سے پورا ہوتا ہے اور ان کے عمل کا نتیجہ اور حاصل یہ کہ عقبات نفس قطع ہوجاتے ہیں اور وہ اخلاق مذمومہ اور صفات خبیثہ سے منزہ اور مبرّا ہوکر اخلاق محمودہ اور صفات حمیدہ سے آراستہ وپیراستہ ہوجاتے ہیں اور دل غیراللہ سے خالی ہوکر ذکراللہ سے متجلّی ہوجاتا ہے۔ اور آگے آپ فرماتے ہیں کہ اسی حالت میں تقریباً دس برس گذر گئے ان خلوتوں اور عزلتوں میں بہت سے رموزوا

سرار مجھ پر منکشف ہوئے جن کا احاطہ اور شمار ناممکن ہے ہاں صرف اس قدر بیان کرنا مناسب سمجھتا ہوں جس سے لوگوں کو فائدہ پہنچے۔ اس عرصہ میں مجھے یقیناً معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے راستے پر چلنے والے صوفیائے کرام ہی ہیں اور انہیں کی سیرت وعادت سب سے افضل ہے، انہیں کا راستہ سب راستوں سے سیدھا ہے۔ انہیں کے اخلاق سب اخلاق سے پاکیزہ ہیں بلکہ اگر کل عقلاء کی عقلیں اور سب حکماء کی حکمتیں اور کل علمائے شریعت اور واقفان علوم دینیہ کے علوم جمع کیے جائیں تو صوفیائے کرام کے اخلاق واطوار اور سیرت وطبیعت کی ذرا بھی برابری نہ کرسکیں جس کی وجہ یہ ہے کہ صوفیائے کرام کے جمیع حرکات وسکنات ظاہری و باطنی مشکوٰۃ نبوت کے نور سے مقتبس ہیں اور روئے زمین پر کوئی نور سوائے نور نبوت کے روشن نہیں (۱۸)

☆شیخ اعظم فرمایا کرتے تھے

''ہمیں اپنا کام کرنا ہے باقی کام کرنے والے کی مرضی پر چھوڑ دو جب اس نے شروع کرنے کی توفیق دی ہے تو انجام کو بھی وہی پہنچائے گا''

التوکل علی اللہ

"فاذاعزمت فتوکل علی اللہ ان اللہ یحب المتوکلین" جب تم قصد کرو تو اللہ پر توکل کرو بیشک اللہ توکل کرنے والے کو پسند کرتا ہے (۱۹) "ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ" (۲۰) اور جو اللہ پر بھرسہ کرتے ہیں تو اللہ ان کے لئے کافی ہے۔ اصل توکل یہی ہے کہ انسان عالم اسباب سے جڑا رہے مگر توکل وبھروسہ اللہ کی ذات پر رکھے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے ''عن انس قال قال رجل یارسول اللہ اعقلھا واتوکل واطلقھا واتوکل قال اعقلھا وتوکل" حضرت انس فرماتے ہیں ایک شخص آیا اور اس نے عرض کیا یارسول اللہ میں اپنے اونٹ کو باندھ دوں یا کھلا چھوڑ دوں حضور نے فرمایا اسے باندھ دے اور توکل کر (۲۱)

☆شیخ اعظم فرمایا کرتے تھے

''مادیت کے اس تیز رفتار دور میں طمانیت قلب کا حاصل ہونا بعید سے بعید تر ہوگیا ہے اور آج صرف مادیت پر بھرسہ کرنے والا اپنی تاریک زندگی میں ایک روشنی کا متلاشی ہے تا کہ اس کی روشنی میں رہ کر خوف وخطر کی منزلوں سے دور رہ سکے اس میں شک نہیں کہ اورادو وظائف کی پابندی سے جہاں قلب پریشاں کو سکون حاصل ہوگا وہیں قرب الٰہی کا سبب بھی بنے گا اور یہی مقصد زندگی بھی ہے''

مادیت کے اس دور میں اطمینان قلب

مادیت اور زر طلبی کے اس دور میں دنیا طلبی کی دوڑ لگی ہوئی ہے۔ ہر آدمی دنیوی اعتبار سے دوسرے پر سبقت لے جانے کا خواہاں ہے۔ ہر طرف ''الھٰکم التکاثر'' کا سماں ہے غرض کہ ہر آدمی اس بات پر قادر نہیں کہ وہ گھر بار، کاروبار، ملازمت اور دیگر مشاغل کو چھوڑ کر صوفیاء کرام کی صحبت اور ان کی مجلس میں جائے اور اپنے بے قرار دل کے لئے تسکین قلب کا سامان فراہم کرے۔ ایسی صورت میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے مقدس کلام میں ارشاد فرمایا ہے ''الابذکراللہ تطمئن القلوب" اللہ کے ذکر ہی سے بے قرار دل مطمئن ہوتے ہیں۔ (۲۲) اس لئے کہ یہی وہ نور ہے جس سے شبہات کے اندھیرے دور ہوجاتے ہیں، یہی وہ غذا ہے جس سے روح کو تقویت ملتی ہے اور انسان میں نیکی کی مضمر صلاحتیں نشو ونما پاتی ہیں اور اسی سے انسان میں وہ جلال اور قوت نمودار ہوتی ہے جس سے شیطان پر لرزہ طاری ہوجاتا ہے دنیا کی ساری نعمتوں میں اطمینان

قلب سب سے عظیم نعمت ہے۔ دولت عزت اور کثرت اولاد کے باوجود بھی روح کو سکون اور اطمینان قلب نصیب نہیں ہوتا۔ صرف اللہ کا ذکر ہی وہ آب حیات ہے جس سے سیر کام ہونے والا کبھی تشنگی، کوئی خلجان اور کوئی گھبراہٹ محسوس نہیں کرتا وہ تختہ دار پر بھی اور آتش کدۂ نمرود پر بھی مسکراتا ہے اور اس حالت میں بھی اس کو ایسا اطمینان نصیب ہوتا ہے جیسا کہ مچھلی کو پانی میں اور جب انسان اس منزل پر پہنچ جائے کہ ذکر اللہ سے اس کا دل مطمئن ہونے لگے تو یقیناً وہ اللہ کا قرب حاصل کر لیتا ہے اور کسی بھی انسان کی پوری زندگی کی عبادت کا مقصد قرب الٰہی اور رضائے الٰہی ہی ہے۔ (۲۳)

☆شیخ اعظم فرمایا کرتے تھے

''دنیاوی اموال سانپ بچھو ہیں ان سے بچ کر رہو اس کے حقوق کو ادا کرتے رہو کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ امانت ہیں اس کے حقوق کی ادائیگی میں غفلت تم کو ہلاک کر دے گی''

ادائیگی امانت کا حکم

قرآن مقدس میں اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے'' ان اللہ یأمرکم ان تؤدوا الامانات الی اھلھا'' بیشک اللہ عزوجل تم کو حکم دیتا ہے امانتوں کو ان کے مالکوں کے حوالے کر دو (۲۴)

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ درخواست پیش کی کہ مجھے بھی گورنری کا منصب عطا فرمائیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے شانے پر ہاتھ مارا اور فرمایا ''یاابا ذر انک ضعیف وانھا امانۃ وانھا یوم القیامۃ خزی وندامۃ الا من اخذھا بحقھا وادی الذی علیہ فیھا'' اے ابوذر تو (جسمانی طور پر) کمزور ہے اور یہ ایک (بڑی) امانت ہے جو قیامت کے دن ندامت و رسوائی کے سبب بنے گی اس سے وہی لوگ بچ پائیں گے جو اس کا حق پورا کریں گے اور اسے اسی طرح ادا کریں گے جیسا کہ ان پر واجب تھا (۲۵)

امانت کا دائرہ روپے پیسے جائداد اور مالی اشیاء تک محدود نہیں ہے بلکہ مالی قانونی اور اخلاقی امانت تک وسیع ہے کسی کا بھید آپ کو معلوم ہے تو اس کو چھپانا بھی امانت ہے کسی مجلس میں آپ ہوں اور وہاں آپ دوسروں کے متعلق کچھ باتیں سن لیں تو یہ سنی ہوئی باتیں بھی امانت ہیں اس کو اسی مجلس تک محدود رکھنا اور دوسروں تک پہنچا کر فتنہ و ہنگامہ اور نقصان کا باعث بننا اس امانت کی خیانت ہے۔ عموماً بیماریاں، پریشانیاں، آفتیں، بے اطمینانی اور نالائق اولاد امانت میں خرد برد کا نتیجہ ہوتے ہیں اور اس کی وجہ سے انسان ہلاکت میں مبتلا ہو جاتا ہے جیسا کہ سانپ اور بچھو کے کاٹنے سے۔

☆شیخ اعظم فرمایا کرتے تھے

''بڑا بیوقوف وہ ہے جو اپنے مقصد کو بھلا بیٹھے''

سب سے بڑا بیوقوف کون ؟

اس دار فانی میں ہر شی کا وجود کسی نہ کسی مقصد کے تحت ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے کسی بھی شی کو عبث اور بے مقصد پیدا نہیں کیا اللہ تعالیٰ کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں ہے اور اس کی پیدا کی ہوئی چیز عبث اور بے کار نہیں ہے چاہے اس کی حکمتیں ہماری سمجھ میں آئیں یا نہ آئیں۔ اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی چیزوں میں سے سب سے اشرف کہی جانے والی ذات انسان کی ہے جس کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے پیدا کیا صرف اپنی عبادت کے لئے جیسا کہ قرآن مقدس میں ہے'' وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون ''میں نے جن اور انس کو نہیں پیدا کیا مگر اپنی عبادت کے لئے (۲۶)

حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے یوں فرماتے ہے'' وما خلقت الجن والانس الا لأمر هم بالعبادة ''یعنی میں نے جن اور انس کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ میں انہیں حکم دوں کہ وہ میری عبادت کریں انسان کو عقل وفہم اعتبار واختیار کی جو نعمتیں اس کی محنت وکاوش کے بغیر عطا کی گئی ہیں ان کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ وہ اپنی جبین نیاز کو اس ذات کے سامنے خم کردے جس مقصد کے تحت اس ذات نے اس کی تخلیق فرمائی اب اگر کوئی شخص اس کی عبادت نہ کرے یا کسی اور معبود کی عبادت کرے جو نہ اس کا خالق ہے اور نا ہی پروردگار تو یقیناً وہ اپنے مقصد کو فراموش کر چکا ہے اور یہی شخص سب سے بڑا بیوقوف ہے ایسے ہی لوگوں کو تنبیہ کرتے ہوئے اللہ رب العزت یوں مخاطب ہے "افحسبتم انّما خلقناكم عبثاً وانّكم الينالاترجعون" کیا تم نے یہ گمان کر رکھا تھا کہ ہم نے تمہیں بے مقصد پیدا کیا اور تم ہماری طرف نہیں لوٹائے جاؤ گے۔(۲۷)

یہ تھے چندارشادات حضور شیخ اعظم کے جنہیں میں نے ہدیہ قارئین کیا ہے اس امید پر کہ۔

احب الصالحين ولست منهم
لعل الله يرزقني صلاحا

میں صالحین سے محبت کرتا ہوں حالاں کہ میں ان میں سے نہیں ہوں امید ہے کہ اللہ رب العزت مجھے بھلائی عطاء کرے۔

شنیدم کہ در روزا مید و بیم
بداں رابہ نیکاں بخشد کریم

میں نے سنا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تبارک وتعالی بروں کو نیکوں کے ساتھ بخش دے گا۔

کتابیات

(۱) ملفوظات خواجگان چشت بہشت ۷
(۲) ملفوظات خواجگان چشت بہشت ۶
(۳) آل عمران ۳۱
(۴) کائنات تصوف: علامہ اشتیاق بھاگلپوری
(۵) آل عمران ۱۵۹
(۶) مشکوۃ باب الرفق ۴۳۲
(۷) مشکوۃ ۴۳۲
(۸) صوفیاء اور حسن اخلاق
(۹) ترمذی: ۳۴۰
(۱۰) آل عمران ۱۳۹
(۱۱) سورۃ الحج ۴۱
(۱۲) ابوداود: ۲/ ۵۹۰
(۱۳) سیرت ابن ہشام
(۱۴) النحل ۳۰
(۱۵) النحل ۹۷
(۱۶) تذکرۃ الاتقیاء ۳۱
(۱۷) غنیۃ الطالبین: ۳/ ۱۲۷
(۱۸) المنقذ من الضلال مترجم ۶۳-۲۷
(۱۹) آل عمران ۱۵۹
(۲۰) الطلاق ۳
(۲۱) ترمذی: ۲/ ۷۸
(۲۲) رعد ۲۸
(۲۳) ضیاء القرآن
(۲۴) سورۃ النساء ۵۸)
(۲۵) مسلم: ۳/ ۱۸۲۵
(۲۶) الذّٰریات ۵۶
(۲۷) مومنون ۱۱۵

شیخ اعظم کا حکیمانہ انداز تبلیغ

مولانا وصی اختر اشرفی، استاذ دار العلوم انوار مصطفیٰ مظفر پور بہار

شیخ اعظم مخدوم العلماء پیر طریقت پروردۂ چہار محبوباں حضرت علامہ الحاج مفتی سید شاہ اظہار اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ ایک بہت بڑے عالم وصاحب کشف وکرامت اور شریعت مطہرہ کے اصول وفرع پر حاوی صاحب تصرفات کثیرہ تھے۔ اپنے سے بڑوں کے مؤدب اور چھوٹوں پر شفیق ومہربان تھے۔ ایسا قائد جس کی قیادت مسلم تھی، ایسا رہبر جس کی رہبری بے داغ تھی، ایسا منصف جس کا ہر فیصلہ قابل قبول تھا، ایسا مرد قلندر جس کی قلندرانہ بے نیازی نے بڑے بڑے سرکشوں کو نیاز مند بنالیا، ایسا عالم جس کے علم وعمل میں کوئی تضاد نہ تھا۔ ایسا صوفی جس کا ظاہر باطن سے مکمل ہم آہنگ تھا۔ ایسا مرد خوش اوقات جس کا لمحہ لمحہ اتباع شریعت کا آئینہ دار تھا۔

حضور شیخ اعظم علیہ الرحمہ کی زندگی کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ حضرت کی پوری زندگی، آپ کا بچپن، آپ کی جوانی اور آپ کی اخیر عمر مبارک اللہ تعالیٰ کی عبادت و ریاضت اور خلق اللہ کی رشد وہدایت میں مصروف تھی۔ سن ۲۰۰۰ عیسوی میں دورۂ بنگلہ دیش کے دوران ڈھاکہ، سید پور، راج شاہی، چاٹ گام، میمن سنگھ، برہمن بڑیا اور دیگر مضافات میں آپ کے تبلیغی دوروں سے سینکڑوں کی تعداد میں وہابی عقائد سے متاثر لوگوں کی اصلاح ہوئی اور اہل سنت کے عقائد سے روشناس ہوکر سب سنی صحیح العقیدہ بن گئے۔ خاص طور سے برہمن بڑیا کا علاقہ جس پر وہابیوں کا مکمل تسلط تھا۔ آپ کی تبلیغ کے اثر سے وہاں وہابیت مغلوب ہوئی اور سنیت کا بول بالا ہوا۔ جب کہ اس سے پہلے وہاں کوئی سنی اجلاس نہیں ہوا تھا لیکن آپ کی موجودگی میں شاندار اجلاس ہوا اور آپ کے روحانی بیانات سے متاثر ہوکر وہابی کا امیر جماعت جو تیس سال سے تبلیغی جماعت میں کام کررہا تھا وہابیت سے تائب ہوکر آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوگیا۔

ایک مرتبہ بنگلہ دیش کے سفر میں ایک مقام پر آپ کے پاس ایک شخص آیا جو عقیدے کے معاملے میں کچھ تذبذب کا شکار تھا اور کچھ سنیوں دیوبندیوں کی غیر ذمہ دارانہ باتوں کی وجہ سے وہ دونوں گروہ سے متنفر تھا۔ وہ شخص حضور شیخ اعظم علیہ الرحمہ کے پاس ایسے دو آدمیوں کے ساتھ حاضر ہوا تھا جن میں ایک سنی اور دوسرا دیوبندی تھا اور دونوں میں اکثر جھڑپ ہوتی رہتی تھی اور یہ شخص عموماً دونوں کی مجلسوں میں حاضر رہتا تھا اور دونوں کی باتیں غور سے سنتا تھا۔ شخص مذکور نے اپنے دونوں مصاحبوں کے بارے میں حضور شیخ اعظم علیہ الرحمہ سے کہا کہ دیکھئے میرے بارے میں لوگ کہتے ہیں کہ میں مذبذب ہوں۔ یہ دونوں حضرات آپ کے سامنے ہیں ان میں سے ایک اپنے آپ کو سنی کہتے ہیں اور دوسرے خود کو دیوبندی کہتے ہیں۔ سنی صاحب کا یہ کہنا ہے کہ ہم میلاد کی محفل اس لئے

سجاتے ہیں کہ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور تشریف لاتے ہیں جب کہ دوسرے صاحب یہ کہتے ہیں کہ میلاد کی محفل میں آپ تشریف نہیں لاتے۔اس بات پر دونوں لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں اور اس قسم کی باتوں پر دونوں صاحبان کی اکثر تکرار ہوتی رہتی ہے۔اب آپ ہی سمجھا دیں کہ کیا صحیح اور کیا غلط ہے؟ شیخ اعظم علیہ الرحمہ جواب دیتے ہیں ''میرے خیال سے دونوں ہی بے ادبی کی بات کر رہے ہیں۔یہ جواب سن کر دونوں صاحبان سکتے میں آ گئے اور شخص مذکور (جسے لوگ مذبذب کہتے ہیں) اندر اندر ہی خوش ہوا کہ شاید ''پیر صاحب بھی'' اسی کے ہم خیال ہوں گے۔شیخ اعظم علیہ الرحمہ نے تینوں کے چہرے کا تأثر دیکھا اور ارشاد فرمایا'' آپ لوگ یہ سوچتے ہوں گے کہ دونوں کی بات کس طرح بے ادبی کی بات ہوسکتی ہے؟ تو سنئے ایک عاشق کا کام بس اپنے محبوب کے ذکر کی محفل سجانا ہے محبوب جلوہ آرائی فرمائیں یا نہ فرمائیں یہ تو ان کی مرضی کی بات ہے۔ہم عاشقان مصطفیٰ کا کام اپنے آقا کی محفل سجانا اور اپنے آقا کا ذکر سننا اور سنانا ہے اور بس آقا اگر اپنے غلاموں کی محبت کو قبول فرما کر ہماری محفل کو اپنے وجود مسعود سے پرنور بنائیں تو یہ آپ کا کرم ہے۔ورنہ ہماری محفل اس قابل کہاں کہ آقا کی نظر کرم اس طرف اٹھے؟ پھر بھی یہ شرط لگا کر محفل میلاد منعقد کرنا کہ رسول ہماری محفل میں ضرور تشریف لائیں گے اس لئے ہم محفل میلاد سجائیں گے ،بارگاہ عشق کی یہ بے ادبی نہیں تو اور کیا ہے؟اس کے بر خلاف یہ کہنا کہ رسول محفل میلاد میں تشریف نہیں لائیں گے اس لئے ہم میلاد کی محفل نہیں سجائیں گے یہ بات بھی رسول کا کوئی باادب عاشق نہیں بول سکتا۔شخص مذکور آپ کی اس گفتگو سے اتنا متأثر ہوا کہ آپ کا معتقد ہو گیا اور کہنے لگا اگر کوئی اس انداز سے لوگوں کو سمجھائے تو کوئی بھی عقیدہ کے معاملے میں تذبذب کا شکار کیوں کر ہوگا ؟اس کے بعد وہ شخص سنی ہو گیا۔(معارف شیخ اعظم)

شیخ اعظم علیہ الرحمہ کی دینی وعلمی خدمات کا دائرہ نصف صدی کو محیط ہے۔آپ کے دینی وعلمی کارناموں کو تفصیل کے ساتھ لکھا جائے تو ایک ضخیم کتاب تیار ہوسکتی ہے المختصر یہ کہ آپ ایک عظیم مربی ومبلغ اور مرشد ومصلح تھے۔آپ کی تربیت کا انداز بڑا حکیمانہ اور مؤثر ہوتا تھا۔ شیخ اعظم علیہ الرحمہ ایک صاف دل اور صاف انسان تھے دل میں کینہ کپٹ نہیں رکھتے۔وقتی ناراضگی کے بعد عفو و درگذر کرنے میں امتیازی شان کے حامل ہیں۔اکابر کی تعظیم چھوٹوں پر شفقت ،مہمانوں کی ضیافت اور حسن اخلاق میں اپنے اباء واجداد کے طریقے پر قائم تھے مختصر یہ کہ دین وسنیت کی اشاعت ،علم دین کی نمایاں خدمت علمی مراکز و مدارس کا قیام ،جامع اشرف کی تعمیر وتوسیع ، خانقاہ اشرفیہ حسنیہ کی توسیع ،مسجد اعلیٰ حضرت اشرف کی تعمیر ،ملک کے مختلف حصوں میں مساجد و مدارس کا قیام اور دیگر دینی وعلمی خدمات نے آپ کو مشائخ وقت کے درمیان آپ کو شیخ اعظم بنا دیا تھا۔ان خوبیوں کے علاوہ عشق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ، اولیاء کاملین سے حسن عقیدت ، ان کے ادب واحترام کی رعایت تواضع و انکساری ،حسن کا معاملہ ،صبر و رضاء ،عفو و درگذر ،سخاوت ایثار اور عطاء ونوازش ان کی زندگی کے طرۂ امتیاز تھے رب کریم ان کے فیوض وبرکات سے ہم تمام غلاموں کو مالا مال کرے۔آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

رشد وهدایت کے پیکر حضور شیخ اعظم

مولانا محمد احسان رضا اشرفی جامعی، دارالعلوم فیضانِ مخدوم یحییٰ منیر شریف پٹنہ بہار

حضور شیخ اعظم کی ذات اقدس کی علوالمرتبتی محتاج بیان نہیں کہ عیاں راچہ بیان جب سیدی مرشدی حضور شیخ اعظم کے وصال کی اطلاع جہاں جس کو ملی آنکھیں اشکبار ہوگئیں دل پکار اٹھا کہ آپ کے جانے سے دنیا سونی ہوگئی دنیائے سنیت بے سہارا ہوگئی وہ اپنے آقا کی نعمت سے محروم ہوگئی وہ شیخ اعظم جنہوں نے شجرۂ اسلام کی آبیاری کے لئے ملک وبیرون ملک سفر فرما کر سنیت کو فروغ دیا جوزندگی بھر مسلک امام اعظم ابوحنیفہ کی ترویج واشاعت اور مخدوم سمناں علیہ الرحمہ کے روحانی فیضان کو عام کرنے کے لئے ہمہ تن مصروف تھے جنہوں نے اپنے علم وعمل اور زہد وتقویٰ کی بنیاد پر انسانی ذہن وقلوب کو متأثر فرمادیا۔

چند برس پہلے ۲۰۰۱ء کی بات ہے جب سرزمین پورنیہ خاص کر ڈگروا علاقے میں ہرطرف وہابی، دیوبندی اور گستاخ نبی سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ اور فضاؤں کو خراب کرنے لگے تب سرزمین پترنگا تھانہ ڈگروا ضلع پورنیہ کے عشاقان نبی نے کانفرنس منعقد کی اور رشد وہدایت کے پیکر حضور شیخ اعظم کو مدعو کیا جب حضور شیخ اعظم رونق اسٹیج ہوئے تو دیکھنے والے دیکھ کر اور سننے والے سن کر بول پڑے کہ آج ہم آقائے دوجہاں کے معجزہ کو اور شریعت وطریقت کے پیکر کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں جب حضور شیخ اعظم نے اپنے نورانی اور مدلل بیان سے ہزاروں علم وعرفاں کے چراغ روشن کر ڈالے اور سینکڑوں مردہ دلوں کو زندگی وتابندگی عطافرمادی۔ لاکھوں انسانوں کو شمع نبوت کا پروانہ اور کروڑوں قلوب کو نور الٰہی سے فروزاں کر دیا علم وحکمت اور عشق وعرفاں کے ایسے قیمتی جواہر بکھرے کہ آپ کے جذبۂ حب رسول اور جماعت مذہب اہل سنت کی قابل قدر خصوصیات سے لوگ متأثر ہو کر حلقۂ ارادت میں داخل ہونے لگے اور گمراہی دور ہوگئی اور الحمد للہ آج بھی حضور شیخ اعظم کا روحانی وعرفانی فیض جاری ہے کہ یہاں سنیت کا بول بالا ہے اور حضور شیخ اعظم کو یاد کر کے گمراہی سے محفوظ ہے اور بھرپور استفادہ کررہے ہیں جیسا کہ حضور سمناں علیہ الرحمہ کا ارشاد پاک ہے ''ہر بزرگ کی کوئی بات یاد کرو اگر یہ کام ممکن نہ ہو تو ان کو یاد رکھو کہ تم کو ان سے فائدہ ہوگا'' گویا علوم وفنون میں ہزاروں تشنگان علم وفن آپ کے چشمۂ علم وفن سے فیضیاب ہوئے آپ کی زندگی صلحائے متقدمین تابناک کڑی تھی جس میں ظاہر وباطن کا ایک امتزاج اور درسگاہ وخانقاہ کا خوبصورت سنگم تھا۔

ہم نے جس دم پھولوں کو چھو دیا مرجھا گئے
تم نے کانٹوں پر قدم رکھا گلستاں کر دیا

مرکز اولیاء منیر شریف میں حضور شیخ اعظم کی آمد

جب حضور شیخ اعظم کی آمد منیر شریف پٹنہ میں الحاج قاضی سید صغیر حسین اشرفی صاحب کے دولت خانہ پر ہوئی تو گھر والوں کی خوشی کی انتہاء نہ رہی حضرت کی سیرت وصورت اخلاق واطوار عادت کریمہ سے لوگ بہت متأثر ہوئے اور قاضی صاحب کے اہل وعیال سلسلہ اشرفیہ میں داخل ہوئے سلسلہ فردوسیہ کے عظیم بزرگ حضرت سیدنا مخدوم کمال الدین یحییٰ منیری علیہ الرحمہ کے روضۂ انور اور خانقاہ معلّٰی فردوسیہ میں حاضری ہوئی اور حضرت نے خوشی کا اظہار فرمایا اور دارالعلوم فیضان مخدوم یحییٰ پر حضرت کا روحانی فیض جاری ہے اور طلبہ حضرت کے روحانی فیضان سے مالامال ہورہے ہیں۔

مــــرا مـــدح مـــصـــطـــفـــیٰ ســـت غـــذا

جـــان مـــن بـــاد جـــانـــش را بـــفـــدیٰ

شیخ اعظم

کی

شاعری

شیخ اعظم کی شاعرانہ عظمت

پروفیسر فاروق احمد صدیقی، امرود بگان جیل چوک چندوارہ مظفر پور بہار

خانوادۂ اشرفیہ کچھوچھہ مقدسہ سلطان الاولیاء حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی (قدس سرہ) سے روحانی نسبت اور مخدوم الآفاق حضرت سید عبد الرزاق نور العین علیہ الرحمہ سے نسبی انسلاک کے باعث سارے عالم میں ممتاز ومحترم ہے۔ اس دودمانِ عالی تبار میں ایسے ایسے علماء ومشائخ، شعراء وادباء اور دانشوران قوم و ملت ہوئے ہیں جن کی دینی تبلیغی، اصلاحی، علمی، ادبی اور ملی خدمات ہماری مذہبی تاریخ کا ایک گراں قدر باب ہے۔ اس نورانی گھرانے کی سیادت وشرافت، تقویٰ و طہارت، علم وفضل اور اخلاص وللّٰہیت کی قسمیں کعبۃ اللہ میں بھی کھائی جاسکتی ہیں۔

اس خانوادۂ ذی وقار کی ماضی بعید کی تاریخ سے قطع نظر، گزشتہ دوسو سال کی تاریخ پر ایک طائرانہ نظر ڈالی جائے تو شبیہ غوث اعظم حضرت علی حسین اشرفی میاں، حضرت مولانا سید محمد میاں (المعروف بہ محدث اعظم ہند) حضرت سید مختار اشرف سرکار کلاں، مجاہد دوراں حضرت مولانا سید مظفر حسین، پروفیسر ڈاکٹر سید وحید اشرف، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید مدنی میاں اور شیخ اعظم حضرت سید اظہار اشرف میاں علیہم الرحمۃ و الرضوان جیسی نوابغ روزگار اور قدسی صفات شخصیتیں آسمان علم وروحانیت پر ماہ ونجوم کی طرح درخشاں تابناک نظر آتی ہیں۔ سادات کرام کا یہ گھرانہ اگر یہ ادعا کریں تو بجا ہے کہ ؎

ڈھونڈھوگے ہمیں ملکوں ملکوں ملنے کو نہیں نایاب ہیں ہم
تعبیر ہے جس کی حسرت وغم اے ہم نفسو وہ خواب ہیں ہم

سردست اس سلسلۃ الذہب کی ایک روشن کڑی جسے دنیائے عشق ومحبت شیخ اعظم حضرت مولانا سید اظہار اشرف کچھوچھوی کے نام سے جانتی اور مانتی ہے، کی فقط شاعرانہ عظمت کا احاطہ مقصود ہے اس ضمن میں یہ بات بطور خاص قابل ذکر ہے کہ علم، تصوف اور شاعری کی تثلیث سے ہمیشہ اس خانوادۂ محتشم کی شناخت رہی ہے۔ از اسلاف تا اخلاف تمام بزرگوں نے شعر وسخن میں گہری دل چسپی لی ہے اور اپنا اپنا قابل لحاظ شعری سرمایہ چھوڑا ہے۔ چنانچہ حضرت سید اظہار اشرف علیہ الرحمہ بھی اپنی دیگر حیثیات وکمالات کے باوصف ایک بلند پایہ شاعر بھی نظر آتے ہیں ''اظہار عقیدت'' کے نام سے ان کے دو شعری مجموعہ اور ایک شعری کتاب ''اظہار سخن'' کے نام سے ان کے شعری فتوحات کے ثبوت وشواہد پیش کرنے کے لئے موجود ہیں۔ آپ ایک فطری شاعر تھے اور یہ ذوق وشوق آپ کو ورثہ میں بھی ملا تھا اس کا اندازہ اس امر سے ہوتا ہے کہ آپ نے اردو کی تقریباً تمام شعری اصناف حمد، نعت، منقبت، غزل اور ہندی گیت وغیرہ میں کامیاب تجربے کئے ہیں لیکن نعت ومنقبت کی طرف آپ کی زیادہ اور خصوصی توجہ رہی ہے اور یہ ہونی بھی چاہئے تھی۔

نعت پاک میں جیسا کہ معلوم ہے ممدوح کائنات، محسن انسانیت حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف وتوصیف ہوتی ہے اوراس میں کیا شک ہے کہ پھول کی مدح سرائی بلبل کو ہی زیب دیتی ہے۔اس لئے بلبل باغ رسالت حضرت سید اظہار اشرف نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح وثنا جس والہانہ شیفتگی اور عقیدت ومحبت سے کی ہے وہ لائق صد تحسین وتبریک ہے۔نعت گوئی کے لئے حب رسول اساسی شرط ہے اور یہ دولت گراں مایہ سراسر ودیعت ربانی ہوتی ہے۔ یہ کسب واکتساب سے نہیں ملتی اس لئے وہ مداحان رسول اپنی خوش بختیوں پر جتنا ناز وافتخار کریں کم ہے جنہیں نعت نبی کہنے کی توفیق مرحمت ہوئی ہو، بقول مرزا عزیز لکھنوی۔

دہد حق عشق احمد بندگان چیدۂ خود را
بہ خاصاں شاہ می بخشد مئے نوشیدۂ خودرا

حضرت شیخ اعظم کے خاصان خدا ورسول ہونے میں کیا شبہ ہے اس لئے ان کو حضرت حسان بن ثابت کی طرح عشق نبی میں ڈوب کر نعتوں کا گلدستہ پیش کرنا ہی چاہئے تھا۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جب تک دل میں سچی تڑپ اور طلب نہیں ہوا یسے خوب صورت اور روح پرور اشعار کارگاہ فکر میں ڈھل ہی نہیں سکتے ملاحظہ ہو۔

دل سنبھلتا ہی نہیں رخصت طیبہ کے لئے
پھر بلا لیجئے سرکار ہمیشہ کے لئے
مسجد و منبر و محراب نبی کا منظر
بھول سکتا ہی نہیں کوئی بھی لمحہ کے لئے
دنگ ہے سارا زمانہ تیری نسبت کے طفیل
جب غلام مصطفیٰ اپنے کو بتلاتا ہوں میں
میری زندگی کا مقصد تیرے عشق ہی میں مرنا
کسی اور سے محبت نہ ہوئی، نہ ہے، نہ ہوگی
چلو اظہار تم بھی سر کے بل قلب حزیں لے کر
سہارا بے سہاروں کا جوار گنبد خضریٰ
سرکار مدینہ کی غلامی کے اثر سے
ٹھوکر سے اگر مردے جِلائے تو عجب کیا
موت تو اس لئے لگتی ہے بھلی ہم کو بہت
بعد مرنے کے تو دیدار تمہارا ہوگا
در مصطفیٰ پہ جاتے تو کچھ اور بات ہوتی
وہاں جاکے پھر نہ آتے تو کچھ اور بات ہوتی
ملے جو ان کی غلامی تو سروری کیا ہے
بغیر عشق و محبت کے زندگی کیا ہے
جس دل میں محبت شہ والا کی نہ ہوگی
وہ کتنی عبادت کرلے ایمان نہیں ہے

یہ تو مسلم ہے کہ اگر کلام شعری لطافت سے عاری ہوتو وہ محض فکری منظوم کا ایک سپاٹ نمونہ بن کر رہ جائے گا۔ بازار ادب میں اس کی پذیرائی نہیں ہوگی اور وہ بتدریج باذوق قارئین کی نگاہوں سے اوجھل ہو جائے گا۔حضرت شیخ اعظم اس نقطۂ باریک سے واقف تھے اس لئے انہوں نے اپنے کلام کو شعری وادبی محاسن سے آراستہ ومزین کرنے کی حتی المقدور کوشش کی ہے اس طرح وہ کلام فکرِ بلند اور فنِ لطیف کا خوبصورت ترین نمونہ بن کر نمودار ہوا ہے۔اشعار ذیل دیکھیں۔

باغ ہستی نے پائی ہے تجھ سے پھبن اور مہکا ہے عالم کا سارا چمن
ہرا جالے نے پایا ہے صدقہ تیرا اور روشن ہیں تجھ سے یہ شام وسحر

چہرہ والضحیٰ زلف واللیل ہے، ذات آقا کی آیات قرآن ہے
مظہر ذات حق کتنا پرنور ہے نور ہی نور عالم میں پھیلا ہوا
اس نور مجسم کی پر نور تجلی پر
قربان صحابہ ہیں جس طرح کہ پروانہ
آ گئی بزم ہستی میں پہلی بہار، وجد میں آ گئے آج لیل ونہار
جھوم کر پھر یہ بادضیاء نے کہا، یاد میں گنگنانے کے دن آ گئے
لالہ زارِ چمن نرگس ونسترن سب گلوں کی پھبن
نکہت ونور کا جلوۂ صبح دم ان کے زیرِ قدم
صبح طیبہ کی یہ نورانی ضیاء کہتی ہے
اب تو ہر ذرے میں ایک انجمن آرائی ہے
نثار گلستاں کی ہر پھبن ہے دیار خیر البشر کے اوپر
نہ بھا سکی کوئی نکہت گل نبی کی وہ سرزمیں ہے دل میں
شیشۂ دل ٹوٹ کر پھر ہو گیا کامل وہ دل
ہے یہ ایک راز حقیقت ان میں جو بھی کھو گیا

شیخ اعظم نے نعتوں کے علاوہ منقبتیں بڑی پر کیف اور عقیدت افروز کہی ہیں جس عرفانی و روحانی خانوادے سے ان کا تعلق تھا اور رشد وہدایت کے جس منصب بلند پر وہ فائز تھے اس کا لازمی تقاضا یہ تھا کہ صحابۂ کرام اور اولیاء عظام کی مقدس بارگاہوں میں بھی گلہائے عقیدت پیش کئے جائیں۔فرقۂ ناجیہ سوادِ اعظم اہل سنت وجماعت کا یہی تشخص اور ٹریڈ مارک ہے کہ وہ ہر دور میں آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایمانی اور روحانی تعلق رکھنے کے ساتھ ساتھ، تمام اصحاب پاک اور بزرگان دین کی عظمتوں کے بھی امین وعلم بردار رہے ہیں تاکہ ارشاد نبوت ''ما انا علیہ و اصحابی'' کی حقانیت کا پرچم بلند ہوتا رہے۔ حضرت شیخ اعظم نے بھی اپنے اکابر واسلاف کی متابعت میں خلفائے راشدین، سیدنا امام حسن، امام عالی مقام سیدنا امام حسین، سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی، سلطان الہند حضرت خواجہ غریب نواز، حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء، حضرت قطب الدین بختیار کاکی، شیخ فرید الدین عطار، حضرت بوعلی شاہ قلندر، حضرت شاہ علاء الحق پنڈوی، حضرت علاء الدین صابر کلیری، غوث العالم حضرت اشرف جہانگیر سمنانی، حضرت شاہ عبدالرزاق نور العین قدس اسرارہم اور دیگر بزرگوں کی شان میں جس جوش مستی اور عقیدت کی فراوانی کے ساتھ منقبت کے اشعار کہے ہیں، مقدار ومعیار دونوں لحاظ سے یہ اردو کی منقبتی شاعری کے سرمایہ میں ایک اہم اضافہ ہیں۔صحابہ کرام میں نسبتاً حضرت مولیٰ علی کے بارے میں کچھ زیادہ ہی اشعار کہے گئے ہیں۔شبیہ غوث اعظم حضرت شاہ حسین اشرفی میاں کے شعری مجموعہ ''تحائف اشرفی'' میں بھی حضرت مولیٰ علی کی مدح ومنقبت میں کافی اشعار ہیں اور ان میں سرشاری بھی پائی جاتی ہے غالباً حضرت شیخ اعظم شاہ اظہار اشرف علیہ الرحمہ نے اپنے جد امجد کی تقلید وتتبع میں یہ روش اختیار کی ہے۔

بہرکیف ان کی تمام منقبتوں کا اگر تجزیاتی مطالعہ پیش کیا جائے تو بحث طویل ہو جائے گی جس کا یہ موقع نہیں۔''اظہار سخن'' میں آپ نے ''تحائف اشرفی'' کی غزلوں اور منقبتوں پر نہایت عمدہ تضمینیں کہیں ہیں، جو شیخ اعظم کی غیر معمولی ابتاجی صلاحیتوں اور رچے ہوئے فنکارانہ شعور کا مظہر ہے۔

تضمین نگاری ایک فن ہے، اس کے لئے طبع موزوں، قادر الکلامی، اور رموز فن سے واقفیت لازمی

شرطیں ہیں۔ کسی دوسرے شاعر کے شعر یا مصرع پر اس کے بحر و وزن، ردیف و قوافی اور فکر و معنیٰ کا کما حقہ لحاظ کرتے ہوئے اس خوش اسلوبی سے مصرع لگانا کہ یہ اسی شعر کا اٹوٹ حصہ بن جائے بے حد مشکل کام ہے۔ لیکن ''اظہار سخن'' میں حضرت شیخ اعظم کی خدا داد شعری صلاحیتوں کو داد دیجئے کہ انہوں نے حضرت سید شاہ اشرفی میاں علیہ الرحمہ کی غزلوں اور منقبتوں پر تضمین کہہ کر ایک مثال قائم کر دی ہے۔ میرے علم و اطلاع کی حد تک اردو کے کسی شاعر نے اتنی بڑی تعداد میں تضمینیں نہیں کہی ہیں۔ یہ بلا شرکتِ غیر حضرت اظہار میاں کا بے مثل کارنامہ ہے، صرف ایک نمونہ ملاحظہ ہو۔ حضرت اشرفی میاں کا شعر ہے:

جمال یار آتا ہے نظر، ہر جسم ہر جا ں میں
یہ وہ صورت ہے جو جلوہ دکھاتی ہے ہر ایک شاں میں

اب اس پر اظہار میاں کی تضمین ملاحظہ ہو:

یہ کس کا جلوۂ پر نور ہے صحن گلستاں میں
ہوئی ہے روشنی جن کے قدم سے خانہ ویراں میں
انہیں کا فیض ہے ہر سو جہان بزم امکاں میں
جمال یار آتا ہے نظر، ہر جسم ہر جا ں میں
یہ وہ صورت ہے جو جلوہ دکھاتی ہے ہر ایک شاں میں

''قیاس کن زگلستاں من بہار مرا'' کے مصداق ''اظہار سخن'' کا براہ راست مطالعہ کر کے حضرت اظہار میاں کی شاعرانہ عظمت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ مختصر یہ کہ حضرت موصوف بحیثیت شاعر اپنے ہم عصروں اور ہم سفروں میں یگانہ ممتاز ہیں۔ وقت کا بڑا سے بڑا نقاد بھی ان کے کلام کی صوری و معنوی خوبیوں کو نظر انداز نہیں کر سکتا بشرطیکہ حضرت کے کلام کو علمی و ادبی حلقوں میں ٹھیک سے متعارف کرایا جائے۔

☆☆☆☆

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سات باتیں کبھی نہ چھوڑنے کی وصیت فرمائی:

(۱) مسکینوں کی قربت و محبت۔
(۲) اپنے سے چھوٹے اور کم حیثیت والے کی طرف دیکھنا جس سے نعمت کے شکر کی توفیق ہوتی ہے۔
(۳) ہر حال میں صلہ رحمی کرنا، چاہے لوگ قطعِ تعلق کریں۔
(۴) لاحول ولاقوۃ الا باللہ کثرت سے پڑھتے رہنا۔
(۵) کبھی کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلانا۔
(۶) اللہ کے معاملے میں ملامت کرنے والوں کی ملامت سے نہ ڈرنا۔
(۷) ہمیشہ اور ہر حال میں حق بات کہنا خواہ کتنی ہی کڑوی کیوں نہ ہو۔

شیخ اعظم ''اظہار عقیدت'' کے آئینے میں

محمد ساجد علی مصباحی، استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ یوپی

ان کا غلام ہو کے پھر اظہار فکر کیوں کرے
عزت وہی بڑھائیں گے آج نہیں تو کل سہی

شیخ اعظم حضرت مولانا سید شاہ اظہار اشرف اظہار اشرفی جیلانی مصباحی علیہ الرحمۃ والرضوان (ولادت ٦ محرم الحرام ١٣٥٥ھ/١٩٣٥ء وفات ربیع الاول ١٤٣٣ھ/٢٢ فروری ٢٠١٢ء) خانوادۂ اشرفیہ (کچھوچھہ مقدسہ) کے چشم و چراغ ہیں۔ ١٩٥٩ء میں دارالعلوم اہل سنت اشرفیہ مصباح العلوم (الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور) سے دستار فضیلت حاصل کی۔ والد ماجد مخدوم المشائخ حضرت مولانا سید محمد مختار اشرف اشرفی جیلانی (وفات ٩ / رجب المرجب ١٤١٧ھ/ ٢١/ نومبر ١٩٩٦ء) کے وصال کے بعد خانقاہ اشرفیہ حسنیہ سرکار کلاں کے سجادہ نشین ہوئے۔

اس وقت حضرت شیخ اعظم علیہ الرحمہ کا مجموعہ کلام ''اظہار عقیدت'' ہمارے سامنے ہے۔ شعر و سخن کا یہ خوبصورت گلدستہ اگر ایک طرف شاعر کی بلند خیالی اور فکر و مزاج کی پاکیزگی کا ترجمان ہے تو دوسری جانب شاعر کے قلبی واردات و کیفیات اور پرخلوص جذبات و احساسات کا آئینہ دار بھی ہے۔ یہ مجموعہ کلام کسی دنیا دار شاعر کا غزلیہ دیوان نہیں ہے بلکہ یہ تو حمد خدا و نعت رسول اور منقبت اولیاء کا دلکش آمیختہ ہے جس میں ہر گام پر شریعت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے اصول و قوانین ملحوظ خاطر ہیں۔

تمنا ہے یہی اظہار کی میرے معبود
نہ چھوٹے ہاتھ سے شرع محمدی کے اصول
مرتے دم تک عاصی اظہار کی ہے یہ دعا
یا الٰہی! ہاتھ سے چھوٹے نہ دامن رسول

یوں تو حمد و نعت اور منقبت تینوں کے لفظی معنیٰ قریب قریب ایک ہی ہیں یعنی کسی کی تعریف و توصیف کرنا۔ مگر عرف میں لفظ ''حمد'' خدائے وحدہٗ لاشریک کی تعریف و توصیف کے لئے بولا جاتا ہے اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و ثناء کو ''نعت'' کہتے ہیں اور صحابۂ کرام اور بزرگان دین علیہم الرحمۃ والرضوان کی خوبیوں کے بیان کو ''منقبت'' کا نام دیتے ہیں۔

حمد خدائے وحدہٗ لاشریک:

ہر مسلمان بخوبی جانتا ہے کہ خدائے وحدہٗ لاشریک رحیم و کریم ہے اس کے رحم و کرم کی کوئی مثال نہیں۔ وہ خبیر و قدیر ہے، اس کے علم و خبر اور اختیار و قدرت کی کوئی انتہاء نہیں۔ وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، نہ ذات میں نہ صفات میں۔ وہ جلیل الشان ہے، ہم سب کا اس پر ایمان ہے۔ مگر شیخ اعظم علیہ الرحمہ جب اپنے مخصوص لب و لہجے میں ان صفات الٰہیہ کا تذکرہ کرتے ہیں تو کچھ اس طرح کے اشعار سینۂ قرطاس پر رقم ہوتے چلے جاتے ہیں۔

تیرے حمد کی نہیں انتہا، تیری شان جل جلالہٗ
تیرا ذکر دافع ہر بلا، تیری شان جل جلالہٗ

تو کریم ہے، تو خبیر ہے، تو رحیم ہے، تو قدیر ہے
تیری رحمتوں کا ہے آسرا، تیری شان جل جلالہٗ
نہ تیرے کرم کی مثال ہے، نہ نظیر ہے، نہ شریک ہے
کوئی تیری جیسی عطا نہیں، تیری شان جل جلالہٗ

جان ایمان واصل کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام

سرکار مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی محبت جان ایمان ہے، جب تک انسان کے دل میں مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اپنی آل واولاد، ماں باپ، بلکہ تمام عزیز واقارب سے زیادہ نہ ہو اس وقت تک وہ مومن کامل نہیں ہوسکتا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: "لایومن احدکم حتی اکون احب الیه من والدہ وولدہ والناس اجمعین" (صحیح البخاری، باب حب الرسول من الایمان)

(ترجمہ) تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن کامل نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ اپنے ماں، باپ، اولاد اور سب عزیز واقارب سے زیادہ مجھ سے محبت نہ کرے۔

اور یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اصل کائنات اور مقصود کائنات ہیں، آپ نہ ہوتے تو کائنات نہ ہوتی، یہ نیلگوں آسمان، یہ وسیع وعریض زمین، بلکہ ساری کائنات آپ ہی کے وجود مسعود کا صدقہ ہے، کیوں نہ ہو کہ آپ حبیب خدا اور سید الانبیاء ہیں۔ تفسیر نیساپوری میں ہے "فلا جرم کان محمد صلی الله علیه وسلم خاتم النبیین وحبیب رب العٰلمین وزبدۃ الکائنات وغایۃ الحرکات، لولاك لما خلقت الافلاك" (اول ماخلق الله تعالیٰ نوری، انا اول من ینشق عنه قبر، آدم ومن دونه تحت لوائی، انا سیدالمرسلین ولافخر)

(تفسیر نیساپوری، سورۂ بقرہ زیر آیت ۱۲۷)

(ترجمہ) یقیناً محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی، پروردگار عالم کے محبوب، خلاصۂ کائنات اور مقصود کائنات ہیں۔ اگر آپ نہ ہوتے تو آسمان کی تخلیق نہیں ہوتی (حدیث پاک میں ہے) اللہ تعالیٰ نے میرا نور پیدا فرمایا، بروز حشر سب سے پہلے میری قبر کھلے گی، حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے بعد کے سارے انسان میرے پرچم کے نیچے ہوں گے، میں سید الانبیاء ہوں اور میں یہ باتیں برائے فخر نہیں کہہ رہا ہوں۔

تفسیر روح المعانی میں ہے: روی فی کتب الصوفیة من الحدیث القدسی "لولاك لما خلقت الافلاك" یعنی صوفیائے کرام کی کتابوں میں یہ حدیث قدسی مروی ہے کہ اے محبوب! اگر تم نہ ہوتے تو میں آسمان کو پیدا نہیں فرماتا۔

ان حقائق کے پیش نظر جب شیخ اعظم علیہ الرحمہ کے لب وا ہوتے ہیں تو کچھ اس قسم کے اشعار زبان پر جاری ہوتے ہیں۔

جلوہ ہی جلوہ چھایا ہے ہر سو جہاں میں
میرے حضور کی ہیں یہ ساری تجلیاں
مقصود کائنات ہیں اور اصل کائنات
سب کچھ انہیں کا صدقہ ہے جو کچھ بھی ہے عیاں
بتلا سکے گا کون، ہے کیا شان ومرتبہ
بیشک ہے ذات آپ کی ہی ختم مرسلاں

کبھی اس انداز میں مذکورہ بالا حقائق کا اظہار فرماتے ہیں۔

مالک دوجہاں، خاتم مرسلاں، نازش کاملاں آپ کی شان ہے
باعث خلق کون ومکاں آپ ہیں، آپ کے در سے کتنے

سنورتے گئے

ہیں خدا کی قسم جان ایمان وہ، جان کی جان اور روح قرآن وہ
ہیں وہ بے مثل، ان کا ہے ثانی کہاں جن کی تعریف میں تیس پارے ہوئے

اور کبھی اس طرح نغمہ سرا ہوتے ہیں۔

سارے نبیوں سے اعلیٰ ہمارا نبی
مظہر ذات مولیٰ ہمارا نبی
جن کے صدقے میں عالم کی تخلیق ہے
بزم ہستی کا دولہا ہمارا نبی
جس کے دل میں محبت میرے سرکار کی ہوگی
پائے گا وہی اصل میں ایماں کا خزینہ

سرکار کائنات علیہ الصلوۃ والسلام کا سراپا

تاجدار مدینہ، سرور قلب وسینہ، محبوب رب العالمین علیہ الصلوۃ والتسلیم کا سروپا بے مثل وبے مثال ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "مارأیت شیأ احسن من رسول الله صلی الله علیه وسلم کان الشمس تجری فی وجهه واذا ضحك یتلألأ فی الجدران"

(ترجمہ) میں نے رسول خدا علیہ التحیۃ والثناء سے کسی کو حسین وجمیل نہیں دیکھا، آپ کے رخ روشن کو دیکھ کر ایسا لگتا تھا کہ آفتاب آپ کے چہرۂ انور میں ضوفشاں ہے۔ جب آپ مسکراتے تو دیواریں جگمگا اٹھتی تھی۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ سرکار علیہ الصلوۃ والسلام کا رخ زیبا تلوار کی طرح روشن تھا؟ تو انہوں نے فرمایا "لا بل مثل الشمس والقمر وکان مستدیراً" (ترجمہ) نہیں، بلکہ آفتاب وماہتاب کی طرح تابندہ تھا اور اس میں گولائی تھی۔

حضرت ابن ابو ہالہ کی حدیث میں ہے "یتلألأ وجهه تلألؤ القمر لیلة البدر" (ترجمہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا روئے تاباں چودہویں رات کے چاند کی طرح جگمگاتا تھا۔ (الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ، الباب الثانی فی تکمیل اللہ تعالی لہ المحاسن خلقا وخلقا الخ)

خدائے ذوالجلال کا ارشاد ہے: والضحیٰ واللیل اذا سجیٰ (الضحیٰ ۹۳، آیت ۱، ۲)

(ترجمہ) چاشت کی قسم اور رات کی جب پردہ ڈال دے۔ (کنزالایمان) اس آیت کریمہ کے متعلق حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ چاشت سے مراد وہ چاشت ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا۔ بعض مفسر نے فرمایا چاشت سے اشارہ ہے نور جمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اور شب کنایہ ہے آپ کے گیسوئے عنبریں سے۔ (خزائن العرفان)

سورۂ نجم میں ہے: ماکذب الفواد مارای (النجم ۵۳ آیت ۱۱) (ترجمہ) دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا۔ (کنزالایمان) یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے قلب مبارک نے اس کی تصدیق کی جو چشم مبارک نے دیکھا (خزائن العرفان)

اور اسی سورت میں آگے ہے: مازاغ البصر وما طغیٰ (النجم، آیت ۱۷) آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی (کنزالایمان) اس میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال قوت کا اظہار ہے کہ اس مقام میں جہاں عقلیں حیرت زدہ ہیں آپ ثابت رہے اور جس نور کا دیدار مقصود تھا اس سے بہرہ اندوز ہوئے، داہنے بائیں کسی طرف ملتفت نہ ہوئے، نہ مقصود کی دید سے آنکھ پھیری، نہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح بیہوش ہوئے بلکہ اس مقام عظیم میں ثابت رہے (خزائن العرفان)

شیخ اعظم علیہ الرحمہ جب محبوب خدا علیہ التحیۃ و الثناء اور ان کے رخ روشن اور اس کے زلف عنبریں کا ذکر کرتے ہیں تو ان کی فکر ونظر سے اس طرح کے اشعار معرض وجود میں آتے ہیں۔

چہرہ ہے والضحیٰ، زلف واللیل ہے، ذات آقا کی آیات قرآن ہے
مظہر ذات حق کتنا پرنور ہے، نور ہی نور عالم میں پھیلا دئے

واللیل ہے زلف معطر، والشمس ہے روے انور
ہوا قلب سبھی کا منور جنہیں در کی ملی ہے گدائی

والضحیٰ چہرہ ہے اور زلف ہے واللیل تری
اور سیرت تری قرآن ہے بے مثل ڈھلی
دیکھ کر حسن و جمال، شہ بطحا کا کمال
سارا عالم ہے ثنا خوان رسول عربی

محبوب خدا علیہ التحیۃ والثناء کی خوشبو

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے من جملہ اوصاف بدیعہ اور کمالات رفیعہ سے یہ بھی ہے کہ آپکے جسم اطہر سے مشک وعنبر، عود و گلاب، بلکہ دنیا کی تمام خوشبوؤں سے بہتر خوشبو ہمیشہ آتی رہتی تھی۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے کبھی مشک وعنبر یا کسی دوسری چیز میں ایسی خوشبو نہیں پائی جو رسول خدا علیہ التحیۃ والثناء کے جسم اطہر سے پھو ٹنے والی خوشبو سے بہتر ہو۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: سرکار علیہ التحیۃ والسلام جب کسی راستے سے گزر جاتے تو آپ کے بعد اس راہ سے گزرنے والا آپ کی خوشبو سے یہ جان لیتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس راستے سے تشریف لے گئے ہیں۔ اور اس تعلق سے حضرت اسحاق ابن راہویہ کا بیان ہے کہ وہ خوشبو خود سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جسم اطہر سے پھوٹتی تھی، کسی دوسری خوشبو کے استعمال کا اثر نہیں ہوتا تھا۔ (الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ، (فصل واما نظافة جسمه وطيب ريحه وعرقه ونزاهته عن الاقذار وعورات الجسد)

مسلم شریف کی حدیث ہے حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: دخل علينا النبي صلى الله عليه وسلم ،فقال عندنا فعرق وجائت امي بقارورة فجعلت تسلت العرق فيها فا ستيقظ النبي صلى الله عليه وسلم ،فقال :يا ام سليم ما هذا لذى تصنعين ؟قالت هذا عرقك نجعله في طيبنا وهو من أطيب الطيب۔

(صحیح مسلم، باب طیب عرق النبی والتبرک بہ)

(ترجمہ) اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے اور قیلولہ فرمایا، جب سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جسم اطہر پر پسینہ ظاہر ہوا تو میری والدہ ایک بوتل لے کر آئیں اور سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پسینہ اس میں جمع کرنے لگیں۔ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام بیدار ہوئے اور فرمایا: ام سلیم! یہ کیا کر رہی ہو؟ میری والدہ نے عرض کیا: یہ آپ کا پسینہ ہے۔ ہم اسے اپنی خوشبو میں ملائیں گی؛ کیونکہ یہ سب سے بہتر خوشبو ہے۔

اب شیخ اعظم علیہ الرحمہ کے مجموعہ کلام ،،اظہار عقیدت ،، میں اس پس منظر کی منظر کشی اور حقائق کی ترجمانی کا محبت بھرا انداز بیان دیکھئے اور داد دیجئے۔ دلیل مدعیٰ کیلے صرف دو شعر مختلف مقامات سے پیش خدمت ہیں۔

ہے جہان چمن کی خوشبو تیرے نقش قدم کا دھوون
تیرا در ہے سبھی کی منزل جو ہے مخزن فیض رسائی
نہیں ہے بوئے نبی کی مثال عالم میں

چمن کے پھول ترستے ہیں اس پسینے کو

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ

قرآن وحدیث سے یہ بات بخوبی واضح ہے کہ اللہ جل شانہ اپنے محبوب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے ہمارے گناہوں کی مغفرت فرماتا ہے اور ان کے طفیل ہماری مصیبتیں دور کر دیتا ہے۔خدائے وحدہ لاشریک کا ارشاد ہے:ولو انهم اذظلموا انفسهم جاؤك فاستغفروا الله واستغفرلهم الرسول لوجدوا الله توابارحيما ۔ (النساء٤،آیت٦٤)

(ترجمہ) اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائیں تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والامہربان پائیں (کنزالایمان)

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ بارگاہ الٰہی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ اور آپ کی شفاعت کار بر آری کا ذریعہ ہے۔سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف کے بعد ایک اعرابی روضۂ اقدس پر حاضر ہوا اور روضۂ شریفہ کی خاک پاک اپنے سر پر ڈالی اور عرض کرنے لگا:یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جو آپ نے فرمایا ہم نے سنا اور جو آپ پر نازل ہوا اس میں یہ آیت بھی ہے(ولو انهم اذ ظلموا) میں نے بیشک اپنی جان پر ظلم کیا اور میں آپ کے حضور میں اللہ سے اپنے گناہ کی بخشش چاہنے حاضر ہوا ہوں تو میرے رب سے میرے گناہ کی بخشش کرائے۔اس پر قبر شریف سے ندا آئی کہ تیری بخشش کی گئی۔(خزائن العرفان)

حضرت عثمان ابن حُنیف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک نابینا صحابی سرکار علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:یارسول اللہ! خدائے وحدہٗ لاشریک کی بارگاہ میں دعا فرمائیں کہ مجھے شفا عطا فرمائے۔سرکار علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا:اگر چاہو تو میں دعا کر دوں،اور اگر چاہو تو صبر کرو،صبر کرنا تمہارے لئے بہتر ہے۔انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ دعا فرمادیں۔سرکار علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: جاؤ، اچھی طرح وضو کرو اور اس طرح دعا کرو "اللهم انى اسئلك واتوجه اليك بنبيك محمد نبى الرحمة۔ يامحمد !انى توجهت بك الىٰ ربى فى حاجتى هذه لتقض لى اللهم فشفعه فىّ"

(سنن الترمذی،کتاب الدعوات)

(ترجمہ) یاالٰہی!میں تجھ سے مدد مانگتا اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے جو نبی رحمت ہیں،یارسول اللہ!میں حضور کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف اپنی اس حاجت میں توجہ کرتا ہوں تاکہ میری حاجت روائی ہو، یاالٰہی! ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔

امیرالمومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی لغزش کی معافی کے لئے حضور اکرم صلی اللہ کو وسیلہ بنایا تو رب تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "ياآدم ! وكيف عرفت محمدا ولم اخلقه۔ قال:لأنك يارب لما خلقتنى بيدك ونفخت فىّ من روحك رفعت رأسى فرأيت علىٰ قوائم العرش مكتوبا: لااله الا الله محمد رسول الله، فعلمت انك لم تضف الىٰ اسمك الا احب الخلق اليك، فقال الله عز وجل :صدقت ياأدم، انه لأحب الخلق الىّ واذ سألتنى بحقه فقد غفرت لك، ولو لامحمد ماخلقتك"

(دلائل النبوة للبیہقی)

(ترجمہ) اے آدم تو نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے پہچانا جب کہ میں نے ابھی اسے ظاہر نہیں فرمایا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا: اے میرے رب! جب تو نے مجھے اپنے دست قدرت سے بنایا اور میرے اندر روح ڈالی میں نے اپنا سر اٹھایا تو عرش کے ستونوں پر ''لا الــہ الا اللــہ محمد رسول اللہ'' لکھا دیکھا، تو اس سے مجھے معلوم ہو گیا کہ جس کا نام تو نے اپنے نام کے ساتھ ملایا ہے وہ ضرور مخلوق میں تجھے سب سے زیادہ محبوب ہے۔

اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: اے آدم! تو نے سچ کہا، یقیناً وہ تمام مخلوق میں مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے۔ اور جب تو نے اس کے وسیلے سے معافی چاہی ہے تو میں نے تجھے معاف کر دیا۔ اور اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں تجھے پیدا نہ کرتا۔

ان حقائق کو پیش نظر رکھیں اور شیخ اعظم علیہ الرحمہ کے مندرجہ اشعار کا مطالعہ کریں

میں مجرم ہوں، نہیں کوئی بھی میرا یا رسول اللہ!
تیری سرکار میں آیا ہوں میں شرمندہ شرمندہ
بغیر ان کے وسیلے کے خدا سے کچھ نہ پاؤ گے
کرو حب نبی میں خود کو تم گرویدہ گرویدہ
سگ کوئے نبی اظہار پر بھی اک نظر کر دو
گناہوں کی خجالت سے وہ ہے نم دیدہ نم دیدہ
مغفرت ہوتی ہے مجرم کی وسیلے سے ترے
زندگی کے لئے ہیں کتنے مہرباں آنسو
ہر مصیبت کی گھڑی میں جو پکارا ان کو
غم کے ماحول میں پھر ہو گئے درماں آنسو

روز محشر سرکار علیہ الصلوۃ والسلام کی شفاعت ودستگیری

بروز محشر جب تمام اولین وآخرین جمع ہوں گے، زمین تانبے کی ہوگی، آفتاب ایک میل کے فاصلے پر ہوگا اور اس کا منہ اس طرف کو ہوگا، تپش اور گرمی کا کیا پوچھنا؟ بھیجے کھولتے ہوں گے اور اس کثرت سے پسینہ نکلے گا کہ ستر گز زمین میں جذب ہو جائے گا، پھر جو پسینہ زمین نہ پی سکے گی وہ اوپر چڑھے گا، کسی کے ٹخنوں تک ہوگا، کسی کے گھٹنوں تک، کسی کے کمر، کسی کے سینہ، کسی کے گلے تک، اور کافر کے تو منہ تک چڑھ کر مثل لگام کے جکڑ جائے گا، جس میں وہ ڈبکیاں کھائے گا۔ اب آپس میں مشورہ کریں گے کہ کوئی اپنا سفارشی ڈھونڈھنا چاہئے کہ ہم کو ان مصیبتوں سے رہائی دلائے، آخر مشورے سے یہ بات قرار پائے گی کہ حضرت آدم علیہ السلام ہم سب کے باپ ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے دست قدرت سے بنایا، جنت میں رہنے کی جگہ دی اور مرتبۂ نبوت سے سرفراز فرمایا، ان کی خدمت میں حاضر ہونا چاہئے، وہ ہم کو اس مصیبت سے نجات دلائیں گے۔

غرض افتاں وخیزاں کس کس مشکل سے انکے پاس حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے: اے آدم! آپ ابوالبشر ہیں، اللہ عزوجل نے آپ کو اپنے دست قدرت سے بنایا، اپنی چنی ہوئی روح آپ میں ڈالی، ملائکہ سے آپ کو سجدہ کرایا اور جنت میں آپ کو رکھا، تمام چیزوں کے نام آپ کو سکھائے، آپ کو صفی کیا، آپ دیکھتے نہیں کہ ہم کس حالت میں ہیں؟ آپ ہماری شفاعت کیجئے کہ اللہ ہمیں اس سے نجات دے۔ فرمائیں گے: میرا یہ مرتبہ نہیں، مجھے آج اپنی جان کی فکر ہے۔ آج رب عزوجل نے ایسا غضب فرمایا کہ نہ پہلے کبھی ایسا غضب فرمایا، نہ آئندہ فرمائے، تم کسی اور کے پاس جاؤ۔ لوگ عرض کریں گے: آخر کس کے پاس ہم جائیں؟ فرمائیں

گے: نوح کے پاس جاؤ کہ وہ پہلے رسول ہیں کہ زمین پر ہدایت کے لئے بھیجے گئے۔لوگ اسی حالت میں حضرت نوح علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔ یہاں بھی وہی جواب ملے گا کہ میں اس لائق نہیں، مجھے اپنی پڑی ہے،تم کسی اور کے پاس جاؤ۔

مختصر یہ کہ وہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوۃ والسلام کے پاس جائیں گے، لوگ یہاں حاضر ہوں گے، وہ بھی یہی جواب دیں گے کہ میں اس قابل نہیں، مجھے اپنا اندیشہ ہے۔ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں بھیجیں گے، وہاں بھی وہی جواب ملے گا، پھر موسیٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس بھیجیں گے، وہ بھی یہی فرمائیں گے: میرے کرنے کا یہ کام نہیں۔آج میرے رب نے وہ غضب فرمایا ہے کہ ایسا نہ کبھی فرمایا، نہ فرمائے، مجھے اپنی جان کا ڈر ہے،تو کسی دوسرے کے پاس جاؤ،لوگ عرض کریں گے: آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں؟ فرمائیں گے: تم ان کے حضور حاضر ہو جن کے ہاتھ پر فتح رکھی گئی، جو آج بے خوف ہیں۔یعنی تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو،وہ خاتم النبیین ہیں،وہ آج تمہاری شفاعت فرمائیں گے۔

اب وہ وقت آیا کہ لوگ تھکے ہارے، مصیبت کے مارے، ہاتھ پاؤں چھوڑے، چاروں طرف سے امیدیں توڑے، بارگاہ عرش جاہ، بے کس پناہ، خاتم دورۂ رسالت، فتح باب شفاعت، محبوب باوجاہت، مطلوب بلند عزت، ملجائے عاجزاں، ماوائے بے کساں، مولائے دوجہاں، حضور پرنور محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم شفيع يوم النشور افضل صلوات الله واكمل تسليمات الله وازكىٰ تحيات الله وانمى بركات الله عليه وعلىٰ آله وصحبه وعياله میں حاضر آئے،اور ہزاروں ہزار نالہائے زار و دل بے قرار وچشم اشکبار یوں عرض کرتے ہیں:

يا محمد يانبى الله انت الذى فتح الله بك وجئت فى هذا اليوم آمناً انت رسول الله وخاتم الانبياء اشفع لنا الىٰ ربك فليقض بيننا الا ترىٰ الىٰ مانحن فيه الا ترىٰ ما قد بلغنا۔ اے محمد! اے اللہ کے نبی آپ وہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے فتح باب کیا، اور آج آپ آمن و مطمئن تشریف لائے۔ حضور اللہ کے رسول اور انبیاء کے خاتم ہیں، اپنے رب کی بارگاہ میں ہماری شفاعت کیجئے کہ ہمارا فیصلہ فرما دیں، حضور نگاہ تو کریں ہم کس درد میں ہیں، حضور ملاحظہ فرمائیں ہم کس حال کو پہونچے ہیں۔اب حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمائیں گے: انا لها وانا صاحبكم ۔ میں شفاعت کے لئے ہوں، میں تمہارا وہ مطلوب ہوں جسے تمام مواقف میں ڈھونڈھ پھرے۔ اس کے بعد حضور بارگاہ عزت میں حاضر ہوں اور سجدہ کریں گے۔ ارشاد ہوگا: يا محمد !ارفع رأسك و قل تسمع وسل تعطه واشفع تشفع ۔اے محمد! اپنا سر اٹھاؤ اور کہو، تمہاری بات سنی جائے گی اور مانگو جو کچھ مانگو گے ملے گا اور شفاعت کرو، تمہاری شفاعت مقبول ہے، دوسری روایت میں: وقل تطع ۔فرماؤ! تمہاری اطاعت کی جائے۔

پھر تو شفاعت کا سلسلہ شروع ہو جائے گا، یہاں تک کہ جس کے دل میں رائی کے دانہ سے کم بھی ایمان ہوگا، اس کے لئے بھی شفاعت فرما کر اسے جہنم سے نکالیں گے، یہاں تک کہ جو سچے دل سے مسلمان ہوا اگرچہ اس کے پاس کوئی نیک عمل نہیں ہے، اسے بھی دوزخ سے نکالیں گے (یہ مضمون متعدد احادیث کا

خلاصہ ہے۔ تفصیل اور احادیث کے کلمات کے لئے دیکھیں: فتوی رضویہ جلد ۳۰، احادیث شفاعت، بہار شریعت، حشر کا بیان)

شیخ اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان جب اس کی منظر کشی کرتے ہیں تو مختلف مقامات پر مختلف انداز میں کچھ اس طرح گنگناتے ہیں:

ہے گنہ گار امت پہ تیرا کرم
روز محشر انہیں اور کیا چاہئے
دیکھیں گے حشر میں تیری وہ شان پر جمال
بے شک کرم بنائے گا امت کو شادکام
جب حشر میں امت کی پریشانی بڑھے گی
پرواہ نہیں چادر رحمت تنی ہے
کچھ حسن عمل پاس نہیں پھر بھی یہ یقیں ہے
بخشش کا جو مژدہ وہ سنائیں تو عجب کا ہے
جب گرمی محشر سے کوئی بچ نہ سکے گا
وہ عاصیٔ امت کو بچائیں تو عجب کیا
شافع روز جزا خیر الوریٰ
آپ ہیں بدر الدجیٰ صدر الوریٰ

ندائے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے شایان شان اوصاف سے پکارنا اور ندا کرنا جائز ہے، بلکہ یہ صحابۂ کرام، سلف صالحین، بزرگان دین اور تمام مسلمانوں کا معمول رہا ہے۔ سرکار علیہ الصلوۃ والسلام کی ظاہری حیات مبارکہ میں صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین "یارسول اللہ!" کہا کرتے تھے۔ امام بیہقی نے حضرت ابوعمرو شیبانی سے روایت کیا کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "سألت رسول الله صلی الله علیه وسلم ای العمل افضل؟ قال: الصلوة علیٰ میقاتها. قلت :ثم ماذا یارسول الله ؟ قال : بر الوالدین. قلت :ثم ماذا یارسول الله؟ قال :ان یسلم الناس من لسانك. قال :ثم سکت، ولو استزدته لزادنی" (الدرالمنثور)

(ترجمہ) میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: کون سے عمل افضل ہے؟ سرکار علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: وقت پر نماز ادا کرنا میں نے پوچھا: یارسول اللہ! پھر کون سا عمل افضل ہے؟ ارشاد فرمایا: ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنا۔ میں نے پوچھا: یارسول اللہ! پھر کون سا عمل افضل ہے؟ ارشاد فرمایا: پھر یہ ہے کہ انسان تیری زبان سے محفوظ رہے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پھر میں خاموش ہوگیا۔ اگر میں اور پوچھتا تو سرکار علیہ الصلوۃ والسلام اور بیان فرماتے۔

امام بیہقی نے ابوحرب ہلالی سے روایت کیا کہ ایک اعرابی سرکار علیہ الصلوۃ والسلام کے روضے انور کے پاس آیا اور مواجہ شریف میں کھڑا ہوکر عرض کیا: بابی انت وامی یارسول الله ، جئتك مثقلا بالذنوب والخطایا، مستشفعا بك علیٰ ربك ؛لانه قال فی محکم کتابه (ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جائوك استغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله تواباً رحیما) (النساء:٤آیت ٦٤) وقد جئتك بابی انت وامی مثقلا فی الذنوب والخطایا، استشفع بك علیٰ ربك ان یغفرلی ذنوبی وان تشفع فیّ ، ثم اقبل فی عرض الناس وهو یقول:

یاخیر من دفنت فی الترب اعظمه
فتاب من طیبهن القاع والأکم
نفسی الفداء لقبر انت ساکنه

فیہ العفاف وفیہ جود والکرم

(الدر المنثور)

(ترجمہ) یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ میں خطا کار، گنہگار آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوں، آپ کے وسیلے سے رب کی بارگاہ میں اپنے گناہوں کی معافی چاہتا ہوں؛ کیوں کہ قرآن مجید میں اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے ''اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائے'' (کنزالایمان)

یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ میں خطا کار، گنہگار آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو چکا ہوں اور آپ کے وسیلے سے رب کی بارگاہ میں اپنی گناہوں کی معافی چاہتا ہوں اور آپ سے شفاعت کی درخواست کرتا ہوں۔ پھر یہ کہتے ہوئے وہ لوگوں کی طرف متوجہ ہوا۔

''اے ان میں سب سے بہتر جن کے اجسام قبر میں دفن کئے گئے تو ان کی عمدگی سے ہموار زمینیں اور ٹیلے عمدہ ہو گئے۔ یارسول اللہ! میری جان قربان ہے اس قبر پر جس میں آپ آرام فرما ہیں، اس قبر میں کامل پارسائی ہے اور اس میں سراپا جود و کرم ہے''

حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا نے سرکار علیہ الصلوۃ والسلام کے وصال کے بعد ایک طویل مرثیہ کہا، اس میں یہ ہے:

الا یارسول اللہ کنت رجائنا

وکنت بنا براً ولم تك جافیا

(ترجمہ) یارسول اللہ! آپ ہم سب کی امیدوں کا مرکز تھے، اور آپ ہم پر مہربان تھے، سخت گیر نہ تھے۔

امام الائمہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت (متوفی ۱۵۰ھ) رضی اللہ عنہ ''قصیدۂ نعمانیہ'' میں یوں عرض کرتے ہیں:

یا سید السادات جئتك قاصدا

ارجو رضاك واحتمی بحماك

واللہ یاخیر الخلائق ان لی

قلبا مشوقا لایروم سواك

یا اکرم الثقلین یاکنز الوری

جد لی بجودك وارضنی برضاك

(ترجمہ) اے سرداروں کے سردار! میں بالقصد آپ کی بارگاہ میں آیا ہوں، آپ کی رضا کا امیدوار اور آپ کی پناہ کا خواست گار ہوں۔ اے مخلوق میں سب سے بہتر ہستی! بخدا میرا قلب مشتاق آپ کے سوا کسی اور کا ارادہ نہیں رکھتا۔ اے جن وانس میں سب سے معزز ومکرم! اور اے خلق خدا کے خزانہ! اپنے جود وکرم کی مجھ پر بخششیں کیجئے اور اپنی رضامندی سے مجھے شادکام فرمائیے۔

شیخ اعظم علیہ الرحمہ اپنے کلام میں جا بجا مختار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو کلمۂ ''یا'' کے ذریعہ ندا کرتے ہیں اور اپنے رنج وغم اور فکر وعلم دور کرنے کے لئے سرکار علیہ الصلوۃ والسلام کو ان کے اوصاف جمیلہ سے پکارتے ہیں مثال کے طور پر یہ اشعار دیکھئے

یا حبیب خدا اشرف الانبیاء! ہوں خطاوار بے حد، کرم کیجئے
اپنے اعمال پر کچھ نہیں ہے یقیں، آسرا آپ کا ہے، بلا لیجئے
کوئی اپنا نہیں غم کے مارے ہیں ہم، ہو نگاہ کرم یا شفیع امم!
قاسم دوجہاں آپ کی ذات ہے، اپنے محتاج کا بھی بھلا کیجئے
یا امام الہدی لک روحی فدا، یک نظر کرم کن بہر خدا
مورا جیرا تر سے درشن کو، اک جلوہ ادھر بھی دکھا جانا

اور جب حضور شیخ اعظم علیہ الرحمہ علیہ التحیۃ والثناء

کی بارگاہ میں استمداد واستغاثہ کرتے ہیں اور ایک وارفتہ عاشق کی طرح مچلتے ہوئے سرکار علیہ الصلوۃ والسلام کو پکارتے ہیں تو وہ انداز بڑا دلکش اور مسحور کن ہوتا ہے۔ چنانچہ ایک جگہ یوں عرض کرتے ہیں

بڑی مشکل میں ہیں ہم غم کے مارے یارسول اللہ!
کرم فرمائیے رب کے دلارے یارسول اللہ!
ترے در کا بھکاری اور طوفان حوادث میں
کرم سے پھیر دو گردش کے دھارے یارسول اللہ!
تمہیں ہو مونس غم، شافع محشر، مرے رہبر
کہاں جائیں یہ دیوانے تمہارے یارسول اللہ!

کما حقہٗ نعت گوئی ممکن نہیں

محبوب خدا علیہ الصلوۃ والسلام کی شان اقدس میں کماحقہٗ نعت گوئی اور ثناء خوانی انسان کے بس کی بات نہیں؛ کیوں کہ مدح سرائی ونعت خوانی کا حق اسی وقت ادا ہوسکتا ہے جبکہ تعریف وتوصیف کرنے والا حضور اقدس صلی اللہ علی وسلم کی حقیقت سے واقف اور ان کے فضائل وکمالات سے آشناء ہو، اور یہاں حالت یہ ہے کہ خدائے وحدہٗ لاشریک کے سوا رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت سے آگاہ ہی نہیں، اور آپ کے مراتب عالیہ اور مدارج رفیعہ کی شان یہ ہے کہ ہر آن ترقی پر ہیں۔

سرکار علیہ الصلوۃ والسلام نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا: والذی بعثنی بالحق لم یعلمنی حقیقة غیر ربی (حجة الله علیٰ العٰلمین ص ٥٠) یعنی قسم اس ذات کی ہے جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، میری حقیقت میرے پروردگار کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔

قرآن پاک میں ہے: وللاخرة خیر لك من الاولیٰ (الضحیٰ ٩٣ آیت ٤) (ترجمہ) اور آپ کی ہر آنے والی گھڑی پچھلی گھڑی سے بہتر ہے۔ اس لئے ہر دور میں نعت گوئی شعراء نے اپنی وسعت بھر مدح وثنا کی اور اس کے بعد عاجزی وقصور کا برملا اعتراف کیا۔ ساتھویں صدی ہجری کے معروف ومشہور عربی شاعر حضرت عمرو بن الفارض رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أری کل مدح فی النبی مقصرا
ان بالغ المثنی علیه واکثر
اذ الله اثناء بالذی هوا اهلهٗ
علیه فما مقدار ماتمدح الوریٰ

(ترجمہ) نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کی ہر مدح وثناء کو میں ناقص وناتمام اور تشنہ ہی سمجھتا ہوں، اگر چہ نعت گو میں مبالغہ سے کام لیا ہو؛ کیوں کہ جب اللہ جل شانہٗ نے خود آپ کے شایان شان مدح وثنا بیان فرمائی ہے تو مخلوق کی مدح وثنا کی کیا قدر وقیمت رہ جاتی ہے؟

عاشق رسول حضرت شیخ سعدی شرازی علیہ الرحمۃ والرضوان اس طرح اظہار حقیقت کیا ہے

یاصاحب الجمال یاسید البشر
من وجهك المنیرلقد نور القمر
لایمکن الثناء کما کان حقهٗ
بعد از خدا بزرگ توئی قصه مختصر

(ترجمہ) اے حسن وجمال کے پیکر! اور اے سارے انسانوں کے آقا ومولیٰ! آپ کی رخ روشن ہی سے چاند کو روشنی اور تابانی ملی ہے۔ کما حقہ آپ کی مدح وثنا ممکن ہی نہیں ہے بس زیادہ سے زیادہ آپ کی شان میں جو بات کہی جاسکتی ہے وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے بعد ساری مخلوق سے افضل واعلیٰ اور برتر وبالا آپ ہی ہیں۔

شیخ اعظم علیہ الرحمہ اس ناقابل انکار حقیقت کا اعلان مختلف مقامات پر مختلف انداز میں کرتے ہیں۔

بعض درج ذیل ہیں:

تیرا اظہار اظہار مراتب کر نہیں سکتا
خدا کے جب ہو تم محبوب و پیارے یارسول اللہ!
نعت لکھنی شہ والا کی نہیں ہے آساں
جن کی تعریف میں خالق نے اتارا قرآں
سارا عالم تو کجا کون ومکاں تلوے کی دھول
شان رفعت پہ تیری سارا زمانہ قرباں
بھلا کس کی زباں ہے ایسی جو بیاں کرے تیری خوبی
نہیں مثل تمہاری ثنا کا، نبی کریں مدح سرائی

معجزات رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ

سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل وکمالات کا کما حقہ بیان اور آپ کے محاسن ومعجزات کا شمار انسان کے بس کی بات نہیں؛ کیوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو سراپا معجزہ بنا کر اس خاک دان گیتی پر مبعوث فرمایا۔ آفتاب وماہتاب آپ کی فرمابرداری کرتے، شجر وحجر آپ کی بارگاہ میں سلام پیش کرتے اور سجدہ ریز ہوجاتے، کنکڑیاں آپ کا کلمہ پڑھتیں اور ضرورت پڑنے پر آپ کی انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہوجاتے ۔حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: كنا بمكة مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فخرج الىٰ بعض نواحيها فما استقبله شجرة ولا جبل الا قال لهٗ السلام عليك يارسول الله (الشفاء بتعريف حقوق المصطفىٰ فصل ومثل هذا في سائر الجمادات)

(ترجمہ) ہم مکہ میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے سرکار علیہ الصلوۃ والسلام ایک طرف تشریف لے جانے لگے تو جو درخت یا پہاڑ سامنے آتا وہ یہی کہتا السلام علیک یارسول اللہ! یعنی اے اللہ کے رسول! آپ پر سلامتی ہو۔

جابر ابن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: لم يكن النبي صلى الله عليه وسلم يمر بحجر ولا شجر الا سجد لهٗ ۔(ایضاً) یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس پتھر یا درخت کے پاس سے گزرتے وہ پتھر یا وہ درخت آپ کو سجدہ کرتا۔

حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم وحانت صلوة العصرفالتمس الناس الوضوفلم يجدهٗ فاتى رسول الله صلى الله عليه وسلم بوضوء فوضع رسول الله صلى الله عليه وسلم فى ذالك الاناء يدهٗ وامر الناس ان يتوضؤا منه قال فرأيت الماء ينبأ من بين اصابعه فتوضأ الناس حتى توضؤا من عند آخره (الشفاء بتعريف حقوق المصطفىٰ فصل فى نبع الماء من بين الاصابعه وتكثير ببركته)

(ترجمہ) میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں، عصر کی نماز کا وقت ہو چکا ہے، لوگ وضو کے لئے پانی تلاش کر رہے ہیں، لیکن پانی نہیں مل رہا ہے، بالآخر سرکار علیہ الصلوۃ والسلام کے پاس تھوڑا سا پانی لایا گیا تو آپ نے اس برتن میں اپنا دست مبارک رکھ دیا اور لوگوں کو حکم دیا کہ اس سے وضو کریں۔ میں نے دیکھا کہ آپ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی ابل رہا ہے تو تمام لوگوں نے وضو کیا اور کوئی بھی باقی نہیں رہا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: سأل اهل مكة النبى صلى الله عليه وسلم ان يريهم آية فأراهم انشقاق القمر مرتين حتى رأوا حراء

بینھما (الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ فصل انشقاق القمر وحبس الشمس)

(ترجمہ) اہل مکہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کیا کہ آپ انہیں کوئی معجزہ دکھائیں تو سرکار علیہ الصلوۃ والسلام نے انہیں شق القمر کا معجزہ دکھایا کہ چاند دو ٹکڑے ہوکر نظر آیا اور اہل مکہ نے کوہ حرا کو دونوں ٹکڑوں کے درمیان دیکھا۔

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا نزول ہو رہا تھا اور آپ کا سر اقدس حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گود میں تھا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ عصر کی نماز نہ پڑھ سکے یہاں تک کہ سورج غروب ہوگیا۔ جب نزول وحی کا سلسلہ منقطع ہوا تو سرکار علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: علی !عصر کی نماز پڑھ لی؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:نہیں، یارسول اللہ! تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: الھم انہ کان فی طاعتك وطاعت رسولك فاردد علیه الشمس ـ قالت اسماء: فرأیتھا غربت ثم رأیتھا طلعت بعد ما غربت ووقفت علیٰ الجبال والارض وذلك بالصھباء فی خیبر (ایضا)

(ترجمہ) اے اللہ! علی تیری اور تیرے رسول کی اطاعت وفرماں برداری میں تھا، لہٰذا تو اس کے لئے سورج لوٹا دے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے دیکھا کہ سورج غروب ہوا، پھر دیکھا کہ غروب ہونے کے بعد طلوع ہوگیا اور زمین اور پہاڑوں پر ٹھہر گیا۔ یہ خیبر میں مقام صہباء کا واقعہ ہے۔

قرآن پاک میں ہے: النجم اذا ھویٰ وماضل صاحبکم وما غوا وماینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ (النجم ۵۳ آیت ۴،۳)

(ترجمہ) اس پیارے چمکتے تارے محمد کی قسم جب یہ معراج سے اترے، تمہارے صاحب نہ بہکے نہ بے راہ چلے۔ اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر جو انہیں کی جاتی ہے۔ (کنزالایمان)

شیخ اعظم جب ان معجزات کا تذکرہ کرتے ہیں تو بڑے دلکش اور ایمان افروز ایمان اشعار صفحات قرطاس پر نقش ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اصحاب دل وارفتہ اور ارباب ذوق سلیم جب یہ اشعار گنگناتے ہیں تو ایک طرف شعر وسخن کی لذتوں سے شادکام ہوتے ہیں اور دوسری جانب ان کے ایمان ویقین کو تازگی وبالیدگی حاصل ہوتی ہے۔ اثبات مدعیٰ کے لئے مختلف مقامات سے چند اشعار پیش خدمت ہیں:

حکم سے ڈوبا سورج بھی واپس ہوا، چاند نے بھی جگر چیر کر رکھ دیا
کنکری اور ممبر نے کلمہ پڑھا شان محبوب کا ہے یہ جود وحشم
ہیں ختم رسل تاجدار مدینہ، انہیں سے ملا ہے بلندی کا زینہ
ہے یہ معجزہ تاجدار جہاں کا کہ جاری کئے اپنی انگلی سے چشمے

جس طرف رحمت عالم کے گزر جائیں قدم
سب حجر بول اٹھیں دیکھو وہ ذیشان گیا
چاند نے چیر دیا ان کی محبت میں جگر
جب کہ سرکار مدینہ کا وہ فرمان گیا
چاند، سورج اشاروں پہ جن کے چلیں
ہے خدا کا وہ پیارا ہمارا نبی
تمام اہل زباں سن کے ہوگئے حیراں
کلام وحی ہے اظہار گفتگوئے رسول

شہر مکہ مکرمہ کا تذکرہ

شہر مکہ مکرمہ ایسا پاکیزہ اور بابرکت شہر ہے جسے خدائے وحدۂ لاشریک کے محبوب مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے ولادت ہونے کا شرف حاصل ہے

اور یہ سرزمین اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت عزیز ہے۔اس کی عظمت واہمیت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ اللہ جل شانہٗ اس شہر مبارک کی قسم یادفرماتا ہے۔قرآن مقدس میں ہے:لااقسم بھذا البلد وانت حل بھذا البلد (البلد ۹۰، آیت ۱،۲)

(ترجمہ) مجھے اس شہر (مکہ مکرمہ) کی قسم کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو۔(کنزالایمان)

اس شہر مبارک سے سرکار علیہ الصلوۃ والسلام کی محبت کا اندازہ دردوسوز میں ڈوبے ہوئے ان کلمات سے کیجئے جو حضرت عبد اللہ ابن عدی ابن حمرا زہری سے منقول ہیں۔وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول خدا علیہ الصلوۃ والسلام کو دیکھا کہ آپ ایک ٹیلے پر کھڑے ہوکر فرمارہے ہیں:''واللہ انك لخیر أرض الله واحب أرض الله الیٰ الله ولولانی اخرجت منك ماخرجت۔ ھذا حدیث صحیح علیٰ شرط الشیخین ولم یخرجاہ'' (المستدرك علیٰ الصحیحین للحاکم مع تعلیقات، کتاب الھجرۃ)

(ترجمہ) اے سرزمین مکہ! بخدا تو اللہ تعالیٰ کی زمینوں میں سب سے بہتر ہے اور اللہ کی ساری زمینوں میں سب سے زیادہ اللہ کو محبوب ہے، اگر مجھے یہاں سے نہ نکالا جاتا تو میں کبھی یہاں سے نہ نکلتا۔یہ حدیث امام بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن انہوں نے تخریج نہیں کی ہے۔

ایک دوسری حدیث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے شہر مکہ سے ارشاد فرمایا:''مااطیبك من بلد واحبك الیّ ولولا ان قومی اخرجونی منك ماسکنت غیرك (سنن ترمذی ، باب فی فضل مکه)

(ترجمہ) اے شہر مکہ! تو کتنا پاکیزہ شہر ہے اور تو مجھے کتنا پیارا ہے۔اگر میری قوم نے مجھے یہاں سے نہ نکالا ہوتا تو میں کسی اور شہر سے اقامت اختیار نہ کرتا۔

شیخ اعظم علیہ الرحمہ بھی اس مبارک شہر سے بے پناہ محبت کرتے ہیں اور وہاں کی حاضری کا شوق دل میں سجائے ہوئے اس کا تذکرہ اس طرح کرتے ہیں:

محو حیرت ہے زمانہ ان کا جلوہ دیکھ کر
مل گیا ایمان کامل ان کا چہرہ دیکھ کر
ظلم کے بدلے کیا سرکار نے ان پر کرم
پڑھ لیا کلمہ نبی کا ایسا بدلہ دیکھ کر
جب کبھی تقدیر میں ہوگی حرم کی حاضری
ہوگا اظہار مسرت شہر مکہ دیکھ کر

مدینہ طیبہ کا تذکرہ

سرکار کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینۂ طیبہ سے بے پایاں محبت تھیں، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم شہر سے واپس تشریف لاتے اور مدینہ منورہ کے مکانات کی دیواریں دکھائی دیتیں تو سرکار علیہ الصلوۃ والسلام اپنی سواری تیز کردیتے اور یوں دعاء مانگتے ہوئے مدینہ میں داخل ہوتے۔

''اللھم اجعل لنا بھا قرار اورزقا حسنا'' رواہ الشیخان ۔ (سبل الھدی والرشاد الباب الربع فی محبة صلی الله علیه وسلم)

(ترجمہ) اے اللہ! اس شہر کو ہمارے لئے قرار گاہ بنادے اور ہمیں خوبصورت رزق عطافرما۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سرکار علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں مدینہ منورہ میں بعض صحابۂ کرام کی بیماری کا تذکرہ کیا تو حضور صلی

اللہ علیہ وسلم نے اس طرح دعا فرمائی:

''اللھم حبیب الینا المدینة کما حببت الینا المکة او اشد وصححها وبارك لنا فی ساعها ومدها، ثم انقل وبائها الیٰ مھیعة .وھی الجحفة''

(سبل الھدی والرشاد ،الباب الربع فی محبة ﷺ)

(ترجمہ) اے اللہ! مدینہ کو ہمارے لئے اسی طرح محبوب بنا دے جس طرح تو نے ہمارے لئے مکہ کو محبوب بنایا تھا، بلکہ اس سے بھی زیادہ اور اس کی آب و ہوا کو صحت بخش بنا دے اور ہمیں اس کی پیمانوں اور وزنوں میں برکت عطا فرما اور اس کی وبا کو جحفہ کی طرف منتقل فرما۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:''من استطاع ان یموت بالمدینة فلیمت بھا فانی اشفع لمن یموت بھا'' (ایضا، الباب السادس فی الحث علی الاقامت والموت بھا)

(ترجمہ) جس شخص کے لئے ممکن ہو کہ وہ مدینہ میں مرے تو اسے مدینہ ہی میں مرنا چاہئے؛ کیوں کہ جو شخص مدینہ میں وفات پائے گا میں اس کی شفاعت کروں گا۔

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا علیہ التحیة والثنا نے اہل مدینہ کے لئے اس طرح دعا فرمائی:''اللھم ان ابراھیم عبدك وخلیلك دعا لاھل مکة بالبرکة وانا محمد عبدك ورسولك وانا ادعو لاھل المدینة ان تبارك لھم فی صاعھم ومدھم مثلما بارکت لاھل مکة واجعل مع البرکة برکتین''

(سبل الھدی والرشاد ، الباب الربع فی محبة ﷺ)

(ترجمہ) اے اللہ تیرے بندے اور تیرے خلیل ابراہیم (علیہ السلام) نے اہل مکہ کے لئے برکت کی دعا کی تھی اور میں تیرا بندہ اور تیرا رسول محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اہل مدینہ کے لئے دعا کرتا ہوں کہ تو ان کے پیمانوں اور وزنوں میں برکت عطا فرما جس قدر برکت تو نے اہل مکہ کو عطا فرمائی اور اس برکت کے ساتھ دو برکتوں کا مزید اضافہ فرما۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''علی أنقاب المدینة ملائکة یحرسونھا ، لایدخلھا الطاعون ولا الدجال ''روہ الشیخان (سبل الھدی والرشاد ، الباب الخامس فی عصمتھا من الدجال والطاعون)

(ترجمہ) مدینہ میں داخل ہونے والے راستوں پر اللہ تعالیٰ نے فرشتے مقرر کر دئے ہیں جو ان کی نگرانی کرتے ہیں، نہ اس میں طاعون داخل ہوگا اور نہ دجال۔

شیخ اعظم اس مقدس شہر کی زیارت کا شوق اپنے دل میں بسائے ہوئے بڑے والہانہ انداز میں اس کا ذکر کرتے ہیں:

جنت بھی ہے قربان وہ طیبہ کی گلی ہے
گلیوں کی جو ہے جان وہ طیبہ کی گلی ہے
عشاق سے پوچھو وہ گلی کیسی گلی ہے
ہے مرکز ایمان وہ طیبہ کی گلی ہے
جن گلیوں میں آمد ہو فرشتوں کی بکثرت
عالم ہوا حیران ، وہ طیبہ کی گلی ہے
ہو جائے میسر تیرے اظہار کو یارب
ہے دید کا ارمان ، وہ طیبہ کی گلی ہے
بلا لوائے میرے سرکار اب طیبہ کی گلیوں میں
مدینے کو ترستے ہیں حبیبی یا رسول اللہ !
طیبہ طیبہ دل میں بسا کر طیبہ نگر کو جانا ہے

پھر تو مدینے کی گلیوں میں عشق نبی چمکانا ہے
اگر قسمت سے پہونچے پر خطا اظہار طیبہ میں
تو اس کی زندگی میں بھی بہاریں ٹوٹکر آئیں
مدینہ کی تڑپ ہے، ہو کرم اظہار خستہ پر
ترستی جارہی ہے چشم پرنم یارسول اللہ!

در مصطفی پر حاضری کا شوق

ہر مسلمان کی دلی تمنا اور قلبی آرزو ہوتی ہے کہ اسے شمع بزم ہدایت صلی اللہ علیہ وسلم کے در گہر پر حاضری کی سعادت نصیب ہو اور اپنی مادی آنکھوں سے جمال گنبد خضریٰ کا دیدار کرے، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور پر حاضری سے شاد کام ہو اور بروز قیامت سرکار علیہ الصلوۃ والسلام کی شفاعت کا حقدار ٹھہرے کہ سرکار کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''من زار قبری وجبت له شفاعتی'' (دار قطنی و بیہقی وغیرہ)

(ترجمہ) جس نے میرے قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

دوسری حدیث پاک میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''من حج البیت ولم یزرنی فقد جفانی '' (کامل لابن عدی)

(ترجمہ) جس نے بیت اللہ کا حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے مجھ پر ظلم کیا۔

اور ایک حدیث میں اس طرح ارشاد ہے: ''من زارنی بعد موتی فکأنما زارنی فی حیاتی ومن مات باحدالحرمین بعث من الامنین یوم القیامة ''

(دار قطنی وغیرہ)

(ترجمہ) جس نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی اس نے گویا میری حیات میں میری زیارت کی اور جو حرمین شریفین میں سے کسی ایک میں مرگیا وہ قیامت کے دن امن والوں کی جماعت میں اٹھایا جائیگا۔

شیخ اعظم کے کلام میں اس فطری خواہش کا اثر اور جذبۂ ایمان کی جھلک صاف نظر آتی ہے۔ کبھی وہ جمال گنبد خضری کا ذکر کرتے ہیں تو فرماتے ہیں۔

سراپا نور ونکہت ہیں بہار گنبد خضری
دو عالم کی بہاریں ہیں نثار گنبد خضری
جہاں خم ہوں ملائک کی جبیں، کیا شان ہے ان کی
بڑھا یا فضل ربی نے وقارِ گنبد خضری
جہاں گنبد خضری سکون قلب مضطر ہے
ترستی چشم پرنم کو دکھا دو یارسول اللہ!

کبھی پرسوز لہجے میں درِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جانے کی خواہش اور لوٹ کر نہ آنے کی تمنا کا اظہار کرتے ہیں تو یوں گویا ہوتے ہیں۔

درِ مصطفیٰ پہ جاتے تو کچھ اور بات ہوتی
وہاں جاکے پھر نہ آتے تو کچھ اور بات ہوتی
کہاں وہ دیار طیبہ ہیں کہاں وہ پیاری گلیاں
جو پہنچ کے دل جھکاتے تو کچھ اور بات ہوتی
اے کاش ہوتا اظہار کہ وہ جلوہ فرما ہوتے
ذرا سامنے مچلتے تو کچھ اور بات ہوتی

کبھی اپنی بے چینی و بے قراری کا اظہار کرتے ہوئے رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں فریاد کرتے ہیں کہ یارسول اللہ! اب مجھے بلا لیجئے تاکہ میرے بے تاب قلب وجگر کو قرار آجائے۔

قافلہ حاجیوں کا میں دیکھا کیا، حسرت ویاس سے ان کو تکتا رہا
کاش در سے اجازت عطا ہو مجھے، تاکہ آجائے من کو قرار
اپنے اظہار کی لیجئے اب خبر، کتنا بے تاب ہے اس کا قلب وجگر
جذبۂ شوق پر ہو جو لطف وکرم، اس کے جیون میں آئے بہار
تڑپتا ہے دل اور روتی ہے آنکھیں شہنشاہ طیبہ مدینہ بلالو

جہاں نور عرفاں کی بارش ہے پیہم وہی جلوۂ حسن زیبا دکھا دو
ہو کرم تاجدار مدینہ اپنے محتاج کو بھی بلا لو
جن بہاروں پہ جنت ہے قرباں وہ دیار مدینہ دکھا دو
نینا تڑپت ہے طیبہ نگر کے لئے، اب بلاؤ مجھے اپنے دوار
چین آتا نہیں دل پریشاں ہے، میرا جی ہے، بہت بے قرار

اور کبھی اپنی محبتوں اور سرکار کی نوازشوں پر بھرپور اعتماد و یقین کا اظہار کرتے ہوئے اس طرح چہکتے ہیں۔

آقا ہمیں بلائیں گے آج نہیں تو کل سہی
دل کی مراد پائیں گے آج نہیں تو کل سہی
اذن کرم سے جب کبھی ہوگی وہاں کی حاضری دل کی صدا سنائیں گے آج نہیں تو کل سہی
ان کے کرم پہ ہے یقیں ہوں گے وہ مہرباں
ضرور درد والم مٹائیں گے آج نہیں تو کل سہی
قافلہ جب مدینے کو جانے لگا حسرت و یاس سے دیکھتا رہ گیا
ہے یقیں میرے آقا بلائیں گے اب اور دیکھوں گا میں بھی دیار حرم

بارگاہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں

بالآخر ان کی محبت رنگ لاتی ہے اور ان کی فریاد بارگاہ رسول میں شرف قبولیت سے سرفراز ہو جاتی ہے۔ وہ لرزتے، کانپتے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہوئے رحم و کرم کی یوں درخواست کرتے ہیں

میں مجرم ہوں، نہیں کوئی بھی میرا یا رسول اللہ!
تیری سرکار میں آیا ہوں میں شرمندہ شرمندہ
چلا تھا جانب بطحا تو یہ حالت ہماری تھی
قدم لغزیدہ لغزیدہ، نگہ دزدیدہ دزدیدہ
سگ کوئے نبی اظہار پر بھی ایک نظر کر دو
گناہوں کی خجالت سے وہ ہے نم دیدہ نم دیدہ

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

خلیفۂ اول جانشین پیغمبر امیر المومنین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا نام نامی ''عبداللہ ہے''، ''ابو بکر'' آپ کی کنیت اور ''صدیق و عتیق'' آپ کا لقب ہے۔ آپ قریشی ہیں اور ساتھویں پشت میں آپ کا شجرۂ نصب رسول اللہ عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خاندانی شجرہ سے مل جاتا ہے۔ آپ عام الفیل کے ڈھائی برس بعد مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ آپ اس قدر جامع الکمالات اور مجمع الفضائل ہیں کہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے بعد تمام اگلے اور پچھلے انسانوں میں سب سے افضل واعلیٰ ہیں۔ آزاد مردوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا اور سفر و وطن کے تمام مشاہدو اسلامی جہادوں میں مجاہدانہ کارناموں کے ساتھ شامل ہوئے اور صبح و جنگ کے تمام فیصلوں میں آپ شہنشاہ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وزیر و مشیر بن کر مراحل نبوت کے ہر ہر موڑ پر آپ کے رفیق و جاں نثار رہے۔ دو برس تین ماہ گیارہ دن مسند خلافت پر رونق افروز رہ کر ۲۲ جمادی الاخرٰی ۱۳ھ منگل کی رات وفات پائی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور روضۂ منورہ میں حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلوئے مقدس میں دفن ہوئے۔ (اکمال و تاریخ الخلفاء)

جب حضرت امیر المؤمنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مقدس جنازہ لے کر لوگ حجرہ منورہ کے پاس پہونچے تو لوگوں نے عرض کیا کہ السلام علیک یا رسول اللہ ھذا ابو بکر یہ عرض کرتے ہی روضہ منورہ کا بند دروازہ یک دم خود بخود کھل گیا اور تمام حاضرین نے قبر انور سے یہ غیبی آواز سنی: ادخل الحبیب الی الحبیب۔ یعنی حبیب کو حبیب کی دربار میں داخل کر دو۔ تفسیر کبیر، ج ۵، ص ۴۷۸ (کرامات

صحابہ،از حضرت مولانا عبدالمصطفی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ)

ان کی بارگاہ میں شیخ اعظم علیہ الرحمہ اس طرح خراج عقیدت پیش کرتے ہیں

مرتبہ حضرت صدیق کا اونچا مرے آقا نے کیا
جو کہ سینے میں تھا سرکار نے پھر ان کو دیا
ساتھ میں رہتے ہوئے ہے کیسی رفاقت ان کی
غار میں رہ کے دکھائی ہے محبت کی ادا
وقت رحلت سبھی اصحاب پریشاں تھے بہت
مطمئن ہو گئے جب آیت قرآن سنا
کس قدر ہمت و جرأت کے تھے عزم محکم
وقت نازک میں دبا ڈالا کہ جو فتنہ اٹھا

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

خلیفۂ دوم جانشین پیغمبر حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی کنیت ''ابوحفص'' اور لقب ''فاروق اعظم'' ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ اشراف قریش میں اپنی ذاتی وخاندانی وجاہت کے لحاظ سے بہت ہی ممتاز ہیں۔آٹھویں پشت میں آپ رضی اللہ عنہ کا خاندانی شجرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شجرۂ نصب سے ملتا ہے۔آپ واقعہ فیل کے تیرہ برس کے بعد مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور اعلان نبوت کے چھٹے سال ۲۷/برس کی عمر میں مشرف بہ اسلام ہوئے۔آپ رضی اللہ عنہ کے مسلمان ہوجانے سے مسلمانوں کو بے خد خوشی ہوئی اوران کو ایک بہت بڑا سہارا مل گیا یہاں تک کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ خانۂ کعبہ میں اعلانیہ نماز ادا فرمائی۔آپ رضی اللہ عنہ تمام اسلامی جنگوں میں مجاہدانہ شان کے ساتھ کفار سے لڑتے رہے اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام اسلامی تحریکات اور صلح وجنگ وغیرہ کے تمام منصوبہ بندیوں میں حضور سلطان مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وزیر ومشیر کی حیثیت سے وفادار ورفیق کار رہے۔

امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد آپ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ منتخب فرمایا اور دس برس چھ ماہ چار دن آپ رضی اللہ عنہ نے تخت خلافت پر رونق افروز ہوکر جانشین رسول کی تمام ذمہ داریوں کو باحسن وجوہ انجام دیا۔

۲۶ ذی الحجہ ۲۳ھ چہار شنبہ کے دن نماز فجر میں ابولؤلو فیروز مجوسی کافر نے آپ رضی اللہ عنہ کو شکم میں خنجر مارا اور آپ یہ زخم کھا کر تیسرے دن شرف شہادت سے سرفراز ہوگئے۔بوقت وفات آپ رضی اللہ کی عمر شریف ترسٹھ برس کی تھی۔حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھائی اور روضۂ مبارک کے اندر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلوئے انور میں مدفون ہوئے۔ الاکمال فی اسماء الرجال، حرف العین، فصل فی الصحابۃ، ص ۶۰۲ (کرامات صحابہ از حضرت مولانا عبدالمصطفی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ)

شیخ اعظم ان کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے اس طرح نغمہ سرا ہوتے ہیں۔

عدل فاروقی زمانے میں ہوا ہے مشہور
جن کی دہلیز پر کوئی نہ ہوا ہے رنجور
دیکھ لیتے تھے مدینے سے نہاں وندکی زمیں
اس طرح آپ سے ہوتا ہے کرامت کا ظہور
دیکھ لیتا جو عمر کو نہ ٹھہرتا شیطاں
ڈرتا وہ بھی تھا کہیں ہونا پڑے گا مقہور
تھے وہ اسلامی حکومت کے بڑے اعلیٰ میر
لیکن کُرتے میں رہا کرتے تھے پیوند ضرور
آج بھی سید عالم کی قربت میں لحد

کر دو اظہار پہ اک نظر کرم میرے حضور

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

خلیفۂ سوم امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی کنیت ''ابوعمرو'' اور لقب ''ذوالنورین'' (دونور والے) ہے۔ آپ قریشی ہیں۔ آپ کا خاندانی شجرہ ''عبد مناف'' پر رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نسب نامہ سے مل جاتا ہے۔ آپ نے آغاز اسلام ہی میں اسلام قبول کر لیا تھا اور آپ کو آپ کے چچا اور دوسرے خاندانی کافروں نے مسلمان ہو جانے کی وجہ سے بے حد ستایا۔ آپ نے پہلے حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی، پھر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی؛ اس کے لئے آپ ''صاحب الہجرتین'' (دو ہجرتوں والے) کہلاتے ہیں اور چونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے آپ کے نکاح میں آئیں اس لئے آپ کا لقب ''ذوالنورین'' ہے۔

آپ جنگ بدر کے علاوہ دوسرے تمام اسلامی جہادوں میں کفار سے جنگ فرماتے رہے۔ جنگ بدر کے موقع پر آپ کی زوجہ محترمہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی تھیں، سخت علیل ہوگئیں تھیں اس لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جنگ بدر میں جانے سے منع فرما دیا، لیکن ان کو مجاہدین بدر میں شمار فرما کر مال غنیمت میں سے مجاہدین کے برابر حصہ دیا اور اجر وثواب کی بشارت بھی دی۔ حضرت امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد آپ خلیفہ منتخب ہوئے اور بارہ برس تک تخت خلافت کو سرفراز فرماتے رہے۔

آپ رضی اللہ عنہ کی دور خلافت میں اسلامی حکومت کی حدود میں بہت زیادہ توسیع ہوئی اور افریقہ وغیرہ بہت سے ممالک مفتوح ہو کر خلافت راشدہ کے زیر نگیں ہوئے۔ بیاسی برس کی عمر میں مصر کے باغیوں نے آپ کے مکان کا محاصرہ کر لیا اور ۱۲ ذو الحجہ یا ۱۸ ذو الحجہ ۳۵ھ جمعہ کے دن ان باغیوں میں سے ایک بدنصیب نے آپ کو رات کے وقت اس حال میں شہید کر دیا کہ آپ قرآن پاک کی تلاوت فرما رہے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کے خون کے چند قطرات قرآن شریف کی آیت فسیکفیکھم اللہ پر پڑے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے جنازے کی نماز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع میں مدفون ہیں۔ تاریخ الخلفاء وازالۃ الخفاء وغیرہ (کرامات صحابہ، از حضرت عبد المصطفی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ)

شیخ اعظم علیہ الرحمہ ان کی بارگاہ میں اس طرح خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔

پیکر نور ضیاء حضرت عثمان غنی
صاحب لطف وعطا حضرت عثمان غنی
مرے سرکار نے فرمائی ہے تعریف ان کی
تھے وہ مہر وفا حضرت عثمان غنی
پایا دونور بڑھی عزت وتوقیر ان کی
شان رحمت کی جلا حضرت عثمان غنی
پڑھتے پڑھتے ہوئے قرآن شہادت پائی
مخزن صبر ورضا حضرت عثمان غنی
کچھ تو اظہار کو بھی اپنی سخا سے دے دو
سب کا کرتے ہیں بھلا حضرت عثمان غنی

حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ

امیر المومنین شیر خدا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ

عنہ کا نام ابن ابوطالب ابن ابوعبد المطلب ابن ہاشم ابن عبد مناف ہے، اور آپ کی والدہ کا نام فاطمہ بنت اسد ابن ہاشم ہے۔ایک روایت کے مطابق آپ واقعۂ فیل کے تیسویں سال ۱۳ رجب بروز جمعہ خانۂ کعبہ کے اندر پیدا ہوئے، اور دوسری روایت کے مطابق آپ کی ولادت واقعۂ فیل کے اٹھائیسویں سال ہوئی۔آپ کا لقب امیر المؤمنین، امام المسلمین، اسد اللہ (شیر خدا)، مرتضیٰ اور ولی اللہ ہے۔آپ کی عمر دس سال تھی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی دعوت دی اور آپ مشرف با سلام ہوگئے اور ہجرت کے دوسرے سال حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے آپ کا عقد نکاح ہوا۔

آپ کے تعلق سے سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: انا مدینة العلم وعلی بابھافمن اراد المدینةفلیأت الباب (المستدرك علی الصحیحین للحاکم) (ترجمہ) میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے؛ لہٰذا جو شہر میں آنا چاہتا ہے وہ اس دروازہ پر آئے۔

حضرت ام سلمیٰ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "من احب علیا فقد احبنی و من احبنی فقد احب الله ،و من ابغض علیا فقد ابغضنی و من ابغضنی فقدابغض الله" (المعجم الکبیر للطبرانی)

(ترجمہ) جس نے علی سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی اس نے اللہ سے محبت کی، اور جس نے علی سے دشمنی کی اس نے مجھ سے دشمنی کی، اور جس نے مجھ سے دشمنی کی اس نے اللہ سے دشمنی کی۔

حضرت زر بن حبیش رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: "والذی فلق الحبة وبرأ النسمة انه لعهد النبی الامی صلی الله علیه وسلم الیّ :ان لا یحبنی الا مومن ولا یبغضنی الامنافقاً۔ رواه مسلم "(مشکوة المصابیح)

(ترجمہ) قسم ہے اس ذات کی جس نے دانے کا سینہ چیرا اور روح انسانی کو پیدا فرمایا، نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بتایا مجھ سے صرف مومن محبت کریگا اور صرف منافق مجھ سے دشمنی رکھے گا۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:" لا یحب علیا منافق ولا یبغضه مؤمن" رواه أحمد والترمذی۔ (مشکوة المصابیح) یعنی منافق علی سے محبت نہیں رکھے گا اور مؤمن ان سے بغض نہیں رکھے گا۔

شیخ اعظم علیہ الرحمہ شیر خدا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شان میں فرماتے ہیں۔

ولیوں کے تاجدار ہیں مشکل کشا علی
امت کے غم گسار ہیں مشکل کشا علی
آسان نام پاک سے ہوتی ہیں مشکلیں
ایسے وہ ذی وقار ہیں مشکل کشا علی
من کنت مولاہ سید عالم کی ہے عطا
بے شک وہ شاہکار ہیں مشکل کشا علی
جب علی ہی اصل میں حب رسول ہے
رحمت کے رازدار ہیں مشکل کشا علی
اظہار خستہ بھی ہے ترے در کا ایک غلام
ہم سب کے پاسدار ہیں مشکل کشا علی

حضرات حسنین کریمین رضی الله عنهما

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ ۱۵ رمضان المبارک ۳ھ بروز منگل مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔حضرت سید عالم

صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام ''حسن'' رکھا اور ساتھویں روز آپ کا عقیقہ کیا اور بال جدا کئے گئے اور حکم دیا گیا کہ بالوں کے وزن کی چاندی صدقہ کی جائے۔

اور آپ کے بھائی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ ۵ شعبان المعظم ۴ھ بروز منگل مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کا نام ''حسین'' اور ''شبیر'' رکھا اور آپ کی کنیت ''ابوعبداللہ'' اور لقب ''سبط رسول اللہ'' اور ''ریحانۃ الرسول'' ہے۔ مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ان نواسوں سے بے پناہ محبت فرماتے تھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''من احب الحسن والحسین فقد احبنی و من ابغضهما فقد ابغضنی'' (سنن ابن ماجه) یعنی جس نے حسن وحسین کو محبوب رکھا اس نے درحقیقت مجھے محبوب رکھا، اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے درحقیقت مجھ سے بغض رکھا۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''الحسن والحسین ابنای، من احبهما احبنی، ومن احبنی احبه الله، ومن احبه الله ادخله الجنة، ومن ابغضهما ابغضنی ومن ابغضنی ابغضه الله، ومن ابغضه الله ادخله النار۔ (المستدرك علیٰ الصحیحین للحاکم)

(ترجمہ) حسن اور حسین میرے بیٹے ہیں، جس نے ان دونوں کو محبوب رکھا اس نے مجھے محبوب رکھا، اور جس نے مجھے محبوب رکھا اسے اللہ تعالیٰ نے محبوب رکھا، اور جسے اللہ نے محبوب رکھا اسے جنت میں داخل فرمایا۔ اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا، اور جس نے مجھ سے بغض رکھا وہ اللہ کا مبغوض ہوا اور جو اللہ کا مبغوض ہوا اسے اللہ تعالیٰ نے جہنم میں داخل کیا۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کو ساتھ لئے ہوئے ہیں اور ارشاد فرما رہے ہیں: ''هذان ابنای وابنا ابنتی اللهم انی أحبهما فأحبهما وأحبَ من یحبهما (سنن الترمذی)

(ترجمہ) یہ دونوں میرے اور میری بیٹی کے جگر پارے ہیں۔ اے اللہ! میں ان کو محبوب رکھتا ہوں تو تو بھی ان کو محبوب رکھ، اور اس کو بھی محبوب رکھ جو ان کو محبوب رکھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا: ''ای اهل بیتك احب الیك قال الحسن والحسین. وکان یقول لفاطمة :ادعی لی ابنیّ .فیشمهما ویضمهما الیه'' (سنن الترمذی)

(ترجمہ) آپ کو اپنے اہل بیت میں کون زیادہ محبوب ہے؟ فرمایا: حسن اور حسین۔ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کرتے تھے: میرے دونوں بیٹوں کو میرے پاس بلاؤ تو سرکار علیہ الصلوۃ والسلام انہیں سونگھتے تھے اور اپنے ساتھ چمٹاتے تھے۔

محبوب خدا علیہ التحیۃ والثنا کے ان جگر پاروں کی شان میں شیخ اعظم علیہ الرحمہ اس طرح سے حقائق کا اظہار کر کے خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔

نبی کی صورت سے مل رہی ہے مرے امام حسن کی صورت
صحابہ رکھتے خیال ان کا مرے امام حسن کی نسبت
گرے مسلماں کا خون کیسے، نہ ہو سکا ان کا یہ گوارہ

سخا تھی ایسی کہ دی امارت، مرے امام حسن کی ہمت
نبی کے تھے پیارے اور زہرہ کی آنکھوں کے وہ تارے
یہ ایسا وصف عروج پایا مرے امام حسن کی شوکت
کرم سے اظہار کو نوازو، ہے مشکلوں میں غلام تیرا
گوارہ کیسے کریں گے آقا مرے امام حسن کی غیرت

سرکار دوجہاں کے پیارے حسین ہیں
مولیٰ علی کی آنکھ کے تارے حسین ہیں
زہرہ کے لال اور دلارے حسین ہیں
امت کی بے کسی کے سہارے حسین ہیں

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ

غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت یکم رمضان ۴۷۰ھ بروز جمعہ مبارکہ ''گیلان'' میں ہوئی۔ آپ کی کنیت ''ابو محمد'' ہے اور محی الدین، محبوب سبحانی، غوث اعظم، غوث ثقلین وغیرہ القاب ہیں۔ آپ کے والد گرامی کا نام سیدنا ابو صالح موسیٰ جنگی دوست اور والدہ محترمہ کا نام ام الخیر فاطمہ رضی اللہ عنہما ہے۔ آپ والد کی طرف سے حسنی اور والدہ کی طرف سے حسینی سید ہیں۔

جب آپ کی عمر چار سال کی ہوئی تو آپ کے والد ماجد سیدنا ابو صالح رضی اللہ عنہ نے آپ کو مکتب میں داخل کرنے کی غرض سے لے گئے آپ استاذ کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھ گئے۔ استاذ نے کہا: پڑھو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تو آپ نے بسم اللہ شریف پڑھنے کے ساتھ ساتھ الحمد سے لے کر مکمل اٹھارہ پارے استاذ کو زبانی سنادئے۔

استاذ نے حیرت سے دریافت کیا: یہ کب پڑھا اور کیسے یاد کیا؟ آپ نے جواب دیا: میری والدہ ماجدہ اٹھارہ سپارے کی حافظہ ہیں، جب میں شکم مادر میں تھا تو وہ اکثر ان کو پڑھا کرتی تھیں؛ لہٰذا یہ اٹھارے سپارے سنتے سنتے یاد ہو گئے۔

ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد مزید تعلیم کے لئے ۴۸۸ھ میں بغداد تشریف لائے اور اپنے زمانے کے معروف اساتذہ اور ائمہ فن سے اکتساب فیض کیا۔ آپ کے اساتذہ میں ابوالوفاء علی بن عقیل حنبلی، ابوذکریا بن علی تبریزی، ابوالغالب محمد بن حسن باقلائی اور ابوسعید محمد بن عبدالکریم رحمۃ اللہ علیہم جیسے نہایت نامور اور معروف بزرگ ہیں۔ آپ نے علم قرآن کو روایت ودرایت اور تجوید وقرأت کے اسرار ورموز کے ساتھ حاصل کیا اور زمانے کے بڑے محدثین اور اہل فضل وکمال ومستند علمائے کرام سے سماع حدیث فرما کر علوم کی اس شاندار طریقے سے تحسین وتکمیل فرمائی کہ اپنے ہم عصر علماء میں نمایاں مقام پالیا اور ان کے بھی مرجع بن گئے۔

آپ نے ۱۱ربیع الثانی ۵۶۱ھ میں اکانوے برس کی عمر میں بغداد شریف میں انتقال فرمایا۔ نماز جنازہ حضرت سید سیف الدین عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی اور بے شمار لوگوں نے جنازہ میں شرکت کی۔ مزار مبارک بغداد شریف میں ہے جہاں دن رات زائرین کا ہجوم رہتا ہے۔ اللہ عز وجل کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو (شرح شجرۂ قادریہ رضویہ عطاریہ)

شیخ اعظم علیہ الرحمہ محبوب سبحانی سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی بارگاہ ناز میں یوں عرض کرتے ہیں۔

ہوں محتاج تیرا، کرم! غوث اعظم
ہمارا بھی رکھ لو بھرم غوث اعظم
میری زندگی کی بھنور میں ہے کشتی
کرو دور فکر والم غوث اعظم
تیرے اک اشارے سے مردہ ہے زندہ

ادھر بھی تو رکھئے قدم غوث اعظم
ہو نظر عنایت شہنشاہ جیلاں
میں بن جاؤں درکا خدم غوث اعظم
تیری شان رفعت کا اظہار کیا ہو
نہیں ہے وہ زور قلم غوث اعظم

خواجہ معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمۃ الرضوان

خواجہ خواجگاں خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمہ کے والد ماجد کا نام خواجہ غیاث الدین حسن سنجری ہے۔ ۵۳۷ھ میں آپ کی ولادت ایران کے علاقے سیستان میں ہوئی اور خراسان میں پرورش پائی۔ آپ کا نسل گیارہویں پشت پر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے مل جاتا ہے۔ ابھی آپ کی عمر پندررہ سال کی تھی کہ آپ کے والد کا انتقال ہوگیا۔

آپ کا ایک باغ تھا جس کی آمدنی سے بسر اوقات ہوتی تھی۔ وہاں ایک مجذوب رہتے تھے جن کا نام ابراہیم تھا۔ ایک دن ان کا گزر آپ کے باغ میں ہوا۔ آپ نے نہایت عزت وتکریم کے ساتھ انہیں ایک درخت کے نیچے بیٹھایا، انگوروں کا خوشہ پیش کیا اور ادب سے ان کے سامنے بیٹھ گئے۔ مجذوب ابراہیم نے اپنے بغل سے کھلی نکالی اور چبا کر آپ کے منہ میں ڈال دی۔ اسے کھاتے ہی آپ کے باطن میں نور معرفت چمکنے لگا۔ چانچہ آپ گھر بار اور زمین وجائداد سے متنفر ہوگئے، دو تین دن میں آپ نے اپنا باغ اور سامان فروخت کر کے درویشوں میں تقسیم کر دیا اور طلب حق کے لئے روانہ ہوگئے۔ سمرقند و بخارا میں قرآن پاک حفظ کیا اور علوم ظاہری کی تکمیل کی، پھر نیشاپور کے نواح میں واقع قصبہ ہارون پہونچے جہاں حضرت خواجہ عثمان ہارونی علیہ الرحمہ سے بیعت ہوئے اور بیس سال ان کی خدمت میں رہے اور خرقۂ خلافت سے مشرف ہوئے۔ ہندوستان میں سلسلۂ چشتیہ آپ ہی کے ذریعہ پھیلا۔ اور یہاں نوے لاکھ آدمی آپ کے ہاتھ پر اسلام لائے۔

سلطان التمش کے دور میں مؤرخہ ٦ رجب ٦٢٧ھ بروز دوشنبہ آپ کی وفات ہوئی۔ وصال کے وقت آپ کی عمر شریف ۹۷ سال تھی۔ اس میں چالیس سال آپ نے اجمیر شریف میں بسر فرمائے۔ آپ کا وصال آپ کے حجرۂ خاص میں ہوا اور وہیں آپ کو سپرد خاک کیا گیا۔ آج بھی آپ کا مزار پر انوار اجمیر شریف میں مرجع خلائق ہے۔

سیر الاولیاء میں لکھا ہے کہ جس دن خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ کا وصال ہوا، بعض اولیاء کرام نے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور دیکھا کہ آپ فرمارہے تھے: اللہ کے دوست معین الدین سنجری آرہے ہیں ہم ان کے استقبال کو آئے ہیں۔ انتقال کے وقت آپ کی پیشانی پر یہ لکھا ہوا تھا: حبیب الله مات فی حب الله ۔ یعنی یہ اللہ کا دوست ہے جس نے اللہ کی محبت میں جان دے دی۔ (مراۃ الاسرار ملخصا)

شیخ اعظم علیہ الرحمہ اللہ جل شانہ کے اس مکرم بندے کی بارگاہ میں اس طرح خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔

خواجۂ ہند الولی ہو نگاہ کرم، دستگیر زماں آپ کی شان ہے
سرگروہ ولایت کے سلطان ہو، خواجۂ خواجگاں آپ کی شان ہے
آفتاب کرامت ہیں عظمت تری اور جود وسخا کی ہے شہرت تری
صدقۂ خواجہ عثماں عطا کیجئے، رہبر کاملاں آپ کی شان ہے
سالکان طریقت کے مہر مبیں اور چرخ ولایت کے دُرِّ ثمیں
فیض فیضان سرکار کے ہوامیں، راحت عاشقاں آپ کی شان ہے

درپہ حاضر ہے اظہار بے کس ترا،بالیقیں اس کے بے شک ہو تم آسرا
جانِ جانِ بہاران حسن عطا، بخشش ناقصاں آپ کی شان ہے

سلطان المشائخ حضرت محبوب الٰہی علیہ الرحمہ

سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کا اسم گرامی سید محمد، لقب شیخ المشائخ، سلطان المشائخ، نظام الدین اور محبوب الٰہی ہے۔ آپ نجیب الطرفین سید ہیں۔ ۲۷ر صفر المظفر ۶۳۴ھ/ ۱۲۳۶ء بروز چہار شنبہ آپ کی ولادت ہوئی۔ ابھی آپ پانچ سال کے ہوئے تھے کہ آپ کے والد ماجد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ آپ کی والدہ ماجدہ سیدہ بی بی زلیخا جو خدا شناس پارسا خاتون تھیں انہوں نے آپ کی بہترین پرورش کی۔ ابتداء میں قرآن شریف کی تعلیم کے لئے خواجہ شادی مقری کی خدمت میں بھیجا، قرآن پاک ناظرہ پڑھنے کے بعد محلے کی مسجد میں صرف ونحو کی ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ اس کے بعد بدایون کے مشہور عالم دین مولانا علاء الدین اصولی کی خدمت میں مزید علم دین حاصل کیا اور نجم الدین ابو بکر تلواسی کی مسجد میں مولانا کمال الدین زاہد سے حدیث پاک کی مشہور کتاب ''مشارق الانوار'' کا درس لیا اور زبدۃ الکاملین شیخ کبیر حضرت خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکر قدس سرہٗ کی مرید ہوئے اور اجازت وخلافت سے نوازے گئے۔ اس کے بعد آپ نے دہلی میں بیعت عام کا دروازہ کھول دیا، گنہگاروں کو خرقہ پہناتے اور ان سے توبہ کراتے، اپنا مرید بناتے، جس کا اثر یہ ہوتا کہ جو لوگ حلقہ ارادت میں داخل ہوجاتے وہ برائیوں سے بچتے اور عبادت میں مصروف ہوجاتے، مریدوں کی اکثریت فرائض کے علاوہ چاشت واشراق کی پابند ہوجاتی تھی۔

خانوادۂ چشتیہ کا یہ روحانی سر براہ ۱۸ر ربیع الآخر ۷۲۵ھ/۱۳۲۴ء بروز چہار شنبہ اس دار فانی سے کوچ کر گیا۔ نماز جنازہ شیخ الاسلام ابوالفتح رکن الدین نبیرۂ شیخ الاسلام بہاؤالدین زکریا ملتانی نے پڑھائی (مراۃ الاسرار ملخصا)

شیخ اعظم علیہ الرحمہ اپنے والد ماجد (حضرت مولانا سید شاہ محمد مختار اشرف اشرفی جیلانی سجادہ نشین سرکارکلاں) کی بیماری کے موقع پر اس مرد خدا کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور جو کلام وہاں پیش کیا اس کے بعض اشعار یہ ہیں۔

جو بھی محبوب الٰہی کے عطا پا جائے
پھر یقیناً اسے فرمان خوشی مل جائے
آج پیغام پدر لے کے غلام آیا ہے
جانشین شہ اشرف پہ کرم ہو جائے
مضطرب قلب کو مل جائے سکوں ترے حضور
در پہ حاضر ہے ترے دست طلب پھیلائے
ہو گیا دل بیتاب پہ کچھ ایسا کرم
ہے زباں کس کی جو اظہار کرم بتلائے

غوث العالم مخدوم صاحب علیہ الرحمہ

تارک السلطنت غوث العالم، محبوب یزدانی سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ النورانی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت کے بعد ۷۰۹ھ اور ۷۱۲ھ کے درمیان کسی مبارک تاریخ میں اس خاکدان گیتی پر جلوہ بار ہوئے۔ آپ کی ولادت باسعادت سے پہلے آپ کے والد ماجد سلطان ابراہیم خواب میں سرکار علیہ الصلوۃ والسلام کی زیارت سے شادکام ہوئے۔ سرکار علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: ابراہیم! اللہ جل شانہ تم کو دو فرزند عطا کرے گا ایک کا نام ''اشرف'' رکھنا اور دوسرے کا نام ''اعرف''۔ اشرف بڑا عارف وکامل ہوگا اور اس کے علم وفضل سے ایک جہاں مستفیض ہوگا۔

آپ کی ولادت پر قصر شاہی میں چراغاں کیا گیا اور سرکار علیہ الصلوۃ والسلام کے ارشاد کے مطابق آپ کا نام ''اشرف'' رکھا گیا۔ جب آپ کی عمر چار سال چار ماہ چار دن ہوئی تو صوفیہ کے طرز پر آپ کے لئے رسم بسم اللہ خوانی کی مجلس قائم کی گئی اور مولانا عمادالدین تبریزی آپ کے استاذ مقرر ہوئے۔ ۱۴ سال کی عمر میں جملہ علوم وفنون مثلاً تفسیر، حدیث، فقہ، اصول فقہ، کلام، نحو، صرف اور ادب وغیرہ پر پورا عبور حاصل کر لیا اور اپنے زمانہ کے ممتاز عالم دین ہوگئے۔ ۱۵ سال کی عمر میں سلطنت سمناں کے تخت پر جلوہ افروز ہوئے اور رعایا پروری وعدل وانصاف کی روایات کو اس حسن وخوبی کے ساتھ انجام دیا کہ آپ کی اس اہلیت وقابلیت پر سبھی دنگ رہ گئے۔ ۱۰ سال امور حکومت انجام دینے کے بعد آپ نے حکومت ترک کر دی اور شیخ علاء الحق والدین گنج نبات کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہاں بیعت واجازت وخلافت سے شادکام ہوئے۔

آپ نے اپنی پوری زندگی عبادت وریاضت اور لوگوں کی اصلاح باطن وتزکیہ نفوس میں گزاری اور ۲۸ محرم الحرام ۸۰۸ھ میں اس دارفانی سے رخصت ہوگئے۔ وصال کے وقت آپ کی عمر تقریباً ۱۰۶ سال تھی۔ آپ کا مزار پرانوار آج بھی کچھوچھہ مقدسہ میں زیارت خلائق ہے (حیات غوث العالم ملخصا)

شیخ اعظم علیہ الرحمہ نے ان کی شان میں متعدد منقبتیں لکھیں ہیں۔ ایک منقبت کے چند اشعار اس طرح ہیں:

اشرف سمناں کی ہے شان ولایت کا اثر
کتنی رفعت مل گئی قدموں میں آجانے کے بعد
جس نے دیکھا خواب میں سرکار اشرف کا جمال
اس کی قسمت ہوگئی بیدار سو جانے کے بعد
زور طوفان حوادث ہے کرم فرمایئے
زندگی دشوار ہے اس غم میں رہ جانے کے بعد
ہو عطا صدقہ ہمیں بھی اپنے نور العین کا
بن گئی ہے سب کی بگڑی تیرے بن جان کے بعد
ہے یہی بس آرزو در پر ترے اظہار کی
ہو کرم شامل تمہارا اس کے مرجانے کے بعد

مفسر قرآن صدر الافاضل علیہ الرحمہ

صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ اعلیٰ حضرت شیخ المشائخ ہم شبیہ غوث جیلاں سید علی حسین اشرفی قدس سرہٗ کے خلفائے کرام میں سے ایک قابل فخر خلیفہ ہیں۔ آپ نے اپنی زندگی دین اسلام کی خدمت کے لئے وقف کر رکھی تھی۔ دم آخر تک آپ دین کی خدمت اور احیائے سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں مشغول رہے۔

آپ ۲۱ رصفر المظفر ۱۳۰۰ھ/ یکم جنوری ۱۸۸۳ء بروز پیر ضلع مرادآباد، یوپی میں پیدا ہوئے۔ آپ کا سارا خاندان علم وفضل میں یکتائے روزگار تھا چنانچہ آٹھ سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کرنے کے بعد ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد مولانا محمد معین الدین علیہ الرحمہ سے حاصل کی پھر مولانا شاہ فضل احمد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلسلہ تعلیم کو آگے بڑھایا۔ آپ نے درس نظامی کی تکمیل مدرسہ امدادیہ مرادآباد سے کی پھر کم وبیش ایک سال تک فتوی نویسی فرماتے رہے۔

حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ کو مناظرہ میں ایسا کمال حاصل تھا کہ جب بھی کسی سے مناظرہ ہوا، اللہ عزوجل نے اپنے فضل وکرم سے غالب ہی فرمایا۔ کوئی عیسائی، آریہ، رافضی، خارجی یا قادیانی آپ کے مقابل

نہ ٹھہر سکتا تھا، چند ہی منٹ میں شکست کھا کر ذلت سے رخصت ہو جاتا۔

درس حدیث آپ کا محبوب مشغلہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو قوت حافظہ کی نعمت عظمیٰ سے نوازہ تھا۔ آپ بلا کے قوی الحافظہ تھے اور حدیث کا درس دیتے وقت فن اصول حدیث میں اعلیٰ طرز پر تقریر فرماتے۔

آپ نے مختلف موضوع پر بیسوں علمی مضامین تحریر فرمائے اور آپ کے یہ علمی شہ پارے آج بھی مستند مانے جاتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمہ کے بے مثال، شہرآفاق ترجمہ قرآن ''کنز الایمان'' پر آپ کی تفسیر ''خزائن العرفان'' امت لے لئے ایک بہترین نعمت ہے، جو مختصر ہونے کے ساتھ ساتھ جامع اور سہل بھی ہے۔ دیگر مشہور کتب میں اطیب البیان، الکلمۃ العلیا، سوانح کربلا اور کتاب العقائد وغیرہ شامل ہیں۔

۱۳۲۸ھ میں آپ نے مرادآباد میں ایک علمی درسگاہ ''مدرسہ انجمن اہل سنت وجماعت'' کی بنیاد رکھی، اسی عظیم الشان دینی درسگاہ کا نام ''جامعہ نعیمیہ'' رکھا گیا جہاں آج بھی سینکڑوں تشنگان علم سیراب ہورہے ہیں۔

بہر حال آپ اپنی ذات میں ایک انجمن کی حیثیت رکھتے تھے۔ ساری عمر اسی طرح دین کی خدمت کرتے رہے۔ بالآخر داعی اجل کو لبیک کہنے کا وقت آپہونچا اور آپ ۱۹/ ذی الحجہ ۱۳۶۷ھ/ ۲۳/ اکتوبر ۱۹۴۸ء کو رات ۱۲ بج کر ۲۰ منٹ پر اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ آپ کی تدفین جامعہ نعیمیہ مرادآباد کی مسجد کے بائیں گوشے میں ہوئی۔ آج بھی آپ سے اکتساب فیض کا سلسلہ جاری ہے اور انشاء اللہ تاقیامت جاری رہے گا۔ (کتاب العقائد وسوانح کربلا ملخصا)

شیخ اعظم علیہ الرحمہ اس مرد کامل کی بارگاہ میں اس طرح خراج عقیدت پیش کرتے ہیں

حضرت صدر الا فاضل نازش فیض وکرم
اہل سنت کا کیا ہے آپ نے اونچا علم
ہوگئی اہل مرادآباد کی پوری مراد
پا لیا جب پیکر اخلاص کا عالی قدم
تھے مفسر اور محدث حافظ وقاری فقیہ
ذات جن کی انجمن تھی علم میں تھے وہ اتم
تھے شہنشاہ خطابت اورمناظر لاجواب
ان کے انداز سخن پرزور باطل بھی ہے خم
کہہ رہی ہے آج بھی باغ نعیمی کی بہار
ان کی نسبت سے یقیناً دور ہے سب رنج وغم

اس طرح شیخ اعظم علیہ الرحمہ نے متعدد بزرگوں کی شان میں منقبتیں لکھیں ہیں۔ لیکن ہر ایک کا تعارف اس مختصر مضمون میں نہیں ہوسکتا؛ اس لئے صرف ان بزرگوں کے نام اور نمونے کے بعض اشعار درج کر کے ختم کرتا ہوں۔

سید شاہ عبد الرزاق نور العین علیہ الرحمہ

وہ نور العین جو نور نظر مخدوم اشرف ہیں
وہ نور العین جو لخت جگر مخدوم اشرف ہیں
وہ نور العین جن کی ذوفشانی پھیلی عالم میں
وہ نور العین جو مثل گہر مخدوم اشرف ہیں
وہ نور العین جن کا یہ گدا اظہار اشرف ہے
وہ نور العین جو حسن اثر مخدوم اشرف ہیں

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ

کرم کردو یا قطب الدین نائب خواجہ معین
الدیں گلشن چشت کے مہر منیر وصف جمال شرع متیں

گنج شکر کے مرشد وآقا صدقہ نظام وسراج وعلا کا
میرے پدر پر نظر کرم ہو ہم سب کے بیشک ہو معیں
دل کی دھڑکن تم کو پکارے دست طلب اظہار
پسارے چوکھٹ سے محروم نہ رکھنا مظہر شان نور مبیں

بابا فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمہ

بابا فرید الدین گنج شکر لیجئے اب میری خبر
قسمت سنور ہی جائے گی جب ہو تری نظر
چوکھٹ سے تیری جاری ہے فیضان معرفت
وہ خوش نصیب ہے جسے مل جائے تیرا در
اظہار حال کیسے ہو روشن ہے تم پہ سب
اشرف کا نام لیوا ہوں کردو کرم ادھر

حضرت بوعلی شاہ قلندر علیہ الرحمہ

مانگنے والوں کی ہوتی ہے مرادیں پوری
بوعلی شاہ قلندر کا یہ رتبہ دیکھا
لے کے امید کرم آیا ہوں در پر آقا
یوں فیضان عطا تیرا ہمیشہ دیکھا
گردش فکر والم نام سے مٹ جاتی ہے
سارے عالم کی زباں پر تیرا چرچا دیکھا

حضرت شاہ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ

بستان معرفت کی حقیقت علاء الحق
ہیں تاجدار راہ طریقت علاء الحق
میرے حضور اشرف سمناں کا واسطہ
در سے عطا ہو مجھ کو بھی نصرت علاء الحق
اظہار کس طرح کرے اظہار دل کا حال
سب کچھ عیاں ہے آپ پہ حضرت علاء الحق

حضرت مخدوم صابر کلیری علیہ الرحمہ:

آیا ہے در پہ آپ کے اظہار اشرفی
کر لیجئے قبول غلاموں کی حاضری
آجایئے حضور غلاموں کے خواب میں
ہو جائے بس کرم ترا مخدوم کلیری
اظہار پر خطا بھی ہے محتاج آپ کا
ہو جائے اک نگاہ کرم کی عطا تری

حضرت سید شاہ عظمت اللہ حسینی علیہ الرحمہ

آپ کے فیض کرم سے مل گئی یہ معرفت
شہ علاء الحق کی سیرت عظمت اللہ سیدی
خانۂ ویراں میں بے شک آگئی اس کے بہار
جس پہ ہو نظر عنایت عظمت اللہ سیدی
کتنے سوکھے دل ہوئے تازہ تمہارے فیض سے
ہے یہ اظہار کرامت عظمت اللہ سیدی

حضرت سید رزق اللہ قادری علیہ الرحمہ

رات ودن فیض کی بارش ہے تری چوکھٹ پر
نور ہی نور کا منظر ہے جدھر بھی دیکھو
تیرے انداز نوازش نے نوازا سب کو
آج صدقہ شہ جیلاں کا عطا ہو ہم کو
تیرا اظہار تیرے در پہ رہے کیوں پیاسا
خواجۂ قادری اب ابر کرم برسادو

حضرت سید طبل عالم بادشاہ نطہر ولی علیہ الرحمہ

طبل عالم بادشاہ نطہر ولی
شان والا آپ کی ہے حیدری
تیری چوکھٹ کا بھی ہے کیا مرتبہ
پاتے ہیں اس در سے کتنے سروری
پر خطا اظہار پر تیرا کرم
ہے یہ الطاف کرم کی اک کڑی

حضرت سید شاہ اعلیٰ
حضرت اشرفی میاں

جانشین شاہ سمناں اعلیٰ حضرت اشرفی
اشرفیوں کے نگہباں اعلیٰ حضرت اشرفی
فیض پائیں جن کے در سے عالم و مفتی فقیہ
تھے یقیناً جان عرفاں اعلیٰ حضرت اشرفی
جن کی صورت دیکھ کر سارا زمانہ کہہ اٹھا
ہم شبیہ غوث جیلاں اعلیٰ حضرت اشرفی

اس تفصیل سے یہ امر بخوبی روشن ہوجاتا ہے کہ شیخ اعظم علیہ الرحمہ والرضوان صرف مبلغ وخطیب یا خانقاہ سرکار کلاں کے سجادہ نشیں ہی نہیں تھے، بلکہ وہ ایک بڑے عالم دین اور قادر الکلام شاعر بھی تھے، ان کا مطالعہ بہت وسیع اور فکر بڑی دوررس تھی، ان کی شاعری کا مقصد نام ونمود یا دنیاداروں کوخوش کرنا نہیں تھا بلکہ ان کے پیش نظر خدائے وحدہٗ لاشریک اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا جوئی تھی۔ چنانچہ وہ خود فرماتے ہیں۔

یا نبی ہم غلاموں کو کیا چاہئے
چاہئے بس کرم آپ کا چاہئے
اہل دنیا کی تعریف میں کیوں رہوں
مجھ کو بس ذکر خیر الوری چاہئے
ہو خطا وار اظہار پر بھی کرم
دامن پاک کہ بس ہوا چاہئے

ان کے شعروسخن کا مجموعہ ''اظہار عقیدت'' اگر ایک طرف ان کے ذوق شعر گوئی کا مظہر ہے تو دوسری جانب مسلک اہل سنت کے معتقدات ومعمولات کا ترجمان بھی ہے۔ اس دیوان کا مطالعہ کرنے والے جہاں شعروسخن کی لذتوں سے شادکام ہوں گے وہیں سرکار علیہ الصلوۃ والسلام کے اختیارات وتصرفات اور اولیاء کرام کے فیوض وبرکات کے جلوے بھی دیکھیں گے۔

ہوں غلام غلامان مولیٰ علی، سلسلہ ہے غلامی کا میری یہی
آرزو ہے دلی تیرے اظہار کی، اپنے در کی غلامی عطا کیجئے
یہی در پہ اظہار کی التجا ہے بس عمر ہو خدمت دین حق میں
نوازش پہ موقوف ہے کامیابی مری، ساری مشکل کو آساں بنادو
کرم ہو پر خطا اظہار پر مرے آقا
بچالو اے مرے سرکار اس کو روز حساب

☆☆☆☆

راستے کا حق

☆ نگاہیں نیچی رکھیں۔
☆ راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹادیں۔
☆ سلام کا جواب دیں۔
☆ نیکی کا حکم دیں۔
☆ برائی سے روکیں۔
☆ بھولے ہوؤں کو راستہ بتلادیں۔
☆ مصیبت کے ماروں کی مدد کریں۔
☆ اچھے لوگوں کے ساتھ چلیں۔
☆ بُروں کے ساتھ چلنے سے بچیں۔
☆ جھک کر چلیں اکڑ کر اور مٹک کر نہ چلیں۔
☆ بیچ راستے سے نہ چلیں۔
☆ ایک کنارے سے ہوکر چلیں۔
☆ عورتیں برقعوں میں راستے کے کنارے کنارے چلیں۔
☆ راستے چلتے شور شرابا، ہنسی مذاق نہ کریں۔

اظہار عقیدت معراجِ سخن

مولانا محمد کلیم اللہ برکاتی مصباحی، استاذ دار العلوم کلیۃ القرآن گونڈا دیوریا (یوپی)

مرغان چمن میں کوئل کو انفرادی حیثیت حاصل ہے۔ جو مختلف الالحان واصوات پرندوں کی بھیڑ میں بھی اپنے وجود کا احساس دلا دیتی ہے۔ اور اپنی دلکش ومترنم آواز کا جادو جگا کر سب کی توجہ کا مرکز بن جاتی ہے۔ بالکل یہی صورت بلبل باغ مدینہ، کوئل کوئے نبی، شاعر رسول، عاشق صادق شیخ اعظم حضرت مولانا سید اظہار اشرف کچھوچھوی نور اللہ مرقدہٗ کی ہے۔ باغ عالم میں جس کی پہلی کلکاری اور نغمہ سنجی کو آپ کے جد امجد، قطب زمن حضور اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ نے مدینہ منورہ میں محسوس فرمایا اور مولانا یونس اشرفی سے یوں گویا ہوئے ''یونس! کچھوچھہ میں میرے پوتے کی ولادت ہوئی ہے'' مولانا سوچنے لگے کہ ابھی خط آیا نہ تار، حضرت کیا فرما رہے ہیں۔ حضرت نے مسکرا کر فرمایا ''فقیروں کو تار یا خط کی ضرورت نہیں ہوتی''۔ کشف باطن کا تار بُعد کو قرب میں تبدیل کر دیتا ہے۔

پھر آپ نے سرکار کے روضے پر حاضری دی اور مواجہ اقدس کے سامنے کھڑے ہو کر دعائیں کیں اور ''اظہار اشرف'' نام رکھ کر انیس بے کساں کی بارگاہ میں درخواست کی کہ میرے پوتے کے ذریعہ دین متین کی خوب خوب خدمت ہو اور ان سے ''اشرف'' (مخدوم اشرف) کے نام کا خوب اظہار ہو (۱)

یہ واقعہ ۱۳۵۵ھ کا ہے جو شیخ اعظم کے ورود مسعود کا سال ہے۔ جب حضور اعلیٰ حضرت اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ نے آقائے کریم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اپنے پوتے کے لئے خصوصی دعا کا ہاتھ اٹھایا ہوگا اس مبارک ومسعود گھڑی میں کن کن تمناؤں کا اظہار رہا ہوگا اور بارگاہ قدس سے کیا کیا انعامات ملے ہوں گے، یہ تو حضور اشرفی میاں قدس سرہ ہی جانتے ہوں گے مگر وجدان یہ کہتا ہے کہ شیخ اعظم کو جن جن چیزوں کی ضرورت پڑ سکتی تھی بارگاہ سرکار سے وہ سب ملا ہوگا کیوں کہ استاذ زمن علامہ حسن رضا بریلوی کے بقول

کیوں اپنی گلی میں وہ روادارِ صدا ہو
جو بھیک لے راہ گزر دیکھ رہا ہو (۲)

اور غالباً حضور اشرفی میاں نے بھی بارگاہ رسالت مآب میں یہی عرض کیا ہو

میں کیوں کہوں مجھ کو یہ عطا ہو وہ عطا ہو
وہ دیجئے جس سے میرے گھر بھر کا بھلا ہو (۳)

زمانے کی نگاہوں نے دیکھا کہ جد امجد نے بارگاہ قدس میں جن بیقرار تمناؤں کا اظہار کیا تھا وہ ساری دعائیں مستجاب ہوئیں اور ساری سوغات پوتے کو ملیں۔

شیخ اعظم کا اجمالی تعارف

محمد فضل الرحمٰن برکاتی لکھتے ہیں '' آپ کی ولادت ۶ محرم الحرام ۱۳۵۵ھ کو کچھوچھہ شریف میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم جامعہ اشرفیہ کچھوچھہ مقدسہ سے حاصل کی۔ اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے جامعہ اشرفیہ مبارکپور میں داخلہ لیا۔ ۱۹۵۷ء میں دستار فضیلت وسند

فراغت تفویض ہوئی۔ بعد فراغت کئی سال تک بغیر تنخواہ کے ''جامعہ نعیمیہ مرادآباد'' میں مسند تدریس پر فائز رہے۔اس کے بعد خانقاہ اشرفیہ کچھوچھہ مقدسہ کی ذمہ داریوں کو انجام دینے لگے۔ والد ماجد حضور سرکار کلاں سید مختار اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد۲ جنوری۱۹۹۷ءکو فاتحہ چہلم کے موقع پر جملہ علماء ومشائخ خانقاہ اشرفیہ کی موجودگی میں آپ کی رسم سجادگی عمل میں آئی۔ آپ ایک عظیم خانوادہ کے سجادہ نشین ہونے کے ساتھ ساتھ ایک باوقار عالم دین، کامیاب خطیب اور شاعر فطرت ہیں''(۴)

چوں کہ میرا موضوع حضور شیخ اعظم کی شاعری ہے اس لئے میری گفتگو آپ کی شاعری کے حوالے سے ہی ہوگی۔

شاعری کا ذوق

شیخ اعظم اس علمی اور روحانی خانوادے کے چشم و چراغ ہیں کہ شاعری جس گھر کی روایت میں داخل ہے بلکہ بعض اصحاب ادب وتحقیق نے اردو کے ابتدائی نقوش کا ماخذ ''دیوان مخدوم اشرف سمنانی رضی اللہ عنہ'' کو قرار دیا ہے۔

ڈاکٹر سید امین اشرف فرماتے ہیں ''شیخ کو شاعری کا مذاق ورثے میں ملا ہے یہ خصوصیت Genetic(موروثی) ہے۔ یہ شعری روایت حضور کے مورث اعلیٰ مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ النورانی سے ہوتی ہوئی شیخ اعظم تک پہونچی ہے۔ حضرت مخدوم اشرف سمنانی خود ایک صاحب دیوان شاعر تھے۔ تاریخ وسیر کی کتابوں میں اس دیوان کا حوالہ ملتا ہے۔جس کے بنیادی موضوعات اخلاق و موعظت ہیں۔شیخ اعظم کے پردادا حضرت سید علی حسین اشرفی میاں کی شاعری اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے حضرت کا دیوان ''تحائف اشرفی'' آج بھی مقبول عوام اور محبوب خواص ہے''(۵)

محاسن کلام

شیخ اعظم کا مطبوعہ شعری مجموعہ ''اظہار عقیدت'' دو حصوں پر مشتمل ہے۔ جو حمد ونعت، مناقب، گیت اور چند مشہور عربی اور فارسی نعتوں کی تضمین کا حسین گلدستہ ہے۔جس سے شیخ اعظم کی قادر الکلامی، جذبات دل کی صحیح ترجمانی کا پتہ چلتا ہے۔

احساس کو عام فہم اور سہل انداز میں پیش کرنا شیخ کی خصوصیت ہے۔لفظوں کے تعاقب میں عام تخیلات کی سیر نہیں کرتے جس سے تکلفات جنم لیں۔ بلکہ دل کی بات دل تک پہونچانے کا راستہ اختیار کرتے ہیں۔ جو مشائخ و صوفیہ کا طرۂ امتیاز رہا ہے۔ کیوں کہ شیخ نے صوفیائے کرام کی آغوشِ تربیت میں آنکھیں کھولی ہیں۔ روحانی ماحول میں پرورش پائی ہے۔اس لئے ان کا طور طریقہ،طرز بیاں آپ کے اندر پایا جانا فطری امر ہے۔اسی لئے شیخ کا کلام تکلفات اور تصنعات سے یکسر پاک ہے۔آپ کے کلام کی بنیاد صالح اقدار یعنی خالق ارض وسماء کی شکر گزاری،اس کے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت،عشق ووارفتگی اور اطاعت شعاری یا خدا اور سول تک پہونچانے والے حضرات اولیائے کرام کی منقبتوں پر ہے۔آپ نے کبھی کسی دنیوی بادشاہ اور اصحاب دول کی مدح سرائی نہیں کی بلکہ اپنی شاعری کا محور اپنے جد کریم نبی رؤف ورحیم کو بنایا اور دنیا سے کنارہ کشی اختیار کی۔ کیوں کہ آپ کو خوب معلوم ہے اہل دنیا سے نفرت کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آتا،آپ فرماتے ہیں

اہل دنیا سے نہیں ملتا ہے نفرت کے سوا
کچھ نہیں چاہئے سرکار کی قربت کے سوا

غم و آلام کا ماحول مٹانے کے لئے
راسہ کوئی نہیں ہے تیری رحمت کے سوا(۶)

عشق جادۂ منزل اور تسکین حیات

ایک بندۂ مومن کے لیے ایماں سے بڑی کوئی دولت نہیں۔ اس دولت بے بہا اور سرمایۂ گراں مایہ کے لئے وہ ہر چیز قربان کرنے کو تیار رہتا ہے اور یہ دولت ایمان جان ایمان حضور جان عالم سے عشق ومحبت اور غلامی کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی۔ قرآن عظیم کی متعدد آیات مبارکہ اور احادیث کریمہ جس پر دال ہیں جیسے ''قل ان كنتم تحبون الله الخ'' (۷) ''قل ان كان آباء كم الخ'' (۸) ''لا يؤمن احدكم حتى اكون احب اليه الخ'' اوراعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی فرماتے ہیں

جان ہے عشق مصطفیٰ روزفزوں کرے خدا
جس کو ہو درد کا مزا نازدوا اٹھائے کیوں
انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا (۹)

علامہ اقبال نے کہا

محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے(۱۰)

حضور شیخ اعظم فرماتے ہیں

مضبوطی ایمان کو لازم ہے محبت
یہ ہے تو پھر ایمان کو ہر وقت جلا ہو
زندگی کی سانس میں عشق نبی ہو جلوہ گر
جان ودل قلب وجگر سب کچھ ہو قربان رسول(۱۱)

عشق رسول باعث نجات اور فلاح دارین ہے۔ اس کے بغیر زندگی بیکار اور دل بنجر واجاڑ ہے، اسی سے شہنشاہی کے راز کھلتے ہیں، یہی مرض کا علاج اور زخموں کا مرہم ہے۔ جیسا کہ علامہ اقبال فرماتے ہیں

جب عشق سکھاتا ہے آداب خود آگاہی
کھلتے ہیں غلاموں پر اسرار شہنشاہی (۱۲)

امام احمد رضا فاضل بریلوی یوں ارشاد فرماتے ہیں

اے عشق تیرے صدقے جلنے سے چھٹے سستے
جو آگ بجھا دے گی وہ آگ لگائی ہے

حضور شیخ اعظم اس کی ترجمانی یوں فرماتے ہیں:

دل وہ دل ہے کہ جو دل تیری محبت میں رہے
سب سے اچھی وہ زباں جو تیری مدحت میں رہے
دولت عشق ومحبت سے ملی روح حیات
جو تیرا ہو گیا وہ راہ شریعت میں رہے
زندگی یوں تو گزرتی ہے گزر جائے گی
مقصد زندگی سرکار کی الفت میں رہے
عشق سرکار سے مل جاتی ہے تسکین حیات
ایسا دیوانہ ہی عرفان کی دولت میں رہے
عشق رسول بن گیا معراج زندگی
میری نظر ہے طالب دیدار یا نبی
میری زندگی کا مقصد تیرے عشق ہی میں مرنا
کسی اور سے محبت نہ ہوئی نہ ہے نہ ہوگی (۱۳)

حضرت شیخ اعظم نے عشق رسول کو معراج زندگی، تسکین حیات اور روح حیات قرار دیا ہے۔ مذکورہ بالا اشعار جس پر شاہد ہیں۔ غالب کی زمیں میں ایک نادر خیال پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

گرمی عشق ہے فروغ حیات
اس سے بڑھ کر بتا بھلا کیا ہے (۱۴)

حضرت شیخ اعظم نے محبت رسول کو قلب وروح کی غذا اور بندگی قرار دیا ہے، وصال حبیب کو حاصل زندگی اور سرمایۂ حیات سے تعبیر کیا ہے۔ اسے ساری

خوشیوں اور شادمانیوں کا مرکز بتایا ہے۔ نگاہ ناز کو باعث دلکشی چمن اور حسن چمن فرمایا ہے۔ اور اسلام کی بے تکی تعبیر وتشریح کرنے والے، یاد رسول اور خیال حبیب کو مفسد نماز اور گاؤ خر کے خیال میں ڈوبنے والے ملاؤں کی اچھی خبر لیتے ہوئے ذوالفقار حیدری کا جوہر دکھایا ہے۔ جس طرح اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی ان کا رد بلیغ فرماتے ہیں۔

ذکر خدا جو ان سے جدا چاہو نجدیو!
واللہ ذکر حق نہیں کنجی سقر کی ہے (۱۵)

شیخ اعظم فرماتے ہیں

قلب وجگر میں وہ نہ ہوں بندوں کی بندگی نہیں
ان کے بغیر زندگی اپنی یہ زندگی نہیں
لذت عشق کی خوشی پاتے ہیں خوش نصیب ہی
ان کی خوشی سے ہر خوشی ورنہ خوشی خوشی نہیں
ذکر رسول کے طفیل ملتی ہے سرفرازیاں
ان کا کرم اگر نہ ہو موت ہے زندگی نہیں
یوں تو ہجوم آرزو بھرتا رہے تلاش میں
پایا جو ان کو روبرو پھر تو کوئی کمی نہیں
بزم نشاط وکیف کی گرچہ سجی ہے انجمن
جس پہ نہ ہو نگاہ ناز سب کچھ ہے دلکشی نہیں
فکر والم کے کرب نے جب بھی پکارا آپ کو
رحمت لازوال سے اب کوئی بے کلی نہیں (۱۶)

مذکورہ اشعار جہاں صالح عقیدے کی صحیح ترجمانی کرتے ہیں وہیں زبان وبیان، حسن صوری ومعنوی، تشبیہات واستعارات کا بہترین مرقع اور ادب عالی کا عظیم سرمایہ ہیں۔ زبان کوثر وتسنیم سے دھلی معلوم ہوتی ہے۔ سلاست وروانی آبشاروں کی مانند ہے۔ عنایت وترنم سے مرصع کلام قاری کو بار بار بڑھنے کی دعوت دیتا ہے۔ لطف اشعار کے ساتھ ساتھ یہ اسلامی عقیدہ بھی پختہ ہو جاتا ہے کہ رسول خدا دافع رنج وبلا ہیں۔

رسول خدا دافع رنج وبلا ہیں

عاشق اپنی ساری پریشانی، سارے غم وآلام اور درد وتکالیف اپنے معشوق ومحبوب ہی سے کہتا ہے۔ کیوں کہ اسے معلوم ہے کہ محبوب کے چشم ابرو کا ایک اشارہ سارے غموں کا مداوا ہے۔ بقول امام احمد رضا فاضل بریلوی۔

اشارہ کر دیں اگر وہ کمان ابرو سے
ہمارا تیر دعا پھر کبھی خطا نہ کرے (۱۷)

شیخ بھی اسی اعتقاد کے ساتھ اپنے محبوب دافع بلا صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں استغاثہ کرتے ہیں:

کرم ہو یا رسول اللہ پریشانی نہیں جاتی
ہے دل آباد لیکن اس کی ویرانی نہیں جاتی
دل پریشان ہے کیا کروں کیا کروں
یا حبیب خدا ہو کرم کی نظر
تو ہے مالک میرا، تو ہے داتا میرا
چھوڑ کر تیرے در کو میں جاؤں کدھر
باغ ہستی نے پائی ہے تجھ سے پھبن اور مہکا ہے عالم کا سارا چمن
ہرا جالے نے پایا ہے صدقہ تیرا اور روشن ہے تجھ سے یہ شام وسحر

طویل بحر میں شیخ نے اتنی خوبی سے اس نعت کو نبھایا ہے کہ کہیں بھی جھول کا احساس نہیں ہوتا اور نغمگی اور ترنم کا حسن دوبالا ہو گیا ہے۔ اس سے شیخ کی قادر الکلامی اور فنی مہارت کا پتا چلتا ہے۔

ذکر سرور کونین باعث فلاح دارین

ذکر رسول اور نسبتِ سرکار کا کتنا فائدہ ہے کس قدر انوار کی بارش ہوتی ہے۔ کیا کیا سعادتیں ملتی ہیں۔ کن کن انعام واکرام سے نوازا جاتا ہے۔ شیخ سے پوچھیں تو یوں ارشاد فرمائیں گے۔

یاد طیبہ دل میں رکھ کر جس طرف جاتا ہوں میں
جلوۂ شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ پاتا ہوں میں
دنگ ہے سارا زمانہ تیری نسبت کے طفیل
جب غلام مصطفیٰ اپنے کو بتلاتا ہوں میں
قلب مردہ کو یقیناً مل گئی ہے زندگی
جب کبھی نعت شہ خیر الوریٰ گاتا ہوں میں (۱۹)

جبین شوق کی بے تابی

علامہ اقبال جلوۂ محبوب پر سجدۂ نیاز لٹانے کی تمنا کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

کبھی اے حقیقتِ منتظر نظر آ لباس مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں مری جبین نیاز میں (۲۰)

مگر یہ ہزاروں تشنۂ تمنا ہی رہے۔ امام احمد رضا فاضل بریلوی نے بھی پیش محبوب سجدوں کا نذرانہ لٹانا چاہا مگر پاس شریعت دامنگیر ہے اس وقت فرماتے ہیں:

پیش نظر وہ نَو بہار سجدے کو دل ہے بیقرار
روکئے سر کو روکئے ہاں یہی امتحان ہے (۲۱)

مگر اس سے بیتابی قلب کی تسکین نہیں ہو پاتی تھی ایک طرف جذبے کی بیقراری دوسری طرف شرعی تقاضے۔ اس کشمکش میں امام نے ایک درمیانی راہ نکالی جس سے دل کی بات بھی رہ جائے، شوق کی تکمیل بھی ہو جائے اور شریعت مطہرہ پر آنچ بھی نہ آئے۔ فرماتے ہیں

اے شوق دل یہ سجدہ گران کو روا نہیں
اچھا وہ سجدہ کیجئے کہ سر کو خبر نہ ہو (۲۲)

اور جب تن من کا ہوش جاتا رہا محبوب کے جلوؤں میں گم ہو گئے۔ ہوش و خرد نے ساتھ چھوڑ دیا تو فرمایا:

اس میں روضے کا سجدہ ہو کہ طواف
ہوش میں جو نہ ہو وہ کیا نہ کرے (۲۳)

اسی طرح حضور شیخ اعظم کی زندگی میں بھی ایک مرحلہ آیا۔ جذبات نے انگڑائی لی۔ عشق رسول نے جوش مارا۔ عجیب کش مکش کا عالم پیدا ہو گیا۔ کیا کریں مگر شیخ اعظم صرف ایک شاعر ہی نہیں تھے بلکہ عالم شریعت بھی تھے، متبحر عالم دین بھی۔ الجامعۃ الاشرفیہ جیسی عظیم درسگاہ سے کشکول علم بھرا تھا۔ حافظ ملت اور علامہ عبد الرؤف بلیاوی علیہما الرحمہ جیسی نابغۂ روزگار شخصیات کے چشمہ سیال سے سیرابی حاصل کی تھی۔ خانقاہ اشرفیہ کچھوچھہ مقدسہ جیسی عظیم روحانی بارگاہ میں اسرار طریقت اور کنوز معرفت کے جواہر پارے جمع کر کے شیخ طریقت اور شیخ اعظم کے منصب پر فائز ہوئے تھے۔ سجدۂ جبین شوق کے نازک مسئلے کو بڑی آسانی، بڑے سلیقے اور سہل انداز میں حل فرمایا۔ ہر طرف سے دامن بچاتے ہوئے آرزوئے شوق کی تکمیل فرمائی بقول قتیل شفائی

اس طرح قتیل اس سے برتاؤ رہے اپنا
وہ بھی نہ برا مانے دل کا بھی کہا رکھنا

اس تناظر میں شیخ کا کلام ملاحظہ ہو:

میری جبین شوق نے سر کو جھکایا دل کے ساتھ
یہ تو مزاج ہے عشق کا راز ہے پھر بتائے کیوں (۲۴)

کلام شیخ اعظم میں مشاہیر شعراء کا رنگ

شیخ اعظم چونکہ قدیم صالح اور جدید نافع کے زبردست حامی تھے۔ اس لئے آپ کے کلام میں اس کا نمایاں رنگ دکھائی دیتا ہے۔

مرزا غالب جنہیں اردو غزل کی آبرو کہا جاتا ہے اور امام احمد رضا بریلوی جن کی شاعری میں قدم قدم پر سادات کرام کی مدح سرائی ملتی ہے جو آپ کے خاندان کے واصف و مداح ہیں۔ اردو نعت گوئی میں جنہیں امام کا درجہ حاصل ہے۔ شیخ اعظم کا کلام ان دونوں عظیم ہستیوں کے افکار اور رنگ و آہنگ سے کیوں کر خالی رہ

سکتا ہے ''اظہار عقیدت'' کے قاری پر مذکورہ باتیں پوشیدہ نہ ہوں گی۔ جگہ جگہ اس کے جلوے نظر آئیں گے بطور نمونہ چند اشعار پیش کئے جاتے ہیں۔

غالب نے اپنی غزل کے لئے ایک مترنم بحر اور خوبصورت زمین کا انتخاب کیا اور اس پر ایک غزل کہی جو کافی مشہور ہوئی جس کا مطلع ہے

دل ہی تو ہے نہ خشت وسنگ درد سے بھر نہ آئے کیوں
روئیں گے ہم ہزار بار کوئی ہمیں رلائے کیوں (۲۵)

امام احمد رضا نے اسی زمین کو نعت رسول کے لئے منتخب فرمایا اور اس طرز پر ایک بہت ہی عمدہ نعت پاک کہی جسے قبولیت خاص وعام حاصل ہے۔

پھر کے گلی گلی تباہ ٹھوکریں سب کی کھائے کیوں
دل کو جو عقل دے خدا تیری گلی سے جائے کیوں (۲۶)

امام احمد رضا بریلوی نے صرف غالب کا طرز ہی نہیں اپنایا بلکہ اس کا ایک مکمل مصرعہ اپنی نعت میں استعمال فرمایا مگر صرف ایک حرف کی تبدیلی سے اس مصرع کو آسمان کی بلندی عطا فرما دی۔

غالب کی غزل کا مصرع تھا

دل کو جو عقل دے خدا تیری گلی میں جائے کیوں

چوں کہ غالب کے نزدیک ساری مصیبتوں کی جڑ کوچۂ محبوب میں جانا تھا اس لئے ''میں'' کا لفظ استعمال کیا مگر رضا بریلوی کے نزدیک سارے دکھوں کا علاج اور درد کا مرہم سرکار کی گلی میں ہے۔ اس لئے آپ نے اس کی جدائی اور فراق کو مصائب وآلام کا سبب بتایا اور مصرعۂ غالب میں ہلکی تبدیلی ''سے'' کے ذریعہ شعر میں جان ڈال دی اور فرمایا

دل کو جو عقل دے خدا تیری گلی سے جائے کیوں

قصہ مختصر چوں کہ حضور شیخ اعظم کی غالب سناش نگاہ اور کلام رضا کی نزاکتوں سے واقف ذہن اس زمین میں طبع آزمائی کرنے پر کیوں نہ ابھارتا۔ آپ اظہار عقیدت کے پھول بارگاہ رسول میں نچھاور کرتے ہوئے یوں گویا ہیں۔

تجھ پر فدا ہے دل میرا، اوروں سے دل لگائے کیوں؟
بگڑی تو تم سے ہے بنی در پہ کسی کے جائے کیوں؟
عشق نبی نے دے دیا قلب وجگر کو آگہی
آقا جسے نواز دیں فکر والم کو لائے کیوں
درد والم کے مبتلا، پاتے ہیں بالیقیں شفا
ان کے سوا جہان میں زخم جگر دکھائے کیوں
ان کے کرم کے فیصلے، جن سے بڑھے ہیں حوصلے
نام سے ہر بلا ٹلے، فکر میں اب نہائے کیوں (۲۷)

کلام شیخ اعظم میں تصوف کی جل ترنگ

غالب کی عملی زندگی سے واقف حضرات کے کلام میں تصوف کا رنگ دیکھ کر حیرت زدہ رہ جاتے ہیں خود غالب بھی حیران ہیں اور کہتے ہیں

یہ مسائل تصوف یہ تیرا کلام غالب
تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا (۲۸)

جس طرح مرزا کے کلام میں تصوف کے مباحث ومسائل آنے کی وجہ سے حیرانی ہے اسی طرح اگر شیخ اعظم کے کلام میں یہ مسائل نہ آئیں تو حیرانی ہوگی کیوں کہ جس نے روحانی ماحول میں آنکھیں کھولیں۔ تعلیم وتربیت پائی، اسی ماحول میں پروان چڑھے اور زندگی کے آخری لمحات تک اسی مشن کو فروغ دیا ہو۔ کلام شیخ اعظم میں بکھرے ہوئے افکار کو سمیٹنے سے پتہ چلتا ہے کہ کلام شیخ اعظم مسائل تصوف سے بھرا پڑا ہے جن میں سے چند پیش خدمت ہیں۔

خلوص

بغیر خلوص وللّٰہیت کے اعمال کا کوئی فائدہ مرتب نہیں ہوگا۔ بندے کے سارے اعمال اللہ ورسول کی رضا کے لئے ہونا چاہئے اگر اس میں دیکھاوا اور سمعہ ہو تو اسے ریا کہا جاتا ہے اور ریا کو صوفیہ نے شرک خفی فرمایا ہے۔ حضور شیخ اعظم بحیثیت صوفی اور مرشد فرماتے ہیں۔

عشق میں ہو اگر طلب شامل
کیسے سمجھے گا کہ وفا کیا ہے (۲۹)

راضی به رضا

مومن کو جد وجہد کرتے ہوئے تقدیر الٰہی پر راضی رہنا چاہئے اور وہ جس حال میں بھی رکھے اس کا شکر یہ ادا کرنا چاہئے صوفیہ نے اسے رضا سے تعبیر کیا ہے۔ حضور شیخ اعظم بھی یہی درس دیتے ہیں۔

اپنے ہر حال ہی میں خوش رہنا
یہ نہ ہو گر تو پھر رضا کیا ہے
سجنا کی محبت میں رہ کر تن من کو لٹانا پڑتا ہے
جو روپ سجن کو بھا جائے وہ روپ بنانا پڑتا ہے (۳۰)

عشق

گرمیِ عشق کے بغیر سالک منزل سلوک طے ہی نہیں کر سکتا۔ زندگی کی ساری تب وتاب اسی کی بدولت ہے۔ یہ جب جلوہ گر ہوتا ہے تو عاشق بڑی سی بڑی قربانی دینے کو تیار ہو جاتا ہے۔ فرہاد کو کوہ کنی پر آمادہ کر کے نہر پیدا کرنے کا حوصلہ دیتا ہے۔ مجنوں کو صحراء نوردی کا شوق عطا کرتا ہے۔ بلال وخبیب کو ظلم وستم سہنے کی ہمت بخشتا ہے۔ اسرار بادشاہی سکھاتا ہے ناز جہنم سے سستے میں چھڑا لیتا ہے اس لئے شیخ نے اس پر کافی زور دیا ہے اور بے شمار اشعار میں اس مضمون کو ادا کیا ہے۔

گلشن عشق میرے حسن کا سامان بنا
جس نے سمجھا ہے تجھے پھر وہی سلطان بنا
گرمی عشق بتا ں سنتے ہو معلوم نہیں
یہ وہ سامان ہے کہ جو رہبر انسان بنا
عشق نبی سے جس نے سجایا ہے قلب کو
دریائے معرفت کے وہ عرفان ہو گئے
عشق میں بن جاتے ہیں ہر خار بھی حسن چمن
ہو نہیں سکتا کہ لائے گلستاں کی آرزو (۳۱)

تصور شیخ

مرید صادق جب پیر کامل کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر بیعت ہوتا ہے تو شیخ اسے اوراد ووظائف کے ساتھ تصور شیخ کی تعلیم دیتے ہیں۔ مرید تصور شیخ کرتے کرتے فنا فی الشیخ ہو جاتا ہے اور ہمہ وقت اس کے خیالوں میں گم رہتا ہے۔ پھر فنا فی الشیخ کے بعد فنا فی الرسول کی منزل آتی ہے اور فنا فی الرسول کے بعد فنا فی اللہ ہوتا ہے۔ حضور شیخ اعظم نے تصور شیخ کی کیفیت کو اس انداز میں بیان فرمایا ہے۔

جب ان کا تصور کرتا ہوں میں ہٹتا ہوں وہ آتے ہیں
اس راز کو کیسے بتلا دوں صرف ان کو نبھانا پڑتا ہے (۳۲)

خود سپردگی

غالباً حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے ''کن فی ید الخالق کالمیة فی ید الغسال'' اپنے خالق کے دست کرم میں ایسے ہو جاؤ جس طرح مردہ غسل دینے والے کے ہاتھ میں ہوتا ہے یعنی اپنے آپ کو محبوب کی رضا پر قربان کر دو۔ شیخ اعظم بھی اس نکتے کو یوں بیان کرتے ہیں۔

جب دل کو نذر کر دیا پھر سوچتے ہو کیا
اے جان جاں تمہاری رضا چاہئے فقط (۳۳)

اس کے علاوہ حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کی مایہ ناز کتاب ''مثنوی شریف'' تصوف

میں شاہکار کا درجہ رکھتی ہے۔اس کا منظوم ترجمہ شیخ اعظم نے کیا ہے اگر شیخ کی اور کوئی کتاب نہ ہوتی تو بھی ترجمہ مثنوی معنوی آپ کی صوفیانہ عظمت سمجھنے کے لئے کافی ہوتا۔کیوں کہ تصوف کو عملی زندگی میں اتارے بغیر مثنوی کا صحیح ترجمہ ہو ہی نہیں سکتا۔راقم نے ایک ترجمہ کسی سجاد حسین نامی شخص کا بھی دیکھا ہے جس سے صاف لگتا ہے کہ یہ ''توضیح القول بما لا یرضیٰ به القائل '' کے قبیل سے ہے اور مترجم صوفی ازم سے متفق نہیں بلکہ باغیانہ ذہن رکھتے ہیں۔

حاصل گفتگو یہ ہے کہ کلام شیخ اعظم جملہ محاسن کے ساتھ ساتھ تصوف کے اہم مسائل کا دلکش مجموعہ ہے جو اصحاب فکر وتحقیق وارباب نظر وتنقید صاحبان قرطاس وقلم اور وابستگان ادب سے اپنی عظمتوں اور خوبیوں کا خراج وصول کرتا رہے گا اور ہمیشہ قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔

علماء امت ودانشوران ملت کا اظہار عقیدت پر اظہار خیال

اخیر میں اظہار خیال کے ذریعہ سلسلہ کلام ختم کرنا چاہتا ہوں۔ذیل میں شیخ اعظم کی شاعری کے متعلق ارباب علم وفن اور صاحبان نقد ونظر نے جو گرانقدر تأثرات پیش کیے ہیں ان کے کچھ نمونے نذر قارئین ہیں تا کہ اظہار خیال کی روشنی میں اظہار عقیدت کی صحیح قدر وقیمت متعین کی جائے

ڈاکٹر سید امین اشرف صاحب
مسلم یونیور سیٹی علی گڑھ

موضوعی اعتبار سے شہنشاہ کون ومکان، قاسم دو جہاں، خاتم مرسلاں، سید الانبیاء، احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی حیات مبارکہ کا کوئی ایسا گوشہ نہیں جس پر شیخ اعظم نے عقیدت کے پھول نہ برسائے ہوں۔آپ کے بیشتر اشعار نعتیہ شاعری کا دلکش نمونہ ہیں۔موزوں الفاظ، نادر ترکیب، صوتی زیر وبم اور مصرعوں کی خوش آہنگی کا یہ عالم کہ کائنات کی ہر شی زیر قدم مصطفیٰ نازاں ہے اور نعت کی پوری فضا محبت نبی میں جھوم رہی ہے(۳۴)

علامہ اسحاق رضوی مصباحی شیخ الحدیث جمال مصطفیٰ رام پور

نعت اگر چہ اپنی بندش اور حقیقت کے اعتبار سے نظم کی سی سچائی اور عظمت مطالب کی طالب ہے۔غزل کی رعنائی، وفور شوق اور خلوص جذبات چاہتی ہے۔اس میں اگر الفاظ کا شکوہ، تخیل کی بلندی، بندش کی نغمگی اور عروض کی سلامتی پیدا ہو جائے تو فنی اعتبار سے اعلیٰ نمونہ قرار پائے گی۔اس لئے فارسی میں جامی اور سعدی کی نعتیں اور اردو میں امام احمد رضا فاضل بریلوی اور حسن بریلوی کی نعتیں عمدہ فن کے شہ پارے ہیں اور اردو میں ان کے بعد ایسی اعلیٰ مذاق کی نعت گوئی ہمارے ممدوح حضرت اظہار اشرفی جیلانی کے فن میں نظر آرہی ہے۔آپ کے اشعار میں الفاظ کا شکوہ، تخیل کی بلندی، تشبیہات واستعارات کی خوش رنگیاں، موزونیت وسلاست مقصد کی پاکیزگی اور حسن معنوی سب کچھ وافر مقدار میں ہے(۳۵)

مفتی معین الدین اشرفی مصباحی دار العلوم بہار شاہ فیض آباد

شیخ اعظم طبعًا شاعر واقع ہوئے ہیں اور کیوں نہ ہو کہ مذاق شاعری آپ کی خاندانی وراثت ہے۔آپ کی شاعری سادگی، حقیقت حال کی ترجمانی، کیفیات قلبی کی عکاسی اور عشق کی واردات پر مبنی ہے۔تکلف وتصنع سے دور، الفاظ کی بندش، ترکیب کے پیچ وخم اور تعقیدات سے پاک، تشبیہات غریبہ اور نادر استعارات سے منزہ ہوتی

ہے۔آپ نے اردو، فارسی، ہندی، عربی کے ساتھ اودھی زبان میں بھی طبع آزمائی کی ہے۔اظہار عقیدت، مجموعہ شعر وسخن کے ساتھ آپ کی قلبی واردات وکیفیات کا منظوم گلدستہ ہے۔جو آپکی سادہ لوحی، سادگی، ہمدردی، غمگساری اور غم خواری جیسے اوصاف کا ترجمان اور جذبات صادقہ کا آئینہ دارہے(۳۶)

ڈاکٹر فضل الرحمٰن شرؔر مصباحی مبارک پوری، طبیہ کالج دھلی

آج پچاس برس کے بعد جب عزیز گرامی مولانا محمد احمد نعیمی نے اظہار عقیدت دوم پر اظہار خیال کے لئے اپنی خواہش کا اظہار کیا تو یہ جان کر کہ یہ کلام بلاغت نظام میرے استاذ کریم حضرت شیخ اعظم کا ہے۔میں ماضی کی یادوں میں کھو گیا اور آپ کے علمی مشاغل سے تفریحی مشاغل تک کا نقشہ میری نظروں کے سامنے آ گیا۔لیکن ان مشاغل میں مشغلہ شعر وسخن میرے لئے نہ دیدہ تھا نہ شنیدہ۔اس لئے زیر نظر مجموعہ کلام کو دیکھ کر میری حیرت کی انتہاء نہ رہی جب کلام کی خوبیوں پر نظر گئی تو میری مسرت کی انتہاء نہ رہی۔استاذ گرامی شیخ اعظم کے کلام کو سرسری طور پر پڑھنے سے بھی یہ تأثر ضرور قائم ہوتا ہے کہ جو کچھ کہا گیا ہے یہ حکایت دل ہے۔واردات قلبی کا من وعن بیان ہے اور لاریب دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے(۳۷)

پرو فیسر غلام یحیٰ انجم مصباحی، صدر شعبہ علوم اسلامیہ جامعہ همدرد، دهلی

قابل مبارک باد ہیں وہ شعراء جنہیں نعت گوئی کی سعادت ملی۔انہیں سعادت مند افراد میں سے اظہار عقیدت کے شاعر شیخ اعظم حضرت مولانا سید اظہار اشرف اشرفی کچھوچھوی بھی ہیں۔جنھوں نے ہزاروں اشعار میں والہانہ جذبہ کے ساتھ ختمی مرتبت سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تئیں اپنے پاکیزہ جذبات، مقدس خیالات اور مومنانہ افکار ونظریات کا اظہار کیا ہے۔

پیش نظر دیوان کے اس حصے کے جن اشعار پر راقم کی نظر پڑی اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مولانا کا شاعری ذوق بلند ضرور ہے۔گر بیعت وارشاد کی شبانہ روز مشغولیات کے باعث جو توقعات ان سے وابستہ تھیں اس میں کمی کا احساس ہوتا ہے۔تاہم جو سلالت وشگفتگی زبان وبیان میں ہے اس کی بنیاد پر وہ مکمل شاعر کہلائے جانے کے بجا طور پر مستحق ہیں۔اس وقت میرے سامنے ان کا مجموعہ کلام ہے جس کے باعث مجھے ان کی باکمال شخصیت اور دانش مندانہ حیثیت کو سمجھنے کا موقع ملا۔میرے خیال سے یہ ایک ایسا تعارف ہے جب تک ان کے درخشندہ افکار، تابندہ اشعار کی صورت میں اس سرزمیں پر جلوہ بار رہیں گے ان کی یاد آتی رہے گی۔(۳۸)

یہ تھے علماء ومحققین اور دانشوران قوم وملت کے تأثرات اور اظہار خیالات جن سے شیخ اعظم کی شاعری کی قدر وقیمت کا صحیح اندازہ لگانا تقریباً آسان ہو گیا۔اب بھی جس کو شک ہو وہ اظہار عقیدت اول ودوم کا سنجیدگی سے مطالعہ کرے انشاء المولیٰ وہ نہ صرف میرے خیال کی توثیق کرے گا بلکہ شیخ اعظم کا معتقد ومداح ہو جائے گا۔مولیٰ تعالیٰ اس سوغات محبت کو ہم سب کے لئے ذریعہ نجات اور سامان مغفرت بنائے۔آمین۔

مصادر ومآخذ

(۱) مولانا رضاء الحق اشرفی راج محلی۔’’اظہار عقیدت حصہ اول ص ا‘‘ شیخ اعظم کا مختصر تعارف‘‘

(۲) استاذ زمن مولانا حسن رضا خاں بریلوی۔ ذوق نعت
(۳) استاذ زمن مولانا حسن رضا خاں بریلوی۔ ذوق نعت
(۴) محمد فضل الرحمن برکاتی صاحب زادہ محقق مسائل جدیدہ مفتی نظام الدین صاحب قبلہ ماہنامہ اشرفیہ مبارک پور فروری ۲۰۱۱
(۵) ڈاکٹر سید امین اشرف سابق انگلش ریڈر مسلم یونیورسیٹی۔ علی گڑھ۔ اظہار عقیدت ص:ا
(۶) شیخ اعظم سید اظہار اشرف صاحب ''اظہار عقیدت''
(۷) سورہ آل عمران پارہ ۳
(۸) سورہ توبہ پارہ ۱۰
(۹) امام احمد رضا محدث بریلوی ''حدائق بخشش''
(۱۰) علامہ اقبال ''کلیات اقبال''
(۱۱) شیخ اعظم سید اظہار اشرف قدس سرہٗ ''اظہار عقیدت''
(۱۲) میر محمد اقبال ''کلیات اقبال''
(۱۳) شیخ اعظم سید اظہار اشرف قدس سرہٗ ''اظہار عقیدت''
(۱۴) شیخ اعظم سید اظہار اشرف قدس سرہٗ ''اظہار عقیدت''
(۱۵) امام احمد رضا فاضل بریلوی ''حدائق بخشش''
(۱۶) حضور شیخ اعظم قدس سرہٗ ''اظہار عقیدت''
(۱۷) امام احمد رضا فاضل بریلوی ''حدائق بخشش''
(۱۸) حضور شیخ اعظم ''اظہار عقیدت''
(۱۹) حضور شیخ اعظم ''اظہار عقیدت''
(۲۰) علامہ اقبال ''کلیات اقبال''
(۲۱) امام احمد رضا فاضل بریلوی ''حدائق بخشش''
(۲۲) امام احمد رضا فاضل بریلوی ''حدائق بخشش''
(۲۳) امام احمد رضا فاضل بریلوی ''حدائق بخشش''
(۲۴) شیخ اعظم ''اظہار عقیدت''
(۲۵) مرزا غالب ''کلیات غالب''
(۲۶) امام احمد رضا فاضل بریلوی ''حدائق بخشش''
(۲۷) شیخ اعظم ''اظہار عقیدت''
(۲۸) مرزا غالب ''کلیات غالب''
(۲۹) شیخ اعظم ''اظہار عقیدت''
(۳۰) شیخ اعظم ''اظہار عقیدت''
(۳۱) شیخ اعظم ''اظہار عقیدت''
(۳۲) شیخ اعظم ''اظہار عقیدت''
(۳۳) شیخ اعظم ''اظہار عقیدت''
(۳۴) سید امین اشرف صاحب۔ مقدمہ ''اظہار عقیدت''
(۳۵) مفتی اسحاق رضوی رام پوری ''معارف شیخ اعظم''
(۳۶) مفتی معین الدین اشرفی مصباحی ''معارف شیخ اعظم''
(۳۷) ڈاکٹر فضل الرحمن شرر مصباحی ''اظہار عقیدت دوم''
(۳۸) پروفیسر غلام یحیٰ انجم مصباحی ''مقدمہ اظہار عقیدت دوم''

☆☆☆☆

کلامِ بیدم

کیا پوچھتے ہو گرمیِ بازارِ مصطفیٰ
خود بِک رہے ہیں آ کے خریدارِ مصطفیٰ

دل ہے مرا خزینۂ اسرارِ مصطفیٰ
آنکھیں ہیں دونوں روزنِ دیوارِ مصطفیٰ

تفسیرِ مصحفِ رخِ پُر نور والضحیٰ
واللیل شرح گیسوئے خندارِ مصطفیٰ

پھیلا ہوا ہے چاروں طرف دامنِ نگاہ
اور لُٹ رہی دولتِ دیدارِ مصطفیٰ

نعلینِ پا سے عرشِ معلیٰ کو ہے شرف
روح الامیں ہیں غاشیہ بردارِ مصطفیٰ

بیدم نہ آؤں جا کے دیارِ رسول سے
تربت ہو زیرِ سایۂ دیوارِ مصطفیٰ

اظہار عقیدت

مولانا نصیر احمد نصیر سراجی ضیائی قادری، کوثر اکیڈمی کچی باغ بنارس

نعت ہر عاشق رسول کے سازِ عقیدت کی ایمانی آواز ہے۔ یہ آواز عاشق صادق کے باطنی وجود کے اندر ضمیر کا زمزمہ بن کر، تحت الشعور کی ایمانی لہر بن کر، روح کی تڑپ بن کر، جگر کا سوز بن کر، فکر کا گداز بن کر، خیالات کا نورانی تموج بن کر اور دل کی دھڑکن بن کر مسلسل، متواتر اور پیہم گشت کرتی رہتی ہے۔ جذباتِ محبت کا پیمانہ لبریز ہو کر جب چھلک پڑتا ہے تو کوئی آواز عشق لبوں سے ایک مبہم سی آہ بن کر نکلتی ہے اور چشمانِ بیتاب سے اشک کے قطرات بہنے لگتے ہیں اور فضائے محبت میں پر کیف ارتعاش پیدا ہو جاتی ہے۔ خالق لوح وقلم نے جس خوش نصیب عاشقوں کو خامہ وقرطاس کے ذریعہ عشق کی کیفیت، مستی و بے خودی کے اظہار میں کے لئے منتخب فرمایا ہے وہ بفضل ایزدی اپنے جہان اندروں میں پیدا ہونے والے عشق رسول کے جذبات و کیفیات کو نعتیہ کلام کی شکل میں ظاہر کرتے ہیں اور عقیدت کے لعل وجواہر کو لفظوں کے نقرئی طشت میں سجا کر بارگاہ خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام میں باادب پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ خیر القرون سے عصر رواں تک اس عمل خیر وسعادت کا تسلسل جاری ہے۔ یقین کامل ہے کہ نعت رسول کے عطر بیز گل وریحاں صبح قیامت تک مشام قلب وجان کو معطر کرتے رہیں گے۔

اس جہان خاکی میں ارض ہند وہ مبارک کرۂ زمین ہے جس نے سب سے پہلے کئی نبی کے قدموں کے بوسے لئے جس کی فضاؤں میں سب سے پہلے توحید کی صدا گونجی جس کے کانوں نے سب سے پہلے اذان کے مقدس کلمات سنے۔ جس کی آنکھوں نے سب سے پہلے نماز کی والہانہ کیفیات کا مشاہدہ کیا۔ جہاں وحی ربانی کا سب سے پہلے نزول ہوا اور ہجر وفراق کے کرب میں نکلنے والے اشکوں کے قطرات سب سے پہلے اس کے دامن پر ٹپکے۔ یہ مبارک سرزمین متعدد انبیائے کرام کی توجہات کا مرکز بنی۔ اس کی فرحت بخش ہواؤں کی خنکی کو اس پیغمبرِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے طیبہ مقدسہ سے محسوس فرمایا۔ سلطان کربلا امام عالی مقام امام حسین علیہ السلام نے اسے اپنی جائے سکونت بنانے کی خواہش ظاہر فرمائی اور حضرت محمد مصطفیٰ لہ التحیۃ والثناء نے اسے گہوارۂ توحید وعرفان بنانے کے لئے خواجہ معین الدین سنجری رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب ووارث بنا کر مبعوث فرمایا۔ اس سرزمین کی تاریخیت، قدامت، زرخیزی، انجذاب، قدرتی دلکشی اور حق پسندی وحق نوازی کی بنا پر داعیان حق کے قافلے اس کی جانب مسلسل متوجہ ہوتے رہے۔ تبلیغ اسلام کے شوق فراواں میں سادات کرام بکثرت اپنے وطن ومولد کو خیر آباد کہہ کے عازم ارض ہند ہوئے اور اسے اپنے قدوم میمنت لزوم سے مشرف فرما کر اسی کو اپنا مستقل مستقر ومسکن اور دعوت وتبلیغ کا مرکز بنالیا۔ ان تارکین وطن سادات کرام میں تارک السلطنت، غوث العالم، محبوب ربانی حضرت سیدنا ومولانا سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا کا اسم گرامی بہت ممتاز

اور نمایاں ہے۔حق کی روحانی آواز پر آپ نے تاج وتخت سلطانی پر نگاہ الوداع ڈالی اور الہام غیبی کے ایماء پر ہندوستان کے ایک گمنام خطہ کچھوچھہ کو دعوت وارشاد کو مرکز بنایا۔عشق الٰہی اور محبت مصطفیٰ کی بنیاد پر آپ نے اس علاقے میں رشد وہدایت کا وہ قصر مرمریں تعمیر فرمایا جس کی عظمت وشوکت کے سامنے تاج محل ناصیہ فرسائی کرتا نظر آتا ہے۔آپ نے لوگوں کو توحید کا درس دیا۔گمراہوں کو صراط مستقیم پر گامزن فرمایا۔منکرین حق کو باطل کے تنگ و تاریک ماحول سے نکال کر حق کی وسیع فضاء کا مشاہدہ کرایا اور اپنی پیہم جد وجہد سے کفرستان کو ایمان کا بہارستان بنا دیا۔ناقوس وجرس اور بھجن کرتن کی مشرکانہ لے پر تھرکنے، جھومنے اور سر دھونے والوں کو کلمہ واذان اور درود وسلام کے روحانی نغمات سے آشنا کیا۔حمد ونعت اور رموز احسان و معرفت سے معمور نغمات سنایا جس کے سبب روحیں جھوم اٹھیں، جذبات محبت میں ہیجانی کیفیت پیدا ہونے لگی، صالح طبیعتوں پر والہانہ کیف طاری ہو گیا، ذہنوں پر محویت چھا گئی اور نسبت اویسیہ نے نگاہوں کے سامنے سے حجابات ہٹا دئے، اب قرب ہے، معیت ہے، صحبت ہے، حضوری ہے، وصل ہے، شہود ہے، راز ونیاز ہے، مناجات وہم کلامی ہے، کیف وصال ہے، لذت جوار ہے اور ''وہ دیکھتے ہیں مجھے، ان کو دیکھتا ہوں میں'' کہ احوال ہیں۔ان ایمانی کیفیات کے نشو ونما میں خانوادۂ اشرفیہ کے عالی نظر اور روشن دماغ داعیوں کی اثر انگیز سیرت صالحہ، ان کے صفات محمودہ، ان کی ذات فیض رساں، ان کے پر کیف مواعظ وخطبات، ان کے مکاشفات وکرامات اور روحانی تصرفات کے ساتھ ساتھ ان کے عاشقانہ کلام نے بھی اہم کردار ادا کیا ہے۔ان بزرگوں کی عارفانہ غزلیں اور نعتیہ اشعار دلوں کو مائل بہ حرم کر دیا کرتے تھے۔کثافت نفس کو دور کر کے قلوب واذہان کو منور کرنے کے لئے خانوادۂ اشرفیہ کے متعدد بزرگوں نے تزکیۂ نفوس، تصفیۂ قلوب، تجلیۂ ارواح اور تنویر باطن کے لئے شعر وسخن کو بھی وسیلہ بنایا۔عصر حاضر میں بھی خانوادۂ اشرفیہ کے متعدد سادات عارفانہ شاعری کے افق پر ستاروں کی طرح جگمگا رہے ہیں۔

شیخ طریقت حضرت مولانا سید اظہار اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمۃ والرضوان اسی خانوادۂ عالی نسب واعلیٰ حسب کے ایک نمایاں فرد تھے۔آپ اپنے والد ماجد نمونۂ اسلاف ولی زمن حضرت مولانا سید مختار اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمۃ والرضوان کے ارتحال کے بعد ان کے سجادۂ طریقت کے امین بنے۔دعوت حق اور بیعت وارشاد کا سلسلہ شروع ہوا تو ایشیاء سے یورپ تک اور افریقہ سے امریکہ تک کی زمین آپ کے سعی و عمل کی جولان گاہ بنی۔بے شمار طالبان حق نے آپ کے دست حق پرست پر بیعت کی اور لاتعداد گم کردہ راہ آپ کے ذریعہ سے سالک جادۂ حقیقت ومعرفت بن گئے۔آپ کی ترغیب وتحریص سے ہندوستان وپاکستان اور دیگر ممالک میں کئی دینی درسگاہوں کی بنیاد ڈالی گئی اور متعدد دعوتی مراکز قائم ہوئے جو آپ کے لئے صدقۂ جاریہ ہیں۔مسلسل ملکی وغیر ملکی اسفار کی وجہ سے آپ کو وہ فارغ الوقتی، یک سوئی اور خلوت گزینی میسر نہ ہو سکی جو شعر وسخن میں جلا پیدا کرنے کے لئے ناگزیر ہے، لیکن اس کے باوجود داعیۂ عشق بار بار آپ کی تاب سخن سنجی کو مہمیز کرتا رہا اور اس قدر مصروفیت کے باوجود آپ موقع بہ موقع اپنے ذوق شعر گوئی کی تسکین کا سامان فراہم کرتے رہے۔نتیجتاً حمد الٰہی، نعت مصطفیٰ اور منقبت خاصان حق کے موضوعات پر مشتمل ایک ضخیم شعری مجموعہ ''اظہار عقیدت'' کے خوب صورت نام سے منصۂ

شہود پر ظاہر ہو گیا۔ کتاب ''اظہار عقیدت'' درحقیقت اسم با مسمیٰ ہے۔ اس کے ہر ہر شعر میں عقیدت کا اظہار ہے، جذبات عشق کی فراوانی ہے اور صدائے محبت کی باز گشت ہے۔ اس مجموعۂ کلام کا بالاستعاب مطالعہ کرنے سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ شاعر موصوف جب نعت گوئی کے لئے قلم اٹھاتے ہیں تو فاصلے سمٹنے لگتے ہیں۔ قلب وروح، ذہن ودماغ اور فکر واحساس طیبہ رسول میں دستہ بستہ حاضر ہو جاتے ہیں اور گنبد خضریٰ کے جلووں میں اس قدر گم ہو جاتے ہیں کہ تو، تم، آپ، وہ، میں، ہم کے تعینات ختم ہو جاتے ہیں اور دامن عشق کی گرفتگی میں اتنی شدید ہوتی ہے کہ لاشعوری طور پر کبھی کبھی اشہب فن کی زمام چھوٹنے لگتی ہے اور رسوم وقیود کی حد بندیوں سے بھی رستگاری حاصل ہو جاتی ہے۔ اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اظہار عقیدت کا ایک مترنم آبشار ہے جو بہتا ہے، بہتا ہی جا رہا ہے اور اپنے شیریں نغمات سے فضائے دل کو وجد وحال کی کیفیت سے سرشار کر رہا ہے۔

غوث العالم حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمۃ والرضوان کے زریں سلسلے کی ایک سنہری کڑی اور اپنے اسلاف کرام کے صحیح جانشین اور وارث ہونے کی وجہ سے آپ کی ذات مرجع عوام و خواص تھی۔ دست بوسی کرنے والوں کا تانتا لگا رہتا تھا۔ بڑے بڑے امراء ورؤسا نیاز مندانہ حاضری دیتے تھے۔ دنیوی جاہ وحشم اور عیش وعشرت نے اپنے خزانے در دولت پر نچھاور کر رکھے تھے اس کے باوجود آپ کو ناز تھا تو صرف سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے آستانۂ عالیہ کی غلامی پر کہ عاشق کی نگاہ محبت میں یہ منصب گدائی تاج وتخت سلطانی سے بہتر ہے اور یہ طوق غلامی ہر زندانِ فکر وغم سے رہائی کا ذریعہ ہے۔ اس حقیقت کا بر ملا اعتراف کرتے ہوئے شیخ اعظم فرماتے ہیں۔

غلامی شہ بطحا پہ ناز کرتا ہوں
اسی وسیلہ سے اپنی مراد پاتا ہوں
ہوں غلام شہ والا کے غلاموں کا غلام
اسی نسبت پہ تو اظہار ہوا ہے نازاں
شاہی سے بھی بہتر ہے تیرے در کی غلامی
دیتے ہیں ملائک جہاں ہر لمحہ سلامی
اس کو کیا ہو خوف حوادث طوق غلامی جس کو ملا ہو
اس بندھن کے صدقے جاؤں کیف کے اب لمحات نہ پوچھو

حضرت شیخ اعظم عشق رسول کی صہبائے مُصَفّٰی سے اس قدر سرشار ہیں کہ اسے ایمانی سرور ونشاط کا صرف ذریعہ نہیں سمجھتے ہیں بلکہ اس کو مستقل مقصد حیات تصور کرتے ہیں اور فخریہ یہ اعلان کرتے ہیں کہ

مری زندگی کا مقصد تیرے عشق ہی میں مرنا
کسی اور سے محبت نہ ہوئی، نہ ہے، نہ ہوگی

عشق صادق عاشق کی ساری توجہات کو ماسوا سے ہٹا کر محبوب کے عتبۂ عالیہ لا کھڑا کرتا ہے۔ ڈاکٹر اقبال کے الفاظ میں ''لذت آشنائی دوعالم سے بیگانہ کر دیتی ہے'' شیخ اعظم فرماتے ہیں

غرض ہے کیا جو رکھوں الفتیں زمانے کی
بس ان کی یاد کو دل میں بسائے رکھتا ہوں
جو ہیں اور غم میں غلطاں بڑے ناسمجھ ہیں وہ بھی
اگر ان کے غم میں رہتے تو کچھ اور بات ہوتی

نگاہ ایمان میں عشق رسول ہی اصل الوصول ہے۔ یہی مرد مومن کا گنج گراں مایہ ہے، یہی ہر قفل خیر و سعادت کی شہ کلید ہے۔ یہی روح عبادات ہے، اسی سے نگار خانۂ دل میں روشنی وتجلی ہے اور خیابان جان میں حسن، رنگ، خوشبو اور دل کشی اور رعنائی، یہی آلام

روزگار کے دام ہزار رنگ سے چھڑاتا ہے اور یہی جذبۂ ایمان کو حرارت و توانائی بخشتا ہے۔

جس دل میں محبت مرے سرکار کی ہوگی
پائے گا وہی اصل میں ایماں کا خزینہ
منور کرلیا عشق نبی سے جس نے سینے کو
تو اس کی زندگی بیشک ہوئی تابندہ تابندہ
گلشن عشق نبی سے ملی خوشبو جس کو
آج بھی سارے زمانے کو وہ مہکاتا ہے
کتنے بے مثل ہیں ایماں کی حرارت والے
جذبۂ عشق ہی ایمان کو گرماتا ہے
تمام فکر والم سے نجات مل جائے
جبین عشق اگر پائے تیرا سنگِ در

عشق مصطفیٰ کی یہ تمام جلوہ آرائی اور تابانی حضرت شیخ اعظم کو بار بار بارگاہِ رسالت میں ملتجی ہونے پر مجبور کر دیتی ہے۔ وہ عرض کرتے ہیں کہ

اظہار ہے محتاج تیرے لطف وعطا کا
پا جائے تیرے عشق ومحبت کا قرینہ

ساری کائنات رحمۃ للعالمین کے کرم ونوازش اور فیضان رحمت کی محتاج ہے۔ حضرت شیخ اعظم کبھی خبریہ اور کبھی انشائیہ پیرائے میں بار بار اس حقیقت کا اظہار کرتے ہیں

درِ رسول سے امید سب کی قائم ہے
کرم کریں تو یہ دل خانہ خراب نہیں
نہیں ہیں اعمال میرے ایسے کہ نذر سرکار کرسکوں میں
میں شان رحمت کے صدقے جاؤں میرا بھروسہ فقط وہی ہے
بگڑے ہوئے حالات پہ دنیا ہنستی رہی اور روتا رہا میں
ان کے کرم نے ایسا بدلا بدلے ہوئے حالات نہ پوچھو
مرض نے شدت ایسی پکڑی مایوسی نے ہمت توڑی
بھیگی پلکوں کی چادر میں کتنی ملی خیرات نہ پوچھو
میں کیا اور کیا میری حقیقت جو کچھ ہے بس ان کی عنایت
چشم کرم نے کتنا نوازا کتنے دئے درجات نہ پوچھو
سگ کوئے نبی اظہار پر بھی اک نظر کردو
گناہوں کی خجالت سے وہ ہے نم دیدہ نم دیدہ
میں مجرم ہوں نہیں کوئی بھی میرا یا رسول اللہ
تیری سرکار میں آیا ہوں میں شرمندہ شرمندہ
تمہارے جلوۂ رحمت کا ہے اظہار عالم میں
ہمیں بھی اپنی رحمت میں چھپا لو یا رسول اللہ
ہے التجا یہی اظہار کی میرے آقا
کرم ہمیشہ رہے میں رہوں قریب کہ دور

نور مصطفیٰ کی جلوہ سامانی کائنات کی ہر ایک شی میں ہے کہ یہی مبدا تخلیق ہے اور یہی مطلع تکوین۔ تمام عالم ممکنات اسی نور اولیں سے وجود میں آیا۔ ارشاد رسول ''وکل خلائق من نوری ''اس حقیقت کا گواہ ہے۔ حضرت شیخ اعظم اس حقیقت کا یوں اظہار کرتے ہیں

تجلیوں سے فروزاں ہے کائنات سبھی
انہیں کا جلوہ ہے ہر سو جدھر بھی جاتا ہوں

مصرعۂ اول میں اس آفاقی حقیقت کا اعلان بطور عقیدہ کیا گیا ہے اور مصرعۂ ثانی کو مشاہداتی دلیل کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ ''جدھر بھی جاتا ہوں'' اشاریہ ہے ان اسفار کا جو آپ کی دعوتی سرگرمیوں کے شاہد ہیں۔ ''سیحوا فی الارض '' کی عملی تفسیر کے دوران میں دین اسلام کی روز افزوں ترویج واشاعت کے حوصلہ افزا مناظر حضرت کی نگاہوں سے گزرے تو دل خوشی سے جھوم اٹھا اور مسرت کے والہانہ جذبات شعری پیکر میں ڈھل کر یوں زمزمہ سراء ہوگئے۔

وہ علم جو کبھی فاران پر لہرایا تھا
آج دنیا میں وہ کس شان سے لہراتا ہے

حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت طیبہ سے پوری دنیا میں ایسا ہمہ گیر صالح انقلاب پیدا ہوا جس کی نظیر چشم عالم نے کبھی نہیں دیکھی ہے۔ یہ دنیا جو مشرق سے مغرب تک اور شمال سے جنوب تک شر و فساد کا ہدف بنی ہوئی تھی ''ظھر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس '' کا نمونہ بنی ہوئی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلیم کی انقلاب آفریں تعلیمات وارشادات کے اعجاز سے گہوارۂ خیر وصلاح بن گئی۔ حضرت شیخ اعظم اس تاریخی صداقت کو یوں بیان کرتے ہیں

میرے حضور آئے تو پھر آگئی بہار
ورنہ زمانے بھر میں تھا بس موسم خزاں

قرآن حکیم نے مختلف مقامات پر ''خیر'' کے ہر شعبہ کو ''نور'' اور ''شر'' کے ہر پہلو کو ''ظلمات'' سے تعبیر فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ''یخرجھم من الظلمات الی النور'' (وغیرہا مقامات عدیدہ) حضرت شیخ اعظم نے خیر وشر کی تعبیر کے لئے ''بہار'' اور ''خزاں'' کے شاعرانہ الفاظ استعمال کیے ہیں جو شعر میں تغزل کی فضاء پیدا کرتے ہیں اور خیر وشر کو ان کے عموم کے ساتھ قاری اور سامع کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ سیرت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی تشریح وتوضیح اور مدح وتوصیف میں آج تک بلا مبالغہ لاکھوں صفحات لکھے جا چکے ہیں لیکن حبیبۃ الرسول ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا نے ایک مختصر سے فقرے میں سیرت طیبہ کا جو جامع نقشہ کھینچا ہے وہ حسن اعجاز کا شہکار ہے۔ آپ سے اخلاق محمدی کے بارے میں استفسار کیا گیا تو فرمایا ''کان خلقہ القرآن'' آپ کا اخلاق قرآن ہے۔ حضور شیخ اعظم نے اس بلیغ اور جامع مفہوم کو یوں شعری قالب میں پیش کیا ہے۔

کس کے منہ میں ہے زباں جو کر سکے کچھ بھی بیاں
آپ کی سیرت ہے قرآں الصلوٰۃ والسلام

حضرت بیدم وارثی کی لکھی ہوئی وہ نعت پاک شہرۂ آفاق ہے جس کا مصرعۂ اول ہے ''عدم سے لائی ہے ہستی میں آرزوئے رسول'' اردو کے بہت سے باکمال نکتہ سنج شعراء نے اس زرخیز زمین میں فکر وفن کے گل بوٹے کھلائے ہیں۔ حضرت شیخ اعظم کی طبع موزوں نے بھی جولانی فن کے جلوے دکھانے سے زیادہ اظہار عقیدت کی کامیاب کوشش کی ہے۔

تماشہ دیکھیں گے امت کا آج قدسی بھی
خطاء شعار ہے پھر بھی ہے روبروئے رسول
بدن سے ہو کے الگ رشتۂ حیات نہیں
ہے زندہ آج بھی لیکن ہر ایک موئے رسول
تمام اہل زباں سن کے ہو گئے حیراں
کلام وحی ہے اظہار گفتگوئے رسول

الغرض سیرت رسول، مدینۃ الرسول، پیغام رسول، نسبت رسول اور عشق رسول کے حوالے سے حضرت شیخ اعظم نے بکثرت اشعار تخلیق فرمائے ہیں اور اس عمل خیر کا مقصد صرف یہ ہے کہ مداحان وثناخوان مصطفیٰ کی فہرست میں ان کا بھی شمار ہو جائے۔

ہیں کتنے خوش نصیب ثنا خوان مصطفیٰ
آجائے کاش تیرا بھی اظہار ان میں نام

خلاصہ کلام یہ ہے کہ شیخ اعظم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت ومحبت کے اظہار کو اپنے نعتیہ کلام کا موضوع بنایا۔ آپ نے اپنا سارا زور بیانی عشق رسول اور محبت رسول میں صرف کیا، پس ''اظہار عقیدت'' شاعر کی عقیدت کا اظہار نامہ ہے اس مجموعۂ نعت کا مطالعہ اسی تناظر میں کرنا مناسب ہے۔

جہان نعت کا روشن ستارہ شیخ اعظم ہیں

مولانا غلام ربانی فدا، مدیر اعلیٰ جہان نعت ہیرور (کرناٹک)

حضرت شیخ اعظم اظہار اشرف اشرفی جیلانی جو اردو ادب کے ان چند اچھے صوفی ونعت گو شعراء میں سے ہیں جن کا شمار استاذ شعراء میں کیا جا سکتا ہے۔ آپ کی نعتیہ شاعری پر لکھنا میری بساط نہیں تھی مگر مولانا احمد صاحب نعیمی اشرفی کے حکم پر اپنے سادات کچھوچھہ سے قلبی ارادت کے بنیاد پر اس امید کے ساتھ تحریر کر رہا ہوں کہ وہ رحم کھا کر مجھ سے عصیاں کار کے لئے کرم کا ٹکڑا ڈال دیں گے۔ آپ کو شاعری وراثت میں ملی ہے۔ آپ کے جد امجد حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ بھی شاعر تھے۔ آپ کا شعری دیوان ''دیوان اشرف'' اب ناپید ہے۔ کتب سیر وتصوف میں چیدہ چیدہ اشعار ملتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ بھی اردو، عربی، فارسی پر کامل دسترس رکھتے تھے۔ آپ کا مجموعہ کلام تحائف اشرفی اہل ذوق کے دامن دل کو اپنی جانب کھینچتا ہے۔

سرزمین کچھوچھہ ہمیشہ ہی سے شعراء، ادباء اور اہل علم کا گہوارہ رہا ہے، یہی وجہ ہے کہ اس زمانے سے لے کر آج تک یہاں شعراء، ادباء اور صاحب تصنیف وتالیف موجود ہیں۔

حضرت اظہار اشرف علیہ الرحمہ برصغیر پاک وہند کی شناخت بن کر ساری دنیا میں اس طرح شہرت حاصل کر چکے ہیں کہ تمہیداً بھی اب کسی تعارف وتبصرے کی ضرورت نہیں۔ لیکن علم کا خاصہ ہے کہ وہ مسلمات کو بھی اپنے عہد کے مزاج اور شعور کے مطابق پرکھتا ہے اور اپنے نئے حوالے سے ان کا تعین کرتا ہے اور انسانی ذہن کو مائل کرتا ہے۔ اسی لئے نادر عصر اور نابغۂ روزگار شخصیات کے کردار وافکار کو دہرایا جاتا ہے کہ اس طرح زندگی کا حرکی ونامیاتی تسلسل نہ صرف قائم رہے بلکہ ارتقائی منازل کی سمت گامزن نظر آئے۔

حضرت اظہار اشرف علیہ الرحمہ ایک متبحر عالم، ایک عبقری شخصیت اور عاشق رسول ﷺ تھے۔ علوم قدیمہ وجدیدہ میں سے شاید ہی کوئی شعبۂ علم ہو جس پر آپ کو مکمل طور پر فوقیت حاصل نہ ہو ساتھ ہی ساتھ آپ کی زندگی کا یہ پہلو بہت اہم ہے کہ آپ کے دانش وعلم کا محور عبادت گاہیں اور مدرسے ہی نہیں تھے بلکہ آپ کی نگاہ برصغیر کے علاوہ پوری دنیا کی سیاست پر بھی تھی اور تہذیب کے تغیرات کو بھی آپ نے صحیح تناظر میں دیکھ کر ایسے نتائج مرتب کیے جو غور وفکر کرنے والوں کی ہمیشہ رہنمائی کرتے رہیں گے۔ حضرت اظہار اشرف علیہ الرحمہ کا پیام اور طرز کلام بھی اپنے معاصرین سے مختلف تھا۔ آپ نے نعتیہ شاعری اور رسول اکرم ﷺ کے شمائل وفضائل ہی سے سروکار رکھا اور اسی میں شاعری کے لئے نادر نمونے پیش کیے۔

نعت گوئی ایک نازک صنف سخن ہے۔ یہ فن شاعری کا پل صراط ہے۔ خدا اور بندے کا فرق اسلام کا ایک بنیادی عقیدہ ہے۔ یہاں یہ کہنے میں کوئی تامل نہیں

کہ اردو کے بعض شعراء اس پل صراط سے سلامتی کے ساتھ نہیں گذر سکے لیکن جناب اظہار اشرف صاحب نے ایسے موقع پر بہت ہی احتیاط سے کام لیتے ہوئے اپنے ایمان وعقیدے کی حفاظت کرتے ہوئے اس فن کا بہت ہی مہارت سے استعمال کیا ہے۔ آپ الوہیت اور عبدیت کے فرق کو بخوبی سمجھتے اور جانتے ہیں اور رسالت مآب ﷺ کی عظمت وجلالت کا بھرپور شعور بھی رکھتے ہیں اس لئے آپ کی نعتوں میں کہیں کوئی بے راہ روی نہیں پائی جاتی۔ آپ نے نعت گوئی کو ایک منفرد لب ولہجہ دیا ہے وہ اشعار بھی جن میں براہ راست نعتیہ مضامین نہیں آئے ہیں حضور اکرم ﷺ کی ہی ذات وصفات کی تجلی سے منور نظر آتے ہیں۔ سادہ بیانی اور لب ولہجہ کی انفرادیت اس پر مستزاد ہے۔

شکوہ آبادی، شورش کاشمیری، ماہر القادری اور کلیم احمد عاجز کی طرح جناب اظہار اشرف صاحب کے نعتیہ کلام میں ایسے آبدار شعر ملتے ہیں جن میں ملت کا درد وغم سمویا ہوا ہے۔

جناب اظہار اشرف صاحب نعت گوئی کے علاوہ غزل، منقبت، نظم، مرثیہ، ہمیشہ سے لکھتے رہے ہیں۔ آپ کو علم عروض پر دسترس حاصل ہے۔ آپ نے اپنے کلام میں چھوٹی اور طویل دونوں بحروں کا بخوبی استعمال کیا ہے۔ چھوٹی بحر میں:

میرے سرکار کی خدائی ہے
جس طرف دیکھو مصطفائی ہے
جس نے دل میں بسایا عشق نبی
پھر خزاں سے بہار پائی ہے
ذکر سرکار لب پہ جب آئے
پھر تو تقدیر جگمگا ئی ہے
کام بنتے ہیں جب یہ کہتا ہے
یا نبی آپ کی دہائی ہے
روز محشر درود کا تحفہ
میری بخشش کی یہ کمائی ہے
جو نبی کا غلام ہو جائے
اس کی اللہ تک رسائی ہے

طویل بحر میں یہ اشعار دیکھے جا سکتے ہیں

ہر بلندی پہ رب نے کیا ہے بلند میرے آقا کی رفعت کا کوئی نہیں
شان محبوبیت میں ملا وہ مقام بالیقیں ان کی عظمت کا کوئی نہیں
انبیاء ہر زمانے میں آتے رہے میرے آقا کی سیرت بتاتے رہے
جو نبی اور رسولوں میں ممتاز ہو ان کی بے مثل شوکت کا کوئی نہیں
یوں ہدایت کا جاری رہا سلسلہ ایک کے بعد آتے رہے انبیاء
سارے نبیوں کی صرف ایک مدت رہی میرے آقا کی مدت کا کوئی نہیں
قرب معبود کا یوں ملا ہے شرف بندوں کو رب نے ایسا نواز کیا
شاہ کون ومکاں کو ملا وہ شرف آپ کی ایسی قربت کا کوئی نہیں
جس نے سرکار کا میرے کلمہ پڑھا ساری امت میں خیر الامم ہو گئے
ایک نسبت سے ایسا کرم ہو گیا اس لئے ایسی نسبت کا کوئی نہیں

حضرت اظہار اشرف علیہ الرحمہ کی نعتیہ شاعری جذبہ وعقیدت کے ایک حسین مرقعے کے علاوہ لسانی اعتبار سے بھی ایک علاحدہ مطالعے کی طرف مائل کرتی ہے۔ عربی وفارسی پر اس قدر دسترس ہونے کے باوجود آپ نے کلام کو کہیں بوجھل نہیں ہونے دیا۔ اکثر مقامات پر عام بول چال کی زبان، عام محاورے اور الفاظ بڑی خوبی سے استعمال کیے ہیں۔ اشعار میں لہجہ کا ایک خاص التزام ہے جس کو برقرار رکھے بغیر کلام کا لطف اٹھانا اور مضامین کے نکات کو پانا ممکن نہیں ہے۔

آپ کی نعتیہ شاعری کے مطالعے سے جہاں

ذوق شاعری اور لطف کا سامان فراہم ہوتا ہے وہیں افکار وجذبات کی ترتیب کا پہلو بھی نکلتا ہے لیکن ہر جگہ شاعری کی لطافتیں اور نزاکتیں غالب رہتی ہیں۔ کہیں بھی وعظ ونصیحت کا پیرایہ نہیں، دراصل یہ کلام سر بسر ایک عاشق رسول ﷺ کی واردات روحانی ہے۔ جس کو اس کے سیاق وسباق میں پڑھنے سے ایک سرور حاصل ہوتا ہے اور پڑھنے والا خود کو اس واردات روحانی میں شریک محسوس کرنے لگتا ہے۔

اظہار اشرف کی نعت گوئی میں کوئی بناوٹ اور تصنع نہیں ہے۔ لب ولہجہ بالکل صاف ستھرا، آسان اور عام فہم ہے۔ الفاظ اور جملوں کی ترکیب سے خلوص و محبت ٹپکتی ہے نمونہ دیکھئے:

نگاہ لطف پیہم سے ہمیں کیا کیا نظر آیا
جدھر دیکھا ادھر سرکار کا جلوہ نظر آیا
زباں کس کی ہے جو بتلا سکے گی شان آقا کی
جو قرآں اور رسولوں میں سدا یکتا نظر آیا
ہوا پر شوق دل پر جب کرم سرکار بطحا کا
تو دیکھا قلب مضطر کو تیرا شیدا نظر آیا
ہیں وہ محبوب رب ثانی نہیں ہے ان کا عالم میں
کہ جن کے نقش پا کا خلد بھی صدقہ نظر آیا

جب ہم اظہار اشرف صاحب کا نعتیہ کلام دیکھتے ہیں تو یہ احساس ہوتا ہے کہ آپ کو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے قلبی لگاؤ ہے، آپ کو شہر مدینہ سے اس طرح محبت وعقیدت ہے کہ اس کا اثر آپ کے اشعار میں بجا طور پر نمایاں ہے ایک نعت کے کچھ اشعار دیکھیں:

طیبہ کی زمیں کتنی حسین مجھ کو لگے ہے
جیسا کہ یہیں خلد بریں مجھ کو لگے ہے
رکھا جو قدم سید کونین نے اپنا
بول اٹھی فضا عرش بریں مجھ کو لگے ہے
ایمان جولائے ہیں تیرے دست کرم پر
جنت کے وہی اصل مکیں مجھ کو لگے ہے
بے ساختہ دل سے کبھی جب ان کو پکارا
رحمت تری معلوم یہیں مجھ کو لگے ہے
اغیار صداقت اور امانت کے تھے قائل
نہ ماننا شیطاں کے قریں مجھ کو لگے ہے

اظہار اشرف صاحب دیگر شعراء کی طرح اپنے نعتیہ کلام میں نبی کا وسیلہ وواسطہ کا استعمال کثرت سے کرتے ہیں نمونہ کے طور پر ایک شعر دیکھیں:

میں جانتا ہوں حشر میں تیرا کرم ہے خاص
تیرا کرم ہے کافی گنہگار کے لئے

اظہار اشرف صاحب نے دیگر شعرا کی طرح رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنے عشق وشیفتگی کے ذکر کے ساتھ ملت کا اجتماعی حال بھی درد کی زبان میں بیان کیا ہے۔ آپ نے کئی ایک طویل نظمیں بھی تحریر فرمائی ہیں۔

وہی طیبہ نگر ہے وہی طیبہ نگر ہے
جو ہجرت گاہ سرکار دوعالم
جہاں سے نکلا ہے اسلامی پرچم
جہاں پر ہوگئے شاہوں کے سر خم
جہاں پر مسجد اول ہے قائم
وہی طیبہ نگر ہے وہی طیبہ نگر ہے
جہاں پر نعت کا پہلا ترانہ
پڑھا طلع البدر علینا
جہاں مشتاق تھے اہل مدینہ
بنا ہجرت سے اسلامی مہینہ
وہی طیبہ نگر ہے وہی طیبہ نگر ہے

جہاں قائم ہوئی پہلی عدالت
جہاں سے بڑھ گئی اسلامی شوکت
جہاں سے مٹ گئی ساری ظلمت
جہاں پالیا سب نے ہدایت
وہی طیبہ نگر ہے وہی طیبہ نگر ہے
جہاں مدنی مہاجر سب ہیں بھائی
جہاں آقا نے بخشی رہنمائی
جہاں ہر دل نے پائی ہے صفائی
جہاں پر ہوگئی فطرت جمالی
وہی طیبہ نگر ہے وہی طیبہ نگر ہے
جہاں آئیں حضوری کو فرشتے
جہاں سے پاتے ہیں ہر ایک رتبے
جہاں پر زندگی کا رنگ بدلے
جہاں دل کو سکوں ہر ایک پائے
وہی طیبہ نگر ہے وہی طیبہ نگر ہے
جہاں پر کیف دن ہے اور راتیں
جہاں رحمت کی ہے پیاری بہاریں
جہاں بندوں کو ملتی ہیں عطائیں
جہاں آکر ملک صلوٰۃ بھیجیں
وہی طیبہ نگر ہے وہی طیبہ نگر ہے

مجموعی طور پر حضرت اظہار اشرف علیہ الرحمہ کی نعتیہ شاعری عشق رسول صلی اللہ علیہ سلم کی آئینہ داری کرتی ہے۔ایک ایک لفظ میں محبت وشیفتگی ہے۔لیکن پاس ادب ہر جگہ ملحوظ ہے ۔عشقیہ کیفیات کے ساتھ ساتھ کردار و سیرت کو سنوارنے ، بہتر انسان اور بہتر مسلمان بننے ،دنیا کی حرص و ہوس سے دور رہنے ،فریب حیات سے نکل کر ایک ابدی حقیقت سے ہمکنار ہونے کے مضامین بھی آپ کی نعتیہ شاعری میں کثرت سے ملتے ہیں ۔خود داری ، استغناء و بے نیازی ،قناعت و توکل اور ایک در کا گدا بنے رہنے کا اعزاز حضرت اظہار اشرف علیہ الرحمہ کی نعت گوئی کا حاصل ہے۔ جناب اظہار اشرف کے یہاں ملی شعور کتنا گہرا ہے جب یہ حضور کی شان میں نعت کہتے ہیں تو حضور کی امت کا خیال بھی ان کے پردۂ شعور پر رہتا ہے اور ان کا احساس دل اس امت کی بیچارگی ،کس مپرسی اور سرافگندگی پر تلملا اٹھتا ہے اور یہ احساس دل کے ساز کو چھیڑتا ہے اور فکر وہنر کو مہمیز کرتا ہے۔

☆☆☆☆

کلامِ اقبال

جب عشق سکھاتا ہے آدابِ خود آگاہی
کھلتے ہیں غلاموں پر اسرارِ شہنشاہی
عطار ہو، رومی ہو، رازی ہو،غزالی ہو
کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہِ سحر گاہی
نومیدنہ ہو ان سے اے رہبرِ فرزانہ
کم کوش تو ہیں لیکن بے ذوق نہیں راہی
اے طائرِ لاہوتی اُس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی
دارا و سکندر سے وہ مردِ فقیر اولیٰ
ہو جس کی فقیری میں بوئے اسد اللّٰہی
آئینِ جواں مردی حق گوئی و بیباکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

☆☆☆☆

شیخ اعظم کی فکری و اعتقادی نعت گوئی

مولانا محمد طفیل احمد مصباحی، سب ایڈیٹر ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ یوپی

''ادب عقیدہ کے بغیر بھی وجود میں آسکتا ہے یہ بات اتنی ہی غلط ہے جتنا یہ کہنا کہ تخلیق الفاظ کے بغیر بھی وجود کے میں آسکتی ہے'' خارجی محرکات وداخلی جذبات واحساسات کے اظہار میں فکر وعقیدے کا ابلاغ وترسیل یہ فن کے لئے عیب نہیں۔ ادب کی پرکھ کے سلسلے میں عقیدے کا معیار بنانا اور ادیب وشاعر کے عقیدے کو سامنے رکھ کر ادب کے حسن وقبح کا فیصلہ کرنا سراسر ظلم وزیادتی ہے۔ادیب وشاعر کس مکتب فکر سے تعلق رکھتا ہے اوراس کے ادبی جواہر پارے میں فکر وعقیدے کی آمیزش کس نوعیت کی ہے؟ ایک نقاد کی نظر اس جہت پر نہیں ہونی چاہیے۔فکر وعقیدے کے تناظر میں ادب کا محاسبہ کرنا ادب کی گردن پر چھری چلانے کے مترادف ہے۔

یہ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ ہمارے اور علمائے اہل سنت جنہوں نے اپنے خونِ جگر سے گلشن اردو ادب کی آبیاری فرمائی۔نظم ونثر کے ذریعہ اردو ادب کے دامن کو مالا مال کیا مگر ان کی گراں قدر ادبی خدمات کو محض اس لیے نظر انداز کر دیا گیا کہ ان کے ادبی جواہر پارے دور جدید کے ادباء ومحققین کے عقیدے کے خلاف تھے یا پھر اس لئے کہ علمائے اہل سنت کی تحریروں میں اسلام کے صحیح عقائد ونظریات کی آمیزش تھی۔ اگر یہی افسوس ناک صورت حال رہی تو بقول ڈاکٹر وزیر آغا ''ادب کا خدا ہی حافظ ہے''۔

حضرت شیخ اعظم کی شاعرانہ عظمت

علم سے عمل اور عمل سے تصوف وروحانیت کے بلند منصب پر فائز ہونے والی باوقار شخصیت کا نام ہے ''شیخ اعظم حضرت سید اظہار اشرف قدس سرہ'' آپ کی پوری زندگی یقیں محکم اور عمل پیہم سے عبارت تھی ایک بلند مرتبہ خاندان کے قابل فخر چشم وچراغ ہونے کی حیثیت سے آپ بے پناہ اوصاف وکمالات کے حامل تھے۔ جامعہ اشرفیہ مبارکپور سے فارغ التحصیل ہونے کے باعث ''مصباحیت'' نے آپ کی شخصیت کے چاند کو اور پرکشش بنا دیا تھا۔دعوت وتبلیغ، بیعت وارشاد اور شعر وسخن کا عمدہ ذوق رکھنے والے اس مردِ باخدا نے جہاں ''جہاد باللسان'' کا فریضہ انجام دیا وہیں اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ارفع میں عقیدت ومحبت سے لبریز اشعار لکھ کر ''جہاد بالقلم'' کا کارنامہ بھی انجام دیا۔ آپ کی ہمہ جہت شخصیت کے مختلف پہلو ہیں جن میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلو نہایت اہم اور نمایاں ہے۔ یادِ نبی میں پھوٹ پھوٹ کر رونا اور عشق رسول کی آگ میں دن رات سلگنا آپ کا محبوب مشغلہ تھا۔عشق رسول کی وارفتگی نے ہی آپ کو نعت گوئی کی پرخار وادی میں ابلہ پائی کا حوصلہ عطا کیا۔

حضرت شیخ اعظم ایک قادر الکلام شاعر تھے۔شعر وسخن کے پاکیزہ اصناف حمد ومناجات، نعت گوئی ومنقبت

نگاری کی وسیع شاہراہوں کو کمال فن کے ساتھ آپ نے عبور کیا ہے۔ شاعری بچوں کا کھیل نہیں کانٹوں بھرا یہ تاج ہر ایک اپنے ماتھے پر سجانے میں کامیاب نہیں ہوتا۔ شاعری اگر تھکے ہوئے دماغ کو آسودگی فراہم کرتی ہے تو حمد ومناجات اور نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم قلب وروح کو فرحت وانبساط عطا کرتی ہے۔

حضرت شیخ اعظم نے حمد ونعت اور منقبت کو اپنی شاعری کا ماحصل قرار دیا تھا۔ زندگی بھر انہیں اصناف میں شاعری کا جوہر دکھاتے رہے اور جب دنیا سے رخصت ہوئے تو اپنا مجموعۂ کلام ’’اظہار عقیدت‘‘ کا گلدستۂ صدمعانی قوم مسلم کے حوالے کر گئے۔ سربراہ اہل سنت پروفیسر سید امین میاں دام ظلہٗ نے حضرت شیخ اعظم کی شاعرانہ عظمت اور ان کے اشعار کے فنی محاسن پر بڑا عمدہ تبصرہ کیا ہے۔ ’’اظہار عقیدت‘‘ پر سید صاحب کا تبصرہ حرف آخر کی حیثیت رکھتا ہے۔ آپ لکھتے ہیں: ’’شیخ اعظم کی نعتیہ شاعری افراط وتفریط کے عیب اور تخیل کی بے راہ روی سے پاک ہے۔ محبت رسول سے سرشار کلام میں شعر وشریعت میں تصادم نہیں..... شیخ کے کلام کی نمایاں خصوصیت الفاظ کی سادگی اور رعنائی خیال ہے۔ مذہبی پاکیزگی اور طہارت ہے۔ بعض اشعار میں الہام کی حلاوت ہے..... شیخ کو شاعری کا مذاق ورثہ میں ملا ہے۔ شیخ اعظم کے تخیلات وجذبات کی جولان گاہ صرف نعتیہ شاعری ہی نہیں بلکہ مختلف اصناف سخن ہے جو ان کی فطری شاعرانہ اور تخلیقی صلاحیت کا بین ثبوت ہیں‘‘

(اظہار عقیدت: مقدمۃ الکتاب)

مذکورہ بالا اقتباس سے ظاہر ہو گیا کہ حضرت شیخ اعظم کس قدر بلند پایہ شاعر تھے۔ آپ کی شاعرانہ عظمت اور مہارتِ فن کا اعتراف سب نے کیا ہے۔ شیخ کی شاعری میں نعت گوئی کا عنصر سب سے زیادہ ہے۔ نعت گوئی، حمد یہ شاعری کے مقابل قدرے دشوار مگر ایک مقدس اور بابرکت فن ہے۔ نعت گوئی درحبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر پلکوں سے دستک دینے کا عمل ہے۔ نعت گوئی میں صرف اوزان وبحور کا التزام، الفاظ کی صناعی اور قافیہ پیمائی سے کام نہیں چلتا۔ بلکہ شرعی اصول کی پاسداری اور جذبوں کی سچائی یہاں بہر گام ضروری ہے۔ شیخ کے نعتیہ دیوان ’’اظہار عقیدت‘‘ کا تعارف اور فنی محاسن کا اظہار کئی طریقوں سے کیا جاسکتا ہے۔ سردست آپ کی ’’فکری واعتقادی نعت گوئی‘‘ پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔

فکری واعتقادی نعت گوئی کیا ہے؟

نعتیہ ادب کی اولاً دو قسمیں ہیں (۱) نظم (۲) نثر۔ پھر نظم یا بلفظ دیگر شعر وسخن اور شاعری کی مختلف اصناف ہیں۔ مثلاً حمد ومناجات، نعت، قصیدہ، مثنوی، مرثیہ، غزل، ریختی، ہزل، رباعی وغیرہ (تفصیل کے لئے مفتاح سخن کا مطالعہ کریں)

تلخیص معلّٰی میں نظم کی نو قسمیں بیان کی گئی ہیں اور اس کے حاشیے میں رنگین کے حوالے سے لکھا گیا ہے کہ ’’گفتن شعر بدانست بندہ بست و ہفت قسم است........ قصیدہ، مثنوی، مرثیہ، سلام، غزل، رباعی، قطعہ، فرد، تاریخ، پہیلی، واسوخت، منقبت، کبت، دوہرہ، ترجیع بند، مسدس، مخمس، مربع، مثلث، بحر طویل، مستزاد، ملمع، صنائع وبدائع، قطعہ بند، شہر آشوب‘‘

(تخلیص معلّٰی، ص ۱۵۹، علی گڑھ)

بہر کیف! نعت گوئی شاعری کی ایک مقبول ترین صنف ہے۔ نعت گوئی شاعری کی مانگ کا ٹیکہ اور اس کے ماتھے کا جھومر ہے۔ نعت گوئی کے موضوعات کافی وسیع ہیں۔ کیوں کہ نعت کا تعلق براہ راست جان کائنات فخر موجودات محمد عربی روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اور آپ کے فضائل وکمالات کا حال تو یہ ہے کہ ۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

نعت گوئی کی ایک قسم "فکری واعتقادی نعت گوئی"

"نعت اعتقادی وہ ہے جن میں رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلے میں قرآن وحدیث کی روشنی میں اپنے عقیدے کا اظہار کیا جائے اور وہی طرز فکر پیش کیا جائے جو سیرت کی ظاہری تصویر ہو" (اصول نعت گوئی، ۳۴)

حضرت شیخ اعظم نے اپنے نعتیہ دیوان میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف وتوصیف اور مدح وثناء مختلف پیرائے میں کی ہے اور قرآن وحدیث سے ثابت شدہ حضور کے فضائل ومناقب کو اشعار کی خوبصورت لڑیوں میں پروکر اپنی مہارت فن اور عظمت شاعری کا بھرپور ثبوت فراہم کیا ہے۔ آپ نے کمالات نبوی کے اظہار میں جو طرز فکر اور اسلوب بیان اختیار کیا ہے وہ حقیقت میں "فکری واعتقادی نعت گوئی" کا حسین استعار اور سیرت طیبہ کی ظاہری تصویر کا صحیح عکاس کہلانے کا مستحق ہے۔

ایک کلمہ گو مسلمان کو اپنے نبی کے بارے میں کیسا عقیدہ رکھنا چاہئے، قرآن وحدیث اور سیرت کی امہات کتب میں اس کا تفصیلی ذکر موجود ہے۔ حضرت شیخ اعظم نے اپنی نعتیہ شاعری میں حضور سے متعلق قرآنی وحدیثی عقائد ونظریات کو بیان کر کے "سیرت نگاری" کا بھی ثبوت فراہم کیا ہے۔ گویا یہ کتاب "اظہار عقیدت" بیک وقت نعتیہ دیوان بھی ہے اور سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک قیمتی دستاویز بھی حضور کی عظمتوں کو ظاہر کرنے والی ایک بابرکت کتاب بھی ہے اور نعتیہ ادب کا ایک بیش بہا خزانہ بھی۔ اور پروفیسر سید امین اشرف مارہروی کے بقول "اظہار عقیدت" شعر وسخن کا ایک خوبصورت گلدستہ ہے اور برکات وحسنات کا خزانہ بھی۔

حضرت شیخ اعظم کی فکری واعتقادی نعت گوئی:

اہل سنت وجماعت کا یہ متفقہ عقیدہ ہے کہ ہمارے نبی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تمام نبیوں میں سب سے اعلیٰ وارفع ہیں، آپ تمام رسولوں کے سردار اور سارے نبیوں کے امام ہیں۔ قرآن کریم میں ہے "تلك الرسل فضلنا بعضهم على بعض، منهم من كلم الله ورفع بعضهم درجات" (پ۳، رکوع۱)

علامہ جلال الدین سیوطی آیت کریمہ "ورفع بعضهم درجات" کی تفسیر میں لکھتے ہیں "اى محمد صلى الله عليه وسلم على غيره بعموم الدعوة وختم النبوة به وتفضيل امته على سائر الامم والمعجزات المتكاثرة والخصائص العديدة"

(تفسیر جلالین ص ۳۹، مختار اینڈ کمپنی، دیوبند)

آیت کریمہ میں "بعض" سے مراد ہمارے نبی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیگر انبیاء ورسل پر فضیلت بخشی بایں طور کہ آپ کی دعوت

نبوت کو عام رکھا گیا، آپ کو خاتم النبیین بنایا، امت محمدیہ کو گزشتہ اقوام وامم پر فوقیت دی۔ آپ کو بہت سے معجزات اور انگنت خصائص سے سرفراز فرمایا گیا۔

اسی طرح حضور کا خاتم النبیین اور طٰہٰ ویٰسین ہونا قرآن سے ثابت ہے ''ماکان محمد اباأحد من رجالکم ولکن رسول الله وخاتم النبیین'' حدیث پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو قرآن اور آپ کے حسن کو ''حسن تجلی'' کہا گیا ہے۔ اب حضرت شیخ اعظم کے اشعار میں مذکور عقائد کا بے لاگ اظہار ملاحظہ کریں۔

میرا نبی سب نبیوں سے اعلیٰ ذکر نبی کی بات نہ پوچھو
حسن تجلی، سیرت قرآن، زلف نبی کی بات نہ پوچھو
نور مجسم ، طٰہٰ ویٰسین، ختم الرسل ، مقصود جہاں
رونق ہے بس ان کے قدم سے چمکے ہوئے ذرات نہ پوچھو

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت وعظمت اور تعظیم وتوقیر ایمان کی علامت ہے اس کے بغیر ایمان معتبر نہیں تمام اہل سنت کا یہی عقیدہ ہے۔ امام قاضی عیاض قدس سرہٗ لکھتے ہیں: ''واعلم ان حرمة النبی صلی الله علیه وسلم بعد موته وتعظیمه وتوقیره لازم کما کان حال حیاته'' (الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ ۲/۴۰، برکات رضا، پوربندر) یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وحرمت اور تعظیم وتوقیر بعد وفات بھی لازم وضروری ہے۔

حضرت شیخ اعظم اس عقیدے کی ترجمانی یوں کرتے ہیں

عظمت سید عالم کو جو پہچان گیا
بالیقیں دنیا سے وہ صاحب ایمان گیا

نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ سے ادنیٰ واقفیت رکھنے والا انسان بھی اس حقیقت سے اچھی طرح آگاہ ہے کہ آپ مدنی ، ہاشمی ومطلبی رسول ہیں۔ آپ کا خاندان تمام خاندانوں سے افضل ہے۔ آپ کا روشن چہرہ والضحیٰ، آپ کی زلف معنبر واللیل اور سیرت پاک قرآنی سانچوں میں ڈھلی ہوئی تھی۔ تمام عالم کی رعنائیاں آپ کے دم سے قائم ہیں دنیا کی روشنی آپ کے نور کے طفیل ہے۔ ہر طرف آپ کے فیضان کی جلوہ گری ہے۔ حضور کی تہہ دار شخصیت ہمہ گیر شخصیت طیبہ کے یہ سب انمٹ نقوش ہیں۔

حضور کے مندرجہ بالا اوصاف وکمالات کو حضرت شیخ اعظم نے بڑے اچھوتے اسلوب میں بیان کیا ہے۔

یاحبیبی، مدنی، ہاشمی ومطلبی
ہے درخشاں تیری عظمت کا چراغ نسبی
والضحیٰ چہرہ ہے اور زلف ہے واللیل تیری
اور سیرت تیری قرآں میں ہے بے مثل ڈھلی
تجھ سے تابندہ ہے ہر نور کی نورانی ضیاء
چار سو ہے تیرے فیضان کی یہ جلوہ گری

''فکری واعتقادی نعت گوئی'' کے لئے شرط ہے کہ اس میں وہی طرز فکر پیش کیا جائے جو سیرت کی ظاہری تصویر ہو۔ حضرت شیخ اعظم نے اپنے ممدوح کی شان میں جو طرز فکر اپنایا ہے وہ بعینہ سیرت طیبہ کی ظاہری تصویر ہے۔

قرآنی ارشاد کے مطابق ہمارے نبی صلی اللہ

علیہ وسلم ''شافع روز محشر'' ہیں اور آپ کی اطاعت وپیروی مسلمانوں پر لازم ہے ''عسیٰ ان یبعثك ربك مقاما محمودا'' ۔ قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی ''۔

ان باتوں پر ہمارا ایمان ہے ۔ ہماری فکر واعتقاد کا تاج محل اسی اساس پر قائم ہے ۔

حضرت شیخ اعظم بھی اہل ایمان کو بتا رہے ہیں:

تو ہے مقصود جہان زندگی
ہے اطاعت تیری اصل بندگی
شافع روز جزا خیرالوریٰ
آپ ہیں بدرالدجیٰ ،صدر العلیٰ

حضور کے قیام پاک نے زمین کو شرف افتخار بخشا۔ آیت کریمہ ''لا قسم بھذاالبلد وانت حل بھذ االبلد'' کی ترجمانی یوں کی گئی ہے ۔

زمین نے پائی فضیلت تمہاری نسبت سے
وہ ناز کیوں نہ کرے جب قیام ہو تیرا

عشق رسول سرمایۂ حیات اور یاد نبی معراج زندگی ہے ۔آپ لکھتے ہیں۔

لذت عشق نبی دل میں جو لہرانے لگی
پھر تو معراج محبت بھی قسم کھانے لگی
یاد سرکار ہی دراصل ہے معراج حیات
جذبۂ حب نبی روح کو مہکانے لگی

ہم اہل سنت وجماعت کا ایک عقیدہ حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے استعانت واستمداد بھی ہے ۔ حضرت شیخ اعظم اپنے دکھ درد کا مداوا حضور کی بارگاہ عالی میں چاہتے ہیں:

نور یزداں مددے ،سید وسلطاں مددے
شاہ شاہاں مددے ،فخر رسولاں مددے

غرض کہ حضرت شیخ اعظم کا پورا نعتیہ دیوان ''فکری اعتقادی نعت گوئی'' کی خوشبوؤں سے معطر ہے ۔

☆☆☆☆

سارے نبیوں سے اعلیٰ ہمارا نبی
مظہر ذات مولیٰ ہمارا نبی
جنکے صدقے میں عالم کی تخلیق ہے
بزم ہستی کا دولہا ہمارا نبی
خوب چمکا ہے جن سے جہان چمن
فیض رحمت کا دریا ہمارا نبی
ہیں شفیع امم خاتم مرسلاں
ساری امت کا داتا ہمارا نبی
جن کی چوکھٹ پنہ گاہ عالم ہوئی
وہ ہے بیشک تمہارا ہمارا نبی
یوں تو نبیوں نے پائی بلندی مگر
ہر بلندی سے اونچا ہمارا نبی
چاند،سورج اشاروں پہ جن کے چلیں
ہے خدا کا وہ پیارا ہمارا نبی
سارے منگتوں نے پائی ہے دل کی مراد
دینے والا ہے اچھا ہمارا نبی
فیض سرکار ہے جو بھی اظہار ہے
ہر کسی کا سہارا ہمارا نبی

(شیخ اعظم)

اعد ذکر نعمان لنا فان ذکرہ

المسک ما کررتہ یتصوغ

شیخ اعظم:

کچھ یادیں

کچھ باتیں

آنکھوں میں اک نمی سی ہے ماضی کی یادگار

سیدشاہ رکن الدین اصدق، چشتی چمن پیر بیگھہ شریف ضلع نالندہ (بہار)

میں حضور محدث اعظم ہند کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ کے سال وصال الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور پہونچا۔ یہ شیخ الاسلام حضرت مدنی میاں صاحب کا آخری تعلیمی سال تھا۔ شرح جامی کی جماعت میں مجھے جگہ ملی۔ اور گہوارۂ اشرفیہ میں پہونچ کر میں سنی دنیا سے کماحقہ خبردار ہوا۔ محدث اعظم ہند کے پہلے عرس میں پہلی بار مجھے کچھوچھہ مقدسہ کی حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔ یہ حضرت مولانا سید شاہ اظہار اشرف اشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ کا عہد شباب تھا اور آپ حسن یوسفی کے پیکر تھے۔

اس دور میں حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی علیہ الرحمہ کا الہ آباد سے ماہنامہ پاسبان نکلتا تھا۔ جس میں وقتاً فوقتاً آپ کے حسن صوری ومعنوی کی جھلکیاں دیکھنے کو ملتی رہتی تھیں۔ اس دور میں خطیب مشرق حضرت علامہ نظامی، پورنیہ، کٹیہار اور کشن گنج میں زیادہ وقت دیتے تھے۔ حضرت اظہار میاں کی صدارت ہوتی اور آپ کی خطابت۔ جب حضرت علامہ نظامی کی شعلہ نوا خطابت سے مجمع پرسحر طاری ہوجاتا تو آپ اظہار میاں صاحب کو اسٹیج پر لے آنے کا اشارا کرتے۔ اور جب وہ اسٹیج پر تاج خسروانہ کے ساتھ جلوہ بار ہوتے تو نظامی صاحب کرسی خطابت سے کھڑے ہو کر دست بوس ہوتے۔ اس ادائے دلربانہ کو دیکھ کر شہزادگان کچھوچھہ کی عقیدت لوگوں کے دلوں میں گھر کر جاتی۔ چنانچہ جلسہ کے بعد لوگ بیعت کے لئے قطاروں میں کھڑے ہو جاتے۔ افسوس! اتحاد ملت کا یہ پرنور سماں دیکھنے کو اب آنکھیں ترستی ہیں۔

آنکھوں میں ایک نمی سی ہے، ماضی کی یادگار
گذرا تھا اس مقام سے، اک کارواں کبھی

بعد فراغت جب میں ادارۂ شرعیہ سے منسلک ہو کر پٹنہ میں مقیم تھا۔ تو حضرت مولانا سید کمیل اشرف، حضرت مولانا سید موصوف اشرف اور حضرت مولانا سید اظہار اشرف صاحب سے گاہ بگاہ ملاقاتوں کا سلسلہ رہتا تھا۔ چنانچہ جامع معقول ومنقول حضرت مولانا محمد سلیمان صاحب اشرفی رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے عرس میں مولوی محمد بشیر اشرفی صاحب کی دعوت پر سلی گوڑی سے تھانہ بہہ پور ہو کر میں بھاگل پور پہونچا اور وہاں سے ماچھی پور حاضر ہوا۔

مدرسہ اظہار العلوم کی دوسری منزل کے ایک کمرے میں مجھے ٹھہرایا گیا۔ شام کے وقت جب میں عصر کی نماز کیلئے وضو کر رہا تھا کچھ لوگ آئے اور مجھے بتایا کہ حضرت اظہار میاں صاحب تشریف لے آئے ہیں۔ آپ کا انتظار ہو رہا ہے۔ نماز عصر ادا کر کے جب میں نیچے پہونچا تو آپ ایک بڑے کمرے میں اونچی مسہری پر جلوہ افروز تھے۔ مسہری کے مساوی ٹیبل پر ناشتہ سجایا گیا تھا۔ میں سلام ومصافحہ کے بعد صف عام میں بیٹھ گیا۔ ناشتہ کرنے کے دوران آپ نے لوگوں کو شرکت کی دعوت دی۔ نیچے بیٹھنے والوں کو ناشتہ لینے کیلئے زانو کے

بل کھڑا ہونا پڑتا تھا۔ چونکہ ٹیبل کی اونچائی زیادہ تھی۔ اس لئے میں اپنی جگہ خاموش بیٹھا رہا۔ اس کے بعد چائے تقسیم ہوئی۔ میں چائے پی کر اوپر چلا گیا۔

میرے اوپر چلے جانے کے بعد آپ نے دریافت فرمایا کہ یہ کون صاحب تھے۔ مولوی محمد بشیر اور مولانا غلام جیلانی صاحبان نے بتایا کہ سید رکن الدین اصدق صاحب تھے۔ یہ سن کر آپ نے خفگی کے انداز میں فرمایا کہ آپ لوگوں نے نہ مجھے پہلے بتایا اور نہ ان کے تشریف لانے پر بتایا۔ ان سے میری دیرینہ ملاقات ہے۔ پانچ سالوں کے بعد وہ اچانک سامنے آئے تو میری نظر خطا کر گئی۔

میں اوپر ہی نماز مغرب ادا کرنے کے بعد اپنے معمولات میں مشغول تھا کہ قاصد پہونچا۔ اور اس نے کہا کہ آپ کو میاں صاحب یاد فرما رہے ہیں۔ جب میں نیچے پہونچا تو مسہری کے برابر میں اونچی کرسی رکھی تھی اور ٹیبل پر ناشتہ لگا ہوا تھا۔ مجھے دیکھتے ہی مسہری سے اتر کر گلے گلے ملے اور فرمایا۔ معاف فرمائے گا، رانچی کے بعد اب ملاقات ہو رہی ہے۔ بغیر علم واطلاع آپ سامنے آئے تو میری نظر چوک گئی۔ اور بار بار اس پر تاسّف فرمایا۔

سبھی لوگ فراغت پا چکے تھے۔ یہ دوبارہ ناشتے کا اہتمام میرے ہی لئے تھا۔ مگر حضرت از راہ مکرمت یہ کہہ کر میرا ساتھ دے رہے تھے کہ ہم لوگ تو فارغ ہو چکے ہیں۔ یہ تو آپ ہی کیلئے ہے۔ پھر تو اذان عشاء تک مختلف موضوعات پر گفتگو کا سلسلہ دراز رہا۔ کہنے کو تو یہ ایک بات تھی۔ آئی گئی ختم ہو گئی۔ مگر دیدۂ عبرت نگاہ ہو تو اس واقعہ میں بہت سے پہلو نکلتے ہیں جو آپ کی شخصیت کو اجاگر کرتے ہیں۔ آپ کی روشن زندگی کا ثبوت فراہم کرتے ہیں۔ اور آپ کی بلندیٔ اخلاق پر شاہد عدل ہیں۔

تلافی کیلئے تو اتنا ہی کافی تھا کہ رات سے صبح تک کی کسی ملاقات میں اتنا کہہ دیتے کہ زیادہ دنوں پر سامنا ہوا اس لئے میں آپ کو پہلی نظر میں پہچان نہ سکا۔ پھر کسی شکوے کا سوال نہ تھا۔ مگر آپ نے ایسا نہ کر کے مغرب کے فوراً بعد اسی ٹیبل پر پہلے سے عمدہ ناشتہ لگوایا اور بالکل متوازی کرسی بچھوائی۔ اس کے بعد مجھے بلوایا اور خیر مقدم کرتے ہوئے معذرت خواہ ہوئے۔ ایسے عمل کا مظاہرہ آپ مولویت کے خشک ماحول میں نہ پائیں گے۔ یہ تو اسی کیلئے زیبا ہے جو اہل طریقت کی آغوش میں پروان چڑھا ہو اور اپنے اسلاف کو بزرگوں کے اس ارشاد کا پالن کرتے دیکھا ہو۔ ع

گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی

اسی موقع کی سچائی میں ڈوبی ہوئی آپ کی یہ گفتگو اب تک میرے کانوں میں رچی بسی ہے۔ آپ نے فرمایا تھا کہ آج جاہلوں کی ایک ٹولی گلا پھاڑ پھاڑ کر نعرہ لگاتی ہے۔ غوث پاک کا دامن نہیں چھوڑیں گے۔ غریب نواز کا دامن نہیں چھوڑیں گے۔ اور بے علم وعمل مقرر یہ نعرہ لگوا کر اپنی بڑی کامیابی سمجھتا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ غوث اعظم اور غریب نواز نے اپنا دامن لمبا کر کے ان کے گھروں تک پہونچا دیا ہے اور یہ لوگ اسے پکڑ کر چلا رہے ہیں۔ نہیں چھوڑیں گے، نہیں چھوڑیں گے۔

دامن نہیں چھوڑیں گے، کا کیا مطلب؟ ان کا راستہ نہیں چھوڑیں گے۔ ان کی ڈگر نہیں چھوڑیں گے۔ ان کا طریقہ نہیں چھوڑیں گے۔ ان کی روش نہیں چھوڑیں گے۔ تو تم نے پکڑا ہی کب ہے کہ کہہ رہے ہو نہیں چھوڑیں گے۔ تم کو ان کی پاک بازانہ زندگی سے کیا واسطہ۔ تم کو ان کی ستھری روش سے کیا سروکار۔ تم نے نعروں سے ہٹ کر سیکھا ہی کیا ہے۔ پہلے ان کا طرز زندگی جانو، ان کی ناز وادا سیکھو اور پھر کہو غوث کا دامن

نہیں چھوڑیں گے۔ خواجہ کا دامن نہیں چھوڑیں گے۔

یہ اتنے صداقت بھرے بول تھے جو ابتک میرے کانوں میں رس گھول رہے ہیں۔ کیا کوئی بھی انصاف پسند اس کی صداقت سے انکار کرسکتا ہے۔ سید العلماء مولانا سید شاہ آل مصطفےٰ برکاتی علیہ الرحمہ صدر کل ہند سنی جمعۃ العلماء ممبئی نے کانپور کی کانفرنس میں فرمایا تھا کہ نعروں کے بل بوتے پر قومیں زندہ نہیں رہ سکتیں۔ انہیں زندہ رہنا ہے تو حرکت وعمل کے میدان میں آنا پڑے گا۔ آج ہماری عملی کوشش نعروں کے شور میں دب کر رہ گئی ہے۔ آج کے جلسوں کا تجزیہ کیجئے رات کا ایک پہر بے معنی نعروں کی نذر ہوجاتا ہے۔

اچھی باتیں اگر غلط رخ اختیار کرلیں تو اس غلط روی کی نشاندہی حق پرستی ہے۔ اور جس کے نام کا غلط استعمال ہورہا ہے۔ اصلاً اس سے وفاداری ہے۔ حضرت مولانا سید اظہار اشرف علیہ الرحمہ مخالف غوث وخواجہ نہیں تھے۔ ایک سے انہیں نسبت فرزندی حاصل تھی اور دوسرے کا نام شجرۂ پیران چشت میں ورد زباں رکھتے تھے۔ لیکن آج کے پیشہ ور اور بازاری مقررین نے قوم کو جن غلط نعروں میں پھنسایا ہے۔ اور محض نعروں ہی کو غوث وخواجہ کی عقیدت کا سرمایہ بتایا ہے۔ اس غلط فکر کا سد باب بھی یقیناً ایمان ہی کا تقاضا ہے۔ اور حضرت اظہار میاں صاحب علیہ الرحمہ کی حق گوئی مسلک اہل سنت کی سچی پاسداری ہے۔

حضرت اظہار میاں صاحب کو سرکار مخدوم سمنان ثابت کرنے کیلئے میں نے قلم نہیں پکڑا ہے۔ محض یہ بتانا مقصود ہے کہ ہمارے یہ مشائخ حق پرستی کے علمبردار تھے۔ سچائی ان کا مزاج تھا۔ راستی کا راستہ دکھانا ان کا کام تھا۔ اس راہ میں کسی کے طعن وتشنیع کی انہیں کوئی پرواہ نہ تھی۔ آج جو قائدین جماعت کا یہ مزاج بنتا جارہا ہے۔ کہ ہم کسی سے برے کیوں بنیں۔ جو ہورہا ہے ہونے دو۔ کتمان حق کے اسی نظریہ نے ہماری جماعت کو تباہی کے دہانے پر لاکھڑا کیا ہے ۔

اے چشم اشکبار ذرا دیکھ تو سہی
ہوتا ہے جو خراب وہ تیرا ہی گھر نہ ہو

ایک اور ملاقات: مولانا ممتاز عالم اشرفی۔ لان کی مسجد پٹنہ میں امام تھے۔ مزاج وطبیعت کے اچھے آدمی ہیں۔ بار بار کی ملاقات کے سبب مجھ سے بہت قریب ہوگئے تھے۔ ضلع کشن گنج کے رہنے والے ہیں۔ ان ہی کے علاقہ میں ایک بڑا جلسہ مولانا اظہار اشرف علیہ الرحمہ کی صدارت میں منعقد ہوا تھا۔ مولانا ممتاز اشرفی کے پیہم اصرار پر مجھے بھی جانا پڑا تھا۔ میرے قیام کا انتظام حضرت اظہار میاں کے ساتھ کسی کے مکان کے ایک بڑے کمرے میں تھا۔ دو بڑی مسہری پر دو طرف آمنے سامنے بستر لگا تھا۔ باقی تمام مقررین وشعراً کا انتظام گاؤں سے باہر جلسہ گاہ کے قریب اسکول کی عمارت میں تھا۔

یہ دور سواد اعظم اہل سنت کی ابتلاء وآزمائش کا دور تھا۔ ہمارے دو بڑے مراکز میں ٹکراؤ کی صورت پیدا ہوگئی تھی اور پورے ملک کے مسلمانان اہل سنت انتشار کے شکار تھے۔ اور طرفہ وتماشہ یہ کہ دونوں طرف کے کچھ ابن الوقت مولوی نے اپنی دوکان چمکانے کا اسے بہترین حربہ بنالیا تھا۔ اوراس آگ کو ہوا دینے کا کام کررہے تھے۔

حضرت اظہار میاں صاحب علیہ الرحمہ کچھ دیر تو ''اگر برملا افتد، فتنہ نہ برخیزد'' کے اصول پر محتاط انداز میں گفتگو کرتے رہے۔ مگر جب انہیں اندازہ ہوگیا کہ میں اس اختلاف میں کسی کا ساجھے دار نہیں ہوں۔ بلکہ اہل سنت کی اکھڑتی ہوئی ساکھ اور روزافزوں بگڑتے ہوئے حالات پر دکھی دل ہوں۔ تو پھر وہ بہت دیر تک کھل کر باتیں کرتے

رہے۔ اور وہ اپنی پوری گفتگو میں دونوں طرف کے بے جا تشدد پر شکوہ سنج نظر آئے۔ اور اس پوری گفتگو میں کسی بڑے کی شان میں انداز کلام سخت نہیں تھا۔ خاندان پھوچھہ پر فرمان اعلیٰحضرت سے بغاوت کر کے جو ہرزہ سرائی کی گئی تھی اس پر دل کا بھر آنا تو عین تقاضائے فطرت تھا۔

یہ محبوب ملت حضرت مولانا سید شاہ اظہار اشرف علیہ الرحمہ والرضوان کی اعلیٰ ظرفی تھی کہ دکھی دل ہونے کے باوجود زبان حد ادب میں تھی۔ چھوٹوں کی یاوہ گوئی پر بڑوں کی خاموشی کا آپ کو ملال تھا۔ زمانے کی اس ستم ظریفی پر زبان شکوہ سنج تھی مگر دشنام طرازی کے لئے آمادہ نہ تھی۔ خاندان ونسب پر سنگین حملے ہو رہے تھے اور خاندان کے بزرگوں کیلئے پھوہڑ زبان استعمال کی جارہی تھی مگر حضور سرکار کلاں اور حضرت اظہار میاں صاحب کے ہاتھوں سے صبر کا دامن نہ چھوٹا۔ مظالم پر صبر اور گالیاں سن کر دعائیں دینا اس رحمت تمام کی سنت ہے جس سے سارا زمانہ مستنیر ہوا۔ میں حضرت اظہار میاں صاحب کے درد بھرے بول سن رہا تھا اور میرا احساس دل یہ شعر گنگنا رہا تھا۔

سمجھتے تھے، رہے گی جنگ محدود گل وبلبل
مگر تخریب، نظم گلستاں تک بات جا پہونچی

آج ہر مرنے والے کیلئے کچھ آڑی ترچھی کرامت گڑھنے کا چلن چل پڑا ہے۔ میں حضرت اظہار میاں صاحب علیہ الرحمہ کیلئے ایسی ہی کچھ کرامتیں گڑھنے کیلئے نہیں بیٹھا ہوں۔ بتانا یہ مقصود ہے کہ نفع وضرر، رنج وراحت اور خوشی وغمی کی حالتوں میں ردائے احتیاط کا کاندھے سے نہ گرنا اور قدم جادۂ شریعت سے نہ پھسلنا بڑی کرامت ہے۔

سید الطائفہ حضرت خواجہ جنید بغدادی رضی اللہ عنہ کی خانقاہ میں ایک شخص چودہ دنوں تک مقیم رہا۔ اس کے بعد رخت سفر باندھ کر آپ سے اجازت کا طالب ہوا۔ سید الطائفہ نے فرمایا۔ ''آمدن بہ ارادت، رفتن بہ اجازت'' آنا اپنی خواہش سے، جانا اجازت لیکر۔ یہ صحیح ہے مگر یہ تو بتاؤ کیوں کر آئے، کس لئے اتنے دنوں قیام کیا، اور کیوں کسی عرض مدعا کے بغیر جارہے ہو، اس نے عرض کیا، حضور! آپ کی ولایت کا چرچا سن کر آیا تھا۔ چودہ دنوں کی مدت میں کوئی کرامت دیکھنے میں نہ آئی۔ آپ نے پوچھا، یہ بتاؤ کہ ان چودہ دن ورات میں کوئی کام میرا خلاف سنت وشریعت بھی تم نے پایا۔ اس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا، مومن کا متبع سنت ہونا ہی اصل کرامت ہے۔ یہ سن کر وہ شخص قدموں پہ گر پڑا اور مرید ہو گیا۔ ہمارے مخدوم جہاں حضرت شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

''ایمان اگر بہ گور بری صد کرامت است''

ایمان قبر میں سلامت لے جانا، سو کرامتوں سے بڑھ کر ہے۔ شیخ اعظم نمبر میں حضرت اظہار میاں صاحب علیہ الرحمہ کی کرامت ڈھونڈنے والو، ان کی سنت بردوش زندگی سو کرامتوں سے بڑھ کر ہے۔ اور ان کی روشن زندگی کے شب وروز تمہاری رہنمائی کے لئے بس ہیں۔ ایمان و عقیدہ کی سلامتی کے بعد جو شیخ طریقت متبع سنت نظر آئے۔ راہ شریعت پر ثابت قدم دکھائی پڑے۔ اپنے اسلاف کی بافیض زندگی کا مظہر معلوم ہو بلاشبہ اس کی ذات روشنی کا مینار ہے۔ اور اس کا سراپا سرچشمۂ ہدایت ہے۔ وہ خود رحمت الٰہی کے سائے میں عاقبت بخیر کی راہ طے کر رہا ہے۔ اور انشاء اللہ اس کے دامن سے وابستہ افراد کو بھی خیر کثیر کی راہ پر تیز گامی نصیب ہوگی۔

ہر مصیبت سے بچے گا وہ یقیناً آسی
اپنے مرشد کو جو درد کا درماں سمجھے

☆☆☆☆

وہ دن بہار کے

مفتی محمد ایوب نعیمی رضوی، پرنسپل ومفتی جامعہ نعیمیہ مرادآباد

مظہر شان سرکار کلاں شیخ اعظم حضرت علامہ الحاج الشاہ سید محمد اظہار اشرفی جیلانی قدس سرہ النورانی کو فیاض مطلق، خالق حسن و جمال نے حسن ظاہر اور جمال باطن سے اس طرح مرصع فرمایا تھا کہ ہر دیکھنے والا یہی چاہتا کہ نظروں سے اوجھل نہ ہوں، سامنے رہیں اور علم وعمل، جود وسخا کے جلوے بکھیرتے رہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ بندگان خدا میں کچھ ایسے اللہ کے پیارے ہیں جنہیں دینوی معاملات ذکر الٰہی سے نہیں روکتے۔ ان کا ذکر جمیل اللہ عزوجل نے قرآن کریم میں یوں فرمایا ''رِجَالٌ لَا تلھیھم تجارۃ و لا بیع عن ذکر اللہ الآیۃ'' وہ لوگ جنہیں غافل نہیں کرتا کوئی سودا اور نہ خرید وفروخت اللہ کی یاد سے۔

میرے وجدان میں حضرت شیخ اعظم انہیں نفوس قدسیہ میں سے ایک ہیں جن کے پائے استقلال میں کبھی لغزش نہیں آئی اور عوائق کثیرہ کے باوجود منزل نگاہ سے نہ ہٹی۔ ان کی پرواہ کئے بغیر مشاغل جاری رہے جن کی مثال جامع اشرف، مسجد اعلیٰ حضرت اشرفی، مولانا احمد اشرف ہال اور مختار اشرف لائبریری ہے۔ ان کی حیات مبارکہ شرع مطہر کی روشنی میں دو حصوں میں منقسم رہی اول تعلیم (پڑھنا) یہ ہر شخص پر لازم ہے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''تفقھوا قبل ان تسودوا'' رواہ البخاری اس سے پہلے کہ تم سردار بنائے جاؤ علم حاصل کرلو بلکہ حضرت امام بخاری علیہ رحمۃ الباری تو قبلیت کی قید کو احترازی نہیں مانتے کہ صحابہ کبار رضی اللہ عنہم نے اپنی کبر سنی میں بھی اس پر عامل رہے

شیخ اعظم کا زمانۂ تعلم چار سال تک جامعہ نعیمیہ مرادآباد میں رہا جیسا کے ریکارڈ میں درج ہے کہ آپ یکم نومبر ۱۹۴۸ء میں داخل ہوئے اور ۱۹۵۲ء میں تشریف لے گئے اور جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں تکمیل درس نظامی فرمائی۔ فراغت کے بعد ایک اکتوبر ۱۹۵۷ء سے مئی ۱۹۶۱ء تک جامعہ نعیمیہ میں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے اور طلبہ کو حسنِ تفہیم سے مستفیض فرماتے رہے۔ ان ایام کے دستخط بھی رجسٹر میں ثبت ہیں اور جون ۱۹۵۸ء سے یہ فقیر بھی جامعہ میں تدریس پر مامور ہوا اس طرح تقریباً چار سال تک میں شرف صحبت سے مشرف ہوتا رہا۔ خارجی اوقات میں اکثر مجھے اپنے پاس بلا لیتے اور مسائل درسیہ وفقہیہ پر عربی زبان میں گفتگو ہوتی رہتی۔ حضرت کو عربی زبان سے خاص شغف تھا، بلا تکلف بولتے۔ جمعہ کے دن اکثر ہم دونوں بزرگانِ دین کے آستانوں کی زیارت کے لئے نکل جاتے۔ میں چوں کہ جامعہ سے قریب ہی محلّہ لال باغ میں رہتا تھا۔ وہاں کے لوگ موسم کے لحاظ سے فالیز کی کھیتی دریا میں کرتے تھے۔ کبھی وہاں چلے جاتے اور گھنٹوں مسائل پر گفتگو ہوتی رہتی اور اللہ عزوجل کی نعمت خربوز، تربوز، کھیرا اور ککڑی وغیرہ تناول فرماتے۔ ان ایام کی بہار اور کیف ونور کو میں بیان نہیں کرسکتا۔ انہیں دنوں مجھے اللہ عزوجل نے ایک فرزند عطا فرمایا۔ میں نے حضرت کو سنایا بہت خوش ہوئے۔ چہرہ بدر کامل کی مثال

پیش کر رہا تھا۔فرمایا کہ شام کے وقت ایک محفل کا انعقاد ہو۔ چنانچہ بعد مغرب مسجد محلّہ لال باغ میں محفل کا اہتمام کیا گیا۔ آپ نے فرزند کا تاریخی نام ''مسعود اختر'' رکھا۔انہیں کا فیضان ہے کہ آج وہ مسعود ہوکر امریکہ کی سرزمین میں ادارہ ''الفلاح'' قائم کر کے ملت بیضاء کی خدمت بحسنِ خوبی انجام دے رہے ہیں۔

آپ نے اپنی خطابات سے ہزاروں کو منزل تک پہونچایا۔ بہت سے اشقیاء نے صرف چہرہ دیکھا اور شقاوت سے توبہ کی اور مرید ہو گئے ۔ اتنے اوصاف و کمالات کے حامل آج ہم سے رخصت ہو گئے ۔ یقیناً ان کے وصال سے بڑا خلا ہو گیا مگر ہمیں امید ہے کہ ان کی اور اسلاف کرام کی روحانیت ان کے جانشین مظہر شان شیخ اعظم قائد ملت حضرت علامہ الحاج الشاہ سید محمد محمود اشرف زید شرفہ میں جلوہ گر ہوگی اور سارے امور حسب سابق انجام پاتے رہیں گے۔

دعا ہے کہ مولیٰ عزوجل حضرت شیخ اعظم کو مدارج عالیہ پر قائم فرمائے اور ان کے اخلاف کرام حضرت قائد ملت ،حضرت علامہ سید محمد اشرف اور حضرت سید حماد اشرف اطال اللہ بقاء ہم کو ان کی شان کا مظہر بنائے کہ مہکیں اور مشام جان عالم کو مہکاتے رہیں ۔آمین بجاہ حبیبہ الکریم علیہ وعلیٰ الہ الصلوۃ والتسلیم ۔

☆☆☆☆

جامع اشرف

اپنے اغراض ومقاصد کے آئینے میں

☆ سنی مسلمانوں کی دینی زبوں حالی اور تعلیمی پسماندگی کے پیشِ نظر مروجہ نظامِ تعلیم پر غور کرنا اور اسے ایک نئی زندگی دینا۔

☆ درسِ نظامی کے تغیر وتبدل کے مسئلہ پر صحت مند خیالات پیش کرنا اور ایک نئے دینی درس کی ضرورت واہمیت پر روشنی ڈالنا۔

☆ تعلیمی مراکز میں فکر وعمل کے لحاظ سے وحدت پیدا کرنا۔

☆ طلبہ کو دینی شعور کے ساتھ دنیاوی علم وآگہی بھی دینا تاکہ وہ اپنی عملی زندگی میں عصر جدید کے اقتصادی یا عمرانی مسائل سے ہراساں نہ ہوں۔

☆ ایک مضبوط اور بااختیار مرکزِ تعلیم کی تشکیل کرنا۔

"یادوں کے اشرفی دریچے"

علامہ شاہد رضا نعیمی اشرفی، لندن (برطانیہ)

شیخ اعظم ،مظہر اشرفیت ،رہبر شریعت ، مخزن طریقت حضرت علامہ مولانا ابوالمحمود سید شاہ اظہار اشرف اشرفی جیلانی سجادہ نشیں،آستانہ عالیہ اشرفیہ حسنیہ سرکارکلاں کچھوچھہ شریف کے وصال کی خبر برطانیہ و دیگر یورپی و شمالی امریکی ممالک میں بڑی سرعت سے پھیلی ۔اس حادثہ فاجعہ سے صرف بین الاقوامی اشرفی دنیا میں ہی نہیں، بلکہ برصغیر سے تعلق رکھنے والے تمام سنی مسلمانوں میں غم و الم کی سوگواری چھا گئی۔ میری اطلاع کے مطابق، نیو یارک۔ نیو جرنی ،شکاگو،ہیوسٹن ،سان فرانسکو (امریکہ) ٹورانٹو(کناڈا) شری نام(جنوبی امریکہ) برسلز (بلجیم) پیرس(فرانس)فرینکفرٹ (جرمنی) ایمسٹر ڈیم،ڈین ہاگ، راٹر ڈیم (ہالینڈ)اور برطانیہ میں لندن سے گلاسگو تک متعدد شہروں میں ایصال ثواب کی مجالس ،تعزیتی محفلوں اور دعائیہ تقریبات کا انعقاد کیا گیا۔

حضرت شیخ اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کو غالبًا سب سے پہلے میں اپنے آبائی وطن فتح پور (بھاگلپور) میں دیکھا تھا ۔ موصوف اپنے والد ماجد مخدوم المشائخ حضرت علامہ مولانا مفتی سید مختار اشرف صاحب اشرفی جیلانی قدس سرہ العزیز(۱۹۹۶۔۱۹۱۴ء) کے ہمراہ تشریف لائے ہوئے تھے ۔ابھرتا ہوا قد ،نورانی چہرہ ،تبسم سے معطر خدوخال،انداز گفتگو کی مٹھاس، آواز کی شیرینی، رفتار کی متانت، آنکھوں کی چمک،لباس کا حسن، میری آنکھوں میں حضرت موصوف کی شخصیت کا یہ اولین نظارہ ۔ابھی ابھی اچھی طرح محفوظ ہے ۔اندازاً یہ ۱۹۵۷یا۱۹۵۸ء کا زمانہ تھا۔

حضرت شیخ اعظم سے میری نیازمندی اور عقیدت کیشی کا شعوری آغاز جامعہ نعیمیہ مرادآباد پہونچنے پر ہوا۔ غالبًا یہ ۱۹۶۱ء کا زمانہ تھا ۔ جب آپ اعزازی استاد بن کر جامعہ تشریف لائے ۔ یہاں صبح وشام آپ کی خدمت میں حاضری کا تقریباً روز موقع ملتا۔طلبہ واساتذہ میں آپ بے حد مقبول ومحبوب تھے ۔ کچھوچھہ مقدسہ سے عقیدت ونسبت کم وبیش پورے جامعہ میں ہم سب کا اجتماعی مزاج تھا۔استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مولانا محمد یونس صاحب اشرفی نعیمی (وصال ۔۱۹۷۳ء)، والد ماجد حضرت مولانا مفتی محمد حبیب اللہ صاحب نعیمی اشرفی (۱۹۷۵۔۱۹۱۷ء) حضرت مولانا محمد طریق اللہ صاحب نعیمی شاہدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم و دیگر اساتذہ اور تقریباً تمام طلباء آپ کا بیحد احترام واکرام فرماتے۔ جامعہ میں آپ کا بحیثیت استاذ قیام مختصر رہا۔لیکن اس تھوڑی سی مدت میں آپ نے طلباء کو اپنے کردار وعمل سے بیحد متاثر فرمایا۔آپ کی حیثیت ایک نمونۂ عمل (ROLE MODEL) کی تھی ۔درسگاہ میں تعلیم کے اوقات کے بعد طلباء کی بیشتر تعداد آپ کی مجلس میں حاضری کا اہتمام کرتی ۔دارالاقامہ کے علاوہ مرادآباد شہر کے مختلف علاقوں کی مساجد میں

قیام پزیر طلباء رات میں آپ کی خدمت میں پابندی سے حاضر ہوتے اور آپ کی محفل میں شریک ہو کر آپ کی روحانی و عملی گفتگو سے فیضیاب ہوتے۔ آپ کی مجالس میں خصوصی طور پر اولیاء کرام کا تذکرہ ہوتا۔

تزکیۂ نفس، مجاہدہ، عبادت و ریاضت، تقویٰ و پرہیزگاری، معرفت وطریقت، کرامات وکشف، بے نفسی و بےلوثی، ایثار وقربانی، علم وعمل جیسے عنوانات کے حوالہ سے آپ اولیاء کرام وصوفیاء اسلام کی حیات طیبہ سے بڑے دلچسپ واقعات ایسے انداز والفاظ میں بیان فرماتے کہ مجلس میں ایک کیفیت پیدا ہوجاتی۔ بلکہ مجھے اچھی طرح یاد ہے محبوبان خدا کے اس ذکر لطیف سے خود آپ بھی متأثر ہوتے اور آپ پر بھی ایک کیف طاری ہوجاتا تھا۔

ذکر اس پری وش کا اور پھر بیاں اپنا

اکثر ایسا ہوتا کہ جب محفل ختم ہوتی تو شرکاء محفل سے جانا نہیں چاہتے تھے وعدۂ فردا کی آس لے کر بادل ناخواستہ ہم محفل سے اٹھ آتے اور پھر اگلی شام کا انتظار کرتے۔

حضرت شیخ اعظم ایک باعمل فرد کے ساتھ ساتھ عامل کامل بھی تھے خانوادۂ اشرفیہ کے اولیاء ومشائخ کے اعمال ووظائف کا ذخیرہ آپ کے پاس تھا۔ اس سلسلہ میں بارہا آپ اپنے نانا جان، امام طریقت ومعرفت حضرت مولانا سید مصطفیٰ اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ کا خصوصیت کا ساتھ ذکر فرماتے۔ ان کے اوراد ووظائف اور تعویذات کے مؤثر ومجرب ہونے کا آنکھوں دیکھا حال بیان فرماتے اور فخر سے کہتے کہ انہوں نے مجھے بہت کچھ عطا فرمایا ہے۔ مرادآباد تشریف آوری سے قبل ہی آپ نے حرمین شریفین کے سفر میں تقریباً تین ماہ مدینہ طیبہ میں قیام کے دوران روضۂ رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم کے دائرۂ فیض میں اپنے والد ماجد اور پیر ومرشد حضور سرکارکلاں قدس سرہ العزیز کی اجازت سے عمل حیدری وحزب البحر کے خصوصی اعمال و دیگر ریاضات ومجاہدات کی تکمیل کی تھی۔ گاہ بگاہ وہ اپنی نجی محفل میں اس کا ذکر خود فرماتے تھے۔ قائد ملت محمود المشائخ حضرت علامہ مولانا سید محمود اشرف اشرفی جیلانی، سجادہ نشیں آستانۂ عالیہ اشرفیہ سرکارکلاں، کچھوچھہ شریف نے بھی ''نقوش اشرفیہ'' کے ابتدائیہ میں اس کا ذکر کیا ہے۔

محبوب یزدانی حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمۃ والرضوان (۸۳۲-۷۱۲ھ) کے آستانۂ شفا سے آسیب زدہ اور جنات زدہ مریضوں کی صحت یابی کے واقعات بزرگوں سے میں نے سنے ہوئے تھے۔ لیکن ہنوز اس کا مشاہدہ نہیں کیا تھا۔ جامعہ نعیمیہ میں اس مناسبت سے اشرفی کمالات وتصرفات کا جلوہ حضرت شیخ اعظم کے وسیلہ سے دیکھنے کا پہلی بار موقع ملا۔ حضرت موصوف کو جنات وآسیب سے متأثر لاعلاج مریضوں کے کامیاب علاج کا ملکہ حاصل تھا۔ مرادآباد کے علاوہ قرب وجوار کے علاقوں کے مریضوں کا گویا جامعہ میں کبھی کبھی میلا لگ جاتا تھا۔ چند ماہ میں ہی اشرفی فیض کا چرچا اس طرح پھیلا کہ مغربی یوپی کے علاوہ راجستھان اور مدھیہ پردیش تک سے لوگ حاضر ہوتے اور آپ دنوں میں نہیں گھنٹوں میں جناتوں کو جلا برسوں کے مریضوں کو ان کی تکالیف سے نجات دلانے کا روحانی وسیلہ بن جاتے تھے۔

مجھے یاد ہے عموماً جامعہ نعیمیہ کی مسجد میں نماز مغرب کی آپ امامت فرماتے تھے۔ قرآن کریم کی

تلاوت میں بڑی حلاوت اور نغمگی ہوتی اور جی چاہتا کہ قرأت قرآن کا دورانیہ (Duration) طویل ہوجائے۔ ہم جیسے کم شعور نمازیوں کی عبادت کی رغبت میں اضافہ ہوجاتا۔

درس وتدریس کے علاوہ حضرت شیخ اعظم طلبہ کی صلاح وفلاح، ان کی ذہنی تربیت، ان کی صحت وعافیت اور معیار تعلیم کی بہتری کے بارے میں سنجیدگی سے دل چسپی لیتے تھے۔ طلبہ کی تقریری مشق کا پروگرام ہر جمعرات کی شام کو ہوتا تھا۔ اس میں خود تشریف لاکر خود طلبہ کی حوصلہ افزائی فرماتے۔ انداز تقریر کے پیچ وخم بتاتے۔ مضامین کی تلاش، نکات آفرینی کی ضرورت اور اس کے اسرار ورموز کی جانب رہنمائی فرماتے۔ عنوانات مقرر کر کے سینئر طلبہ کو تقریر کی تیاری پر آمادہ کرنے کی کوشش کرتے۔ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ میری اپنی تقریری مشق کی ''بسم اللہ'' حضرت کی موجودگی میں، آپ کی بے شمار دعاؤں کے سایۂ عاطفت میں۔۔۔اس طرح ہوئی تھی۔

اس وقت جامعہ میں مختلف علاقوں کے طلبہ کی علاحدہ تقریری مشق کا اہتمام ہوتا تھا۔ انجمن اصلاح البیان۔ انجمن اصلاح اللسان اور دیگر ناموں سے طلبہ نے علاقائی یا صوبائی تشخصات (Identity) کی بنیاد پر یہ روایت شروع کر رکھی تھی۔ حضرت شیخ اعظم نے اپنی کوششوں اور حکمت سے سب کو متحد کیا اور طلبہ کی سرگرمیوں میں ایک اجتماعیت پیدا فرمائی۔

جامعہ کے تمام طلبہ کی واحد انجمن (Organisation) اور نعیمی دار المطالعہ کے نام سے طلبہ کی قائم کردہ لائبریری کا ایک باقاعدہ (Structured) تصور آپ نے دیا۔ اس لائبریری میں برصغیر کے بہت سے رسائل وجرائد کی آمد آپ ہی کی کوششوں کا نتیجہ تھی۔ نیز نعیمی دار المطالعہ کے لئے سینکڑوں کتابوں کا انتخاب اور ان کی خریداری کے لئے وسائل کا انتظام آپ نے خود کیا۔ کتابوں میں دینی ومذہبی کتابوں کے علاوہ تاریخی وادبی کتابوں، شعری مجموعوں اور دیگر مکاتب فکر کے مصنفین کی مشہور کتابوں کی خریداری کی اجازت آپ کی ذاتی کوششوں سے ملی۔ دار المطالعہ کے اس نسبتاً وسیع تر ذخیرہ سے ہیں۔ اپنی معلومات کو (Update) کرنے کا، معلومات عامہ (General Knowladge) کے حصول کا، شعر وادب کی چاشنی سے اپنے طرز تحریر وتقریر کو (Develope) کرنے کا جامعہ نعیمیہ میں جو موقع میسر آیا اس کا سہرا حضرت شیخ اعظم کے سر ہی پر سجا ہوا ہے۔

خانقاہ اشرفیہ حسنیہ سرکارکلاں کچھوچھہ شریف کے انتظامی معاملات اور عدالتی امور کے باعث جامعہ نعیمیہ میں آپ کا مستقل قیام جاری نہ رہ سکا۔ لیکن آپ اپنی مصروفیات سے وقت نکال کر اکثر وبیشتر مرادآباد تشریف لاتے۔ کبھی کبھی ایک ایک ہفتہ قیام کرتے اور تعمیر آشیاں کے فکر وتدبیر کی انجمن کی مسند پر رونق افروز ہوکر طلباء کو ایک شاندار وجاندار مستقبل کا احساس دلاتے تھے۔

صدر الافاضل، فخر الاماثل استاذ العلماء حضرت مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی بانی جامعہ نعیمیہ مرادآباد (۱۹۴۸-۱۸۸۲ء) سے آپ کو ایک جذباتی تعلق تھا خود بیان فرماتے کہ جب حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمۃ والرضوان کچھوچھہ شریف تشریف لاتے تو خانوادۂ عالیہ کے بچے اور نوجوان ہاتھوں میں جھنڈیاں لے کر آبادی

سے باہر آ کر خانوادۂ اشرفیہ کے علماء و اولیاء کی سرپرستی میں حضرت کا استقبال کرتے تھے۔ اظہار عقیدت اور اعتراف عقیدت کے اس ''نعیمی اشرفی'' تعلق کو حضرت شیخ اعظم نے بڑی خوش اسلوبی، جرأت اور تسلسل سے نبھایا اور اس معاملہ میں آپ نے کوئی سمجھوتہ (Compromise) نہیں کیا۔

کبھی کبھی میں سوچتا ہوں کہ کاش خانقاہ اشرفیہ کی ذمہ داریوں نے اگر انہیں کچھ اور مہلت دی ہوتی اور چار پانچ سال جامعہ میں رہ جاتے تو جامعہ نے کچھ ایسی تبدیلیاں قبول کی ہوتیں کہ آج سارا منظر نامہ ہی مختلف ہوتا۔

حضرت شیخ اعظم علیہ الرحمہ بڑی زبردست اور حیران کن قوت ارادی کے مالک تھے۔ بعض اوقات ہم جن حالات و تغیرات کو دیکھتے ہیں ان کی مکمل عکاسی کے لئے الفاظ کے کشکول خالی محسوس ہونے لگتے ہیں۔ میرے پاس حضرت موصوف کے عزم کی پختگی اور ارادوں کی توانائی کو بتانے کے لئے مناسب الفاظ نہیں ہیں۔ انہوں نے خانقاہ اشرفیہ کی تعمیر و ترقی کا ایک منصوبہ اپنے ذہن میں بنالیا تھا۔ اور نامساعد حالات کے باوجود وہ اپنے اہداف (Targets) تک پہونچنے میں کامیاب ہوئے۔ خانقاہیت اور طریقت کے مختلف زاویوں میں مربوط رشتوں کے فقدان، وسائل کی کمی، مخلص اور وفا شعار افراد کی قلت اور ان جیسے مختلف عوامل (Factors) سے آلودہ دور میں انہوں نے بہت بڑے بڑے منصوبے شروع کئے اور اس کو پایۂ تکمیل تک پہونچایا۔ نہ تنقید محض کو خاطر میں لائے۔ نہ منفی آراء کی پروا کی، نہ ہی مایوسی کا شکار ہوئے بلکہ عدم تعاون کی ظلمت شب میں اپنے عزم و آہنگ کی ثابت قدمی سے اپنے تعمیری سفر کو جاری رکھا اور منزل پر پہنچ کر ہی دم لیا۔ مدرسہ اشرفیہ کچھوچھہ شریف کا جامع اشرف کے نام سے احیاء (۱۹۷۸ء)، مسجد اعلیٰ حضرت کی تعمیر (۱۹۸۹ء)، مولانا سید احمد اشرف ہال اور مختار اشرف لائبریری کا قیام ۱۹۹۰ء یہ حضرت شیخ اعظم کے عہد کے ہی نہیں بلکہ اشرفیت کی چھ سو سالہ تاریخ کے بڑے اہم منصوبے تھے۔ شیخ اعظم کا دور ذاتی منفعت، شخصیت پرستی، ذاتی جاگیر و ریاست کی تعمیر کے تگ و دو کا زمانہ ہے۔ چند قدآور شخصیات اور مراکز کو چھوڑ کر زیادہ تر جد و جہد اپنی ذات کی ارد گرد گھومتی نظر آتی ہے۔ وہ چاہتے تو کروڑوں روپے کا رہائشی قلع تعمیر کر لیتے یا اپنی ذاتی نام پر اربوں روپے کی جائداد جمع کر سکتے تھے لیکن انہوں نے ملت اسلامیہ کے وسیع تر علمی و روحانی فائدہ کو ذاتی مفادات پر پوری قوت اور سرگرمی سے ترجیح دی۔ ایک آسان راستہ (Option) یہ بھی تھا کہ جو کچھ خانقاہ میں بطور وراثت موجود تھا۔ اسی پر اکتفا کرتے۔ زائرین و معتقدین کی لاکھوں افراد کی جماعت کو حالات کے رحم و کرم پر چھوڑ دیتے اور طوفانوں سے ٹکرانے کے بجائے ساحل سے نظارہ کرنے کی حکمت عملی کو اپنا کر سہل پسندی اور تن آسانی کے مزے لیتے۔ لیکن انہوں نے پتھروں پر چل کر منزل پانے کی مشقت کو رضا کارانہ طور پر اختیار کیا آج آستانہ اشرفیہ حسنیہ سرکارکلاں کو دیکھا جائے تو پرشکوہ عمارتوں، دیدۂ زیب نظاروں، درس و تدریس کی بہاروں، تصنیف و تالیف کے منصوبوں اور لائبریری میں ہزاروں کتابوں کی جو کہکشاں نظر آ رہی ہے اس کی ایک ایک اینٹ شیخ اعظم کے آہنی عزم کی گواہی دیتی ہے۔

وہ جس منصوبہ کو شروع فرماتے اس کو اوڑھنا بچھونا بنا لیتے۔ جب تک منصوبہ مکمل نہیں ہوجاتا ہر دم اس کا وظیفہ جاری رہتا۔ ہر مجلس میں اسی منصوبہ کا تذکرہ چلتا رہتا جامع اشرف کا آغاز ہوا تو مجھے یاد ہے جہاں تشریف لے جاتے جس مجلس میں گفتگو فرماتے وہاں اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، جامع اشرف ہی کا ذکر ہوتا اساتذہ کا معیار، اساتذہ کی تلاش، طلباء کا ذوق وشوق، طلباء کی تعداد، ادارہ کے اخراجات و بجٹ کا معاملہ، دار الاقامہ کی ضرورت، نصاب تعلیم، بین الاقوامی اداروں سے معادلہ، نظم و ضبط کی اہمیت جیسے عنوانات پر جامع اشرف کا موضوع مجلسی گفتگو پر چھایا رہتا۔ حاضرین کوئی اور موضوع شروع کرنا چاہتے تو طبیعت میں جیسے بے کیفی پیدا ہوجاتی۔

مختار اشرف لائبریری کا قیام عمل میں آیا۔ تو ساری دنیا سے کتابوں کو جمع کرنے کی جیسے دھن سوار ہوگئی سوتے جاگتے، سفر و حضر میں، جلوت وخلوت میں بس لائبریری کی توسیع، اس کے معیار اور افادیت، دینی و خانقاہی ماحول میں اس کا رول، ریسرچ و تحقیق کے باب میں اس کی اہمیت کے عنوانات پر گھنٹوں بے تکان محو تکلم ہوتے۔ ہر آنے جانے والے سے رائے طلب کرتے۔ متعدد بار ممبئ سے حضرت موصوف کے بعض تاجر پیشہ نیاز مند لندن آئے۔ ازراہ شفقت انہیں میرا فون نمبر دیتے۔ مجھ سے ان برادران طریقت کی گفتگو یا ملاقات ہوتی تو حضرت کی خیرت وعافیت دریافت کرنے بعد پوچھا کرتا کہ حضور عالی نے کوئی پیغام دیا ہے تو بتایئے۔ لندن سے کوئی چیز طلب کی ہو تو کہیئے۔ وہ میرے آقائے نعمت ہیں۔ ان کی کسی بھی فرمائش کو پورا کرنا میرے لئے عین سعادت ہے۔ یہ مسافران محبت جواباً مجھے صرف یہ بتاتے کہ حضرت مختار اشرف لائبریری کے لئے اسلام پر تصنیف شدہ انگریزی زبان کی کتابیں طلب کی ہیں۔

مارچ ۱۹۹۹ء میں دوسری بار حج ادا کرنے کی سعادت رب کریم نے عطا فرمائی۔ مکہ مکرمہ میں ایک حج کے دوران اچانک حضرت شیخ اعظم علیہ الرحمہ کے دوسرے شہزادے، پیر طریقت حضرت سید محمد اشرف میاں زید مجدہٗ وشرفہٗ سے ملاقات ہوگئی۔ ان سے یہ خوش خبری ملی کہ حضرت ولی مرتبت بھی آئے ہوئے ہیں۔ قیام گاہ پر ملاقات کے لئے حاضری ہوئی۔ یہ وہی وقت تھا جب لائبریری کے قیام کی تکمیل کا مرحلہ ان کے ذہن پر چھایا ہوا تھا۔ خیرت پوچھنے، دعائیں عطا کرنے اور چند رسمی جملوں کے بعد فرمایا کہ تمہارے والد ماجد مفتی حبیب اللہ صاحب نعیمی اشرفی ۱۹۷۵ء۔ ۱۹۱۷ء کی جمع کی ہوئی کتابیں کہاں ہیں۔ وہ سچے اور پکے اشرفی تھے۔ ان کی کتابوں کو رکھنے کی بہترین جگہ کچھوچھہ شریف میں مختار اشرف لائبریری ہے۔ میں نے عرض کیا حضور حکم کی تعمیل ہوجائے گی۔ فرمایا ابھی اسی وقت جامعہ نعیمیہ مرادآباد کے صدر مدرس حضرت مولانا مفتی ایوب صاحب نعیمی رضوی مدظلہٗ کے نام اس سلسلہ میں ایک تحریر لکھ کر مجھے دے دو۔ سفر حج سے واپسی پر میں تمہاری یہ تحریر مرادآباد بھیج کر تمام کتابیں منگوالوں گا۔ میں نے حسب حکم مختصر سی تحریر لکھ کر حضرت کے حوالے کردی۔ آج والد ماجد قدس سرہ العزیز کے ذاتی کتب خانے کی بیشتر کتابیں کچھوچھہ شریف کی لائبریری میں بحفاظت موجود ہیں۔ عرض مدعا یہ ہے کہ جس منصوبہ کو شروع

فرماتے اس کی لگن اوراس کی دھن رگوں میں خون کی طرح سرایت کر جاتی ۔ مقصد سے عشق کی حد تک وارفتگی پیدا ہو جاتی۔

جس زمانہ میں مسجد اعلیٰ حضرت اشرفی کی تعمیر کا کام شروع ہوا۔ میں لندن سے انڈیا گیا ہوا تھا ۔ کچھو چھہ مقدسہ بھی حاضری ہوئی ۔نششت گاہ میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ سامنے ممبر پر مسجد کے ڈیزائن ، گنبد کے ممکنہ طرز ، ماربل (سنگ مرمر) کی مختلف کمپنیوں کی تفصیلات پر مشتمل کاغذات و دستاویزات کا انبار لگا ہوا ہے ۔ پوری دل جمعی کے ساتھ ایک ایک نقشہ مجھے دکھانے لگے ۔ شیخ المشائخ حضرت اعلیٰ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ (وصال،۱۳۵۵ھ) کی یاد میں تعمیر ہونے والی اس مسجد کا منصوبہ ان کے لئے وظیفۂ شام سحر بنا ہوا تھا۔تقریری و تبلیغی دوروں کو چھوڑ کر ، شب و روز ، اسی کام میں منہمک نظر آئے۔

غالباً شیخ اعظم علیہ الرحمہ کے عزم ولگن کی یہی وہ ادا تھی جس نے ناموافق حالات میں بھی آپ کو کامیابی بخشی اور بڑے بڑے منصوبوں کو آپ نے صرف شروع ہی نہیں کیا بلکہ اسے مکمل بھی فرمایا۔حضرت شیخ اعظم علیہ الرحمہ کے ساتھ ناچیز کو ہندوستان میں سفر کرنے کا اور آپ کے تبلیغی دوروں میں آپ کی معیت وسرپرستی کے زیر سایہ دینی پروگراموں میں شرکت کا بھی موقع ملا خاص طور پر پورنیہ اور مغربی دیناجپور کے علاقوں میں ہفتوں آپ کے ساتھ رہنے کی سعادت میسر آئی۔تبلیغ دین کی راہ میں آپ مشقت برداشت کرتے دور دراز علاقوں کا سفر بیحد تھکا دینے والا ہوتا لیکن بشاشت ومحبت کا سلوک کبھی مدھم نہ ہوتا۔حرص دنیا اور حصول دنیا سے ہمیشہ قدرت نے دور رکھا ۔ نیاز مندوں کی بیحد قدر فرماتے عقیدت کیش افراد کو ہمیشہ قدر ومنزلت سے نوازتے ۔ طالب صادق کو دعاؤں سے مالا مال کر دیتے ۔ فیوض و برکات کے خاندانی سرمایہ کو بڑی فراخ دلی سے تقسیم فرماتے ۔تواضع وانکساری کا اظہار کرتے ہوئے بیحد مسرور ہوتے ۔ دسترخوان بڑا وسیع ہوتا مہمانوں کی دلداری کو فرض جان کر ادا کرتے۔

آپ کی حیات اقدس کے بہت سے پہلو ہنوز تشنہ تحریر ہیں ۔زندگی نے موقع دیا تو انشاء اللہ آپ کی سیرت پر بہت سی باتیں ذہن میں ہیں انہیں ضبط تحریر میں لانے کی کوشش کروں گا۔ سر دست اپنی نیاز کیشی کا یہ تحریری مرقعہ اس شعر پر ختم کرتا ہوں۔

ہے ازل سے یوں تو جاری شب وروز کا تسلسل
تیرے ساتھ دن جو گزرے کبھی لوٹ کر نہ آئے

نوٹ : ۵مئی ۲۰۱۲ء مطابق ۱۳جمادی الآخری ۱۴۳۳ھ بوقت رات ۱۱بجے لندن (برطانیہ) میں یہ مضمون مکمل ہوا۔

☆☆☆☆

جو ہو ممدوح خود اپنے خدا کا
بھلا کوئی کرے اس کی ثنا کیا
انہیں میری حقیقت کا پتہ ہے
مجھے ان کی حقیقت کا پتہ کیا

☆☆☆☆

(شیخ الاسلام مدنی میاں)

کیا خوش نصیب ہمارے تھے روز وشب

علامہ محمد راشد ضیاء نعیمی اشرفی،
نائب نگراں مذہبی امور امیگریشن ریموول سنٹر ہارمنڈس ورتھ لندن۔ یوکے

ابوالمحمود شیخ المشائخ حضرت محمد اظہار اشرف اشرفی جیلانی سجادہ نشین آستانہ اشرفیہ حسنیہ سرکارکلاں کچھوچھہ مقدسہ کے انتقال پر ملال کی جانکاہ خبر برادر مکرم حضرت علامہ مولانا شاہد رضا نعیمی اشرفی زیدمجدہٗ کی زبانی جناب محمد حسنین صاحب انسپکٹر بہار پولس کی وساطت سے اسی روز موصول ہوئی جس روز آپ کا وصال ہوا۔ اس کے فوراً بعد برادر عزیز مولانا محمد معارف رضا اشرفی بانی و مہتمم مدرسہ اشرفیہ رضائے حبیب حیدر آباد نے بھی بذریعہ"TEXT"اس سانحہ کی تصدیق کی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن !وصال کی خبر سے سخت صدمہ لاحق ہوا بس یوں سمجھئے کے پیروں تلے سے زمین نکل گئی۔

حضرت شیخ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی پہلی بار زیارت کب ہوئی تھی،اس کا تعین تو بے حد مشکل ہے کیوں کہ یہ بات جامعہ نعیمیہ مرادآباد میں میرے ایام طفولیت کی ہے، جہاں میں نے آنکھ کھولی تھی۔البتہ آپ سے میری آخری ملاقات ابھی کوئی سال ڈیڑھ سال پہلے یعنی ۲۰۱۰ء کے اواخر میں کلکتہ میں اس وقت ہوئی جب میں اپنی مخدومہ والدہ صاحبہ کے علاج کے سلسلہ میں سفرِ حج سے واپسی کے بعد صرف دس دنوں کے لئے ہندوستان گیا ہوا تھا۔

اس کا بھی عجیب سا واقعہ ہے۔کلکتہ کے قیام کے دوران میرے عزیز و ہم وطن حافظ محمد رئیس کوثر اشرفی (جو جامع اشرف میں تدریسی خدمات انجام دے چکے ہیں) نے بتایا کہ غالبًا حضرت شیخ اعظم صاحب قبلہ بھی کلکتہ تشریف لائے ہوئے ہیں۔میں نے یہ سنتے ہی حضرت محمود میاں صاحب قبلہ سے فون پر رابطہ کیا اور آپ نے مجھے حضرت کے"CONTACTS"اور قیام گاہ کی تفصیل"TEXT" کردی اور پھر اس طرح عرصہ کا اشتیاق ملاقات عملی طور پر پایۂ تکمیل کو پہونچا۔میں،والدہ ،بڑی ہمشیرہ اور دونوں بھائیوں سمیت حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔آپ نے فوراً پہچان لیا۔بڑی گرم جوشی اور شفقت سے شرفِ ملاقات بخشا۔اپنی علالت کا ذکر کیا اور فرمایا کہ راشد میاں اب دم واپسی ہے۔میں نے عرض کیا حضرت ایسا نہ کہئے۔رب تعالیٰ آپ کو طویل زندگی عطا فرمائے۔فرمانے لگے"تمام اعضاء جواب دے چکے ہیں، بصارت بھی متاثر ہے اور ذیابطیس نے بالکل معذور بنا کر چھوڑ دیا ہے،،پھر اپنے خدام کو چائے ناشتہ سے ہماری ضیافت کرنے کا حکم دیا۔تھوڑی دیر میں پرتکلف چائے آئی۔میں حضرت سے جامع اشرف،حضرت محمود میاں اور اشرف میاں صاحب کے بارے میں گفتگو کرتا رہا۔چلتے وقت میں نے محسوس کیا حضرت ہماری ملاقات سے جتنے خوش ہوئے تھے روانگی کے وقت اسی قدر مغموم ہوگئے۔آخر کار میں نے نم آنکھوں کے ساتھ حضرت سے اجازت لی۔مجھے کیا پتہ تھا کہ حضرت سے ہم سب کی یہ آخری ملاقات تھی۔

بات جامعہ نعیمیہ مرادآباد کی ہورہی تھی ۔ جامعہ نعیمیہ جوایک طرف حضرت فخرالاماثل صدرالافاضل حضرت مولانانعیم الدین مراد آباد علیہ الرحمہ کے فیوض وبرکات ،مدبرملت حضرت مولانامحمد یونس اشرفی سنبھلی اوروالدگرامی عمدۃالمحققین حضرت مولانامفتی محمد حبیب اللہ نعیمی اشرفی رحمۃ اللہ علیہما کی عقیدت وخدمات کامرکز رہاہے وہیں ان بزرگانِ ملت کے حوالے سے یہ ادارہ اکابرعلماء اورمشائخ کرام کی آماجگاہ بھی رہاہے۔میری ان آنکھوں نے حدودِجامعہ میں جہاں حضرت مفتی اعظم ہندعلیہ الرحمہ بریلی شریف ، حضرت مولاناحبیب الرحمٰن مجاہدملت علیہ الرحمہ رئیس اعظم اڑیسہ،حضرت مفتی محمد حسین صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ مفتی پاکستان ،جامع معقولات حضرت مولانا ظفرادیبی رحمۃ اللہ علیہ اورحضرت علامہ ابوالوفاء فصیحی غازی پوری رحمۃ اللہ علیہ جیسے عظیم علماءاورمشائخ کی زیارت کاشرف حاصل کیاہے، وہیں اس ناچیزکووالدگرامی رحمۃ اللہ علیہ اورہم جمیع اہلِ خانہ کی عقیدتوں کامرکزمرشدی وسیدی زیب سجادہ آستانہ سرکارکلاں کچھوچھہ شریف یعنی حضرت سیدمحمد مختاراشرف اشرفی جیلانی اورآپ کےصاحب زادے حضرت ممدوح حضرت علامہ سید محمد اظہاراشرف اشرفی جیلانی قدس سرہما کی جوتیاں سیدھی کر نے کا بھی غیرمعمولی شرف حاصل رہاہے۔

ان کے علاوہ جامعہ نعیمیہ کے توسط سے جامعہ کی چہار دیواری میں جیدا کابرین عصر سابق وحاضر کی بار ہا زیارت وصحبت اورخدمت نصیب ہوئی ان میں سے چند اہم نام مجاہد دوراں حضرت علامہ ومولانا سیدمظفرحسین کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ(ایم ، پی)اورمولانا محمداسرارالحق کوٹہ ،راجستھان رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں ۔جامعہ نعیمہ کی دستارِفضیلت کا جلسہ کیا ہوتا تھا کہ ہم سب کو ہرسال ان اکابرین کی زیارت اور خدمت کا ایک سنہرا موقع میسر آجاتا تھا۔مجھے آج بھی ان عظیم خطباء اور علماء کے بیانات کا بڑا حصہ اوران عظیم نورانی شخصیات کےخزینۂ ارشادات میں سے بے شمار پند ونصائح حرف بہ حرف یاد ہیں ۔مرادآباد کے محلّہ چوکی حسن خاں اورٹاؤن ہال کے جلسوں کی بازگشت آج بھی میرے کانوں میں اس طرح گونجتی ہے گویا یہ کل کی بات ہو۔

مذکورہ بالا قد آورعلماء اور نامور مشائخ کی فہرست میں حضرت صاحب سجادہ سرکارکلاں یعنی سیدی ومرشدی حضرت سید محمد مختار اشرف اشرفی جیلانی اورحضرت سید اظہار میاں رحمۃ اللہ علیہما کے نام نامی اس لئے سرفہرست ہیں کہ جامعہ نعیمیہ میں آپ دونوں حضرات کاورودِمسعود بکثرت ہوتا تھا۔جب کوئی تقریب بہانہ بنتی آپ دونوں مرادآبادجلوہ فروز ہوتے اور جامعہ نعیمیہ آپ کا مرکزِقیام ہوتا۔بسا اوقات ایسا بھی ہوتا کہ آپ دونوں مشائخ کرام جامعہ میں بیک وقت رونق افروز ہوتے اورآپ حضرات کا یہ قیام کبھی کبھی صرف چنددنوں تک ہی نہیں بلکہ چند ہفتوں کا ہوتا تھا۔ان ایام میں جب یہ دونوں بزرگان ملت یا ان میں سے ایک جامعہ میں جلوہ افروز ہوتے۔ والد گرامی رحمۃ اللہ علیہ کی خوشیوں کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہوتا۔ ہر وقت گویاعید کا سا سماں ہوتا۔ابامرحوم صبح سے شام تک ان نفوس قدسیہ کی خدمت میں جیسے کمر باندھ لیتے۔ اس کے علاوہ بیشتر اساتذہ اور بے شمار طلباء کا بھی کم وبیش یہی حال رہتا۔اس موقع سے شیخ الحدیث حضرت مولاناطریق اللہ کی جانب سے صبح کی چائے اور ابلے ہوئے انڈوں کا فجری

ناشتہ کا ذکر نہ کرنا بڑی ناانصافی ہوگی۔جہاں تک ہمارے گھر کا تعلق تھا ہمارا تو سارا گھر'' EMERGENCY SERVICES'' کی طرح سارا دن متحرک اور فعال ہوجاتا۔مخدومہ والدہ صاحبہ (جو آجکل مکمل طور پر بسترِ فراش پر ہیں اور آپ سب کی دعاؤں کی محتاج ہیں) ضروریات دینی ودنیوی کے علاوہ باورچی خانہ سے باہر نکلنے کا نام نہ لیتیں۔انواع واقسام کے کھانے تیار کر کے اپنے نصیبہ پر رشک کرتیں میں بہت چھوٹا تھا طرح طرح کی'' DISHES'' دیکھ کر بے حد خوش ہوتا۔والدہ صاحبہ انہیں سینیوں میں سجا سنوار کر رکھدیتیں اور ہم انہیں حضرت کی قیام گاہ پر لے جاتے۔دسترخوان سجادیا جاتا جو آتا شریک ہوجاتا تھا۔پھر کھانے کے دوران جن چیزوں کی ضرورت ہوتی ہم دوڑ کرامّی کے پاس جاتے اور الٹے پاؤں وہ چیزیں لے کر واپس آجاتے۔جب کبھی نصیبہ عروج پر ہوتا مجھ نااہل کو بھی آں حضرات کا شریکِ دستر خوان ہونے کا شرف حاصل ہوجاتا یا جن برتنوں میں ان بزرگوں نے کھایا ہوتا انہیں برتنوں میں ان کے تبرکات کے ساتھ کھانا نصیب ہوجاتا۔کبھی ان تبرکات کو ہم تمام خدمت گار آپس میں تقسیم کر لیتے یا کبھی میں اکیلا ہی چٹ کر جاتا۔

والد بزرگوار علیہ الرحمۃ والرضوان کو ان بزرگوں سے جو عقیدت اور والہانہ الفت تھی اس کا اظہار لفظوں میں ممکن نہیں ہے۔بسا اوقات مادی وسائل کی تنگی اور قلت کے باوجود جب یہ مشائخ کرام تشریف لاتے۔ابا مرحوم وسعت سے کہیں زیادہ انتظامات فرمانے کا اہتمام کر لیتے اور مزید فرماتے کہ بیٹے جو میسر ہے وہ انہیں ذواتِ قدسیہ کے فیوض وبرکات اور دعاؤں کا ثمرہ ہے۔

میں غالبًا ہائی اسکول میں تھا جب جامع اشرف کا قیام عمل میں آیا۔ان ایام کے اسفار میں اٹھتے بیٹھے سوتے جاگتے جامع اشرف حضرت شیخ اعظم علیہ الرحمہ کی نوک زبان پر ہوتا،لیکن اس کے باوصف وہ ادارے جو ان دونوں مشائخ کی سرپرستی میں چل رہے تھے،آپ نے ان کی جانب سے کی اغماض کو روا نہ رکھا خصوصاً جامعہ نعیمیہ کے بارے میں میں یہ بات بڑے وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں جب کبھی بحرانی صورتِ حال پیدا ہونے کو ہوتی آپ تمام مصروفیات بالائے طاق رکھ کر جامعہ میں وارد ہوجاتے۔

مجھے آج بھی بڑے خوش گوار موسم اور وہ صبح اچھی طرح یاد ہے جب ایک مرتبہ حضرت اظہار میاں علیہ الرحمہ حضور سرکارِ کلاں علیہ الرحمہ کے ساتھ جامعہ میں تشریف فرما تھے۔مدرسہ کا ایک''PRINTING PRESS'' جو عرصہ سے مقدمہ بازیوں کی نذر تھا،الٰہ آباد ہائی کورٹ نے مدرسہ کے حق میں فیصلہ دے دیا تھا،لیکن کسی سبب سے اس کی عمارت کا تالا اب تک بند تھا جس میں یہ ''PRESS''نصب تھا۔آپ دونوں نمازِ فجر کے بعد اس عمارت کے پاس آئے اور حضرت اظہار میاں رحمۃ اللہ علیہ نے صاحبِ سجادہ رحمۃ اللہ علیہ کی موجودگی میں تالا کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اگر یہ''PRESS'' کا ہے تو تجھے حکم ہے کہ تو کھل جا اور تالا کھل گیا اور پھر اس روز سے کبھی بند نہ ہوا۔

اسی طرح ایک اور سفر میں جب آپ دونوں مشائخ موجود تھے،ایک جنات زدہ مریضہ لائی گئی،جو ایک کم عمر

بچی تھی۔حضرت صاحب سجادہ (جو محض پیکر جمال تھے) نے یہ معاملہ حضرت اظہار میاں علیہ الرحمہ کے سپرد کر دیا۔ہم بہت چھوٹے تھے۔تمام بچوں کو اس کمرے سے باہر نکال دیا گیا جہاں اس مریضہ کو حضرت اظہار میاں علیہ الرحمہ دیکھ رہے تھے۔مگر ہم بھی اپنی تجسسانہ شرارتوں سے کہاں باز آنے والے تھے۔چنانچہ ہم چند بچے حضرت کے کمرہ کے اس دروازہ سے چپک کر بیٹھ گئے، جس میں چند سوراخ تھے جھانک کر دیکھنے لگے تو دیکھا کہ حضرت نے پہلے تو مریضہ سے کچھ بات چیت کی گویا افہام و تفہیم سے مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کر رہے ہوں۔لیکن جب بات نہ بنی تو پھر آپ نے ایک قرآن منگوایا اور ایک عام سا چاقو قرآن مقدس کے صفحات کے درمیان ایک جگہ رکھ کر کچھ پڑھنا شروع کیا اور پھر آہستہ آہستہ اس چاقو کو قرآن کریم سے باہر نکالنا شروع کر دیا۔جیسے جیسے چاقو باہر آتا، مریضہ کی آہ و بکا تیز تر ہوتی جاتی۔ہم سب خوف زدہ ہو کر سہمے ہوئے دیکھتے رہے۔بالآخر جیسے ہی چاقو قرآن شریف سے باہر نکلا مریضہ نے ایسی چیخ ماری جیسے اسے قتل کر دیا گیا ہو۔اس کے ساتھ ہماری بھی چیخیں نکل گئیں اور ہم حواس باختہ ہو کر وہاں سے بھاگنے لگے پھر کسی نے ہمیں روک کر بتایا کہ حضرت نے مریضہ کو نہیں بلکہ اس جنات کو قتل کر دیا ہے جو اسے تنگ کر رہا تھا تو ہماری جان میں جان آئی۔

حضرت صاحب سجادہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت اظہار میاں علیہ الرحمہ مراد آباد سے تشریف لے جاتے وقت مجھ ناچیز کو چند نوٹوں کی صورت میں ''TIP'' ضرور دے کر جاتے۔آج بھی میرے ایک پرانے ''PRESS'' میں آپ حضرات کے عطا کردہ کچھ نوٹ بطور تبرک موجود ہیں۔آج میں سمجھتا ہوں کہ مجھ ناچیز پر حضرت اظہار میاں علیہ الرحمہ کی خصوصی نظر عنایت اور تعلق خاطر کا سبب وہ ''رشتۂ تلمذ'' تھا، جو انہیں والد گرامی علیہ الرحمہ سے حاصل تھا۔

ہم سب پر آپ کی شفقتوں اور عنایتوں کا یہ سلسلہ وقت کے ساتھ ساتھ وسیع تر ہوتا چلا گیا اور ایک وقت وہ آیا کہ خاندانِ اشرفیہ کی موجودہ نسل کے چند بڑے چراغ بیک وقت جامعہ نعیمیہ کی رونق بن گئے۔ایک طرف حضرت کلیم میاں صاحب ان کے بھائی فہیم میاں اور ندیم میاں اور دوسری طرف حضرت محمود میاں و اشرف میاں اور ان تمام حضرات کی موجودگی کا مشترکہ مقصد تعلیم و تعلم تھا۔کیا حسین زمانہ تھا، کتنے خوش نصیب شب و روز تھے۔حضرت محمود میاں صاحب میرے ہم سبق بن گئے۔ان حضرات کے قیام کے دوران میری آنکھوں نے والد صاحب علیہ الرحمہ کو جس طرح ان شاہزادگان سادات کی تکریم اور جواباً ان کی جانب والد گرامی علیہ الرحمہ کی تعظیم کرتے دیکھا۔وہ سب دیکھنے کی چیز تھی۔یہ ان کیفیات کی باتیں ہیں جنہیں محسوس تو کیا جا سکتا ہے، مگر بیان نہیں کیا جا سکتا۔اس لحاظ سے حضرت محمود میاں و اشرف میاں کے مراد آباد میں قیام کا عرصہ ایک مکمل تاریخ ہے جسے پھر ان شاء اللہ کسی اور موقعہ سے قلم بند کرنے کی کوشش کروں گا۔حضرت شیخ اعظم علیہ الرحمہ جب بھی اپنے ان دونوں صاحب زادگان سے ملنے آتے اور ان کے لئے کچھ لے کر آتے تو اس میں میرا بھی کچھ حصہ ہوتا۔

ایک آخری اور اہم موقعہ جب منگل ۲۰ مئی ۱۹۷۵ء کو والد گرامی رحمۃ اللہ علیہ ہم سب کو اپنی شفقتوں اور محبتوں سے ہمیشہ کے لئے محروم کر کے جانے کی تیاریاں کر رہے تھے، ان کی علالت کی خبر سن کر عین نماز عصر کے وقت حضرت اظہار میاں علیہ الرحمہ کی مراد آباد تشریف آوری ہوتی ہے۔ آپ نماز عصر ادا کر کے فوراً والد گرامی کے سرہانے جلوہ افروز ہو جاتے ہیں اور عین وقت نماز مغرب جب حضرت اظہار میاں علیہ الرحمہ والد گرامی کے بستر مرگ کے ایک پہلو میں موجود ہیں، آپ اس دار فانی سے کوچ کر جاتے ہیں۔ آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کرتے ہی آہ و بکا کی آواز بلند ہونے لگتی ہے، خود حضرت شیخ اعظم علیہ الرحمہ کی آنکھیں نم ہو جاتی ہیں، بھائی جان صدمۂ غم سے غش کھا کر گرنے والے ہوتے ہیں، ایسے میں جو بازو ان کو سہارا دینے اور ہم سب کو اپنی آغوش محبت میں جگہ دینے کے لئے موجود ہیں وہ بازو شیخ المشائخ حضرت اظہار میاں علیہ الرحمہ کے ہیں۔

انہی بازوؤں کے سہارے آج علامہ شاہد رضا نعیمی اشرفی، علامہ شاہد رضا اشرفی نعیمی ہیں اور مجھ جیسا کمتر انسان برطانوی حکومت کے وزارت داخلہ سے متعلق تارکین وطن کے شعبہ میں بحیثیت نائب نگراں مذہبی امور (DEPUTY MANAGER FOR RELIGIOUS AFFAIRS) کے فرائض انجام دے رہا ہے۔

رب تعالیٰ ان نفوس قدسیہ کے دامن فیوض سے ہم سب کو ہمیشہ وابستہ رکھے اور انہیں کے سائے میں ہمارا سفر آخرت مکمل فرمائے۔

ہم سب اہل خانہ حضرت محمود میاں، حضرت اشرف میاں اور حضرت حماد میاں کے اس غم میں برابر کے شریک ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت محمود میاں کو اپنے آبا واجداد کے نقوش قدم پر اوج ثریا تک پہنچائے۔ آمین

☆☆☆☆

اعلیٰ حضرت اشرفی میاں

کھو گئے دو عالم سے محوِ جانِ جاں ہو کر
دیر میں کیا مسکن طالبِ بتاں ہو کر

تیرے مے پرستوں کو فکرِ زہد وتقویٰ کیا
کس لیے مقید ہوں مطلق العناں ہو کر

کیوں قفس میں پر باندھے طائرِ مقید کے
ہائے کیا کیا تو نے یار مہرباں ہو کر

تیرے ڈھونڈنے والے کہتے ہیں یہ حسرت سے
یار کیوں ہوا مخفی ہر طرح عیاں ہو کر

یوں تو جستجو میں ہم مدتوں رہے لیکن
کچھ نشاں ملا تیرا آپ بے نشاں ہو کر

رازِ خلوتِ جاناں لب پہ آ نہیں سکتے
خود بخود ہوئے ساکت شکلِ بے زباں ہو کر

بیقراریاں کیسی اشرفی تیرے دل کو
ضبط کیوں نہیں کرتا مردِ رازداں ہو کر

اے کہ مجموعۂ خوبی بچہ نامت خوانم

علامہ اسید الحق قادری بدایونی، ولی عہد خانقاہ عالیہ قادریہ بدایوں شریف

شیخ اعظم حضرت سید شاہ اظہار اشرف اشرفی الجیلانی خانوادۂ عالیہ اشرفیہ کے چشم و چراغ، اپنے خانوادے کی علمی و روحانی وراثتوں کے امین و وارث، جید عالم، صاحب دل صوفی، شیخ طریقت اور قوم و ملت کا درد رکھنے والی ایک کثیر الجہات شخصیت کا نام ہے، آپ کا وصال محض خانوادۂ اشرفیہ ہی کا نقصان نہیں بلکہ یہ ملت اسلامیہ ہند و پاک، جماعت اہل سنت اور پوری خانقاہی برادری کا نقصان ہے۔

صلاحیت، کام کا جذبہ اور ضروری وسائل، کسی عظیم منصوبے کی تکمیل کے لیے یہ تینوں چیزیں ناگزیر ہیں، کسی ایک شخصیت میں ان تینوں چیزوں کا اجتماع ذرا مشکل ہی سے ہوتا ہے، لیکن قسام ازل نے حضرت شیخ اعظم کو ان تینوں میں سے وافر حصہ عطا فرمایا تھا، جس کے نتیجے میں آپ نے بہترین منصوبہ سازی بھی کی اور ان منصوبوں کو عملی جامہ پہنا کر قوم و ملت کی عظیم خدمات بھی انجام دیں۔

ایک عظیم تعلیمی منصوبے کے تحت جامع اشرف کی شکل میں آپ نے قوم کو علوم اسلامیہ کا ایک مضبوط قلعہ عطا فرمایا، جامع اشرف کے قیام سے لے کر اس کی تعمیر و ترقی تک کے سب مراحل آپ نے نہایت بلند حوصلگی اور پامردی سے طے کیے، یہ آپ کی توجہات اور شب و روز محنت ہی کا نتیجہ ہے کہ جامع اشرف کا شمار ملک کی ممتاز دینی درسگاہوں میں ہوتا ہے۔

خانقاہِ قادریہ بدایوں شریف سمیت صرف چند خانقاہوں کے استثنا کے ساتھ عام طور پر خانقاہوں میں اسلاف کے جمع کردہ قدیم علمی ذخیرے بعد کی نسلوں کی بے توجہی کے سبب ذائع ہو گئے، لیکن حضرت شیخ اعظم نے نہ صرف یہ کہ اپنے قدیم ذخیرے کی حفاظت کی بلکہ مختار اشرف لائبریری کی شکل میں قوم کو ایک گراں بہا تحفہ دے کر عظیم کارنامہ انجام دیا۔ یہ لائبریری آپ کے علمی ذوق اور تعمیری جذبے کی دلیل ہے، اس کے قیام اور پھر اس کے لیے دنیا بھر سے کتابوں کی فراہمی میں جو دشواریاں اور مشکلات آئیں ان کی تفصیل خود حضرت شیخ اعظم نے ایک محفل میں راقم الحروف کے سامنے بیان فرمائی تھی، جس کو سن کر اندازہ ہوا کہ ان تمام مشکلات کے سامنے آپ یقینِ محکم اور عملِ پیہم کی تصویر بن کر پوری استقامت کے ساتھ کھڑے ہو گئے اور بہت کم عرصے میں مختار اشرف لائبریری ہزاروں عربی، فارسی، اردو کتابوں سے آراستہ ہو گئی۔

میرے زمانہ ہوش میں آپ کبھی خانقاہ قادریہ بدایوں تشریف نہیں لائے، البتہ میری پیدائش (۱۹۷۵ء) سے پہلے دو مرتبہ آپ نے خانقاہ قادریہ بدایوں شریف کے سالانہ عرس ''عرس قادری'' میں شرکت فرمائی، عرس کی محفل میں آپ نے خطاب بھی فرمایا، بعض پرانے لوگ آج بھی اس خطاب کو یاد کرتے ہیں۔

اس کم ترین راقم الحروف کو دو مرتبہ حضرت شیخ اعظم کی زیارت کرنے اور آپ کی محفل میں حاضری کا شرف حاصل ہوا ہے۔

پہلی مرتبہ ۱۹۹۷ء میں عرس مخدومی کے موقع پر حاضر ہوا تھا، الحاج حافظ عبدالقیوم قادری ناظم اعلیٰ مدرسہ قادریہ بدایوں شریف بھی ہم راہ تھے، عرس کی ہما ہمی اور اہل عقیدت ومحبت کے ازدحام کے باوجود حضرت شیخ اعظم نے اپنے خاندانی اخلاق وآداب اور خانقاہی روایتوں کے مطابق جس انداز میں ہم لوگوں کی پذیرائی اور عزت افزائی فرمائی تھی اس کا اثر مدتوں دل پر قائم رہا۔

دوسری مرتبہ جولائی ۲۰۰۷ء میں عرس محدث اعظم کے موقع پر کچھوچھہ شریف حاضری ہوئی، محبّ گرامی مولانا خوشتر نورانی (مدیر اعلیٰ ماہنامہ جام نور دہلی) بھی ہم راہ تھے، عرس کی مصروفیات سے کچھ وقت نکال کر ہم لوگ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضرت مفتی رضاء الحق اشرفی راج محلی کی معیت اور رہنمائی میں ہم لوگ حضرت کی قیام گاہ پہنچے، جامع اشرف کے کچھ اساتذہ اور کچھ دوسرے مخصوص وابستگان بھی محفل میں موجود تھے، کم وبیش ایک ڈیڑھ گھنٹہ ملاقات کا شرف حاصل رہا، چوں کہ ہم لوگ مختار اشرف لائبریری دیکھ کر آرہے تھے اس لیے مَیں نے لائبریری کے بارے میں اپنے تأثرات عرض کیے اس پر حضرت نے لائبریری کے قیام، اس سلسلے میں آنے والی مشکلات اور کتابوں کی فراہمی میں پیش آنے والی دشواریوں کے بارے میں تفصیلاً گفتگو فرمائی، پتا نہیں کیسے گفتگو میں اعلیٰ حضرت اشرفی میاں قدس سرہ کا ذکر مبارک آ گیا، حضرت نے اعلیٰ حضرت اشرفی میاں قدس سرہ کے بعض مخصوص اوراد واشغال اور ان کے مراتب روحانی پر بڑے دل آویز انداز میں روشنی ڈالی تھی، اس ملاقات کی یادیں آج بھی تازہ ہیں۔

کبھی کبھی ماہنامہ غوث العالم میں حضرت کی شعری نگارشات نظر سے گزرتی رہی ہیں، جہاں تک مجھے علم ہے حضرت نے صرف نعت ومناقب ہی میں طبع آزمائی کی ہے، حضرت کی شاعری ''از دل خیزد بر دل ریزد'' کا خوبصورت مرقع ہے، جس کو پڑھ کر دماغ سے زیادہ دل کو طمانیت حاصل ہوتی ہے۔

یہ بات وابستگان سلسلہ عالیہ اشرفیہ کے لیے خصوصاً اور تمام اہل سنت کے لیے عموماً اطمنان وسکون کا باعث ہے کہ حضرت شیخ اعظم نے اپنے جانشین وولی عہد کو اپنی خصوصی توجہ سے اس عظیم منصب کی ذمہ داریوں کو کما حقہ نبھانے اور ان روحانی امانتوں کا بارگراں اٹھانے کے لیے پوری طرح تعلیم وتربیت سے آراستہ کیا ہے، حضرت سید شاہ محمود اشرف اشرفی الجیلانی مدظلہ العالی حضرت شیخ اعظم کے جانشین اور خانقاہ حسنیہ سرکار کلاں کے زیب سجادہ ہیں، آپ خیر الخلف لخیر السلف کی عمدہ مثال ہیں، امید کی جاتی ہے کہ آپ کی ذات سے سلسلہ عالیہ اشرفیہ کا فروغ ہوگا، اور حضرت شیخ اعظم کے تعمیر کردہ اداروں کو ترقی وکامیابی کے اوج کمال سے ہم کنار کریں گے۔

رب قدیر ومقتدر اس اشرفی چمن کو سدا پر بہار رکھے اور قوم وملت کو اس خانوادے کی علمی وروحانی خدمات سے نفع عظیم عطا فرمائے۔ آمین۔

☆☆☆☆

ترے دریا میں طوفاں کیوں نہیں ہے
خودی تیری مسلماں کیوں نہیں ہے
عبث ہے شکوۂ تقدیر یزداں
تو خود تقدیر یزداں کیوں نہیں
(ڈاکٹر اقبال)

شیخ اعظم : کچھ یادیں کچھ باتیں

مفتی آل مصطفیٰ مصباحی، استاذ ومفتی جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی

ماضی قریب کے جن علما و سادات کے تذکرے سے ہمارے کان بچپن سے آشنا تھے اور ہم نے بچپن ہی میں جن کے پرنور چہروں کی زیارت کا شرف حاصل کیا تھا، ان میں غوث العالم، تارک السلطنت، مخدوم سید اشرف جہانگیر قدس سرہ' کے سجادہ نشین، قطب ربانی حضور اشرفی میاں علیہ الرحمہ کے پر پوتے، عالم ربانی حضرت علامہ سید احمد اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ کے پوتے اور مخدوم المشائخ الحاج علامہ مختار اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ کے بڑے فرزند اور جانشین شیخ اعظم حضرت مولانا سید اظہار اشرف اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی ہیں۔

قد لمبا، رنگ صاف، جلد روشن، چہرہ خوبصورت، اعضا متناسب، آنکھیں بڑی، نقشہ نرم ونازک، نظر تیز مگر پر اعتماد، آواز میں کڑک اور لچک بھی، انداز میں شاہانہ بانکپن۔

ایک طویل مدت گذر گئی میری طفولیت اور حضرت شیخ کے شباب کا زمانہ تھا، وہ جب بھی بہار کے قدیم ضلع پورنیہ اور حال ضلع کٹیہار کے دورے پر ہوتے تو عموماً ہمارے غریب کدہ کو ضرور رونق بخشتے۔ میرے والد گرامی حضرت علامہ مولانا محمد شہاب الدین قادری چشتی لطفی اشرفی علیہ الرحمہ (تلمیذ رشید حضرت ملک العلماء علامہ ظفر الدین قادری بہاری وخلیفہ سرکار کلاں علیہما الرحمہ) سے ان کے دیرینہ و دوستانہ تعلقات تھے، سید زادے ہونے کے ناطے ان سے عقیدت واحترام سے پیش آتے، علاقہ میں ہونے والے عام جلسوں کے علاوہ ہمارے گھر میں خصوصی محفلیں منعقد ہوتیں، جن میں گاؤں بستی کے بوڑھے بھی شریک ہوتے، جوان بھی، اور مجھ جیسے وہ بچے بھی جو خوش الحانی کے ساتھ پڑھی جانے والی نعت ومنقبت سے گہری دلچسپی رکھتے تھے۔ قرآن کریم کی چند آیتیں تلاوت کی جاتیں پھر درود پاک کا ورد ہوتا خصوصاً وہ درود جو مشرقی بہار کے علاقہ سُر جاپور وملحقہ بنگال میں رائج تھا۔ (رب سلم علی رسول اللہ......مرحبا مرحبا رسول اللہ) کیوں کہ وہاں کے گاؤں بستی کے لوگ اس درود کو والہانہ انداز میں پڑھا کرتے تھے۔ بارگاہ رسالت علی صاحبہا الصلوٰۃ و السلام میں پہلے تو بچوں کو منظوم خراج عقیدت کے لیے کھڑا کیا جاتا، پھر ہمارے ان بڑوں بزرگوں کا سلسلۂ نعت شروع ہوتا جو ختم ہونے کا نام نہ لیتا، کبھی شیخ اعظم نعت سناتے، کبھی والد گرامی سناتے، کبھی کچھ دوسرے بھی اس میں حصہ لیتے، ترنم سے بھی نعت پڑھی جاتی اور تحت اللفظ بھی، میں اپنی کم سنی کی وجہ سے اس بات کا پورے طور پر ادراک نہیں کر سکتا تھا کہ پڑھی جانے والی نعت کس شاعر کی ہے، تاہم دو کی یادیں باقی ہیں، حضرت شیخ اپنی کہی ہوئی یا دوسری نعتوں کے ساتھ مجدد سلسلہ اشرفیہ سید علی حسین اشرفی میاں علیہ الرحمہ کا کلام ضرور پڑھتے، جس کا قافیہ ''یا رسول'' ہوتا، والد گرامی عموماً اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی کہی ہوئی نعت پاک بالخصوص قصیدہ ''معراجیہ'' سناتے، ایک پر کیف سماں ہوتا، محبت

رسول میں ڈوب جانے والا سماں، اشعار فہمی سے عاجز، ہم جیسے بچے سمجھ تو نہیں پاتے مگر ہماری آنکھیں والد صاحب علیہ الرحمہ اور دیگر بوڑھے سامعین کی اشک بار آنکھوں کا مشاہدہ کرتیں، تو یہ سمجھا جاتا کہ محفل لالہ زار بھی ہے اور پر درد بھی۔

کہیں ایثار غم جاتا ہے ضائع
چمن شاداب ہے شبنم نہیں ہے

محفل کے اختتام تک ہم بیدار نہیں رہ پاتے ہمیں نیند آجاتی، جب صبح ہوتی انڈا، حلوہ، نمکین، چائے وغیرہ تیار کی جاتی، نماز فجر کے فوراً بعد حضرت شیخ ہلکا ناشتہ کرتے، چائے پیتے اور ملاقات کرنے والوں کی آمد و رفت شروع ہوجاتی، کوئی تعویذ مانگتا، کوئی آسیبی خلل دور کرنے کی گذارش کرتا، کوئی ازالہ مرض کے لیے دعا کراتا، ناشتہ سے فارغ ہوکر تبلیغی دوروں کا روڈ میپ تیار کیا جاتا، والد گرامی علیہ الرحمہ علاقائی بزرگوں کی اس پرانی تحریک کو جو بدعقیدگی اور بدمذہبی کے خاتمے کے لیے خلوص کے ساتھ چلائی گئی تھی، جس کے خاموش روح رواں قطب پورنیہ علامہ سکندر علی رشیدی، بنی باڑی (جو میرے والد کے استاذ کریم تھے) جامع شریعت وطریقت علامہ حفیظ الدین رحمانپوری اور پھر آخری دور میں خلیفہ اعلیٰ حضرت، حضرت ملک العلماء علامہ ظفر الدین قادری بہاری علیہم الرحمہ نے بحر العلوم کٹیہار سے جس تحریک کو آگے بڑھایا تھا اور جو معمولی امتداد زمانہ سے سرد پڑ رہی تھی، اسے حیات نوعطا کرنے اور آگے بڑھانے کے لیے کہیں صرف شیخ اعظم علیہ الرحمہ اور والد صاحب علیہما الرحمہ ہوتے، اور کہیں ایک ٹیم تشکیل پاتی، ایک مختصر سا قافلہ تیار کیا جاتا، سالار قافلہ کی حیثیت سے سید صاحب (اظہار میاں) کو رکھا جاتا، والد صاحب اس قافلہ کی تربیت کنندہ ونگراں ہوتے، پروگرام طے ہوتا، خاص کر ان بستیوں، گاؤں اور آبادیوں میں جاتے جہاں کے لوگ وہابیت، دیوبندیت زدہ نام نہاد خانقاہوں کے مرید واسیر تھے، جیسے چنڈی پور، پھلواری وغیرہ۔

یہ سفر کسی ائیر کنڈیشن (.A.C) گاڑی میں نہیں ہوتا، کسی تیز رفتار آرام دہ موٹر پر نہیں ہوتا، بلکہ بیل گاڑی وبھینس گاڑی پر ہوتا، علاقہ کی سڑکیں انتہائی خستہ حال تھیں اور روڈ تو دور دور تک نہ تھا، کچی سڑکیں اور وہ بھی انتہائی نشیب وفراز والی، اس پر بیل گاڑی کا ہچکولے کھاتا ہوا سفر، کوئی آسان نہ تھا وہ بھی ایسے شخص کے لیے جس کی پرورش ناز ونعم میں ہوئی ہو، نازک مزاج ہو، جس کی طبیعت میں شاہانہ بانکپن، یہ سفر اس شخص کے لیے بھی یقیناً دشوار گذار ہوتا جس کا مقصود مادیت کی تحصیل ہو، کہیں کہیں پیادہ پا بھی سفر کرنا پڑتا، پگڈنڈیاں، اڑتی دھول، کیچڑ، پانی، یہ ان اسفار کے لازمی عناصر تھے، مشقت سے پر ایسے سفر کی تکلیفوں کو وہی لوگ برداشت کر سکتے تھے جن کا مقصد دین کے سوا کچھ نہ ہو، مجھے یاد آتا ہے کہ کبھی کبھی سفر میں سید صاحب کے ماموں جان اشرف الاولیاء حضرت سید مجتبیٰ اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ بھی ساتھ ہوتے، جو علاقہ بنگال کے مشقت آمیز تبلیغی دوروں کے بہت حد تک عادی تھے۔

یہ مختصر سا قافلہ طے شدہ پروگرام کے تحت مخصوص گاؤں میں پہنچتا، رسمی خورد ونوش کے بعد اپنے مقصد میں لگ جاتا، پروگرام ہوتا تو نعتیں پڑھیں جاتیں، والد گرامی قدر پروگرام مرتب کرواتے، اور بالعموم اخیر میں شیخ اعظم علیہ الرحمہ کی تقریر ہوتی، محبت رسول، فاسد عقیدے کی اصلاح، برائیوں پر قدغن، اور رد وہابیت یہ آپ کی تقریر کے خاص موضوعات ہوا کرتے تھے۔

نماز و فرائض کی ادائیگی کی ترغیب بھی ہوتی، سید صاحب کا تعارف اس عقیدت و احترام کے ساتھ ہوتا کہ تقریر سننے والے بڑی محویت سے سنتے اور متأثر ہوئے بغیر نہیں رہتے۔

تقریر کے بعد سلسلہ ارادت میں داخل ہونے والوں کی بھیڑ لگ جاتی اور کثیر تعداد میں سلسلہ ارادت میں لوگ داخل ہوتے۔

مجھے یاد آتا ہے کہ والد گرامی علیہ الرحمہ اپنے مدرسہ اشرفیہ اظہار العلوم سوناپور حورا حجرا (ضلع کٹیہار) کا، جس کی بنیاد شیخ اعظم علیہ الرحمہ نے ۱۹۷۵ء میں ڈالی تھی، کا سالانہ جلسہ منعقد کرتے، تو سید صاحب علیہ الرحمہ مدعو ہوتے، تقریر و تبلیغ کا سلسلہ وہیں سے علاقہ میں شروع ہوتا رہا، عموماً دو شب کا جلسہ ہوتا تھا، سامعین کی خاصی تعداد ہوتی، مولانا ابوالعلی کوچ گڑھی، مولانا بدرالدجیٰ صاحب پیپل گاچھی وغیرہ کے نام یاد آتے ہیں، جو مقرر کی حیثیت سے مدعو ہوتے، ایک اچھا سما ہوتا۔

کبھی حضرت اشرف الاولیا سید مجتبیٰ اشرف اشرفی جیلانی مدعو ہوتے اور سر پرستی میں انہیں کا نام ہوتا، کیوں کہ یہ سید اظہار اشرف صاحب کے رشتہ میں بڑے یعنی ماموں تھے، بڑی گرجدار آواز تھی، تقریر بھی اصلاحی کرتے، علاقہ بنگال وملحقہ بہار میں ان کی دینی خدمات کے اعتراف کے بغیر کوئی دینی تبلیغی تاریخ مکمل نہیں کہی جاسکتی، بنگال خصوصاً ضلع مالدہ واتر دیناجپور میں جو نمایاں کام انہوں نے کیے ہیں وہ رہتی دنیا تک یاد کیا جائے گا، خلیفہ حضور نظام الدین الاولیا حضرت اخی سراج آئینہ ہند اور مخدوم علاء الحق پنڈوی علیہما الرحمہ کے آستانوں سے لوگوں کو جوڑنے میں قابل قدر کارنامہ انہوں نے انجام دیا، انہیں دونوں بزرگوں سے منسوب یہاں انہوں نے دو بڑے دینی ادارے قائم فرمائے، جو فی الحال ان کے صاحب زادہ گرامی سید جلال الدین اشرف عرف قادری میاں کی سرپرستی میں چل رہے ہیں، دونوں اداروں کے علاوہ درجنوں ادارے ان کی روحانی سرپرستی میں چل رہے ہیں۔

دن کے حصے میں بھی یہ لوگ آرام نہیں کر پاتے، رات کو جلسہ، دن میں پیری مریدی کا سلسلہ، پھر مدرسہ کی ہنگامی میٹنگ جس میں بہت سے امور طے کیے جاتے، دوسرے گاؤں میں تبلیغی دورے ہوتے، بیل گاڑی بھینس گاڑی سواری ہوتی، کچھ ایسے گاؤں ہوتے، بستی ہوتی جہاں کئی کیلومیٹر پیادہ پا بھی چلنا پڑتا، شیخ اعظم و والد صاحبان علیہما الرحمہ کے چہرے پر ذرہ برابر ناگواری یا عدم دلچسپی کے اثرات دیکھائی نہیں دیتے تھے، بالخصوص ان بستیوں، آبادیوں کے دورے میں جہاں بدعقیدہ پیر یا وہابی مولوی اپنی بدعقیدگی و وہابیت کا نقش قائم کرنے کی جدوجہد میں لگا ہوتا۔

یہ دین وسنیت کے اچھے مبلغین تھے جن کی تبلیغ میں خلوص تھا، جن کی تحریک میں للّٰہیت تھی، جن کا مشن دین وسنیت کا فروغ تھا، حرص دنیا سے دور، نام ونمود و ریاوسمعہ سے نفور۔

مجھے یاد آتا ہے کہ ایک بار اسی مدرسہ اشرفیہ اظہار العلوم کے سالانہ جلسہ کے اشتہار کی ترتیب کے لیے والد گرامی نے مجھے حکم دیا، جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی میں خدمت تدریس و کار افتاء پر مامور ہونے کے ابتدائی ماہ و سال تھے۔ والد صاحب نے جلسے کے پوسٹر کے لیے مقررین وشعراء وغیرہ کے نام لکھوا دیئے اور ترتیب کی ذمہ داری مجھے دے دی، میں نے لکھوائے ہوئے ناموں کے آگے مناسب القاب وآداب لگائے، اور مبالغہ سے

گریز کیا، تو والد گرامی بہت خوش ہوئے، مگر جب ان ناموں کے ساتھ اپنا نام زیر قیادت کے عنوان سے پڑھا تو سخت ناراض ہوئے، مجھ سے فرمایا: ''میں نے تم کو اپنا نام تو نہیں لکھوایا تھا پھر کیسے لکھ دیا؟ میں نے ادباً عرض کیا، یہ جلسے جلوس تو آپ ہی کی قیادت میں ہوتے ہیں، فرمایا میرا نام کاٹو، یہ نام ونمود کی ایک شکل ہے اور اس سے نفس کو غذا ملتی ہے، دین کی اشاعت نام سے نہیں کام سے ہونی چاہیے''۔ میں سوچنے لگا اور بار بار سوچنے لگا کہ یہ دین کے کام کرنے والے کیسے کیسے مخلصین ہیں اور اس بات پر مسرور تھا کہ بحمد اللہ تعالیٰ وبکرم نبیہ الاعلیٰ جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ اخلاص ہمارے گھر میں موجود ہے، کیوں کہ آج کل پوسٹر میں نام نہ آئے تو اس کے لیے جھگڑے بھی ہوتے ہیں۔

ہمارے علاقے میں بارہویں شریف کے موقع پر جشن عید میلاد النبی کے جلوس کا رواج نہ تھا، وسائل بھی محدود تھے، جلوس کی ایجاد والد گرامی علیہ الرحمہ نے کی اور اس کی ابتداء مدرسہ اشرفیہ اظہار العلوم سے فرمائی، گاؤں واطراف کے لوگوں کو اطلاع دے دی جاتی، پھر ایک بھینس گاڑی پر لاؤڈ اسپیکر لگا دیا جاتا، مدرسہ کے طلبہ و دیگر افراد جلوس میں شامل ہو جاتے اور اتر دکھن پچھم پورب یہ قافلہ جلوس بڑے اہتمام واحترام سے نکل پڑتا۔ نعتیں پڑھی جاتیں، نعرے لگائے جاتے، طلبہ اور شرکاء جلوس کے ہاتھوں میں ہرے رنگ کے جھنڈے ہوتے، پھر اخیر میں مدرسہ میں آکر جلسے کا اختتام ہوتا اور مٹھائی تقسیم کی جاتی اور شربت پلائے جاتے، ایک جلوس کے لیے شیخ اعظم علیہ الرحمہ کی خصوصی دعوت ہوئی، وہ تشریف لائے تو انہوں نے جلوس کی قیادت فرمائی اور مسرت کا اظہار فرمایا، مجھے یاد آتا ہے کہ سات آٹھ سال تک یہ جلوس والد گرامی کی قیادت میں نکلتا رہا، لیکن جب بعد میں لوگوں میں تن آسانی آئی اور لوگ جلوس میں کم پھر بہت کم شامل ہونے لگے تو والد صاحب علیہ الرحمہ نے یہ کہہ کر بند کر دیا کہ اس گھٹتی تعداد سے جلوس کی بے توقیری ہوتی ہے، ایک لمبا عرصہ گذر گیا اور اب چند سالوں سے پھر بحمدہٖ تعالیٰ پورے علاقے میں جلوس کا اہتمام وانصرام ہوتا ہے اور بڑے پیمانہ پر نکالا جاتا ہے، فالحمد للہ علیٰ ذٰلک، شیخ اعظم علیہ الرحمہ نے ہمارے علاقہ میں بھی اور پورنیہ وکشن گنج میں بھی متعدد ادارے قائم فرمائے، یہ ادارے اس زمانے میں دین کا قلعہ مانے جاتے ہیں، پورنیہ کے دورے میں حضرت مولانا ادریس صاحب علیہ الرحمہ (مہتمم مدرسہ مختار العلوم کھسلی ٹولہ) ساتھ رہتے اور تبلیغی اسفار کے لیے وہی عموماً روڈ میپ تیار کرتے، بہادر گنج کے علاقہ میں مولانا فیاض عالم رضوی صاحب سید صاحب کے ساتھ رہتے اور دینی تبلیغی جلسوں اور دوروں کے لیے پروگرام مرتب کرتے، سید صاحب نے ملک و بیرون ملک میں غیر معمولی دینی کام کیے، مدارس قائم کیے، دینی تنظیموں اور سنی انجمنوں کی بنیاد ڈالی اور خود درگاہ کچھوچھہ شریف میں متعدد اہم ونمایاں کام کیے، مثلاً جامع اشرف کا قیام، مسجد اعلیٰ حضرت اشرفی کی بنیاد، مختار اشرف لائبریری کا قیام، خانقاہ اشرفیہ کی توسیع، مخدوم اشرف میموریل ہاسپٹل کا سنگ بنیاد، غوث العالم میموریل سوسائیٹی کی تاسیس، سید اشرف جہانگیر کے علمی ورثہ کو موجود وآئندہ نسل تک منتقل کرنے کے لیے آپ نے جامع اشرف قائم کیا، جامع اشرف اب ایک بڑی درسگاہ کی شکل اختیار کر چکا ہے، جہاں ابتدائی عربی سے شعبہ تخصص و تحقیق تک کی تعلیم کا معقول نظم ہے، جسے مخدوم العالم

سلطان العارفین نے اپنے جد اعلیٰ حضور اشرفی میاں اور جدامجد حضرت مولانا سید احمد اشرف علیہما الرحمہ کی یاد میں ۱۹۷۸ء میں اپنے والد گرامی حضور سرکارکلاں علیہ الرحمہ کی سرپرستی میں قائم فرمایا، مختار اشرف لائبریری علوم اسلامیہ کے ذخائر کے حوالے سے ایک عظیم لائبریری ہے، شیخ اعظم علیہ الرحمہ نے لائبریری میں تحقیقی کام کرنے والوں کے لیے ایک بڑی بلڈنگ کی بھی تعمیر فرمائی، تاکہ محققین و اسکالرس پوری سہولت کے ساتھ تحقیق وجستجو کا کام انجام دے سکیں، لائبریری کی باقاعدہ تعمیر سے قبل ہی وہ قدیم کتابوں کی تلاش میں مصروف تھے، میرے ناناجان مولانا قاضی شمیر الدین تلمیذ علامہ ہدایت اللہ جونپوری علیہما الرحمہ کے کتب خانے سے ''مبسوط للسرخسی'' جامع اشرف لے آئے، اس وعدے پر کہ جب یہ کتاب مجھے دوسری جگہ سے فراہم ہوجائے گی واپس کردی جائے گی، چنانچہ انہوں نے چند سال بعد اس وعدہ کو نبھایا۔ وہ کئی دیگر علمی خوبیوں کے بھی حامل تھے، ایک اچھے شاعر تھے، ادیب تھے، مثنوی مولانا روم کے منظوم اردو مترجم تھے، معمار قوم وملت تھے، صاف دل پاکیزہ انسان تھے، کینہ سے پاک سینہ رکھتے تھے، کسی پر ناراض ہوتے تو کچھ دیر میں عفو و درگذر فرما دیتے، انہوں نے چمن مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا کی آبیاری کو اپنی زندگی کا نصب العین بنالیا تھا، اس کے لیے جیتے، اسی کے لیے مرتے، اسی کے لیے دورے کرتے، ان کے سجادہ نشین مولانا سید محمود اشرف اوران کے

دیگر صاحبزادگان مولانا سید محمد اشرف وحماد اشرف اور شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی میاں اشرفی جیلانی وغیرہم نے ایک ملاقات کے دوران جو خدمات کی تھوڑی تفصیل بیان فرمائی اس سے اس یقین کو تقویت ملی شیخ اعظم علیہ الرحمہ ہمارے گھریلو معاملات کے اہم مشیر بھی تھے، شجنہ (نانیہال) کو وطن بنانے کا مشورہ انہوں نے ہی دیا تھا اور مکان کے لیے اچھی و وسیع زمین کی فراہمی میں انہوں نے بڑی کوشش فرمائی، زمین والوں سے بات چیت اور مسئلہ کے حل میں انہوں نے اپنائیت کا بھرپور مظاہر فرمایا، اور بیع نامہ پر بطور گواہ اپنا دستخط ثبت فرمایا، والد گرامی قدر کے انتقال کے وقت وہ بیرون ہند کے سفر پر تھے، واپس آئے خبر ملی تو دیر تک ان کی آنکھیں اشک بار رہیں اور والد صاحب علیہ الرحمہ کی علمی ودینی خدمات کا ذکر جمیل فرماتے رہے، شیخ اعظم علیہ الرحمہ کے گھر سے ہمارے گھر کا گہرا تعلق رہا، یہی وجہ ہے کہ ۲۲ فروری ۲۰۱۲ء کو جب انہوں نے داعی اجل کو لبیک کہا اور اس کی اطلاع میں نے اپنے گھر والوں کو بذریعہ موبائل دی تو وہ حد درجہ غمگین واشکبار ہوگئے اوران کے لیے دعائے مغفرت کرتے رہے، پھر باقاعدہ ایصال ثواب کیا گیا'' لله ما اعطى و له ما اخذ و لكل شي عنده اجل مسمى ''خدا جو دے وہ اس کا، جو لے وہ اس کا، اور اس کے یہاں ہر چیز کے لیے ایک وقت مقرر ہے۔

جانے والے چلے جاتے ہیں، مگر یادوں کے نقوش چھوڑ جاتے ہیں، پچھلے زمانے کی لوح پر رنگ و آہنگ، خد و خال اور رعنائی و زیبائی کے حسین وحزیں نقشے ابھر ابھر کر مٹتے ہیں اور مٹ مٹ کر ابھرتے ہیں، دل وہی دل ہے جو اچھی یادوں کے نقوش کو محفوظ رکھے اور آنے والی نسل تک پہنچانے پر شاداں ہو۔ مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے شیخ اعظم علیہ الرحمہ کی قبر پر رحمت و نور کی بارش برسائے۔ آمین۔

☆☆☆☆

شفقت ومہربانی کے پیکر تھے آپ

مولانا غلام عبدالقادر رشیدی، ساکن چکلہ بائسی پورنیہ بہار

۲۲رفروری کی رات کو انتہائی افسوس کے ساتھ یہ خبر سنی گئی کہ خانوادۂ اشرفیہ حسنیہ کے چشم چراغ امام اہل سنت حضور شیخ اعظم حضرت سید شاہ محمد اظہار اشرف اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوگیا(اناللہ وانا الیہ راجعون)۔حضور شیخ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ذات سنیت کے حق میں ایک قیمتی اثاثہ تھی۔اہل سنت وجماعت ان کے احسانات سے کبھی بھی سبکدوش نہیں ہوسکتے ہیں۔

الحمدللہ آج تاریخ ۱۱جمادی الاولیٰ بسلسلۂ زیارت اولیاء کرام وبزرگان دین درگاہ عالیہ مقدسہ کچھوچھہ شریف حاضر ہونے کا شرف ہوا۔مزارات مقدسہ پر فاتحہ خوانی سے قلبی سرور حاصل ہوا میں روحانی فیوض وبرکات سے مالا مال ہوا اور قلب وجگر کو ایمانی ضیاء سے منور کیا۔فاتحہ خوانی کرتے ہوئے جب تربت شیخ اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر حاضری ہوئی تو انکھیں اشکبار ہوگئیں اور ہماری تمام پرانی یادیں تازہ ہوگئیں۔ حضور شیخ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے وہ دینی خدمات اور شخصیت سازی واصلاحات آج بھی تابندہ ہیں۔

حضور شیخ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کے مختلف پہلو ہیں ہر پہلو اپنی جگہ روشن وتابناک ہے۔آپ کی شفقت ومہربانی ایسی تھی جس کو میں کبھی فراموش نہیں کر سکتا ہوں۔ایسے مشکل وقت میں جب کہ ہر چہار جانب سے مایوس ہوگیا تھا تو حضور شیخ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی کرم نوازیاں کام آگئیں۔ایک بار جب آپ موبیہ کے جلسے میں خطابت کی تیاری کر چکے تھے اور اسٹیج پر جانا ہی چاہتے تھے تبھی میں حضور شیخ اعظم رحمۃ اللہ علیہ بارگاہ میں حاضر ہوا اور ڈرتے ڈرتے مدعیٰ پیش کیا۔مگر میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ آپ نے اس وقت بھی خندہ پیشانی اور مکمل اطمینان کے ساتھ میری تمام پریشانیاں سماعت فرما کر آن واحد میں میری مشکل کشائی فرمائی۔آپ نے ایک تعویذ عطا کیا جس سے میں کامیاب ہوگیا اور یہ حضرت ہی کا فیضان تھا کہ جس راستے سے مجھ کو گھر آنا تھا اس میں لوگ دن کے اجالے میں چلنے سے خوف کھاتے تھے۔ مگر حضرت کا حکم تھا کہ جایئے اور یہ تعویذ مریضہ کو اسی وقت پہنا دیجئے۔میں اسی راستے سے رات کے اس سناٹے میں بے خطر چل پڑا اور بحمدہٖ تعالیٰ حضور شیخ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے زیر سایۂ کرم بعافیت گھر پہونچا۔میں ہی کیا بلکہ یہ میرا آنکھوں دیکھا ہے کہ جس نے بھی اپنی پریشانیوں کا اظہار کیا آپ نے پورے شفقت کے ساتھ اسکی طرف توجہ فرمائی اور مسکراتے ہوئے اس کو تسکین پہونچایا ہے۔

جب میں سیہور مدرسہ میں مدرس تھا تو راگھول، علاقہ اعظم نگر ضلع کٹیہار بہار میں حضور شیخ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی صدارت میں ایک شب کا جلسہ تھا۔ابھی ایک ہی تقریر ہوئی تھی کہ آسمان ابر آلود ہوا گیا اور زور سے آندھی آئی جس سے پورا انتظام تتر بتر ہوگیا۔لوگوں نے راہ فرار اختیار کیا اور کچھ لوگ حضور شیخ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ

میں پہونچ کر فریاد کناں ہوئے۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ آپ اپنی زبان مبارک سے کچھ پڑھ رہے تھے اور انگلی سے آسمان کی طرف اشارہ کررہے تھے۔ معاً فوراً بارش بند ہوگئی اور طوفان جو لگ رہا تھا کہ سب کچھ اڑالے جائے گا یکبارگی تھم گیا اور جو لوگ بھاگ رہے تھے سب واپس آئے۔ لیکن حضور شیخ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اعلان فرمایا کہ یہ پروگرام اب کل ہوگا۔

دوسرے دن وہ پروگرام ہوا اور بہت لوگ مرید ہوئے۔ اس علاقے کے غیر مسلم بھی آپ کی اس کرامت کو دیکھ کر کافی مرعوب اور متاثر ہوئے۔ علاقے کے لوگوں نے آپ کی یادگار کے طور پر ایک مدرسہ کی بنیاد رکھا اور الجامعۃ الاشرفیہ اظہار العلوم کے نام سے وہ مدرسہ آج بھی دینی خدمات انجام دے رہا ہے۔ اس کے علاوہ گردونواح میں اور بھی بہت سارے مدارس حضرت ہی کے ہاتھوں قائم کردہ ہیں اور دینی خدمات انجام دے رہے ہیں مثلاً الجامعۃ الاشرفیہ اظہار العلوم حورہ حجرہ سونا پور کٹیہار اور اسی کے قریب میں الجامعۃ الاشرفیہ قمر العلوم ہے جو باصلاحیت مدرسین کے ذریعہ دینی خدمات انجام دے رہا ہے۔ رب کریم اپنے حبیب پاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے بطفیل حضور شیخ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی قبر انور پر رحمت و نور کی بارش نازل فرمائے اور ان کے ان خدمات کو قبول فرما کر ان کے درجہ کو بلند سے بلندتر فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ اکرم الصلوٰۃ والتسلیم۔

☆☆☆☆

آپ کا شکریہ

شیخ اعظم نمبر کی پیش کش پر جمیعۃ الاشرف اسٹوڈنٹس مومنٹ اپنے تمام معاونین و مخلصین خاص طور پر **جناب ساجد نور صاحب سخانوں، دہلی، جناب احمد رضا صاحب کولکاتا، فاروق احمد دہلی، جناب اقبال صاحب ممبئی، جناب تہذیب صاحب، سخانوں بدایوں، جناب منصور صاحب کولکاتا، جناب تنویر احمد کولکاتا، جناب حسنین صاحب ایس۔ پی۔ پٹنہ،** کا بے پناہ شکر ادا کرتا ہے اوران کے لئے دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو دن دوگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے اور ان کے جملہ مشکلات کو حل فرمائے۔ آمین۔

تحریک شیخ اعظم اور علی گڑھ کی بھولی بسری یادیں

خلیل احمد انصاری اشرفی، ایم۔اے۔ایل۔ ایل۔ ایم (علیگ) ایڈوکیٹ

شیخ اعظم سیدی مرشدی اظہار اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں۔شیخ اعظم ایک جید عالم دین، بے مثال مقرر، مرشد کامل، مفکر و مدبر اور تعلیمی تحریک اور مخدومی مشن کے روح رواں کا نام ہے۔خانوادۂ اشرفیہ میں شیخ اعظم کا اہم کردار رہا ہے۔انہوں نے ایک ایسے طبقے کو بھی جو یونیورسٹی اور کالج سے منسلک رہا ہو جیسے انجینیر س، ڈاکٹرس، وکلاء اور انتظامیہ سے منسلک افراد کو وابستہ کر کے سلسلہ کی ترویج واشاعت فرمائی۔ایسے ادارے کا قیام جہاں کے طلبہ ایک مثبت فکر کے حامل ہوں اور positive نظریے کے ساتھ تعلیمی نظام کے لئے کوشاں ہوں۔اس تحریک کو انجام تک پہونچانا ویسے بھی ہر کس وناکس کے بس کی بات نہیں مگر شیخ اعظم نے ایک ایسی تعلیمی تحریک کی بنیاد رکھی جو عموماً مدارس میں دیکھنے میں نہیں آتی۔شیخ اعظم کے اسی بنیادی نظریے کا تابناک پہلو جامع اشرف کا قیام، مختار اشرف لائبریری کا نظام، کمپیوٹر سینٹر کا اجراء ہے۔جو مخدومی مشن کے عین مطابق ہے۔

شیخ اعظم جب بھی مسلم یونیورسٹی تشریف لاتے طلباء اور اساتذہ سے گفتگو کرتے۔تعلیمی مشن، تعلیمی تحریک، مدارس کا تعلیمی نظام، کتب خانوں کا قیام اور عصری علوم ایسے تمام تر پہلوؤں کا بنظرِ غائر مطالعہ اور حالات کا جائزہ شیخ اعظم کی زندگی کا اہم مشن ہو گیا تھا۔کبھی کبھی تو ایسا محسوس ہوتا تھا کہ ایک دیوانگی کی کیفیت ہمہ وقت ایک ہی بات ایک ہی مشن ایک عظیم ادارے کا قیام جس میں علماء کی ایک ایسی ٹیم تیار کی جائے جو موجودہ حالات میں بقدرے عصری علوم سے بھی واقف ہوں۔اس تحریک کے اوائل میں شیخ اعظم کو شاید علماء کی جانب سے وہ حوصلہ نہیں ملا جو ملنا چاہئے تھا۔ویسے بھی اس دور میں اس مشرب کے لوگوں کا شیوہ اور رجحان تنقید کی جانب زیادہ تعمیر کی جانب کم مگر شیخ اعظم کا مقصد تعمیر اور مثبت نظریہ فکر اور بلند حوصلے کے سامنے تنقیدی رجحانات پاش پاش ہو گئے۔ان حالات نے شیخ اعظم کو کبیدہ خاطر تو کیا مگر دل برداشتہ ہرگز نہیں۔کیونکہ

شب تاریک بیم موج گرداب چنیں حائل
کجا دانند حالِ ما سبک ساراں ساحلہا

شیخ اعظم نے اپنے مشن اور اپنی تعلیمی تحریک کو جاری رکھا اور بہر حال دنیائے سنیت کو وہ روشن مینار عطا کیا جو دنیائے علم وفن میں جامع اشرف کے نام سے موسوم ہے۔

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ شیخ عظم جہاں علماء اور صوفیاء کے بیچ میں مقبول رہے وہیں طلبائے علیگڑھ، جامعہ ملیہ اور دیگر یونیورسٹی کے پروفیسرس اور ریسرچ اسکالرس نے بھی آپ کی تعلیمی تحریک اور مشن کو سراہا ہے اور علیگڑھ اور جامعہ ملیہ میں باقاعدہ اس زمرے

کے لوگوں کا ایک گروہ آپ کا معتقد ہو گیا اور یہ خیال بھی عام ہو گیا کہ علماء کو بھی اس دور میں شیخ اعظم کے طرز پر سوچ کر دین کی تبلیغ و ترویج واشاعت میں اہم کردار ادا کرنا چاہئے۔

شیخ اعظم کا یہ مشن اپنے دور کے ان علماء سے مختلف ہے جو ظاہری معاملات کو دیکھ کر ایسے افراد کو قریب آنے نہیں دیتے۔ شیخ اعظم نے انہیں قریب بلا کر ایسے راستے پر گامزن کر دیا جہاں وہ شیخ اعظم کے مشن ہی سے وابستہ ہو گئے اور دین وسنیت کے لئے بھی ایک راہ ہموار ہو گئی۔ ان افراد کو داخل سلسلہ کر کے عصری علوم سے وابستہ گروہ کو بھی اپنے قریب کر کے شیخ اعظم نے انہیں عقائد اہل سنت کا اور مخدومی مشن کا پاسدار بنا دیا۔ جس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یہ کام ہر کس و ناکس کے بس کی بات نہیں۔ یہ وہی کر سکتا ہے جس کے پاس نظر کیمیاء ہو، جو اپنے آپ میں ایک انجمن ہو، جس کا طریقۂ کار اس بات کی ضمانت ہو کہ ''نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں'' ''جو نرم دم گفتگو اور گرم دم جستجو'' ہو جس کی شان فقر میں بوئے اسد اللّٰہی ہو، جسے روحانی تصرفات سے وہ مقام ملا ہو جہاں ''ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومن کا ہاتھ'' جو اپنے ارادے اور مشن میں مضبوط لائحہ عمل کے ساتھ میدان میں ڈٹ کر مقابلہ کے لئے تیار ہو۔ جہاں یہ سوچنے پر سبھی مجبور ہوں کہ ''اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی'' ایک ایسا قلندر جہاں وقت کے سکندر کاسۂ گدائی لئے کھڑے ہوں۔ ایسی شخصیت مرشد کامل شیخ اعظم کی ہے۔ جو رشد وہدایت کے منصب جلیلہ پر فائز رہے اور ایک ایسے طبقے کو جو مغربی فکر اور مغربی کلچر کی جانب گامزن ہوا سے اپنے کردار وعمل سے ملنساری اور محبت سے خانقاہی نظام سے وابستہ کر دینا اور ان کی زندگی میں انقلاب برپا کر دینا انہیں خانوادۂ اشرفیہ سے وابستہ کر کے عشق کی دولت سے مالا مال کر دینا شیخ اعظم ہی کا عمل اور طریقۂ کار رہا ہے جو انہیں اپنے دور کے تمام علماء سے ممتاز کرتا ہے اور منفرد مقام عطا کرتا ہے۔ علی گڑھ کے زمانۂ طالب علمی کا ایک واقعہ ضمنی طور پر قابل ذکر ہے۔ علی گڑھ کے شفاء الملک طبیہ ہوسٹل جو سر سید ہال کا ہاسٹل تھا۔ جس میں راقم الحروف اور فی زمانہ نظر الاسلام جو اسی کمرے میں روم پاٹنر تھے۔ جو اس وقت جامعہ ملیہ اسلامی میں شعبۂ انجینیر نگ میں سینیر پروفیسر ہیں۔ ساتھ ہی چودھری علی رفیع جو مراد آباد کے ''بچھراوں'' میں اہم وکلاء میں شمار ہوتے ہیں ہم تینوں ہی افراد اس کمرے میں رہتے تھے اور اپنے تعلیمی مشن میں مصروف رہے لیکن اس کمرے میں کبھی کبھی رات کے وقت عجیب آہٹیں اور آوازیں سنائی دیتی تھیں۔ جس نے کافی حد تک طلباء کو پریشان کر رکھا تھا۔ اچانک شیخ اعظم جب علی گڑھ تشریف لائے اس وقت اشرف ملت بھی زیر تعلیم تھے شیخ اعظم اشرف ملت کے کمرے پر ہی تھے۔ جب میں اچانک پہونچا خیر خبر لینے کے بعد شیخ اعظم نے اس سے پہلے کہ میں اپنے کمرے حالات بتا تا مجھ سے کہا میاں خلیل آج رات آپ کے کمرے پر قیام کروں گا۔ بہر حال اب کہنے کی کچھ گنجائش نہیں تھی۔ شیخ اعظم نے پروگرام کے مطابق عشاء کی نماز اسی کمرے میں ادا کی اور نماز کے بعد کسی سے کچھ گفتگو نہ ہوئی۔ شیخ اعظم نے

ہم لوگوں سے کہا کہ آپ لوگ کسی دوسرے کمرے میں قیام کریں۔ہم لوگوں نے حکم کی تعمیل کی اور شیخ اعظم نے اپنے معتقدین پر توجہ کر کے صرف ہمارے لئے ہی نہیں بلکہ ہمیشہ کے لئے اس مسئلے کا تدارک کر دیا۔رات کے وقت جب بھی ہم لوگ study کرتے بہر حال ان آوازوں اور آہٹوں سے پریشان تھے۔شیخ اعظم نے علی گڑھ پہونچ کر اپنے مریدین کے لئے اور ان کے تعلیمی مشن میں کوئی حائل نہ ہو اس مسئلے کا حل کر کے یہ مزاج بھی دے دیا کہ وہ مریدوں اور معتقدین کا کس قدر خیال رکھتے ہیں۔یہاں تصرفات اور روشن ضمیری کا پہلو بھی عیاں ہے کہ مرید کے بغیر کچھ کہے اس کی پریشانی کو سمجھنا اور اسے حل کرنا اور سائل کا سوال جو دل میں ہے اس کا جواب عطا کر کے اظہار کرم کرنا شیخ اعظم کا شیوہ رہا ہے۔

شیخ اعظم نے علی الصبح فجر کی نماز سے فارغ ہو کر ناشتہ کیا اور چائے کے بعد ایک تعویذ لکھ کر کمرے کے دروازے کی چوکھٹ پر چسپاں کر دیا اور فرمایا کہ اس تعویذ کو مت ہٹانا۔آنے والے طلباء کو بھی بتا دینا تا کہ آپ لوگ سکون واطمینان سے تعلیم حاصل کر سکیں۔اس واقعہ کا اہم پہلو یہ بھی ہے کہ مرید کی دستگیری، تعلیمی میدان میں حائل ہونے والی پریشانیوں کا تدارک کرنا اور وہ اپنے عقیدت مندوں کے لئے کس درجہ فکر مند رہے اس بات کی وضاحت ہوتی ہے۔

میرے بیعت وارادت سے لے کر ہر دور اور ہر مرحلے میں شیخ اعظم نے میری دستگیری کی اور فیضان کرم کا یہ سلسلہ آج بھی جاری وساری ہے۔جب میں دسویں کلاس کا طالب علم تھا۔شیخ اعظم برہان پور عرس اشرفی میں تشریف لائے تھے اور ہر سال ۲۶ رجب کو شیخ اعظم کی تقریر ہوتی۔جب بھی برہان پور آئے۔ آسیر گڑھ جو برہان پور سے ۲۰ کلومیٹر دور واقع ہے جہاں حضرت شاہ نعمان چشتی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کا آستانہ پہاڑی پر واقع ہے جو حضرت حافظ شیرازی کے فرزند ہیں۔جس تاریخی حقیقت کو شبلی نے شعرالعجم میں تحریر کیا ہے۔اس آستانۂ عالیہ پر خانوادۂ اشرفیہ کے بزرگوں کا عقیدت سے حاضری دینے کا معمول رہا ہے۔میں شیخ اعظم کے بہت ہی عزیز اور سرکار کلاں کے خلیفہ میرے چچا جان صوفی عزیز الرحمان علیہم الرحمہ اور دیگر افراد سبھی لوگ آستانے پر شیخ اعظم کے ساتھ گئے تھے۔

آستانے میں شیخ اعظم ابھی کچھ اوراد ووظائف میں مصروف ہیں مجھے خیال آیا کہ میں مرید ہو جاؤں۔ ادھر خیال کا آنا اور ادھر شیخ اعظم نے توجہ فرمائی اور آستانۂ عالیہ میں ہی میرے دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں ہاتھوں میں لے کر مجھے مرید کر کے داخل سلسلہ کر لیا۔ ویسے مسلسل ۲۶ سال تک عرس اشرفی میں آپ تشریف لائے مگر کسی کو اس سے پہلے مرید نہیں کیا۔آستانۂ عالیہ حضرت شاہ نعمان چشتی رحمۃ اللہ علیہ میں مجھے مرید کر کے برہان پور میں شیخ اعظم کے مریدوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔جس پر مجھے فخر ہے اور ناز ہے۔اس کے علاوہ اور بھی واقعات ہیں جن کی تفصیل اس مضمون میں ممکن نہیں۔کیوں کہ شیخ اعظم کا مجھ سے لگاؤ اور میرا شیخ اعظم سے عقیدت کا حال وقتاً فوقتاً علی گڑھ سے لے کر وصال با کمال تک کے حالات وواقعات قلمبند کرنے

کے لئے ایک ضخیم دفتر چاہیے۔

شیخ اعظم بیماری اور علالت کی حالت میں بھی تعلیمی مشن کے لئے ہی فکر مند رہے جب بھی موبائل پر گفتگو ہوتی یا ہم لوگ موبائل پر صدا دیتے فوراًہی بات چیت کر کے اپنی بیماری کا حال تو کم مختار اشرف لائبریری جو عظیم کتب خانہ ہے اس کو عظیم تر بنانے کی فکر اور بار بار اس بات کا ذکر کہ بالا پور جو مہاراشٹر میں ہے جہاں خانقاہ نقشبندیہ میں انتہائی اہم کتب خانہ ہے جہاں نوادرات اور قلمی نسخے ہیں ان کو کیسے اور کس طرح دستیاب کیا جا سکے یا ان کی فوٹو آفسیٹ کیسے حاصل کی جاسکے تا کہ اس کی فہرست مختار اشرف لائبریری میں بھی ہو یہ کوشش بہر حال جاری رہی۔ کتب خانے کے انچارج طلحہ میاں نقشبندی سجادہ نشین، اظہار میاں نقشبندی، ذکی میاں وغیرہ سے بات کی جاتی رہی۔ مولانا قمرالدین صاحب بھی اس بات کے شاہد ہیں۔ مولانا طبیب الدین صاحب کو بھی اس کتب خانے کا بالا پور پہونچ کر مشاہدہ کرنے کا موقع ملا۔ بہر حال اس تعلق سے شیخ اعظم کی گفتگو جاری رہی مگر اس خواہش کو پورا نہ کیا جا سکا۔ حیات مستعار کے آخری مرحلے میں بھی شیخ اعظم کو اگر فکر تھی تو یہی کہ مختار اشرف لائبریری میں قلمی نسخوں کو کس طرح جمع کیا جا سکے تا کہ آنے والی نسلیں تعلیمی مشن کو جاری رکھیں۔ قربان جائیے ان جذبات پر۔

ایسا کہاں ہے کوئی کہ تجھ سا کہوں جسے

بہر حال شیخ اعظم نے اپنی پوری زندگی تعلیمی نظام، مخدومی مشن اور سلسلۂ اشرفیہ کی ترویج و اشاعت، اہل سنت کے مشن کی حفاظت کے لئے وقف کردی۔ وسیع القلبی، منکسر المزاجی جو صوفیاء کا طرۂ امتیاز ہے شیخ اعظم کی زندگی کا مظہر رہا۔ غلط بیانی اور غلط کارکردگی سے متأثر ہونا اور جلال کی کیفیت میں آنا اور اصلاح کر کے، جمال کے جلوے بکھیر دینا یہ قلب کی تطہیر اور پاکیزگی کا مظہر ہے۔ شیخ اعظم ایک تحریک ایک مرکز اور ایک تعلیمی مشن کا نام ہے جس کا فیضان جاری وساری ہے۔ جس نے مدارس سے منسلک علماء اور یونیورسٹی سے منسلک افراد کو بھی لائحہ عمل دیا اور ان میں بیداری کا صور پھونک دیا۔

شورش عندلیب نے روح چمن میں پھونک دی
ورنہ یہاں کلی کلی مست تھی خواب ناز میں

☆☆☆☆

آستانہ حضور کا دیکھو

آستانہ حضور کا دیکھو جلوہ خانہ حضور کا دیکھو
در سے ناقص بھی بن گئے کامل کارخانہ حضور کا دیکھو
جن کا محتاج سارا عالم پھر نبھانا حضور کا دیکھو
وہ پناہ گاہِ خیر امت ہیں شامیانہ حضور کا دیکھو
روشنی ہوگئی اندھیروں میں مسکرانہ حضور کا دیکھو
سارے عالم میں ہے مثال کہاں وہ زمانہ حضور کا دیکھو
فکر امت میں روز و شب گزرے غم اٹھانا حضور کا دیکھو
ہر ستم پر کرم نوازش ہے وہ گھرانا حضور کا دیکھو
لب پہ اظہرؔ کے یہی ہے صدا بخشوانا حضور کا دیکھو

☆☆☆☆

شیخ اعظم کے ساتھ بیتے ہوئے لمحات

مولانا محمد مختار اشرفی، شعبہ درس نظامی، جامعۃ النور، نور مسجد، کاغذی بازار کراچی

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم امابعد

اللہ جل شانہٗ وعظم برہانہٗ نے جس وقت روحوں سے ''الست بربکم ''فرمایا تو سبھی روحوں نے ''بلیٰ'' کہا اور اقرار توحید ربوبیت سے مشرف ہوئے مگر جنت کے حقدار وہی لوگ ہو سکتے ہیں جو دنیا میں آ کر ''ثم استقامو ا'' کے بموجب اس اقرار توحید ربوبیت پر اعتقاداً، قولاً وعملاً قائم رہے۔ اس زمرہ میں بھی اگر چہ بہت سے افراد ہوں گے، مگر لوگوں کے دلوں میں وہ لوگ بسے ہوئے ہیں، جن کو ''قبولیت فی الارض'' کا درجہ ملا ہوا ہے اور قبولیت فی الارض اس کو ملتی ہے جن کے لئے اللہ تعالیٰ خود محبت فرمانے کا اعلان کر دیتا ہے۔ پھر جبرئیل امین علیہ السلام سے فرماتا ہے کہ ان سے محبت کریں اور اہل سماء وارض میں ان کی محبت کا چرچا کریں اور پھر ان کو قبول فی الارض کا درجہ عطا فرماتا ہے۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ لوگوں کے دلوں میں بستے چلے جاتے ہیں اور عالم گیر شہرت کے حامل ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ جل شانہٗ ان کو مختار کر کے ان سے اپنے دین کا اظہار کرتا ہے اور دین کو غلبہ ونصرت حاصل ہوتی ہے۔

اِن رجالِ عظیم میں سیدی وآقائی ''ابو المحمود شیخ اعظم علامہ سید محمد اظہار اشرفی جیلانی'' بھی ہیں۔ جن کا وصال ۲۲ فروری ۲۰۱۲ء کو ہوا، اناللہ وانا الیہ راجعون!

یقیناً تأثرات تو دنیا بھر سے جمع ہوں گے، مگر میں حضرت شیخ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے وہ لکھوں گا، جو لمحے میں نے حضرت شیخ اعظم کے ساتھ پائے۔ جو میرے لئے بڑے یادگاری لمحے ہیں۔

جب شیخ اعظم حضرت سیدی اظہار اشرف رحمۃ اللہ علیہ کراچی تشریف لاتے تو وہ فیڈرل بی ایریا میں اپنے والد کے خلیفۂ مجاز محمد ہاشم رضا صاحب کے مکان پر ٹھہرتے اور صبح سے ملاقات کرنے والوں کا تانتا بندھا ہوتا، آپ سے پروگرام کا وقت لینے والوں کا ہجوم ہوتا اور یہ سلسلہ کافی دیر تک چلتا رہتا تھا۔

ایک دن میں بھی حضرت شیخ اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے محمد ہاشم رضا صاحب اشرفی رحمۃ اللہ علیہ کے دولت کدہ پر ملنے کے لئے گیا، معلوم ہوا کہ حضرت طبیعت کی ناسازی کے باوجود ملاقاتیوں سے محو گفتگو ہیں۔ میں بھی دست بوسی کے بعد حضرت شیخ اعظم کے پاس بیٹھ گیا۔ ناسازی طبع کے باعث کم گفتگو فرما رہے تھے کہ مجھ فقیر نے حضرت شیخ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ایک عظیم پراجیکٹ ''مختار اشرف لائبریری'' کی بات چھیڑ دی۔ یہ پراجیکٹ حضرت شیخ اعظم نے اپنے والد گرامی، ہمارے پیر ومرشد ابو المسعو د سرکار کلاں سیدی ومولائی سید مختار اشرف کے نام سے منسوب کر دیا ہے۔ شیخ اعظم نے مختار اشرف لائبریری قائم کر کے دنیائے علم و ادب پر بہت بڑا احسان فرمایا ہے۔ یہی علمی وادبی ذوق کی دلیل بھی ہے۔

جوں ہی بات کا رخ مختار اشرف لائبریری کی طرف ہوا۔ شیخ اعظم کی طبیعت بدل سی گئی۔ خود ہی پھر لائبریری کے متعلق بتانا شروع کیا کہ ابھی کتنا کام ہوا اور کتنا کام ہونا ہے، کتنی کتابیں کیسے جمع کی گئی ہیں؟ مخطوطات ونوادرات کا شعبہ کس انداز کا ہے؟ (آپ شیخ اعظم) کے پاس مزید کتابوں کے لئے فہرست

بھی موجود رہتی ۔ پاکستان سے کتنی کتابیں لے جاتی ہے ۔تفسیر وں کے کتنے نسخے وہاں پہو نچ چکے ہیں ،ساری معلومات دیتے ہوئےطبیعت کی ناسازی کوبھول گئے ۔

مجھ فقیر حقیر پرتقصیر کو’’شیخ اعظم‘‘ سے ایک اورنسبت بھی حاصل رہی کہ حضرت والا سے ۹۸/ ۱۹۹۷ء میں حدیث شریف پڑھنے کا شرف بھی حاصل رہا۔حضرت نے کرم فرمایا کہ بخاری شریف کی حدیث پڑھائی اور ہمارے غریب خانہ کورونق بھی بخشی ۔

ایک مرتبہ میں اورمیرے ساتھ مولانا طالب وقاری قادری تھےتو ہمیں میرے بھائی (محمد اشفاق اشرفی) نے اطلاع دی کہ شیخ اعظم سیدی اظہار اشرف صاحب ، حاجی یونس اشرفی کے گھر جو کہ گلشن میں واقع ہے، وہاں پرآئے ہوئے ہیں، ہم نے موقع غنیمت جان کر بخاری شریف کی جلد اول ساتھ لے لی کہ اگر حدیث شریف پڑھنے کا موقع ملے تو دو بارہ شرف واجازت حاصل ہو جائے ۔ ہم جب وہاں پہو نچے تو معلوم ہوا کہ عشائیہ کے بعد آرام فرمارہے ہیں ۔ کچھ دیر بعد ملاقات کی اجازت ملی ۔ جوں ہی کمرہ میں داخل ہوئے ، ہمارے ہاتھ میں بخاری شریف دیکھ کر بہت خوش ہوئے ۔ حدیث شریف تبرکاً پڑھنے کی غرض ظاہر کی تو فرمایا کہ صرف ایک جلد کیوں لائے؟ دوسری جلد بھی ساتھ لاتے کہ آخری حدیث بھی پڑھا دیتے اور حضرت نے اس انداز سے حدیث کی شرح فرمائی کہ اس سے قبل اس طرح حدیث کی شرح سنی نہیں تھی ۔ پھر ہم سوچتے ہی رہے کہ علماء و مشائخ کوعلم سے کس قدر لگاؤ ہوتا ہے کہ طبیعت کی ناسازی کے باوجود یوں محسوس ہوا کہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم تریاق ہے کہ ساری نقاہت و بیماری بھول کر حدیث شریف پڑھائی اور اجازت بھی مرحمت فرمائی اور اعزازی سند کے لئے عرس کے موقع پر نام بھیجنے کی ہدایت بھی کی ۔

۱۱ستمبر۲۰۰۱ءکو جب نائن الیون کا واقعہ ہوا تھا تو میرے لئے اس کی یادگار اور طرح سے ہے کہ شیخ اعظم رحمۃ اللہ کے بیٹے ولی عہد وسجادہ نشین سید محمود میاں اشرفی جیلانی مدظلہ العالی بھی پاکستان کے دورے پر حضرت کے ساتھ تھے اور اس رات ہمارے گھر واقع سولجر بازار میں سید محمود میاں اشرفی صاحب کا قیام تھا ۔ رات کے دو بجے کے قریب حضرت نے مجھ فقیر کو بلاکر ارشاد فرمایا کہ ۱۵ستمبر کو انشاء اللہ شیخ اعظم کچھ لوگوں کو ’’دعائے حیدری‘‘ کا چلہ کرانے والے ہیں ۔آپ وہاں پر تین دن کے لئے کمر بستہ ہوکر آجاؤ ۔ میں نے اپنے دو اور ساتھیوں کے لئے اجازت چاہی ۔حضرت نے کرم فرمایا اور ہم تین افراد سمیت کل چھ افراد نے الحمدللہ ’’دعائے حیدری‘‘ کا چلہ کیا اور حضرت شیخ اعظم نے ترک جمالی وجلالی کے ساتھ چلہ پورا کرانے کے بعد تیسرے دن پرتکلف دعوت بھی کی اور پھر قائد ملت سید محمود اشرف اشرفی مدظلہ العالی نے دوسرے روز ’’نقوش اشرفیہ‘‘ کی اجازت بھی عطا فرمائی ۔

لکھنے کو یادوں کے دریچے سے بہت کچھ ہے مگر اختصار سے کچھ عرض کیا ہے ۔حضرت کے وصال کی خبر ملی تو دل کی کلی بجھ سی گئی ۔گزرے لمحات کی یادیں دماغ میں تازہ ہونے لگیں ۔اللہ تعالیٰ شیخ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے ۔شیخ اعظم رحمۃ اللہ علیہ جس طرح ثانی سرکار کلاں رحمہ اللہ رہے،اسی طرح ان کے ولی عہد وسجادہ نشیں مولانا سید محمود اشرف اشرفی جیلانی مدظلہ العالی کو ثانی اظہار اشرف و سرکار کلاں بلند ہمتی اور صبر قاسر قامت کی دولت سے سرفراز فرمائے اور شیخ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے طریقہ کو ان کے ہاتھوں جاری وساری رکھے اور شیخ اعظم کو اعلیٰ علیین میں مقام اظہر و مقام اشرف سے سرفراز فرمائے ۔ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے ۔آمین بجاہ سید الامین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین ۔

☆☆☆☆

ایک خواب جو شرمندہ تعبیر ہوا

قاضی سید منیر احمد اشرفی، خانقاہ چشتیہ اشرفیہ بیت الفیضان کنگھیاٹولہ پٹنہ سیٹی۔۸(بہار)

۱۳رجب المرجب بروز پیر۱۴۲۲ھ اپنے والدین، ہمشیرہ، بھانجہ، اہلیہ اور فرزند کے ساتھ خانقاہ اشرفیہ حسنیہ سرکارکلاں کچھوچھہ مقدسہ میں شیخ اعظم علامہ مولانا الحاج سید شاہ محمد اظہار اشرف اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر بیعت ہونے کا شرف حاصل ہوا اس سے قبل آپ کی زیارت کا موقع کبھی نہ ملا تھا اور نہ ہی غوث العالم محبوب یزدانی مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ النورانی کی بارگاہ میں حاضری کا شرف ہو پایا تھا۔ برسوں برس کی خواہش وآرزو کے پورے ہونے اور حضرت شیخ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کرنے کے بعد جو مسرت حاصل ہوئی اسے الفاظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا آپ کی شفقت اور محبت سے دل باغ باغ ہوگیا اور ہو بھی کیوں نہ کیوں کہ ایک دراز عرصے سے ٹوٹی ہوئی کڑی جڑ گئی تھی جو رشتہ سالوں سے ٹوٹ چکا تھا وہ اب مکمل طور پر مظبوط ہو چکا تھا چونکہ دادا محترم خلیفۂ حضور اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کے بعد کچھوچھہ شریف سے جو ایک پرانا رشتہ تھا وہ کچھ عرصہ تک ختم ہو چکا تھا اور اب یہ والد محترم سے رشتہ مظبوط ہو گیا بے انتہاء خوشی ہے۔اس سے قبل اعلیٰ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ کی ذات با برکات سے ہمارے خاندان کو جو فیض ملا اس کی برکت آج بھی ہے یہ ضرور ہے کہ کچھ لاپروائی نے خانقاہ سے دوری کردی تھی ۔

کچھوچھہ مقدسہ سے راقم الحروف کا صدیوں پُرانا رشتہ جُڑا ہوا ہے نامساعد حالات کی بناء پر در مخدوم سمناں سے قریب 50/60 سال کی مدت تک خاندان کے کسی فرد کی حاضری نہ ہوسکی جس کا غم ہم سب کو ہے۔ شہر عظیم آباد کے کسی خاندان کا قدیم رشتہ مخدوم پاک سے برسوں برس پُرانا اگر ہے تو راقم الحروف کا ہی ہے۔ ہمارے جد امجد (چھہر دادا) قاضی سید شاہ نظام الدین اشرفی رحمتہ اللہ علیہ (وصال ۱۳۰۵ھ)، بڑے سرکار حضرت مولانا سید شاہ ابوالمحمود اشرف حُسین اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ ہیں۔ پردادا جان حضرت سید شاہ نجم الدین اشرفی رحمۃ اللہ علیہ الملقب ضیاء اللہ شاہ اور داداجان قاضی سید شاہ شمش الدین اشرفی الملقب ضیاءاللہ شاہ ثانی یکم ماہ صفر المظفر ۱۳۲۷ھ اور۵ محرم الحرام ۱۳۴۳ھ میں دادا پیر حضرت مولانا الحاج سید شاہ ابوالمحمود علی حسین اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے مرید وخلیفہ ہوئے، پچاس ساٹھ سال کی مدت کم نہیں ہوتی لوگ ایک دوسرے کو بھول جاتے ہیں، مگر یہ مخدوم پاک کا کرم ہے ان کی توجہ خاص رہی اور ان تمام بزرگوں کا فیض تھا کہ اکثر گھر میں وہاں کا ذکر والدہ محترمہ کرتی رہتی تھیں۔ بعد وصال داداجان ۱۹۶۷ھ والد بزرگوار جناب قاضی سید شاہ ضیاء الدین اشرفی صاحب نے خواب دیکھا کہ میں ایک بزرگ کے جنازے میں شریک ہوں جنازہ کسی مسجد کے صحن میں رکھا ہوا ہے اور ایک بزرگ

سفید لباس زیب تن کئے کھڑے ہو کر فرماتے ہیں کہ یوں تو ان کا وصال ہو چکا ہے لیکن اب بھی کوئی فیضیاب ہونا چاہتے ہیں تو ہولیں۔

آپ نے اس خواب کا ذکر عرصے بعد مولانا متین الدین صاحب برادر حقیقی مولانا طبیب الدین صاحب اشرفی سے کیا مولانا موصوف نے فرمایا کہ آپ نے کچھوچھہ شریف کے بزرگ کو دیکھا ہے اور جو سال آپ عرض کر رہے تھے اس وقت حضرت سید شاہ مصطفےٰ اشرف اشرفی جیلانی کا وصال ہوا ہے آپ جائیں، والد محترم کچھوچھہ مقدسہ پہنچتے ہیں اور مسجد اعلیٰ حضرت اشرفی کو دیکھتے ہی وہ خواب یاد آجاتا ہے جس کو والد محترم نے خواب میں دیکھا تھا اس کے بعد والد محترم بیعت ہوئے، بیعت ہونے کے بعد ملاقات تو ہوتی رہتی تھی مگر قربت کا موقع کبھی نہ مل سکا کہ اپنی کچھ پریشانی سناؤں، اور اپنا تعارف حضرت سے کراؤں، ویسے پیرومرشد کو جب بھی مشکلات میں آواز دی فوراً حضرت کو سامنے پایا۔ ایسی دو تین یادیں ذہن میں محفوظ ہیں، پہلی بار راقم الحروف اپنے خاندان کے سبھی فرد کے ساتھ کچھوچھہ مقدسہ میں موجود تھا، بھانجہ انور بیمار تھا اور وہاں وہ چلّہ کش تھا اچانک گھر سے غائب ہو گیا گھر کے افراد اس کو تلاش کرنے کے لئے نکل گئے میں کہیں بیٹھا تھا، معلوم ہوا تو میں بھی ادھر اُدھر تلاش کرنے لگا جامع اشرف میں اس وقت کوئی حضرت موجود نہ تھے گھر کے سبھی لوگ پریشان ہو رہے تھے میں نے سمجھا کہ ایسا نہیں کہ وہ بسکھاری چلا گیا اور وہاں سے بس سے اکبر پور چلا جائے۔ فوراً رکشہ کیا اور نازش سلمہ کو ساتھ لے کر بسکھاری پہنچا وہاں سے اکبر پور کی سواری کا انتظار کرنے لگا اچانک خیال آیا اس مشکل گھڑی میں اپنے پیرومرشد شیخ اعظم کو آواز دوں۔ واقعی کیا سناؤں جیسے پیرومرشد کو آواز دی فوراً سامنے شیخ اعظم جلوہ افروز ہوتے ہیں اور فرماتے ہیں آپ کیوں پریشان ہیں جایئے روم پر لڑکا موجود ہے۔ اور پھر ایسی حالت میں ایسا لگا کہ انور روم میں ناشتہ کر رہا ہے میں نے فوراً رکشہ کیا اور نازش سلمہ کو بیٹھایا جامع اشرف چلنے لگا نازش سلمہ نے کہا آپ واپس کیوں جا رہے ہیں، میں نے کہا انور روم پر آچکا ہے، آپ کو کیسے معلوم ہوا میں خاموش رہا، جامع اشرف پہنچا روم میں داخل ہوا دیکھتا ہوں کہ جس انداز میں حضرت نے دیکھایا تھا اور جس کپڑے میں دیکھا تھا اسی انداز اور کپڑے میں وہ ناشتہ کر رہا ہے۔ دوسرا واقعہ اہلیہ کو تیسری مرتبہ ولادت کا ہے کافی دردِزہ میں تھیں ہوسپٹل میں ایڈمٹ تھیں بتاتی ہیں کہ میں نے اپنے پیرومرشد کو یاد فرمایا، دیکھتی ہوں شیخ اعظم سامنے کھڑے ہیں اور اشارہ کر رہے ہیں، پھر فوراً ولادت ہو جاتی ہے۔

راقم الحروف نے اپنے پیرومرشد کی ۲۰۰۳ء میں خواب میں زیارت کی دیکھتے ہیں کہ انجان جگہ ہے حضرت آرام فرما رہے ہیں ایک خادم حضرت کی خدمت میں لگا ہے راقم الحروف نیچے بیٹھ کر حضرت کے پاؤں دبا رہا ہے حضرت نام پوچھتے ہیں، نام بتاتا ہوں پھر اچانک اُٹھ کر بیٹھ جاتے ہیں اور کہتے ہیں ''ہمیں وضو کراؤ'' میں آپ کو وضو کراتا ہوں وضو سے فارغ ہو کر لیٹ جاتے ہیں اور کچھ باتیں بتاتے ہیں جو ہمیں یاد نہیں آنکھ کھُل جاتی ہے پورا خواب یاد آتا ہے فرحت محسوس ہوتی ہے سوچتا ہوں حضرت سے اتنی قربت تو ہمیں کبھی نہیں رہی پھر یہ خواب،

مولانا داؤد حسین اشرفی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں پہنچتا ہوں، خواب بیان کرتا ہوں مولانا سُن کر بہت خوش ہوتے ہیں اور فرماتے ہیں آپ نے بہت اچھا خواب دیکھا ہے۔ کچھ دنوں کے بعد ۲۰۰۴ء میں مولانا داؤد حسین اشرفی رحمۃ اللہ علیہ نے کسی صاحب کو غریب خانے پر بھیجا اور فوراً ملنے کو کہا، میں مولانا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انھوں نے دیکھتے ہی ہمیں کہا آپ کے پیر و مرشد شیخ اعظم آج جانی پور میں تقریر فرمائیں گے آپ ہمارے ساتھ چلیں ۔ میں معذرت کرتا ہوں کہتا ہوں حضرت تو ہمیں پہچانتے ہی نہیں، میں وہاں جاکر رات بھر کیا کروں گا؟ حضرت سے جہاں تک ملاقات کا سوال ہے پٹنہ میں ہی دست بوسی کرلوں گا مولانا بضد ہو گئے اور فرمایا کہ آپ کو آج حضرت سے کچھ ملنے والا ہے آپ چلیں میں مولانا کے ساتھ جانی پور پہنچا حضرت ایک بوسیدہ سے کمرے میں لوگوں سے کچھ خطاب فرمارہے ہیں دوسرے کمرے میں حضرت اشرف میاں صاحب قبلہ تشریف رکھتے ہیں کافی لوگ جمع ہیں حضرت کی زیارت کررہے ہیں، میں بھی زیارت کرنے لگا کچھ دیر بعد حضرت نے مولانا داؤد حسین اشرفی رحمۃ اللہ علیہ کو مخاطب کر کے فرمایا جایئے جلسہ شروع کرائیں اور سبھی لوگ جلسہ گاہ میں جائیں۔ فوراً سبھی لوگ جلسہ گاہ میں جانے لگے میں نے بھی رُخ اپنا جلسہ گاہ کی طرف کیا مولانا نے اشارہ کیا آپ وہیں رُک جائیں۔ اب حضرت ہیں اور ان کے خادم اور میں حضرت کی خدمت میں لگا تھا میں نیچے بیٹھ کر حضرت کے پیر مبارک کو اپنے ناپاک ہاتھوں سے دبا رہا ہوں ۔ کچھ دیر کے بعد حضرت نام پوچھتے ہیں میں اپنا نام بتاتا ہوں پھر فرماتے ہیں کس سے مرید ہیں آپ؟ میں نے جواباً کہا آپ سے ہی اور گھر کے تمام لوگ آپ کے ہی دامن کرم سے وابستہ ہیں پھر حضرت اُٹھ کر بیٹھ جاتے ہیں ۔ حضرت فرماتے ہیں کہ ہمیں وضو کراؤ میں وضو کرانے لگتا ہوں جب پیر مبارک کو دھونے لگتا ہوں تو اپنا خواب یاد آتا ہے حضرت نے تو خواب میں اسی طرح مجھ سے وضو کروایا تھا، اب عجیب کیفیت ہوتی ہے جس کو بیان نہیں کرسکتا، آنکھوں میں خوشی کے آنسو کچھ سمجھ میں نہیں آیا یا حضرت کمرے میں آتے ہیں اور پھر لیٹ جاتے ہیں میں نے حضرت سے عرض کیا حضور اعلیٰ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ کے کچھ نقوش ہیں آپ نے ہمارے آباؤ اجداد کو دیے تھے اس سے میں نقل کر کے ضرورت مندوں کو دیتا ہوں۔ حضرت فرماتے ہیں اس میں اجازت کی ضرورت ہے۔ میں نے آپ کو خلافت دی ہے۔ میں خاموش رہا۔ حضرت اُٹھ کر بیٹھ جاتے ہیں اور تین مرتبہ فرماتے ہیں، ’’اجازت ہے، اجازت ہے، اجازت ہے‘‘۔ تین مرتبہ اپنی زبان مبارک سے نکالنے کے بعد فرمایا آپ کا مجھ پر جتنا حق پہنچتا ہے سب آپ تک پہنچ جائے گا انشاء اللہ، پھر فوراً دریافت کیا کہ آپ کا گھر یہاں سے کتنی دوری پر ہے، عرض کیا حضرت ۳۰، ۳۵ کیلومیٹر دور پٹنہ سیٹی میں ہے۔ فوراً فرمایا ابھی چلو ہمیں لے کر اپنے مکان پر۔ میں عجیب کشمکش میں پڑ گیا حضرت کیا فرمارہے ہیں، میں نے عرض کیا حضرت 12:30 بج رہے ہیں جانے میں ایک گھنٹہ، آنے میں ایک گھنٹہ اور پھر وہاں قیام کم سے کم آدھا گھنٹہ یہاں پہ جلسہ ہو رہا ہے اور اس میں تقریر فرمانی ہے ممکن ہو سکے گا آپ نے فرمایا ٹھیک ہے صبح چلوں گا پھر اچانک جلال میں

آجاتے ہیں اور فرماتے ہیں صبح میں کسی نے ناشتہ کی دعوت دے رکھی ہے لوگوں کو سمجھ میں نہیں آتا ہے، کیوں ناشتے کھانے کی دعوت دے دیتے ہیں اگر نہیں جاؤں گا تو کہیں گے کہ بہت بڑے آدمی ہیں ہمارے یہاں ناشتہ پہ نہیں آئے۔ ارے انہیں کیا معلوم ہمیں کب کہاں جانے کی ضرورت پڑ جائے اچھا پھر کسی موقع سے آؤں گا صبح جانا تو مل کر جانا۔ ٹھیک ایک سال بعد حضرت سمستی پور پروگرام میں تشریف لاتے ہیں وہاں خلیفۂ سرکار کلاں مولانا انعام الحق اشرفی صاحب سے حضرت کی ملاقات ہوئی، ناچیز کا ذکر ہوا حضرت ملنے کی خواہش ظاہر کرتے ہیں دوسرے روز حضرت صبح پٹنہ تشریف لاتے ہیں اور مولانا انعام الحق اشرفی صاحب ہماری تلاش میں لگ جاتے ہیں مولانا کو نہ ہمارے مکان کا پتہ تھا اور نہ ہی فون نمبر، خدا کی شان مخدوم پاک کا کرم بزرگوں کا فیض دیکھیے مولانا انعام الحق اشرفی صاحب کی نظر مجھ پر سبزی باغ میں پڑ گئی انھوں نے آواز دی، میں پلٹ کر دیکھا مولانا قریب لپکتے ہوئے سامنے آتے ہیں آتے ہی کہا حضرت آپ کو یاد فرمارہے ہیں آپ ابھی چلیں ڈی ایس پی حسنین صاحب کے یہاں حضرت قیام پذیر ہیں فوراً کار میں بیٹھے اور حضرت کی بارگاہ میں پہونچے، دست بوسی کے بعد میں کچھ دیر کے بعد مغرب ہوگی نماز سے فارغ ہونے کے بعد حضرت کوفی ہاؤس سبزی باغ چلنے کو تیار ہوئے وہاں انجمن اسلامیہ ہال میں ادارہ احمدیہ اشرف العلوم کے زیر اہتمام جلسے کا پروگرام تھا سبزی باغ میں آپ سے ملنے والوں کا ایک ہجوم تھا مگر حضرت نے فرمایا ابھی کوئی اندر نہیں آئے ناچیز نیچے بیٹھ کر حضرت کا دیدار کر رہا تھا بہت ساری باتیں بتارہے تھے، ۱۰ بجے رات تک ناچیز تنہائی میں حضرت کی زیارت کرتا رہا پھر کھانے کے بعد جلسہ گاہ چلے گئے دوسرے دن صبح پھر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ آرام فرمارہے تھے انتظار کرنے لگا بیدار ہونے پر ناچیز کو بلوالیا اور فرمایا ''میں آپ کے مکان چلوں گا''۔ اور کچھ ہی دیر میں حضرت ہمارے غریب خانہ پر موجود تھے دادا پیر کے تبرکات کی زیارت فرمائی اور فرمایا اس کی حفاظت کرنا۔ پھر آپ نے معلوم کیا آپ کو ہم نے خلافت دی ہے میں خاموش رہا۔ ناشتہ سے فارغ ہونے کے بعد گھر کے تمام افراد سے ملاقات کی دعائیں دیں، کھانے کا وقت ہو گیا میں نے کھانا لگانے کی اجازت مانگی حضرت نے فرمایا آپ نے تو قبل کھانا کھانے کی دعوت نہیں دی تھی اس لئے نہیں کھاؤں گا۔ اگلے سال عرس مخدومی میں میں حاضر ہوا۔ حضرت کی زیارت سے مشرف ہوا دست بوسی کی آپ نے فرمایا بعد عرس ملنا۔ بعد عرس آپ کی دست بوسی کے لئے حاضر ہوا اسی وقت خاکسار کو بروز جمعرات ۲۸ محرم الحرام ۱۴۲۶ھ ۱۰ مارچ ۲۰۰۵ء خلافت سے سرفراز فرمایا۔

☆☆☆☆

اقـــوال زریں

☆ طالب علم سمندر کا پانی پینے والے کی طرح ہے، جس قدر پیتا ہے پیاس بڑھتی ہے۔

(امام غزالی)

☆ خدا کے نزدیک سب سے پیاری بات والدین کی اطاعت ہے۔

(حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ)

شــیـخ اعــظـم

مفتی محمد زبیر عالم صدیقی قادری
شیخ الحدیث وصدر شعبہ دارالافتاء دارالعلوم محمدیہ عربی کالج آزادنگر پورنیہ بہار

مدھیہ پردیش کا مشہور شہر برہان پور دارالسرور جسے مدینۃ الاولیاء کہا جاتا ہے اور علماء ومشائخ برہان پور کو سرکار برہان پور کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ میں اشرفیہ اظہار العلوم برہان پور کا ابتدائی طالب علم تھا۔ صدرالمدرسین وشیخ الحدیث کی حیثیت سے طبیب ملت حضرت علامہ مولانا طبیب الدین صاحب اشرفی خلیفۂ سرکارکلاں علیہ الرحمۃ و الرضوان تھے۔ اس ادارہ کے بانی پیر طریقت صوفی ملت پیر عبدالغفور بخش اللہ شاہ اشرفی خلیفۂ حضور اعلیٰ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمۃ والرضوان ہیں۔ حضور محدث اعظم ہند کے دست اقدس سے اس کی بنیاد رکھی گئی تھی اور ادارہ کا نام شیخ اعظم کے نام پر سرکار برہان پور نے تجویز فرمایا تھا۔

میں شیخ اعظم کی زیارت سے کبھی مشرف نہ ہوا تھا، نام خوب سنتا تھا۔ زیارت کا اشتیاق بڑھتا گیا۔ معلوم ہوا کہ ادارہ کا سالانہ جلسہ جو رجب کی ۲۷ تاریخ کو متعین ہے، حضرت اس سال ضرور تشریف لائیں گے۔ تاریخ مذکور کا بے صبری سے ہم تمام طلبہ کو انتظار تھا۔ ادارہ کے ناظم اعلیٰ پیر طریقت حضرت علامہ مولانا عبد الرشید صاحب اشرفی علیہ الرحمۃ ولرضوان نے اعلان فرمایا کہ کل ۲۶ رجب کو حضور شیخ اعظم کاشی اکسپریس سے تشریف لا رہے ہیں۔ لہٰذا فلاں فلاں طالب علم حضرت کو لینے ریلوے اسٹیشن جائے گا۔ اس میں سے ایک میرا بھی نام پکارا گیا۔ پھر کیا تھا اس رات خوشی کے مارے کسی کو نیند نہیں آئی اور رات بھر حضور شیخ اعظم پر گفتگو ہوتی رہی کیسے ہوں گے؟ ہم لوگ کیسے ملیں گے؟ صبح بڑی سہانی اور نورانی تھی۔ سبھوں کے کپڑے تبدیل ہو چکے تھے۔ مدرسہ جگمگا رہا تھا۔ راستے میں پانی کا چھڑکاؤ ہو رہا تھا۔ اسٹیج کو دلہن کی طرح سجا دیا گیا تھا۔ ہر ایک کا چہرہ ہشاش بشاش نظر آ رہا تھا۔ مارے خوشی کہ بچے ایک دوسرے سے بغل گیر ہو رہے تھے۔ کہ آج شیخ اعظم کے دیدار سے مستفیض ہوں گے جن کے نام سے مدرسہ ہے وہ خود آج تشریف لا رہے ہیں۔ اتنے میں شور ہوا۔ آ گئی گاڑی، آ گئی گاڑی۔ میں اپنے کمرے سے دوڑ کر باہر آ گیا کہ شیخ اعظم تشریف لے آئے۔ کمرے سے نکلتے ہی ایک طالب علم نے کہا تم بیٹھے ہو گاڑی آ گئی اسٹیشن چلنا ہے۔ جن کا جن کا انتخاب ہو چکا تھا سب گاڑی پر جا کر بیٹھ گئے۔ دل اندر ہی اندر اوچھل کود کر رہا تھا۔ آج آل رسول کے دیدار سے بہر مند ہوں گے اور شیخ اعظم کو قریب سے دیکھیں گے۔ ہم لوگ ناظم صاحب کو خوب دعائیں دے رہے تھے کہ حضرت نے شیخ اعظم کے استقبال کے لئے ہم لوگوں کو چنا۔ چمچماتی ہوئی گاڑی شائیں شائیں راستے پر دوڑ رہی تھی۔ شاید گاڑی بھی جلد اسٹیشن سے قریب ہونے کو بیقرار تھی۔ شہر میں ایک ایسا سما تھا جیسے موسم بہار آ گیا ہو۔ آسمان بھی جھکا جھکا لگ رہا تھا جیسے وہ بھی استقبال کے لئے زمین پر آ رہا ہو۔ اسٹیشن کس وقت پہونچ گئے پتہ ہی

نہیں چلا۔گاڑی سے اترتے ہی فلیٹ فارم پر دوڑ پڑے۔ معلوم ہوا گاڑی ایک گھنٹہ لیٹ ہے۔ یہ ۱۹۷۰ء کی بات ہے یہ ایک گھنٹہ کس کرب اور بے چینی میں گذرا تحریر میں نہیں لایا جاسکتا۔بس یوں کہیے "الانتظار لاظھار اشد من الموت" گھنٹی بجی، دل کی کلی کھلی، بہاروں نے خوشیوں کے سوغات فضاء میں بکھیرے، خراماں خراماں گاڑی اسٹیشن پر کھڑی ہوگئی، فرسٹ کلاس کے ڈبہ کے سامنے ہم لوگ کھڑے تھے۔نگاہ اٹھی تو دیکھا ایک حسین وجمیل پیکر، سفید لباس، کلاہ نما ٹوپی، کالی چمکدار داڑھی، بڑی بڑی آنکھیں، لمبی لمبی پلکیں، کشادہ پیشانی، بارعب چہرہ کوئی دیکھے تو دیکھتا رہ جائے ایسا لگا جیسے سب چیز اپنی جگہ رک گئی۔سب کی نگاہ اسی حسین پیکر کو دیکھ رہی تھی، نہ سلام کا ہوش رہا نہ مصافحہ کا۔بس دیکھے جارہے ہیں پھر ایک مترنم آواز فضا میں ابھری۔ایسا لگا جیسے فضا مشکبار ہوگئی، آپ لوگ لینے آئے ہیں۔تو سامان اندر ۵ نمبر برتھ پر ہے لے آئیں۔ایسا لگا جیسے خواب سے بیدار ہوگئے۔ آگے بڑھے سلام وقدم بوس ہوئے۔مصافحہ سے حضرت نے نوازا۔ بڑے پیار سے ایک ایک سے نام پوچھتے رہے میں نے کہا میرا نام محمد زبیر ہے پورنیہ کا رہنے والا ہوں۔ پورنیہ کا نام سنتے ہی حضرت کا چہرہ دمکنے لگا، فرمانے لگے پورنیہ علم کا شہر ہے میرا دوسرا مسکن پورنیہ ہے میں نے کہا حضور کا بیل گاڑی اور پیدل دیہاتوں کا سفر علماء کی زبانی سن رکھا تھا۔کٹیہار، پورنیہ، کشن گنج اوراس کے مضافات میں آپ کی دینی خدمات کی دھوم ہے۔

آپ نے جیسے ہی صحن مدرسہ میں قدم رکھا طلبہ نے فلک شگاف نعروں سے استقبال کیا۔گلاب پھول سے شیخ اعظم ڈھک گئے۔میں گاڑی کے اوپر چڑھ گیا شیخ اعظم گلے سے گلاب پھول اتارتے رہے اور مجھے دیتے رہے میں اپنی خوش بختی پر ناز کرتا رہا۔حضرت کا قیام ایک مخصوص کمرہ میں کیا گیا تھا جہاں پھر ہم لوگوں کو جانے کی اجازت نہ ملی۔اسٹیج پر دیدار ہوا لیکن پہلی نظر میں پہچان نہ سکا ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے کوئی بادشاہ تاج پہن کر مسند نشیں ہو۔مسکراتا چہرہ، لبوں پر درودوں کے ہار، پورے مجلس میں سناٹا۔ ہر ایک کی نگاہ شیخ اعظم کے چہرہ پرانوار کی طواف کررہی تھی۔تقریر کیا تھی لبوں سے پھول جھڑ رہے تھے۔نکات پر نکات بیان ہورہا تھا۔نعرہ پر نعرہ لگ رہا تھا۔پورے محفل میں ہلچل مچی ہوئی تھی واہ واہ کی صدائیں بلند ہورہی تھیں۔ ہر ایک کی زبان پر بس ایک ہی نام تھا۔شیخ اعظم شیخ اعظم۔

زمانہ نے کروٹ بدلی ۱۹۷۳ء میں یوپی مدرسہ اجمل العلوم سنبھل ضلع مرادآباد میں استاذ الاساتذہ مفتی عبدالجلیل صاحب قبلہ اشرفی خلیفۂ سرکار کلاں علیہ الرحمۃ و الرضوان کی معیت میں حاضر ہوا۔شرح جامی پڑھ رہا تھا سالانہ امتحان کے لئے ممتحن کے طور پر صدرالعلماء جبل الفقہا امام النحو شارح بخاری حضرت العلام سید غلام جیلانی میرٹھی علیہ الرحمۃ والرضوان تشریف لائے۔خادم مجھے چنا گیا۔امتحان کے بعد حضرت نے فرمایا کہ تم میرٹھ چلے آؤ۔میں نے کہا سنا ہوں کہ وہاں دورہ کے بعد داخلہ ہوتا ہے۔فرمانے لگے تم آجاؤ میں عید بعد پہونچ گیا۔پھر تو وہیں کا ہوکر رہ گیا۔جہاں جاتے ساتھ لے جاتے حضرت نے خدمت کا موقع دیا میرے لیے اس سے بڑھ کر اور کیا خوش بختی ہوسکتی ہے ۱۹۷۸ء میں کچھوچھہ مقدسہ میں تعلیمی کنونشن میں شرکت کے لئے حضرت صدرالعلماء امام النحو علیہ الرحمہ مدعو کئے گئے۔ساتھ میں حضرت کے صاحبزادے حضرت حافظ وقاری مولانا سید غلام یزدانی میاں صاحب قبلہ بھی تھے اور خادم کی حیثیت سے میں تھا۔جامع اشرف

کا قیام اس کی سنگ بنیاد لیکن میرے لئے سب سے اہم حضور صاحب سجادہ سرکار کلاں علیہ الرحمۃ والرضوان کی زیارت تھی۔ زندگی میں پہلی مرتبہ ہم شبیہ غوث اعظم کو دیکھ رہا تھا اور حضور سرکار کلاں کے جلووں سے مستفیض ہو کر جھوم رہا تھا۔ بار بار میری نگاہ حضور کے چہرۂ پر انوار پر جم جاتی اور جب حضرت کی نظر پڑتی تو میں اپنی نظریں نیچی کر لےتا۔ ایسا کئی بار ہوا تو حضور سرکار کلاں نے فرمایا کہ یہ لڑکا کون ہے؟ اس وقت صدر العلماء شارح بخاری نے فرمایا حضور کا خادم ہے۔ دعا کر دیں پڑھ رہا ہے بہت محنتی ہے۔ واللہ العظیم سرکار کلاں نے ہاتھ اٹھا دیا اور امام النحو سے فرمایا آپ بھی دعا کریں میں بھی کرتا ہوں۔ بڑی دعائیں دی میں اپنی خوش بختی پر جتنا ناز کروں کم ہے۔ جامع اشرف کی جب تجویزیں پاس ہوئیں تو حضور سرکار کلاں کے بعد دستخط حضور امام النحو صدر العلماء سید غلام جیلانی میرٹھی علیہ الرحمۃ والرضوان کا پھر اس کے بعد اس حقیر فقیر محمد زبیر کا ہے اور سرکار کلاں نے فرمایا کہ تم بھی دستخط کرو تا کہ مخدوم کے نیچے خادم کا دستخط رہے۔ ڈرتے ڈرتے میں نے دستخط کر دیا۔

شیخ اعظم کی سب سے بڑی کرامت آج جامع اشرف ہے اور مختار اشرف لائبریری ہے شیخ اعظم کی سب سے بڑی خصوصیت کہ آپ علم دوست، علماء نواز، مدبر و مفکر، بااخلاق خوردہ نواز، پیکر خلوص، کام کے دھنی اور بات کے پکے مومن کامل تھے۔

شیخ اعظم زندہ آباد — شیخ اعظم پائندہ آباد

☆☆☆☆

جمیعتہ الاشرف اسٹوڈنٹس مومنٹ

طلبہ جامع اشرف کی متحرک وفعال تنظیم کا نام جمیعۃ الاشرف ہے جسے قائد ملت ناظم اعلیٰ جامع اشرف حضرت علامہ الحاج سید شاہ محمود اشرف اشرفی جیلانی جانشین شیخ اعظم نے اپنے دور طالب علمی میں قائم فرمایا۔ اس کے اغراض ومقاصد حسب ذیل ہے:

(۱) طلبہ میں تقریری، ادبی وتحریری ذوق پیدا کرنا۔

(۲) خانوادہ اشرفیہ کی عظیم شخصیات کے حالات اور اسلامی لٹریچر شائع کرنا۔

(۳) طلبہ میں علمی ماحول پیدا کرنا۔

(۴) بزرگوں کی یاد میں جلسہ وفاتحہ کا اہتمام کرنا۔

احباب خیر سے گزارش ہے کہ جمیعۃ کا تعاون فرما کر مخدومی فیضان سے مالا مال ہوں اور بے شمار اجر وثواب کے حقدار بنیں۔

شیخ اعظم اور قصبہ سخانوں

شیخ محمد نبی رضا (مظفر میاں) صدیقی اشرفی
بانی و مہتمم جامعہ اشرفیہ شہاب العلوم قصبہ سخانوں ضلع بدایوں شریف (یوپی) موبائل:09456065071

تارک سلطنت، قدوۃ الکبری محی الاسلام غوث العالم محبوب یزدانی حضرت مخدوم سید محمد اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ ارفع واعلیٰ جلیل القدر بزرگ ہونے کے علاوہ اولاد رسول بھی ہیں۔ حضرت مخدوم سلطان سید ابراہیم علیہ الرحمہ کے محل میں ۷۰۷ھ میں آپ کی پیدائش ہوئی۔ آپ مادرزاد ولی تھے۔ ایام رضاعت سے ہی آپ سے کرامت کا ظہور ہونے لگا تھا۔ آپ اس وقت تک ماں کا دودھ نہیں پیتے تھے جب تک وہ باوضو نہ ہوتیں۔ والد محترم کے وصال کے بعد بار حکومت آپ کے کاندھوں پر آ گیا اور شریعت اسلامیہ کی روشنی میں باضابطہ آپ نے امور حکومت اپنے ہاتھ میں لے لیے۔ اس کے باوجود آپ کا میلان شہنشاہیت کی طرف نہیں تھا۔ بالآخر ایک دن ایسا آیا کہ آپ نے لقاء محبوب کی غرض سے ہندوستان کے لیے رخت سفر باندھا۔ مسلسل سفر کرنے کے بعد پنڈوہ شریف پہنچے۔ پھر شیخ المشائخ الصوفیہ حضرت سیدنا علاؤالحق پنڈوی کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ مرشد کامل نے مرید صادق کو بیعت و خلافت سے مشرف فرمایا اور سلوک و تصوف کی تمام سنگلاخ وادیوں کو بسہولت طے کرانے کے بعد کچھوچھہ مقدسہ میں مستقل قیام کا حکم صادر فرمایا۔ آپ اپنے پیر و مرشد کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے کچھوچھہ تشریف لائے اور باضابطہ طور پر دین محمدی کی ترویج و اشاعت میں مصروف ہو گئے۔

آپ کی محنت شاقہ، مسلسل و پیہم کوشش رنگ لائی، کفر کی کمر ٹوٹی، شرک کی گھٹا ٹوپ اندھیری چھٹ گئی اور بے شمار خلق خدا آپ کے دست حق پرست پر مشرف باسلام ہوئی اور بھٹکے ہوئے لوگ آپ سے بیعت ہو کر راہ راست پر آئے۔

حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی کی نسل پاک میں بے شمار عظیم شخصیتیں گزری ہیں جو اپنے اپنے عہد میں شریعت و طریقت کی آفتاب و ماہتاب تھیں۔ انہی عظیم شخصیتوں میں سے ایک شخصیت ہم شبیہ غوث اعظم اعلیٰ حضرت اشرفی میاں سید علی حسین کچھوچھوی کی ہے۔ آپ کی ولادت ۲۲ ربیع الثانی ۱۲۶۷ھ کو کچھوچھہ میں حضرت حاجی سید سعادت علی کے گھر ہوئی۔ اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کی تقدس مآب زندگی میں ان گنت باریک علمی نکات، قولی و علمی خدمات، پاکیزہ جذبات و احساسات، راہ سلوک و صفا کے دلکش واقعات و حکایات، لمحات سرمستی و سرشاری کے عارفانہ حالات و کیفیات اور عشق رسول کی سرفرازیوں کے سوتے ملتے ہیں۔ عشق رسول کی بیش بہا دولت بڑی حد تک آپ کے حصہ میں آئی آپ ساقی کوثر کی یاد میں مرغ بسمل کی مانند تڑپ اٹھتے، ہمہ وقت نام نبی کا ورد و وظیفہ زبان پر رہتا۔

چار مرتبہ آپ زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے۔ چوتھی بار آپ فریضۂ حج کی ادائیگی کے بعد

مدینہ منورہ میں تھے۔ آپ کے ساتھ کثیر تعداد میں علماء و مشائخ بھی تھے اسی وقت بغیر کسی اطلاع کے آپ نے ساتھیوں سے فرمایا میرے گھر میں میرا پر پوتا پیدا ہوا ہے۔ ہمراہیان میں سے مولانا محمد یونس نعیمی اشرفی نے مؤدبانہ عرض کیا حضور! نہ کوئی خط نہ کوئی تار...... فرمایا فقیر کو تار یا خط کی حاجت نہیں ہوتی۔ اس کے بعد حضور اشرفی میاں نے روضہ انور پر حاضری دی اور مواجہہ اقدس کے سامنے کھڑے ہوکر دعا کی اور اپنے پر پوتے کو ''اظہار اشرف'' کے نام سے موسوم کیا اور فرمایا یہ واقعی ''اظہار اشرف'' ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندے ولی کامل کی زبان سے نکلے اس جملہ کو سچ کر دکھایا۔ برصغیر کے گوشہ گوشہ میں انھوں نے اشرف کے نام، کام اور پیغام کو آخری سانس تک پہنچایا۔ حضور شیخ اعظم کے جدامجد امام اہل سنت، شہسوار میدان توحید، تاجدار مملکت تفرید، سالک راہ طریقت، غواص بحر حقیقت، عالم ربانی حضرت مولانا سید شاہ احمد اشرف کچھوچھوی تھے۔ عالم رویا میں سرکار دوعالم ﷺ نے آپ کی دستار بندی فرمائی تھی بایں وجہ فارغ التحصیل ہونے کے بعد دنیا میں کسی سے سند فراغت نہیں لی تھی۔

حضور شیخ اعظم کے والد ماجد سید السالکین، زبدۃ الصالحین، قدوۃ الکاملین، مخدوم المشائخ، امام العلماء، سراج الاولیاء، غوث زماں حضرت الحاج مولانا مفتی سید شاہ مختار اشرف کچھوچھوی تھے۔ آپ حسن خداداد کے مالک تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ ولی وہ ہے جسے دیکھ کر خدا یاد آئے یقیناً سرکار کلاں کو دیکھنے کے بعد خدا کی یاد آتی تھی۔ ۱۹۵۷ء میں الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ سے فراغت کے بعد ایک سال تک فی سبیل اللہ جامعہ نعیمیہ مرادآباد میں مسند درس و تدریس کو زینت بخشی اور تشنگان علوم نبویہ کو سیراب کیا۔ مگر سرکار کلاں کی دینی و مذہبی مصروفیات تبلیغی دوروں کی کثرت کے سبب آپ کو مستقل درس و تدریس کا سلسلہ منقطع کرنا پڑا اور اپنی تمام تر توجہ دین وسنیت کی نشر واشاعت میں لگادی۔ آپ کی انہیں محنتوں کے باعث ۱۹۷۸ء میں آپ کی تحریک پر سادات کچھوچھہ اور علماء و مشائخ کے باہمی مشورے سے ''جامع اشرف'' کا قیام ہوگیا۔

جامع اشرف قائم ہونے کے بعد شیخ اعظم کا اوڑھنا بچھونا جامع اشرف ہوگیا تھا۔ اس کے تعلیمی اور تعمیری منصوبوں کو جلد از جلد پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے جدوجہد کرنا شیخ اعظم نے اپنا نصب العین بنالیا تھا۔ جامع اشرف کی تعمیر و ترقی ان کی رگ و پے میں سما گئی تھی۔ خلوت وجلوت میں اس کی ترقی کے خواب۔ جامع اشرف کا قیام سجائے رہتے حقیقتاً عالم ربانی حضرت مولانا سید احمد اشرف کے خوابوں کی حسین تعبیر ہے۔ خانوادہ سرکار کلاں کا ایک ممتاز وصف اور طرّہ امتیاز یہ ہے جو دیگر خانوادوں اور مشائخ میں کم نظر آتا ہے یعنی مدارس اسلامیہ کی سرپرستی فرمانا۔ حضور سرکار کلاں کی طرح حضور شیخ اعظم بھی کثیر مدارس کے سرپرست تھے۔ آپ نے جامعہ نعیمیہ مرادآباد، اظہار العلوم بھاگلپور، سنبھل مرادآباد کے مدارس، برہان پور، ممبئی، رائے پور، مغربی بنگال، راجستھان، بنگلہ دیش، پاکستان، پورنیہ بہار کے کثیر مدارس کی سرپرستی فرماکر انہیں اوج ثریا تک پہنچایا۔

آپ کے مزاج اور طبیعت میں شریعت مطہرہ کی

پابندی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔آپ نہایت محتاط اور متدین عالم دین و شیخ طریقت تھے۔ایک بار منیجر نے مسجد کی اینٹیں بطور قرض ''احمد اشرف ہال'' میں لگوادیں۔ آپ کو جب علم ہوا تو منیجر پر سخت ناراض ہوئے اور غضب ناک لہجہ میں فرمایا ''اس کا حساب میدانِ محشر میں میں دوں گا! آپ نہیں دیں گے''۔

ہم شبیہ غوث الثقلین اعلیٰ حضرت سید علی حسین اشرفی میاں علیہ الرحمہ سے لے کر قائد ملت علامہ سید محمود اشرف صاحب قبلہ تک تمام سجادگانِ کچھوچھہ مقدسہ نے ہماری آبادی قصبہ ''سخانوں'' پر ہمیشہ عنایتیں، شفقتیں، مہربانیاں فرمائی ہیں۔سادات کچھوچھہ مقدسہ اور مشائخ عثمانیہ بدایوں کے آپسی تعلقات اور محبت ومودت ہمیشہ رہی ہے اور تادمِ تحریر یہ تعلقات آج بھی ہیں اور دعا ہے کہ ہمارے مشائخ کے یہ آپسی تعلقات اور محبت بھرے روابط ہمیشہ رہیں۔خانوادۂ اشرفیہ اور عثمانیہ کے علماء و مشائخ کا سایہ ہمارے سروں پر ہمیشہ رہے، آمین۔

اعلیٰ حضرت محبّ رسول تاج الفحول شاہ عبدالقادر عثمانی بدایونی کی دعوت پر حضور اشرفی میاں بدایوں تشریف لاتے رہتے تھے۔ ایک بار مولوی امیر اللہ قادری کی کاوش پر آپ سخانوں تشریف لائے۔زمیندار اول شیخ غنی رضا مرحوم رئیس سخانوں نے مولوی امیر اللہ قادری سے پوچھا آپ کس کو سخانوں لا رہے ہیں؟ مولوی صاحب نے کہا حضور تاج الفحول نے کچھوچھہ مقدسہ سے ایک شہزادۂ رسول ہم شبیہ غوث اعظم کو بلایا ہے، میں انھیں کو سخانوں لاؤں گا۔ یہ سن کر شیخ غنی رضا صدیقی نے کہا ان کا قیام سخانوں میں ہمارے گھر پر ہوگا۔شیخ غنی رضا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نسل سے تھے اور ۳۳ویں پشت سے تھے۔اس کے بعد حضور اشرفی میاں سخانوں تشریف لائے اور شیخ غنی رضا صدیقی کی بیٹھک پر قیام فرمایا اور اسی دن پوری آبادی بیعت ہو کر آپ کی غلامی میں داخل ہوگئی اور آپ نے ارشاد فرمایا اس آبادی میں قیامت تک آنے والی نسل کو میں نے اپنا مرید کیا اور یہی جملہ حضور سرکار کلاں، حضور شیخ اعظم رحمۃ اللہ علیہما نے بھی فرمایا تھا اور اب یہی امید حضور قائد ملت مدظلہ سے بھی ہے۔

راقم الحروف اور جملہ باشندگانِ سخانوں کی یہ خوش قسمتی ہے کہ دو بار حضور شیخ اعظم نے احقر کے قائم کردہ ادارہ ''جامعہ اشرفیہ شہاب العلوم سخانوں، ضلع بدایوں'' میں ایک بار قبل رمضان سات دن اور بعد رمضان پندرہ دن قیام فرمایا اور حضور شیخ اعظم نے اپنی بابرکت سرپرستی سے اس ادارہ کو زندگی بخشی۔اس طویل قیام کے دوران حضور شیخ اعظم نے اپنے حقیقی چھوٹے ماموں حضور اشرف الحکماء مولانا حکیم سید احمد حسین کوثر اشرفی جیلانی کچھوچھوی سے اپنا علاج کروایا تھا۔اشرف الحکماء بدایوں کے یونانی دواخانہ میں سرکاری ملازم تھے۔مدرسہ اشرفیہ شہاب العلوم میں آپ کے قیام کی وجہ سے لوگوں کا جمگھٹا لگا رہتا تھا روزانہ کوئی نہ کوئی عالم، پیر یا بڑا مہمان بغرض ملاقات سخانوں آتا رہتا۔راقم ہمہ وقت آپ کی خدمت میں حاضر رہتا اور دیسی دوائیں بنانے میں لگا رہتا۔اس طرح راقم کو خانقاہ اشرفیہ کے سجادگان کی خدمت کرنے کا شرف حاصل ہوا ہے۔

حضور شیخ اعظم کی دعاؤں کا یہ صلہ ہے کہ ہمارا ادارہ

آج دینِ اسلام کی خدمت کر رہا ہے حفظ، تجوید و قرأت، مولویت اور عالم تک کی تعلیم باضابطہ ہو رہی ہے۔

راقم کے بھانجے شیخ محمد اکبر رئیس عرف اظہار اشرف کی شادی میں ۱۳ نومبر ۲۰۱۱ کو حضور قائد ملت علامہ سید شاہ محمود اشرف مدظلہ تشریف لائے تھے اور دورانِ قیام ۱۴ نومبر کو شب میں ۱۲ بجے آپ حاضرین کو درس قرآن دے رہے تھے۔ دورانِ گفتگو حضور اشرفی میاں کی پہلی آمد کا تذکرۂ خیر آ گیا۔ آپ نے فرمایا...... وہ بیٹھک آج کس کی ملکیت میں ہے؟ خادم نے عرض کیا شیخ غنی رضا صدیقی میرے جد امجد تھے، میرے برادر اکبر محمد علی رضا عرف محمد میاں ہیں۔ اب وہ بیٹھک ہماری ملکیت میں ہے، اس کے علاوہ خاندان کے کچھ اور لوگ بھی اس میں شریک ہیں۔ حضرت نے سب کو بلوایا، اتفاق رائے سب کی مرضی سے وہ جگہ خانقاہ اشرفیہ سرکار کلاں کے لیے وقف کر دی گئی، جس کی تعمیری ذمہ داری حضور قائد ملت نے راقم سطور کے ناتواں کاندھوں پر رکھی۔

دہلی میں بھی حضور قائد ملت کا قیام راقم کے بھانجے شیخ انور رئیس، اختر رئیس کے گھر پر مرادی روڈ دہلی میں ہوتا ہے۔ یہ سب سجادگان خانقاہِ اشرفیہ اور مشائخ کچھوچھہ کی مہربانیاں اور فیضان کرم ہے۔ الفت و محبت کا شرف حاصل ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ خدمت کا یہ شرف ہمارے خاندان اور اہل سخانوں کو ہمیشہ حاصل رہے۔ شہزادگانِ مخدوم اشرف کے فیضان کرم سے مالا مال فرمائے۔ اللہ تعالیٰ حضور شیخ اعظم کے شہزادگان کو صحت و سلامتی عطا فرمائے اور آپ کے مشن کو آگے بڑھانے کی توفیق رفیق عطا فرمائے اور آپ کے مرقد انور پر رحمت و انوار کی بارش فرمائے، آمین۔

☆☆☆☆

شیخ اعظم علیہ الرحمہ : کچھ یادیں کچھ باتیں

مولانا محمد الفت حسین اشرفی جامعی، استاذ مخدوم اشرف مشن پنڈوہ شریف مالدہ

آپ نے ماہ ونجوم کی جگمگاہٹ، شمس وقمر کی تابانی، حدیث وتفسیر کی درخشانی، فصاحت و بلاغت کی روانی، تقویٰ وطہارت کی شعائیں الگ الگ فرد میں یقیناً دیکھی ہوگی۔ علم وحکمت کا پیکرِ جمیل، رشد وہدایت کا سر چشمہ، اخلاق وتصوف کا منبع، شریعت وطریقت کا سنگم، فضل وکمال، اور حسبی ونسبی خوبیوں کا جامع کسی ایک شخص کو بہت کم دیکھا ہوگا مگر سیدی مرشدی حضرت علامہ الحاج سید شاہ اظہار اشرف اشرفی جیلانی معروف بہ شیخ اعظم قدس سرہ النورانی کی ذات قدسیہ میں مذکورہ بالا تمام اوصاف حمیدہ موجود تھے، بلکہ اسکے علاوہ ایسے فضائل و کمالات کے بھی حامل تھے جسے حیطۂ تحریر میں نہیں لایا جا سکتا۔ حضرت کی ذات والاصفات پر روشنی ڈالنا سورج کو چراغ دکھانے کی مانند ہے۔ پھر بھی اپنے ناقص معلومات ومشاہدات کو قارئین کے نذر کررہا ہوں۔

میرا آبائی وطن ''سکھاری'' ہے جو زمانہ سابق میں ضلع بھاگلپور کا ایک قریہ اور فی الحال باراہاٹ ایشی پور ضلع گڈا کے مضافات میں واقع ہے۔ تقریباً چھ سو گھروں پر مشتمل یہ بستی بزرگان خانوادۂ اشرفیہ کے روحانی فیوض وبرکات سے مالا مال ہے۔ تاج الاصفیاء حضرت علامہ سید شاہ محمد مصطفیٰ اشرف شہزادۂ اعلیٰ حضرت اشرفی میاں، سرکارکلاں اور شیخ اعظم علیہم الرحمتہ والرضوان کے قدوم میمنت لزوم کی شرفیابی اوران نفوس قدسیہ کے بعد قائد ملت واشرف ملت دام علینا ظلہما الاقدس کی جلوہ فشانی حاصل ہے۔

۱۹۹۳/۹۴ء کی بات ہے جب میرا زمانہ طفولیت تھا یسرنا القرآن، عم پارہ وغیرہ پڑھا کرتا تھا تب لگاتار دو سال سرکارکلاں علیہ الرحمہ نے میری بستی کو اپنے مبارک ومسعود قدم سے زینت بخشی میرے والد بزرگوار نے دونوں مرتبہ مجھ سے سرکار کلاں کے دست حق پرست پر بیعت ہونے کو کہا بلکہ ایک مرتبہ تو مجھے اس حجرہ کے قریب لاکر کھڑا کردیا جہاں حضور سرکار کلاں علیہ الرحمہ قیام فرماتھے اور مرید ہونے والے عقیدت مندوں کا تانتا بندھا تھا لیکن حضرت سرکار کلاں علیہ الرحمہ سے یہ سوچ کر مرید ہونے سے گریز کرتا رہا کہ ابھی تو لہو ولعب کے ایام ہیں اگر مرید ہو گیا تو یہ سب ترک کرنے ہوں گے۔ خیر بچپن کی جو بھی سوچ رہی ہو سرکار کلاں سے بیعت کا شرف حاصل نہ کر سکا۔ پھر چند سالوں کے بعد تو سرکار کلاں کی علالت میں اضافہ ہوا اور زیارت سے محروم ہی ہو گیا۔

دریں اثناء پھول بڑیا راج محل میں ایک کانفرنس منعقد ہوئی جس میں قائد ملت، غازی ملت اور کچھ اجلہ علماء کرام سمیت حضور سیدی مرشدی شیخ اعظم علیہ الرحمہ بھی تشریف لائے تھے والد بزرگوار عبدالواحد اشرفی اور استاذ گرامی مولانا محمد اسلم اشرفی کے ہمراہ میں بھی وعظ وتقریر سننے کے لئے پھول بڑیا گیا۔ عشاء کی نماز ہو چکی تھی اور کچھ ہی دیر

کے بعد جلسہ کا آغاز ہونے والا تھا کہ والد گرامی اور استاذ موصوف نے مجھے سمجھایا کہ بہت حسین موقع ہے اب سرکار کلاں بستر علالت پر ہیں ان سے تو شرف بیعت حاصل نہ کر سکے ان کے شہزادے شیخ اعظم علیہ الرحمہ سے تو مرید ہو جاؤ۔ میں نے بھی عزم مصمم کر لیا تھا کہ اب مرید ہو ہی جانا ہے۔

اسی نیک نیتی کے ساتھ اس حجرہ کی طرف گیا جہاں شیخ اعظم علیہ الرحمہ قیام فرما تھے۔ لیکن وہاں لوگوں کا اژدہام، عقیدت مندوں کی بھیڑ اتنی تھی کہ تقریباً ایک گھنٹہ بعد حجرہ خالی ہوا۔ داخل حجرہ ہوا تو حضور مرشدی قبلہ گاہی کسی خاص آدمی سے محو کلام تھے، آگے بڑھ کر سلام اور دست وبوسی کی ہمت تو نہ ہوئی مگر سرکار کے جسم منور، نورانی پیکر، دلربا چہرہ، سرمگیں آنکھیں، عطر بیز لبہائے مبارک، موج نور میں لہراتے ہوئے عارض تاباں، عظمت وجلال، شان و شوکت، رعب وتمکنت والے سراپا خاموش عشق وعقیدت کی عمیق نظر سے مطالعہ کرتا رہا۔

بالآخر حاضر خدمت ہوا سلام وآداب بجالانے اور دست بوسی وقدم بوسی کے بعد استاذ موصوف حضرت مولانا محمد اسلم اشرفی نے عرض کی حضور! یہ ایک طالب علم ہے اسے داخل سلسلہ فرما لیں۔ مرشدی قبلہ گاہی نے فرمایا ہاں ہاں کیوں نہیں؟ بیٹے! قریب آؤ۔ جیسے ہی لبہائے مبارک کو جنبش ہوا اور کلمہ ''بیٹے'' زبان مبارک سے صادر ہوا تو دل سراپا اشتیاق بن گیا، عقیدت ومحبت کی تمام امنگیں جاگ اٹھیں، چہرہ بشاشت سے کھل گیا ایسا لگا کہ کونین کی تمام تر ارجمندیاں سمٹ کر دامن مراد میں سما گئیں۔ دل نے چاہا کہ چشمۂ نور میں غوطہ لگائے ہوئے چہرہ انور کی زیارت کرتا رہوں مگر فرط تابندگی سے نظر جمانا بہت مشکل تھا۔

حضرت پیر ومرشد قبلہ گاہی نے گنہگار کا ہاتھ اپنے مقدس ہاتھ میں تھاما اور استغفار کرا کر اپنے ارادت مندوں میں شامل فرما لیا۔ جس وقت میں مرید ہوا تو ہدایۃ النحو، نورالایضاح وغیرہ کتابیں پڑھ رہا تھا اور اس کے بعد کافیہ پڑھنی تھی مگر ہدایۃ النحو کے اسباق پڑھاتے وقت ہی ضلع بستی (یوپی) کے ایک استاذ حضرت مولانا احمد حسین حشمتی علیہ الرحمہ بہت زجر وتوبیخ کیا کرتے تھے کہ ہدایۃ النحو نہیں سمجھ پاتے ہو تو کافیہ کیا سمجھو گے، لیکن جب مرید ہو کر آیا اور کافیہ جیسی مختصر کتاب پڑھنے لگا تو استاذ حشمتی صاحب موصوف نے حیرت کا اظہار کیا اور کہا لگتا ہے مرید ہونے کے بعد واقعی تم پر پیر ومرشد کا فیضان ہو گیا کہ کہاں تو تم ہدایۃ النحو میں پچھڑ رہے تھے لیکن اب کافیہ بھی سمجھ رہے ہو۔ میں بھی یہ سن کر مسرور ہوا۔

سر پہ میرے جو نہیں تاج سلیماں نہ سہی
میرے دامن میں غبار رہ سرکار تو ہے

حضور شیخ اعظم علیہ الرحمہ نے متعدد بار میری آبائی بستی سکھاری کو اپنے بابرکت قدم سے عزت بخشی تھی لیکن جب میں ۹۹/۱۹۹۸ء میں حضور ہی کے لگائے ہوئے علم وحکمت کے چمن ''جامع اشرف کچھوچھہ شریف'' میں زیر تعلیم تھا تو اس سال بھی مرشدی قبلہ گاہی میری بستی میں تشریف لائے تھے واپسی سفر کے موقع پر جب آپ مدینۃ الاشرف (محوطہ خانقاہ اشرفیہ حسنیہ و سرکار کلاں جامع اشرف) کے ایک کمرے میں جو سرکار کلاں علیہ الرحمہ کے آستانہ عالیہ کے پائینتی میں لب راہ بسمت جنوب واقع تھا قیام پزیر تھے۔ اور میں بعد نماز عشاء اکل وشرب سے

فراغت کے بعد چہل قدمی میں مصروف تھا کہ اسی اثناء میں محترم ہم سبق رفیق حضرت مولانا محمد نوشاد عالم اشرفی جامعی استاذ جامع اشرف کچھوچھہ شریف میرے پاس آئے اور کہا الفت بھائی! شہبازی بھائی (سابق آفس منیجر) آپ کو بلا رہے ہیں، تیز چلتا ہوا آفس کے پاس پہونچا تو آفس منیجر نے کہا حضرت شیخ اعظم علیہ الرحمہ کی خدمت میں چلے جاؤ، میرے لئے اس سے بڑی سعادت مندی کیا ہو سکتی تھی کہ اپنے پیرومرشد کی خدمت کا شرف حاصل ہوا چاہتا تھا۔ آن کی آن میں پیرومرشد کی بارگاہ عالی جاہ میں باریاب ہوا، سلام نیاز پیش کر کے دست بوسی وقدمبوسی سے بہراور ہوا پھر حضرت کے سر اور تلوے میں تیل مالش کرنے کا شرف حاصل ہوا، تھوڑی دیر کے بعد از خود نام و پتہ پوچھنے کا آغاز فرمایا۔ جب میں نے اپنی بستی کا نام بتایا تو بہت مسرور ہوئے اور فرمانے لگے وہی ''سکھاری'' جہاں ''مولوی محمد اسلم اشرفی'' کا گھر ہے میں نے اثبات میں جواب دیا تو آپ نے فرمایا بیٹے ابھی تو کچھ دنوں پہلے وہیں گیا تھا وہاں کے لوگ بڑے عقیدت مند ہیں، مجھے پوری بستی میں وہاں کے جوانوں نے ڈولی میں بٹھا کے گشت کرایا، وہاں کے لوگوں کا جوش وخروش دیکھتے ہی بنتا تھا۔ کچھ دیر کے بعد مرشدی قبلہ گاہی سے اپنے دل کی بات بمشکل کہنے کی ہمت جٹا سکا۔ چنانچہ عرض گزار ہوا حضور! حقیر کو حضور عزت مآب ہی سے شرف بیعت حاصل ہے اور اسی سال چمن اشرف ''جامع اشرف'' میں داخل ہوا ہے۔ میرے ساتھ برادر خرد حافظ زین العابدین اشرفی سمیت چار دیگر طلبہ نے بھی داخلہ لیا ہے۔

حضور! میری پریشانی یہ ہے کہ سالانہ امتحان سر پر ہے بارگاہ خواجہ میں بذریعہ بس حاضری کے لئے چلا گیا تھا جس کے سبب آمد ورفت میں کافی تاخیر ہوگئی اور تیاری نہیں ہو پائی ہے بالخصوص فن حکمت کی کتاب ''ہدیہ سعیدیہ'' تو میرے لئے لاینحل ہے حضرت نے یہ سن کر کافی دعائیں دیں، اللہ شاہد ہے کہ جس کتاب کی بابت ترساں تھا اس کتاب کے جوابات بہتر سے بہتر لکھ پایا اور اس طرح پیرو مرشد کی دعاء نے نقشہ ہی بدل ڈالا۔ سچ کہا ہے کسی نے:

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

میرے برادر کلاں حضرت مولانا محمد شاہ جہاں اشرفی (مرید سرکار کلاں علیہ الرحمہ) بیان کرتے ہیں کہ میں جن دنوں ادنا یاڈ، سورت (گجرات) کی جامع مسجد ''اشرف المساجد'' میں بحیثیت خطیب و امام مقرر تھا اور حضور شیخ اعظم علیہ الرحمہ ہی کے ایماء پر میرا انتخاب ہوا تھا انہیں ایام میں حضور شیخ اعظم علیہ الرحمہ ممبئی تشریف لائے ہوئے تھے، اسی اثناء میں مجھے حضور کی ممبئی آمد کی اطلاع ملی۔ میں تو کئی ماہ سے حضرت سے ملاقات کے لئے سراپا بے تاب تھا، خبر پا کر دل باغ باغ ہو گیا اور تمنائے زیارت کے ساتھ کچھ نیک ارادے لیکر ہمہ تن شوق ممبئی کے لئے روانہ ہو گیا۔

جو نیک ارادے میرے دل میں نہاں تھے ان میں سے سر فہرست حضور شیخ اعظم علیہ الرحمہ سے تعویز لکھنے کی اجازت طلبی تھی۔ خیر ممبئی پہونچا تو اشتیاق دید میں اور اضافہ ہو گیا کیوں کہ حضرت اپنی قیام گاہ سے کچھ دور کسی خاص مرید کے گھر تشریف لے گئے تھے۔ جب واپس اپنی قیامگاہ پر تشریف لائے تو سلام وآداب، دست و بوسی وقدبوسی بجا لانے کے بعد دو تین گز کے فاصلے پر ہٹ کر کھڑا ہو گیا اور

حضرت کی روشن پیشانی وپررونق چہرہ کی زیارت کرنے لگا، کچھ دیر کے بعد سرکار نے ازخود قریب بلایا۔ میں تو اسی آتش آرزو میں سلگ رہا تھا چنانچہ فوراً قریب ہوا اور حضرت کے پائے ناز کو بوسہ دے کر خدمت میں مصروف ہوگیا۔ خدمت کرتا رہا، دل مچلتا رہا، دل کچھ کہنے کو بے تاب تھا مگر حضرت کے بارعب وپرجلال چہرہ کو دیکھ کر ہمت نہیں ہو پا رہی تھی میں اپنی عرضی پیش کرنے آیا تھا اور کرنی ہی تھی، چنانچہ بہت مشکل سے زبان پر قابو پایا اور عرض کی حضور! تنخواہ کم ہے، ذرائع آمدنی محدود ہیں اور اخراجات زیادہ ہیں حضور! دعاء فرمائیں کہ کوئی سبیل نکل آئے۔ حضرت نے برجستہ فرمایا بیٹا! دعاء تعویز کیوں نہیں کرتے کہ بزرگوں کی سنت ہے خوف مت کر میں تمہیں اجازت دیتا ہوں۔ لفظ ''اجازت'' سن کر تو ایک لمحہ کے لئے میرے پورے وجود پر سکتے کی سی کیفیت طاری ہوگئی، دریائے استعجاب میں ڈوب گیا، آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں اور جب حیرت کا طلسم ٹوٹا تو عرض گزار ہوا آقا! جو آرزو برسوں سے نہاں خانۂ دل میں چھپا رکھی تھی وہی حاصل ہوگئی۔

دل پہ دلدار کی ہر وقت نظر رہتی ہے
انکی سرکار میں کچھ نہیں نیت کے سوا

لیکن واحسرتاہ! ایسے محسن ومربی جو فضل واحسان کا سایہ بن کر دل، دماغ بلکہ پورے وجود پر ہمیشہ جلوہ فگن رہے اسی پیکر جود وسخا کی بابت ۲۲ اور ۲۳ فروری ۲۰۱۲ء کی درمیانی شب تقریباً پونے بارہ بجے یہ جانکاہ خبر بجلی بن کر گری کہ آفتاب رشد وہدایت نے اس جہان فانی کو الوداع کہدیا، یہ خبر افراد اہل سنت، بالخصوص وابستگان سلسلہ اشرفیہ کے لئے ایسی ناگہانی اور ہوشربا تھی کہ کچھ دیر سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کیا ہوگیا۔ مگر یہی مشیت الٰہی تھی بالآخر یہ یقین کرنا پڑا کہ اس مسیحائے نفس نے بھی جان، بجان آفریں کے سپرد کردی۔

جان دے ہی دی جگر نے آج پائے یار پر

بمنقبت اعلیٰ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ

شد قبلہ دلم چو بکعبہ طواف را
پرنور کردار زرخ روشن مطاف را
بارید در ز نرگس وسیراب تر نمود
گل را وچاہ را او صراحی صاف را
اے مہر جلوۂ چو رخ مہر مابکن
ورنہ خجل نشیں کہ چہ حاجت گزاف را
افشاند گل زلعل وزاں گل بساعتے
بخشید نور آئینۂ کوہ قاف را
دل پارہ پارہ کرد خدنگ نگاہ یار
ہم تیر او بدخت ولب ہرشگاف را
آوردہ ایم کاسۂ سر بخذمتش
زاں آرزو کہ بشکند آں مہ صحاف را
اے دستگیر دست نعیم حزیں بگیر
آں جا کہ حزن نیست مرااہل عفاف را

☆☆☆☆☆

شیخ اعظم سے وابستہ یادیں

محمد ساجد اشرفی، سابق لائبریرین مختار اشرف لائبریری، کچھوچھہ شریف
گھر نمبر 771، خوش آمد پورہ، گرووارڈ، مالیگاؤں (ناسک) مہاراشٹر

پہلا تبلیغی دورہ

حضرت شیخ اعظم نے اپنی زبان مبارک سے ناچیز کو یہ فرمایا تھا کہ ۱۹۵۷ء میں اپنی دینی تعلیم سے فراغت کے بعد جامعہ نعیمیہ مرادآباد میں کئی سال درس و تدریس کی خدمات انجام دیں اور ۱۹۵۸ء میں ماہ محرم الحرام میں مالیگاؤں، اشرفیہ چوک میں تشریف لا کر دس روزہ وعظ شہیدان کربلا بیان کر کے اپنے مخدومی مشن کا آغاز کیا۔

کامل رہنمائی

اللہ تبارک وتعالیٰ کا بے حد احسان وکرم ہے کہ اس نے ناچیز کو حضور شیخ اعظم حضرت سید محمد اظہار اشرف سجادہ نشین سرکار کلاں کی غلامی نصیب فرمائی، کچھ اہم واقعات ہماری زندگی میں رونما ہوئے ہیں انہیں قلمبند کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

۲۰۰۰ء میں .B.Com کے مکمل کر لینے کے بعد ناچیز کافی کشمکش میں مبتلا تھا کہ اب آگے کیا کیا جائے؟ تعلیم جاری رکھی جائے یا پھر کوئی دوسری راہ اختیار کی جائے، اسی سوچ میں کئی روز بیت گئے، پھر دل نے کہا کہ حضرت شیخ اعظم سے اس سلسلے میں ٹیلیفون سے مشورہ کیا جائے، اسی سوچ میں چند روز گزرے تھے کہ ایک روز خواب میں دیکھتا ہوں کہ ناچیز مالیگاؤں کے بڑے قبرستان میں داخل ہو رہا ہے اور اندر سے حضرت شیخ اعظم تشریف لا رہے ہیں۔ وضو خانے کے پاس غلام وآقا کی ملاقات ہوئی، دعا سلام کے بعد حضرت نے ہمارا حال پوچھا کہ کیسے ہو؟ ہم نے کہا کہ حضور .B.Com کر لیا ہوں، اب آگے سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ کیا کروں؟ حضرت نے جواب دیا کہ .D.Ed کر لو اور کچھوچھہ میں نوکری کرنا اور ہمارے گھر روز آیا جایا کرنا۔ یہ جواب سن کر ناچیز نے کہا کہ حضور .B.Com (Graduation) کے بعد .B.Ed کرنا ہوتا ہے .D.Ed تو انٹر (بارہویں) کے بعد کرنا پڑتا ہے۔ یہ سن کر حضرت نے کہا ہاں جو بھی ہو۔ اس گفتگو کے بعد حضرت مجھے لے کر آگے بڑھے۔ قبرستان کے داخلی گیٹ پر قطب مالیگاؤں حضرت مولانا محمد اسحاق برکاتی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا معصوم شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا آستانہ ہے۔ خواب میں وہاں حضرت سید مخدوم اشرف رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ کا آستانہ پایا جاتا ہے۔ حضرت شیخ اعظم ناچیز کا ہاتھ پکڑ کر آستانے کے اندر داخل ہو گئے۔ اندر داخل ہونے کے بعد ہمارے ذہن میں یہ خیال پیدا ہوا کہ حضرت سے درخواست کی جائے کہ ناچیز کے حق میں حضرت مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں سفارش فرمائیں۔ اس خیال کے آنے کے بعد حضرت نے ناچیز کو کسی کام سے باہر بھیج دیا۔ اس کے بعد ناچیز کی آنکھ کھل گئی۔ اس خواب کا تذکرہ ہم نے اپنے ایک دوست محمد ابراہیم اشرفی سے کیا تو انہوں

نے کہا کہ D.Ed کر لو، کچھوچھہ میں نوکری مل ہی جائے گی۔ اس پر مجھے اطمینان نہیں ہوا۔ یعنی مجھے اس خواب کی تعبیر سمجھ میں نہیں آرہی تھی۔ انہیں دنوں مجھے سٹی کالج جہاں سے .B.Com مکمل کیا تھا جانے کا اتفاق ہوا۔ کالج کا کام مکمل کرنے کے بعد جب میں باہر آیا تو کالج کے داخلی دروازے کے بائیں طرف محمد اسماعیل حمال بابا (ولی کامل) بیٹھے ہوئے نظر آئے۔ ناچیز ان کے پاس حاضر ہو کر سلام عرض کیا۔ جواب کے بعد انہوں نے حالات دریافت کئے تو ہم نے بتایا کہ .B.Com مکمل ہو گیا ہے۔ اب آگے کچھ سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ کیا کیا جائے؟ یہ سننے کے بعد اسماعیل بابا نے کہا .B.Lib کر لو۔ یہ لائبریرین کا کورس ہے۔ .B. Lib کے بعد تمہیں نوکری مل ہی جائے گی۔ اگر نہیں ملی تو ہم لوگ ہیں نا۔ جب اسماعیل بابا نے .B.Lib کرنے کو کہا تو فوراً ہی ہمارے دل میں مختار اشرف لائبریری کا خیال آیا اور میری خوشی کی انتہا نہ رہی۔ کہ مجھے میرے خواب کی تعبیر مل گئی۔ حالانکہ ہم نے اسماعیل بابا سے خواب کا ذکر بھی نہیں کیا تھا۔ اس کے بعد ہم نے ناسک سے .B.Lib مکمل کرنے کے بعد مختار اشرف لائبریری میں بحیثیت لائبریرین خدمات انجام دینے کی غرض سے کچھوچھہ شریف حاضری دی۔ حضرت شیخ اعظم سے تمام باتیں مکمل ہونے کے بعد (Appointmen) حضرت مجھے اپنے ساتھ جامع اشرف کی نئی ددرسگاہ جس کی تعمیر جاری تھی اسے دیکھنے کے لئے گئے۔ راستے میں حضرت نے ناچیز کے کاندھوں پر اپنا ہاتھ رکھا اور مسکراتے ہوئے فرمایا کہ لگا دیا لگا دیا۔

اس طرح حضرت پیر و مرشد کی کامل رہنمائی سے ناچیز کو مختار اشرف لائبریری غوث الاعظم اسلامک ریسرچ سینٹر میں خدمات کا موقع ملا۔

محفل سماع میں حیرت انگیز واقعہ

رجب المرجب ۲۰۰۲ء عرس غریب نواز میں دوسری مرتبہ حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ عرس کے دوران ایک حیرت انگیز واقعہ رونما ہوا۔ اسے بھی لکھنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

۶ رجب کی شب بیت النور کے سماع خانے میں قوالی کا پروگرام ہو رہا تھا۔ مسند پر حضور قائد ملت حضرت سید شاہ محمد محمود اشرف اور حضرت سید شاہ محمد اشرف میاں اور شاہد معینی میاں تشریف فرما تھے۔ حضور شیخ اعظم کی طبیعت خراب تھی اسی لئے وہ نہیں آسکے تھے۔ جوں جوں وقت گذر رہا تھا محفل خوب جمنے لگی تھی۔ کچھ دیر بعد قوال نے بارگاہ غریب نواز میں ایک منقبت پیش کرنا شروع کی۔ ابھی چند ہی اشعار پڑھے تھے کہ حضور شیخ اعظم طبیعت علیل ہونے کے باوجود تشریف لائے۔ حضرت کے آنے کے بعد محفل اپنے شباب کو پہنچی اور محفل میں کیف و سرور کی وہ لہر دوڑی کہ جسے بیان نہیں کیا جا سکتا۔ کچھ دیر کے بعد ایک صاحب جو کہ وضع قطع سے وارثی فقیر معلوم ہوتے تھے کو زبردست حال آیا۔ (وجد آیا) دورانِ وجد حق حق حق کی صدا بلند کر کے گر پڑے اور بالکل ساکت ہو گئے۔ معلوم ہوتا تھا کہ جیسے ان کی روح پرواز کر گئی ہے۔ وارثی فقیر کے گرنے کے بعد حضور شیخ اعظم نے اپنے فرزند و ولی عہد محمود میاں کو کچھ اشارہ کیا کہ ان کو دیکھا جائے۔ حضرت قائد ملت نے کچھ پڑھ کر

اُن پر دم کیا لیکن کچھ اثر نہ ہوا۔ اب تو مجھے یقین ہونے لگا کہ اس شخص کی روح پرواز کرگئی ہے۔ کیوں کہ کافی دیر گذرنے کے بعد بھی ان میں کچھ حرکت نہیں تھی اور نہ ہی سانس چل رہی تھی۔ کچھ دیر کے بعد حضرت شیخ اعظم بہت جلدی سے اٹھے اور اس شخص کے پاس پہنچ کر ان کے سینے پر اپنا دست مبارک پھیرنے لگے اور کچھ پڑھتے جاتے اور اُن پر دم کرتے جاتے۔ پھر کچھ لوگوں کی مدد سے ان کو اٹھا کر گلے لگایا تب جا کر اس وارثی فقیر میں کچھ حرکت ہوئی اور کچھ دیر کے بعد وہ اپنی اصلی حالت میں آئے۔ تھوڑی دیر بعد محفل کا اختتام شیخ اعظم کی دعا پر ہوا۔

محفل سے واپسی پر ہم نے اپنے دوست شفیق الرحمٰن اشرفی سے دوران گفتگو کہا کہ ہمیں ایسا لگتا ہے کہ جس وارثی فقیر کو وجد آیا تھا ان کی روح پرواز کرگئی تھی۔ بعد میں حضرت شیخ اعظم کی دعا اور حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے کرم سے واپس آئی۔ ہم نے کہا کل ضرور حضرت سے اس کے متعلق دریافت کریں گے۔ دوسرے روز جب حضرت شیخ اعظم کی بارگاہ بیت النور میں حاضر ہوئے تو سلام وقدم بوسی کے بعد بیٹھ گیا۔ ہمارا بیٹھنا تھا کہ حضرت شیخ اعظم نے رات کی محفل سماع کی گفتگو شروع فرمادی کہ محفل بہت شاندار ہوئی۔ ناچیز نے دل میں خیال کیا کہ اس وارثی فقیر کے متعلق دریافت کیا جائے کہ معاملہ کیا تھا؟ ہمارے دل میں خیال آیا ہی تھا کہ حضرت شیخ اعظم نے اپنی زبان مبارک سے خود ہی فرمادیا کہ کل جس وارثی فقیر کو وجد آیا تھا اس کا معاملہ بگڑ گیا تھا لیکن پھر غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے کرم سے بن گیا۔ حضرت شیخ اعظم نے سوال سے پہلے ہی جواب عنایت فرمادیا۔ شفیق الرحمٰن اشرفی ابن عبدالخالق (مالیگانوی) بھی ناچیز کے ساتھ موجود تھے۔ وہ اس بات کے چشم دید گواہ ہیں۔

خواجہ غریب نواز سے قلبی لگاؤ

یہ بات تو عام ہے کہ حضرت شیخ اعظم حضور خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے بہت ہی بڑے عاشق تھے۔ ثبوت کے طور پر ایک واقعہ ہمارے ذہن میں ہے اسے لکھنے کی سعادت حاصل کررہا ہوں۔ غالباً عرس سرکار کلاں جو کہ ۲۰۰۳ء میں گذرا اسی وقت کا یہ واقعہ ہے کہ حضرت شیخ اعظم خانقاہ میں اپنی نشست گاہ میں موجود تھے۔ حاضرین میں چند اسٹاف جامع اشرف جن میں مولانا رضا الحق اشرفی، انچارج شہبازی صاحب، شفاعت خاں، ناچیز اور کئی لوگ موجود تھے۔ اس وقت جامع اشرف کا تعارف چھپوانے کی بات چل رہی تھی کہ تعارف جامع اشرف کیسا ہونا چاہیے؟ اور کن کن بزرگوں کے آستانے کی تصویر اس میں ہو؟ آخر میں حضرت شیخ اعظم نے فرمایا کہ پہلے اور آخری کور پیج پر حضور خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے آستانے کی فوٹو ہوگی۔ کیونکہ ان کے کرم سے ہی یہ تمام کام انجام پارہاہے۔ اس کے بعد کسی نے کہا کہ فوٹو کے ساتھ حضور غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں ایک شعر بھی ہو اس خواہش پر حامی بھرتے ہوئے شفاعت خان نے کہا کہ حضرت کوئی تازہ شعر غریب نواز کی شان میں لکھ دیں۔ اس کی تائید مولانا رضا الحق اشرفی نے بھی کی۔ آخر میں ناچیز نے حضرت سے درخواست کی کہ حضور شعر ایسا ہو کہ جس سے بالکل واضح ہو جائے کہ ہمارا یہ ادارہ حضور غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے کرم سے ترقی کررہاہے۔ اس

گذارش کے بعد حضرت چند لمحے خاموش رہے اور اپنی زبان مبارک سے فرمایا۔

ہے کرم یہ خواجۂ ہند الولی کا بالیقیں
جامع اشرف علم وحکمت کا بنا مہر مبیں

اس کے بعد حضرت نے اپنے دست مبارک سے یہ شعر لکھ کر دیا کہ یہ شعر تعارف کے دونوں اگلے پچھلے صفحوں پر خواجہ غریب نواز کے آستانے کی فوٹو کے ساتھ لکھا جائے۔ یہ شعر جامع اشرف کی نئی درسگاہ کے داخلی دروازے پر بھی لکھا یا گیا ہے۔

حضرت شیخ اعظم نے بارہا یہ فرمایا ہے کہ ہم جو بھی کام شروع کرتے ہیں پہلے حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں عرضی پیش کرتے ہیں ان کے کرم سے تمام کام پایۂ تکمیل کو پہنچتے ہیں۔

امانتداری

چونکہ ناچیز کو بفضلہ تعالیٰ مختار اشرف لائبریری میں بحیثیت لائبریرین خدمات کا شرف حاصل ہو چکا ہے۔ ان دنوں حضور شیخ اعظم کے کافی قریب رہنے کا موقع نصیب ہوا ہے۔ ہم نے بارہا یہ مشاہدہ کیا ہے کہ حضرت شیخ اعظم جب بھی اپنے تبلیغی دورے سے واپس آتے۔ شہبازی بھائی (انچارج جامع اشرف) کو طلب فرما کر اپنی اٹیچی سے ڈھونڈ ڈھونڈ کر مختلف لفافے نکال کر انچارج صاحب کے حوالے کرتے تھے۔ ان لفافوں میں مختلف لوگوں کے ذریعے خانقاہ، جامع اشرف لائبریری وغیرہ کے لئے دیا ہوا روپیہ ہوتا تھا جن پر دینے والوں کا نام اور مد بھی لکھا ہوتا تھا جو کہ حضرت اپنے دست مبارک سے لکھتے تھے۔ حضرت بارہا یہ فرماتے تھے کہ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں خدانخواستہ یہ روپے مجھ سے خرچ ہو جائیں اسی سلسلے میں ایک واقعہ حضرت شیخ اعظم نے اپنی زبان مبارک سے سنایا۔

واقعہ یوں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سرکارکلاں سید محمد مختار اشرف رحمۃ اللہ علیہ کی حیات میں ان کے سکھانوں کے کسی مرید نے شیخ اعظم کو کچھ روپیہ (۲۵ روپے حضور سرکارکلاں کی خدمت کے لئے اور ۱۵ روپے حضرت سید مجتبیٰ اشرف کی خدمت میں) پیش کرنے کے لئے دیا۔ جب حضرت شیخ اعظم گھر تشریف لائے تو اس وقت سرکارکلاں گھر پر موجود نہیں تھے۔ حضرت شیخ اعظم نے والد صاحب کا نذرانہ گھر پر الماری میں رکھ دیا اور حضرت سید مجتبیٰ اشرف کا نذرانہ ان کی خدمت میں پیش کر دیا۔ بعد میں تبلیغی دوروں کی وجہ سے حضرت شیخ اعظم یہ امانت اپنے والد صاحب کی خدمت میں پیش کرنا بھول گئے۔ دیکھتے دیکھتے دو سال گذر گئے۔ ایک مرتبہ حضرت سرکارکلاں سید محمد مختار اشرف اپنے گھر پر تشریف فرما تھے۔ ایک چوہا وہ لفافہ الماری سے نکال کر کھینچ کر لے جانے لگا۔ سرکارکلاں کے آتے ہی وہ چوہا لفافہ چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوا۔ سرکارکلاں نے جب اس لفافے کو اٹھا کر دیکھا تو اس پر ان کا ہی نام لکھا ہوا ہے اور دینے والے کا بھی نام لکھا ہوا ہے۔ سرکارکلاں نے وہ لفافہ اپنے پاس رکھ لیا اور جب آپ کے اپنے فرزند اکبر حضرت شیخ اعظم سے ملاقات ہوئی تو آپ نے پوچھا کہ اظہار میاں آپ نے ابھی تک میری ایک امانت نہیں لوٹائی ہے؟ اس سوال کے بعد حضرت شیخ اعظم نے بہت سوچا کہ کونسی امانت دینا بھول گیا ہوں۔ حضرت شیخ اعظم نے اپنے گھر کے کونے

کونے میں تلاش کیا مگر ناکامی ہاتھ لگی۔ آپ نے اپنے والد محترم سے فرمایا کہ ابو میں نے بہت سوچا لیکن کچھ یاد نہیں آرہا ہے۔ تلاش بھی بہت کیا مگر کچھ نہ ملا، میری راتوں کی نیند اڑ گئی ہے۔ سکون غارت ہو گیا ہے اور کھانا پینا بھی چھوٹ گیا ہے کہ آخر کونسی امانت میں مجھ سے خیانت ہوگئی ہے؟

حضرت آپ ہی بتا دیجئے کہ آخر وہ کونسی امانت رہ گئی ہے؟ اس پر حضور سرکار کلاں نے اس لفافے کے متعلق بتایا جو چوہا کھینچ کر لے جا رہا تھا اور وہ لفافہ دکھایا تب جا کر حضور شیخ اعظم کو سکون میسر آیا۔ آپ نے اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ اس کے بعد حضرت سرکار کلاں نے اپنی زبان مبارک سے وجدانی کیفیت میں فرمایا کہ ''اظہار میاں میں آپ کی امانتداری کی قسم کھا سکتا ہوں، اظہار میاں مجھے فخر ہے کہ میری ایک اولاد نہایت ہی امانت دار ہے''

امانتداری کا دوسرا واقعہ

امانت داری کا ایک اور واقعہ جس کا ناچیز عینی شاہد ہے بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں، ناچیز نے اپنے کانوں سے حضور شیخ اعظم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جامع اشرف و خانقاہ کی کوئی بھی چیز ہمارے گھر استعمال نہ کی جائے۔ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ عبدالرشید الیکٹریشین کسی کام سے حضور شیخ اعظم کے گھر گئے اور اپنے ساتھ ایک بلب بھی لیتے گئے، کام مکمل کرنے کے بعد اس بلب کو حضرت کے گھر کسی بلب کی جگہ لگا دی جو کہ فیوز ہو گیا تھا۔ حضرت نے عبدالرشید سے پوچھا کہ کام ہو گیا؟ عبدالرشید نے جواب دیا کہ حضور کام ہو گیا۔ اور آپ کے گھر کا ایک بلب بھی خراب تھا اسے بھی بدل دیا ہے۔ اس پر حضرت نے پوچھا کہ بلب کہاں سے لائے تھے؟ عبدالرشید نے جواب دیا کہ خانقاہ سے۔ یہ جواب سننا تھا کہ حضرت کو بہت زیادہ ناراض ہوئے اور کہا خبردار کان کھول کر سن لو خانقاہ و جامع اشرف کی کوئی بھی چیز میرے گھر پر استعمال نہ ہو اور فوراً خانقاہ ٹیلیفون کر کے اپنے بے پناہ غصے کا اظہار کیا اور کہا کہ تم لوگ مجھے جہنم میں دھکیل دو گے۔ حضرت نے بلب والا معاملہ بتایا اور کہا کہ خبردار اللہ کے واسطے مجھ پر رحم کرو۔ خانقاہ و جامع اشرف کی کوئی بھی چیز میرے گھر میں استعمال مت کرو، میں خانقاہ کا متولی ہوں، مالک نہیں۔ اب ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ ورنہ خیر نہیں۔ حضرت نے وہ بلب واپس کروا دیا۔

اس کے علاوہ حضرت جب بھی خانقاہ تشریف لاتے آپ کا جتنے دنوں بھی قیام رہتا آپ کا کھانا پینا، چائے پان وغیرہ اخراجات کا الگ حساب رکھا جاتا اور آپ جانے سے پہلے اس کا روپیہ اپنی جیب خاص سے ادا کر کے جاتے تھے۔ اس طرح کے بہت سارے واقعات آپ کی امانت داری اور پرہیزگاری پر شاہد ہیں۔

بچپن کا ایک واقعہ

حضور شیخ اعظم کے بچپن کا ایک واقعہ بہت ہی مشہور ہے۔ اسے لکھنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ واقعہ یوں ہے کہ حضور شیخ اعظم کا بچپن تھا، اس وقت دوسری عالمی جنگ ہو رہی تھی۔ کچھوچھہ شریف میں حضرت کھلونا ہوائی جہاز سے کھیل رہے تھے اور اسے ہاتھ میں لے کر دوڑے جاتے اور ساتھ یہ کہتے جاتے کہ جاپان تباہ ہو رہا ہے! جاپان تباہ ہو رہا ہے! جاپان تباہ ہو رہا ہے! یہ

واقعہ اسی دن اور اسی وقت کا ہے جب امریکی جنگی جہاز جاپان کے دوشہروں ہیروشیما اور ناگاساکی پر ایٹم بم گرا رہے تھے اور جاپان کے یہ دونوں شہر دیکھتے ہی دیکھتے تباہ ہوگئے۔ اس وقت نہ ٹیلی ویژن عام تھا اور نہ ہی کوئی دوسرا ایسا ذریعہ عام تھا کہ یہ خبر آناً فاناً سب تک پہنچ سکے۔ لوگوں کو یہ خبر کچھ روز کے بعد ملی کہ جاپان کے دوشہروں ہیروشیما اور ناگاساکی پر امریکی جنگی جہازوں نے ایٹم بم گرا کر تباہ کردیا ہے۔ جس کی وجہ سے پورا شہر قبرستان بن گیا ہے۔ لاکھوں لوگ موت کی نیند سو گئے ہیں اور لاکھوں لوگ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مفلوج واپاہج ہوگئے ہیں۔ یہ خبر ملنے کے بعد لوگوں کو یاد آیا کہ ٹھیک اسی دن اور اسی وقت اظہار میاں (بابو) کچھوچھہ کی گلیوں میں ہوائی جہاز ہاتھ میں لئے ہوئے دوڑتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے کہ جاپان تباہ ہورہا ہے! جاپان تباہ ہورہا ہے! اسی وقت سے حضرت شیخ اعظم کی ولایت کا چرچا ہونے لگا کہ جس پاک ہستی کے بچپن کا یہ حال ہو کہ ہزاروں کلومیٹر کے دور کی چیز جان کر اعلان کرنے لگے تو اس کی جوانی اور وقت پیری کا کیا عالم ہوگا۔

شرابی کی نماز جنازہ

راوی: مولانا کلیم احمد نورانی اشرفی فرزند مولانا عابد صاحب (ممبئی)

۲۰۰۰ء یا ۲۰۰۱ء میں ممبئی کی جامع محمدی مسجد کرلا میں حضور شیخ اعظم نے جمعہ کی امامت فرمائی۔ اس مسجد کے امام مولانا عابد اشرفی تھے۔ اسی دن کرلا میں ایک مشہور شرابی شخص کا انتقال ایکسیڈنٹ میں ہوگیا۔ نماز جمعہ کے بعد اس شخص کی لاش کو جیسے تیسے غسل دیا گیا۔ کیوں کہ ایکسیڈنٹ کی وجہ سے اس کے جسم کے چیتھڑے اڑ گئے تھے۔ یہاں تک غسل کے بعد جب اسے کفن پہنایا گیا تو کفن بھی خون آلود ہوگیا۔ حضور شیخ اعظم سے اس کی نماز جنازہ پڑھانے کے لئے درخواست کی گئی۔ حضرت نے نماز جنازہ پڑھائی اور اسے کرلا قبرستان میں (سنی مسلم قبرستان کرلا) میں دفن کیا گیا۔ حضرت نے اس شرابی کی قبر پر کھڑے ہوکر اس کے لئے دعائے مغفرت کی۔ اس کے بعد مولانا عابد صاحب نے گورکن مشتاق احمد کو تنبیہ کی کہ خبردار اس قبر کو نہ کھودنا کیوں کہ یہ قبر مریدینِ سلسلہ اشرفیہ لئے ایک یادگار ہوگئی ہے کہ اس شخص کی نماز جنازہ ہمارے پیر مرشد حضرت سید شاہ اظہار اشرف سجادہ نشین سرکار کلاں نے پڑھائی ہے، کرلا کے مریدین اس شرابی شخص کے مزار پر فاتحہ پڑھنے اکثر جایا کرتے تھے۔

اس واقعے کے ٹھیک ۴ سال کے بعد گورکن مشتاق احمد نے کسی میت کے لیے جب اسی شرابی کی قبر کھودی تو اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ شرابی کی لاش بالکل تروتازہ ہے، جسے چار سال پہلے دفن کیا گیا تھا اور کفن بھی اسی طرح خون آلود ہے جیسے ابھی ہی اسے دفن کیا گیا ہو اور اس کا خون ابھی بھی رس رہا ہو۔ دیکھتے ہی دیکھتے یہ خبر جنگل میں آگ کی طرح پھیل گئی اور لوگوں کا ہجوم دیکھنے کے لئے امنڈ پڑا۔ کرلا کے ہزاروں لوگوں نے اپنے ماتھے کی آنکھوں سے شرابی کی لاش کو بالکل تروتازہ وسالم دیکھا۔ اسے دیکھنے والوں میں سینکڑوں لوگ وہ بھی تھے جو کہ اس شرابی کی نماز جنازہ میں شامل تھے۔ مولانا عابد اشرفی نے بھی اس شرابی کی لاش کو اپنے ماتھے کی آنکھوں سے تروتازہ دیکھا۔ اس وقت حضرت شیخ اعظم ممبئی میں ہی زیر علاج تھے۔ مولانا عابد

نے اسی روز یعنی ۱۷ رمضان ۱۴۲۵ھ کو یہ واقعہ حضرت کو سنایا۔ کچھ دیر تک حضرت نے اپنی آنکھیں بند کیں اور پھر مسکراتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھوں کو سینے تک اٹھایا اور پھر دائیں بائیں ہلانے لگے۔ جیسے کسی کو سہلا رہے ہوں۔ حضرت نے اللہ کا شکر ادا کیا اور فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس گنہ گار بندے کی لاج رکھ لی۔

جب ایک گنہ گار شرابی کی نماز جنازہ ایک آل رسول ولی کامل شیخ کامل پڑھا دیں تو اس کا یہ حال کہ ۴ سال کے بعد بھی اس کی لاش بالکل تر وتازہ وسلامت ہے تو اولیاء کرام اور انبیائے کرام کے جسم پاک کو زمین کس طرح نقصان پہنچا سکتی ہے۔ اس واقعہ سے لوگوں کو اپنی اصلاح کر لینی چاہیے۔

ایک حیرت انگیز فیصلہ

جامع اشرف کے شروعاتی دور میں ایک گھٹنا گھٹی جسے حل کرنے میں حضور شیخ اعظم نے خداداد صلاحیت کا استعمال کیا اور اس کا ایسا فیصلہ کیا کہ لوگ حیرت میں پڑ گئے۔ یہ واقعہ حضرت نے اپنی زبان مبارک سے ابھی چند مہینوں پہلے ہی سنایا ہے۔

واقعہ یوں ہے کہ جامع اشرف کے شروعاتی دور میں بہار اور یوپی کے دو طالب علم میں کسی بات کو لے کر جھگڑا ہو گیا۔ یہ معاملہ اتنا بڑھا کہ مار پیٹ ہوگئی۔ لوگوں نے بیچ بچاؤ کر کے معاملہ رفع دفع کر دیا۔ رات میں بہار کے کچھ بچے بہاری کی طرف ہوکر گروپ بندی کر لی۔ اسی طرح یوپی کے بچے یوپی کے طالب علم کے ساتھ ہوکر گروپ بندی کر لی۔ دوسرے روز دونوں گروپ آپس میں لڑ پڑے۔ اس جھگڑے کی وجہ سے کئی بچے زخمی ہو گئے۔ اساتذہ کرام نے بہت مشکل سے دونوں گروپ کو الگ کیا۔ معاملہ بہت ہی سنگین رخ اختیار کر چکا تھا۔ اس میں کئی جانیں جانے کا خدشہ تھا۔ حضرت شیخ اعظم اس وقت کچھوچھہ شریف میں اپنے گھر پر موجود تھے۔ انہیں واقعے کی فوراً اطلاع دی گئی۔ معاملہ سنتے ہی حضرت شیخ اعظم فوراً جامع اشرف پہنچے اور دونوں طالب علموں کو بلا کر مواخذہ کیا۔ دونوں کو اپنی اپنی غلطی کا احساس ہوا اور انہوں نے حضرت سے معافی مانگی اور وعدہ کیا کہ اب کبھی بھی لڑائی جھگڑا نہیں کریں گے۔ پورا معاملہ سننے کے بعد حضرت شیخ اعظم کو اس بات کا احساس ہو چکا تھا کہ معاملہ بہت ہی سنگین ہو چکا ہے کیوں کہ گروپ بندی ہونے کی وجہ سے آئندہ کسی بھی بچے کی جان جا سکتی ہے۔ بعد میں حضرت نے دونوں بچوں کو علاحدہ علاحدہ بلا کر خوش مزاجی سے پہلے بہار کے بچے سے پوچھا کہ اب تو معاملہ ختم ہو چکا ہے اور تم کو معاف بھی کیا جا چکا ہے اب یہ بتاؤ کہ جب تمہیں یوپی کے بچے مار رہے تھے تب تمہارے بہار کے بچے کیا کر رہے تھے؟ یہ سوال سن کر اس بچے نے جواب دیا کہ بہار کے بچے بھی میرے ساتھ ہو گئے اور جھگڑے میں بھرپور حصہ لیا۔ باتوں ہی باتوں میں اس نے تمام بہار کے بچوں کے نام بتا دیئے جو کہ جھگڑے میں پیش پیش تھے۔

بہاری بچے کے جانے کے بعد حضرت نے یوپی کے طالب علم کو بلایا جو کہ جھگڑے میں شامل تھا۔ حضرت نے اس بچے سے بھی وہی سوال کیا کہ اب تو معاملہ ختم ہو چکا ہے اور تم کو معاف بھی کیا جا چکا ہے اب یہ بتاؤ کہ جب بہاری بچے تمہیں مار رہے تھے تو کیا تم اکیلے ہی پٹ رہے تھے یا پھر تمہارے یوپی کے دوست طالب علم منہ تک رہے تھے۔ اس پر اس نے اپنے ان تمام یوپی کے

ساتھی طالب علموں کے نام بتا دیئے جو جھگڑے میں پیش پیش تھے۔ اس کے بعد حضرت نے ان دونوں طالب علموں کو چھوڑ کر جو آپس میں لڑے تھے بقیہ تمام ہی یو پی و بہار کے بچوں کا جامع اشرف سے خارجہ کر دیا جو کہ گروپ بندی کر کے آپس میں لڑے تھے۔ حضور شیخ اعظم کے اس فیصلے سے تمام اساتذہ جامع اشرف حیرت میں پڑ گئے، حضرت نے مسکراتے ہوئے مفتی اعظم غلام مجتبیٰ اشرفی سے پوچھا کہ کیوں مولانا کیسا فیصلہ رہا؟ اس پر مفتی صاحب نے کہا کہ حضرت ہمیں تو کچھ بھی سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ آخر آپ نے ان دونوں بچوں کو معاف کر دیا جو کہ جھگڑے کی جڑ تھے اور ان کے علاوہ بقیہ تمام بچوں کا جامع اشرف سے خارجہ کر دیا جو کہ بعد میں لڑے تھے۔

اس پر حضرت نے مسکراتے ہوئے جواب دیا کہ ان دونوں طالب علم کی لڑائی کسی بات کو لے کر تھی اور جو بچے بعد میں لڑے تھے وہ علاقائی تعصب اور گروپ بندی کی وجہ سے لڑے تھے۔ میں جامع اشرف میں تعصب کو قطعی برداشت نہیں کروں گا۔ اگر میں ان دونوں بچوں کا خارجہ کر دیتا اور بقیہ تمام بچوں کو معاف کر دیتا تو یہ تعصب اور گروپ بندی کبھی ختم نہیں ہوتی اور اس طرح کے معاملات ہمیشہ ہوتے رہتے اور آگے کسی کی بھی جان جانے کا خطرہ برقرار رہتا۔ میرے اس فیصلے سے آئندہ جامع اشرف میں گروپ بندی کا خطرہ ٹل گیا ہے۔ تب جا کر لوگوں کو حضرت کا یہ عادلانہ اور مدبرانہ فیصلہ سمجھ میں آیا اور ان کی تشویش دور ہوئی۔

بروقت اصلاح فرمانا

مورخہ ۲۶ جنوری ۲۰۰۵ء کو جامع اشرف کے اساتذہ کرام کے ساتھ شیخ اعظم کی قیام گاہ کچھوچھہ شریف حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت کی طبیعت علیل تھی اس لئے وہ گھر پر ہی آرام فرما تھے۔ بعد نماز مغرب حضرت نے کچھ واقعات سنائے جو کہ ان کے ساتھ سفر میں پیش آئے تھے انہیں درج کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

(۱) ایک مرتبہ حضور شیخ اعظم کانپور تبلیغی دورے پر گئے ہوئے تھے وہاں ایک شخص آیا اور حضرت سے ملاقات کے دوران کہا کہ ہم لوگ T.T.S ہیں۔ حضرت نے اس سے پوچھا T.T.S کیا ہوتا ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ ٹناٹن سنّی۔ اس پر حضرت نے دوسرا سوال کیا کہ ٹناٹن سنّی کس طرح ہوئے؟ تو اس شخص نے جواب دیا کہ جب ہماری مسجدوں میں کوئی دیو بندی یا وہابی داخل ہوتا ہے تو ہم پوری مسجد دھو دیتے ہیں۔ یہ جواب سننے کے بعد حضرت نے تیسرا سوال کیا کہ مسجد کیوں دھوتے ہو؟ تو اس شخص نے جواب دیا کہ مسجد ناپاک ہو جاتی ہے۔ یہ جواب سننے کے بعد حضرت نے فرمایا کہ اچھا بتاؤ کہ مسجد نبوی ﷺ اور مسجد حرام (کعبۃ اللہ) پاک ہے کہ نہیں؟ اور اگر آپ لوگوں کے نزدیک ناپاک ہے تو کتنے آپ جیسے ٹناٹن سنّی اُن مسجدوں کو دھونے جاتے ہیں؟ حضرت نے اس شخص کو تنبیہ کی کہ اللہ کے واسطے ہم سنّیوں پر رحم کھاؤ اور ہمیں بدنام نہ کرو۔

عوام کا دل رکھنا

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ حضور شیخ اعظم مالیگاؤں میں خانقاہ میں تشریف فرما تھے۔ حضرت کے کسی مرید نے حضرت کی خدمت میں کالے جوتے کا تحفہ پیش کیا، حضرت نے اس مرید کا دل رکھنے کے لئے اسے قبول کر

لیا۔ حالانکہ سرکار دوعالم ﷺ کی کالی کملی اور خانہ کعبہ کے کالے غلاف کی نسبت سے حضرت کالی جوتی و چپل استعمال نہیں کرتے تھے۔ مریدین میں سے کسی نے کہا کہ اسے رہنے دیں اور دوسری براؤن کلر کی جوتی لا کر دیتے ہیں، اس پر حضرت نے کہا کہ بھائی وہ مرید بڑی عقیدت سے اسے لایا ہے اس کا دل نہ ٹوٹے ایسا کوئی راستہ کہ یہ جوتی براؤن ہو جائے، کون ہے جو اس کو براؤن کروائے گا تمام لوگ خاموش رہے لیکن ایک شخص محمد ہارون چشتی نے ہمت کر کے اسے براؤن کرنے کی ذمہ داری لی۔ موچی کو زائد روپے دے کر اسے ایک گھنٹے میں براؤن کروا کر حضرت کی خدمت میں پیش کی۔ کالے جوتے کو براؤن دیکھ کر حضرت کی خوشی کی انتہا نہ رہی حضرت نے اپنی خصوصی دعاؤں سے محمد ہارون چشتی کو نوازا اور براؤن جوتے کے طفیل ان کی قسمت لال فرمادی۔

آپ کی ولایت کا چرچا ظاھری حیات میں

جنوری ۲۰۱۲ء میں محمد ہارون چشتی نے ناچیز کو اور محمد ابراہیم اشرفی کو یہ بتایا کہ ۲۰۱۱ء، میں حج کے ۳ مہینے کے بعد مجھے سگنل (غیبی اشارہ) ملا کہ اظہار میاں ایشیاء میں نمبر ون بزرگ ہیں جس طرح حضور سرکار کلاں سید محمد مختار اشرف ایشیاء میں نمبر ون بزرگ تھے۔ آپ کے ظاہری وصال کے بعد حضرت سید حامد اشرف (ممبئ) ایشیاء کے نمبر ون بزرگ بنے اور حامد میاں کے ظاہری وصال کے بعد اظہار میاں ایشیاء کے نمبر ون بزرگ بنے اور جو مقام و مرتبہ حضور سرکار کلاں سید محمد مختار اشرف کو ملا تھا وہی مقام و مرتبہ اظہار میاں نے پایا۔

یاد رہے محمد ہارون چشتی یہ وہی شخص ہیں جنہوں نے برسوں پہلے حضرت سرکار کلاں سید محمد مختار اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ کی حیات میں ایک فقیر ایوب بابا (ایوب شاہ قادری) بریلوی سے پوچھا تھا کہ بابا اس وقت ایشیاء کی سب سے بڑی بزرگ ہستی کون ہیں؟ ایوب بابا نے اس سوال کے بعد مراقبہ کیا اور کچھ دیر کے بعد اپنی آنکھیں کھولیں اور فرمایا کہ آپ کی گلی میں خانقاہ اشرفیہ میں کون آتا ہے؟ وہی ایشیاء کی سب سے بڑی بزرگ ہستی ہیں۔ آپ کی مراد حضرت سرکار کلاں سید محمد مختار اشرف اشرفی جیلانی سے تھے۔

غریب نواز کا دیدار

حضور شیخ اعظم کو بچپن سے ہی غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ سے بہت زیادہ قلبی لگاؤ تھا، حضرت نے اپنی زبان مبارک سے ناچیز کو غریب نواز کے دیدار کے متعلق ایک واقعہ سنایا تھا اسے قلمبند کر رہا ہوں۔

حضرت شیخ اعظم نے حضور غریب نواز کے دیدار کی خواہش میں اجمیر شریف میں جوانی کے عالم میں چالیس روز کا چلہ کیا تھا۔ چلے کے دوران حضرت پابندی سے نماز، تلاوت، ذکر واذکار میں مشغول رہتے۔ دیکھتے ہی دیکھتے ۳۹ روز گزر گئے اور چالیسواں دن شروع ہو گیا۔ ان چالیس دنوں میں شیخ اعظم نے روزانہ ہی مشاہدہ کیا کہ جو بھی سائل آتا اپنی مرادیں جلد پا کر خوشی خوشی لوٹتا، حضرت نے بارہا یہ مشاہدہ کیا کہ چور، شرابی، طوائف وغیرہ آتے اور بہت جلد ہی اپنی مرادیں پا کر روانہ ہوتے اور حضرت شیخ اعظم کو نماز، ذکر، تلاوت، کرتے چالیسواں روز شروع ہو چکا تھا اور ابھی تک غریب نواز کا دیدار نصیب نہیں ہو سکا تھا، اسی بات کو لے کر آپ غمگین ہو گئے اور ذکر وفکر کرتے انا ساگر کی طرف جا کر ایک جگہ اداس بیٹھ گئے اور ذکر وفکر

میں مشغول ہو گئے۔ کچھ ہی دیر ہوئی تھی کہ ایک بزرگ تشریف لائے اور انہوں نے شیخ اعظم سے پوچھا بیٹا کیا بات ہے بہت غمگین بیٹھے ہو۔ حضرت نے جواب دیا کہ بابا میں چالیس روز سے حضور غریب نواز کے دیدار کے لئے چلہ کشی کر رہا ہوں۔ ان چالیس دنوں میں زیادہ سے زیادہ ذکر خدا میں مشغول رہا، لیکن ابھی تک مجھے دیدار نصیب نہیں ہوا۔ ان دنوں میں ہم نے مشاہدہ کیا ہے کہ جو بھی سائل آتا اپنی مرادیں جلد پا کر لوٹتا یہاں تک جواری، شرابی، طوائف وغیرہ بھی جلد مرادیں پا کر لوٹے اور یہ فقیر ابھی تک دیدار سے محروم ہے۔ شیخ اعظم کا جواب سن کر وہ بزرگ فرمانے لگے کہ بیٹا جب کوئی گنہ گار سوالی آتا ہے اور سوال کرتا ہے تو مجھے ان کا زیادہ دیر میرے در پر ٹھہرنا پسند نہیں آتا اس لئے ان کی مرادوں کو جلد پورا کر دیتا ہوں اور مجھے تمہارا نماز پڑھنا، تلاوت کرنا، اللہ کا ذکر کرنا بہت ہی پسند آیا اس لئے میں نے آپ کو دیدار کرانے میں تاخیر کی تاکہ آپ زیادہ سے زیادہ میرے قریب رہ کر اللہ کا ذکر کر سکیں۔ اس کے بعد خواجہ صاحب نے اپنا کرتا مبارک اٹھا کر اپنی پشت دکھائی جس پر پنجے کا نشان بنا ہوا تھا۔ اس کے تھوڑی دیر بعد وہ بزرگ (خواجہ غریب نواز) غائب ہو گئے۔ اس طرح خواجہ صاحب نے اپنے ایک عاشق کو دیدار نصیب فرمایا۔

والدین کی رضا

۲۰۰۴ء میں مختار اشرف لائبریری میں خدمات انجام دیتے ہوئے ہمیں دو سال مکمل ہوئے، ہمارے والدین کا مجھ پر اصرار بڑھا کہ لائبریری کو چھوڑ کر اب مالیگاؤں واپس آجاؤ یہاں جو مناسب سمجھو کام کرو۔ ہمیں تمہاری شادی بیاہ کرنی ہے۔ ہم نے حضور شیخ اعظم سے والدین کے اصرار کے متعلق کہا اور یہ بتا دیا کہ ٹھیک ایک سال کے بعد ناچیز لائبریری کے تمام کام مکمل کر کے روانہ ہونا چاہتا ہے۔ حضرت نے فرمایا ٹھیک ہے، دیکھتے ہی دیکھتے ایک سال بھی گذر گیا اور بفضلہ تعالیٰ ان ۳ سالوں میں لائبریری کا تمام ادھورا کام مکمل ہو گیا۔ لائبریری کی مفصل رپورٹ حضرت کی خدمت میں پیش کر کے گھر جانے کی اجازت مانگی اور عرض کیا کہ حضور ناچیز کے والدین یہی چاہتے ہیں، ہمارے جانے سے لائبریری کے متعلق حضرت کو بہت تشویش ہوئی اور ہمارا جانا حضرت کو ناگوار گذرا، اس کے باوجود حضرت نے ہمیں اجازت عطا فرمائی اور ساتھ ہی یہ تاریخی جملہ بھی ارشاد فرمایا کہ جاؤ بیٹا، ''والدین کی رضا مقدم ہے۔'' حضرت نے ہمیں خصوصی دعاؤں سے نوازا اور زندگی بھر کے لئے درس دے گئے کہ ہر حال میں والدین کی رضا و خوشنودی حاصل کرنا ضروری ہے۔

☆☆☆☆

محدث اعظم ہند

نہ رکھا قبر کی تاریکیوں کا کچھ کھٹکا
مری جبیں پہ ہے وہ داغ ان کی چوکھٹ کا
زمانہ کوثر و تسنیم جس کو کہتا ہے
وہ ایک گھاٹ ہے ان کے کرم کے پنگھٹ کا
دیار عشق کا قانون ہی انوکھا ہے
اُسی کو راہ ملی اُس گلی میں جو بھٹکا
زمانہ کوثر و تسنیم جس کو کہتا ہے

آستانہ سرکار کلاں کی تعمیر ایک یادداشت

احمد سمیع انجینئر، مین پوری، یوپی

۱۳ جنوری ۲۰۰۸ء کی سنہری صبح تھی۔ لوگ جوق در جوق کچھوچھہ شریف سرکار کلاں علیہ الرحمہ کے مزار اقدس کی طرف اس اشتیاق میں کھینچے چلے آرہے تھے کہ آج روضہ کے گنبد پر لینٹر پڑنے والا ہے۔ مستری لوگ بھی کچھ زیادہ ہی جوش اور جذبے کے تحت لینٹر ڈالنے کی تیاریوں میں مشغول تھے۔ مکسچر چل رہا تھا۔ گٹی، بالو اور سیمنٹ ملائے جارہے تھے۔ قریب تیس فٹ اونچے اور ۲۵+۲۵ فٹ کے قطر والے گنبد پر کنکریٹ پہونچانے کے لئے کوئی بھی مزدور موجود نہیں تھا۔ اس کام کے لئے خانقاہ کے مدرسہ کے طلبہ نے پوری ذمہ داری لے لی تھی۔ ۴۰۰ طلبہ نے ۵۰/۵۰ کی ٹولی بنا کر کنکریٹ کو اوپر پہونچانے کی ذمہ داری لی تھی۔

عالی جناب صاحب سجادہ خانقاہ اشرفیہ حسنیہ سرکار کلاں سید اظہار اشرف میاں علیہ الرحمہ نے افتتاح کیا۔ حضرت کے صاحبزادے ولیعہد جناب سید محمود میاں صاحب، سید اشرف میاں صاحب و سید حماد میاں صاحب اور بہت سے خلفاء و مریدین اور شائقین کی حاضری قابل دید تھی۔ لینٹر پڑنے کی شروعات ہوئی۔ ۵۰ طلباء کی ٹولی کنکریٹ اوپر پہونچانے کے لئے اس طرح کھڑی ہوئی کہ نیچے سے اوپر تک کنکریٹ کو ہاتھوں ہاتھ پہونچایا جارہا تھا۔ یہ طلبہ کا ذوق اور خانقاہ سے محبت کا ثبوت تھا کہ طلبہ کی ٹولیاں انتظار میں تھیں کہ میرا نمبر کتنی جلدی آتا ہے۔ صبح ۸ بجے سے کنکریٹ ڈالنے کی شروعات ہوئی اور رات کے ۱۱ بجے تک گنبد کا لینٹر ڈالا جاچکا تھا۔ حضرت نے سبھی لوگوں کی بڑی ہمت افزائی فرمائی۔

ناچیز کے ذمہ روضہ کی تعمیر تھی۔ اللہ کا فضل و کرم اور سرکار کلاں کا سایہ ہمارے سر پر تھا جنہوں نے ہماری رہنمائی فرمائی ورنہ میں تو اتنی بڑی ذمہ داری کے لائق ہی نہیں تھا۔ پورے روضہ کی تعمیر کا کام میرے لئے ایک مشکل مرحلہ تھا۔ یقیناً یہ بزرگوں اور سرکار کلاں علیہ الرحمہ کا کرم ہی تھا کہ روضے کا ماڈل بنانے کے درمیان مجھے غیبی رہنمائی ملی۔

خانقاہ اشرفیہ حسنیہ سرکار کلاں کچھوچھہ شریف میں کچھ کوارٹر بنوانے کے لئے مولانا محمد احمد نعیمی کی معرفت ولیعہد جناب محمود میاں صاحب نے یہ ذمہ داری مجھے سونپی تھی۔ کوارٹرس کی تعمیر کے درمیان حضرت صاحب سجادہ جناب سید اظہار اشرف میاں نے مجھ ناچیز سے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا کہ میں سرکار کلاں کے مزار پر روضہ بنوانا چاہتا ہوں جس میں گنبد چشتی ٹوپی کی طرح ہو۔ انہوں نے روضہ کے کچھ ماڈل مجھے دکھائے۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت میں نے اس طرح کا کام بہت ہی کم کیا ہے پھر بھی میں آپ کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے روضے کا ایک ماڈل بنواؤں گا۔ حضرت نے ماڈل بنانے کی اجازت دے دی اور باہر کہیں تبلیغ دورے پر چلے گئے۔ میں نے بڑھئی کو بلا کر ماڈل بنوانا شروع کیا۔ ماڈل کو اسکیل (Scale) کے حساب سے بنوایا۔ جیسے روضہ کی لمبائی ۲۵ فٹ اور چوڑائی ۲۵ فٹ تھی تو ماڈل میں لمبائی ۲۵ انچ اور چوڑائی ۲۵ انچ رکھی

گئی۔اسی طرح سے سارے ناپ رکھے گئے تاکہ ماڈل کو دیکھ کرعمارت اسی کے مطابق بنوائی جاسکے۔

جب ماڈل مکمل ہوا تو سبھی لوگوں نے اسے بہت پسند فرمایا بس حضرت صاحب سجادہ کی پسند پر منحصر تھا ۔حضرت جب کچھوچھہ تشریف لائے تو انہوں نے ماڈل کو بہت پسند فرمایا اور کام شروع کرنے کا حکم صادر فرمادیا۔اللہ کا کرم رہا کہ روضہ ۸ ماہ میں مکمل ہوگیا اور ۳۱ جنوری ۲۰۰۸ کو گنبد پر لینٹر ڈال دیا گیا۔روضہ مبارک کے چاروں طرف چھجہ کی ایک نئی شکل دی گئی تھی۔یہ تعجب کی بات تھی کہ روضہ کی تعمیر کے درمیان کسی کو بھی خراش تک نہیں آئی حالاں کہ گنبد پر لینٹر ڈالنے کے درمیان چھجے کے اوپر ۲۰/ ۲۵ طلبہ کھڑے ہوئے تھے۔ایک بار تو مجھے چھجے پر طلبہ کی موجودگی سے بڑا ڈر محسوس ہوا لیکن چھجے میں ذرا بھی جنبش تک نہیں ہوئی۔روضہ کی تعمیر کے دوران مجھے بھی کتنی ہی بار اوپر جانا پڑا لیکن ۷۰ سال کی عمر ہونے کے باوجود مجھے کسی بھی طرح کی کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوئی۔یہ سرکار کلاں کا فضل نہیں تو اور کیا ہے۔روضہ پر پتھر کی آرائش کے لئے صاحب سجادہ نے کلکتہ سے بہت ہی ہوشیار کاریگر بلوائے اور پتھر بھی بہت بیش قیمتی لگوایا جس کی وجہ سے روضہ کا نظارہ قابل دید ہے۔

جس وقت روضہ کی تعمیر شروع ہوئی تھی حضرت کی طبیعت ناساز تھی۔حضرت روضہ کو جلد از جلد تعمیر کرانے کی خواہش رکھتے تھے۔حضرت نے مجھ سے ایک دو بار فرمایا تھا کہ انجینیر صاحب کیا میں اس کو مکمل دیکھ پاؤں گا میں بھی از راہ عقیدت کہہ دیا کرتا تھا کہ حضرت روضہ آپ کی حیات میں مکمل ہوگا اور اللہ نے ہماری یہ دعا قبول فرما لی۔حضرت کی مجھ سے انسیت اور محبت کا میں بہت ہی ممنون ہوں اور اپنی اس تخلیق پر بہت ہی مسرور ہوں۔

نمــــاز کے فوائد

حدیث شریف میں ہے جو شخص پانچ فرض نمازوں کی پابندی کرتا ہے ،اللہ تعالی اسے پانچ اعزازات عطافرماتا ہے:

(۱) اس سے رزق کی تنگی اٹھالیتا ہے۔

(۲) اسے عذاب قبر سے محفوظ رکھتا ہے۔

(۳) اسے نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں دیگا۔

(۴) وہ پل صراط پر بجلی چمکنے کی طرح گزرے گا۔

(۵) حساب وکتاب کے بغیر جنت میں جائے گا۔

اور جو شخص نماز میں سستی کرتا ہے ،اللہ تعالی اسے پندرہ سزائیں دیتا ہے، پانچ دنیامیں ،تین موت کے وقت، تین قبر میں، تین قبر سے نکلتے وقت۔

دنیامیں ملنے والی سزائیں یہ ہیں

(۱) اس کی زندگی میں برکت نہیں رہتی۔

(۲) اس کے چہرے سے نیک لوگوں کی علامت مٹادی جاتی ہے۔

(۳) اسے اللہ تعالی کسی عمل کا اجر نہیں دیتا۔

(۴) اس کی دعا آسمان کی طرف اٹھائی نہیں جاتی۔ (قبول نہیں ہوتی)

(۵) اسے نیک لوگوں کی دعا سے حصہ نہیں ملتا۔

☆☆☆☆

شیخ اعظم

کی

کرامات

ولایت شیخ کا اظہار ہے یہ

مولانا محمد عارف رضا اشرفی جامعی،
خلیفۂ حضور شیخ اعظم ناظم تعلیمات واستاذ جامع اشرف، ساکن چکلہ کشن گنج، بہار

کہتے ہیں کہ اللہ کے ولی وہ ہوتے ہیں کہ جن کو دیکھنے سے خدا یاد آجاتا ہے ،نہاں خانۂ دل میں خشیت الٰہی پیدا ہوجاتی ہے۔ان کی شرف زیارت کے سبب دل میں اعمال صالحہ کا جذبہ پیدا ہوجاتا ہے اور برائیوں سے بچنے کی تحریک ملتی ہے۔ان کی ملاقات اور زیارت اس قدر اثر انگیز ہوتی ہے کہ وہ خود نیک اور پاکباز بن جاتا ہے اور ولی اللہ کی قربت سے تقرب الی اللہ کے مقام تک پہونچا دیتی ہے۔لیکن سوال یہ ہے کہ اللہ کا ولی کون ہوتا ہے؟ وہ کون لوگ ہیں جن کی صحبت کی کیمیاء کے سبب فاسق وفاجر نیک اور پرہیز گار بن جاتے ہیں۔ ولایت کے اس عظیم مقام ومرتبہ پر فائز المرام بشر کو ایک انسان کس طرح پہچان سکتا ہے؟ اس کی علامت کیا ہے؟ شناخت کا طریقہ کیا ہے؟؟؟ یہ وہ امور ہیں جس کی معرفت کے لئے لوگوں نے الگ الگ طریقے ایجاد کررکھے ہیں۔

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ اللہ کا ولی اور اس کا دوست وہ ہوتا ہے جن سے خلاف عادت ایسے افعال واعمال صادر ہوتے ہیں جو انسانی عقل کے خلاف اور اس کی کسوٹی سے ماوراء ہوتے ہیں۔ یہ افعال انبیاء کے سوا اگر کسی بندۂ مومن سے صادر ہوجائے تو اس کو کرامت کہتے ہیں۔ان لوگوں کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی بندۂ مومن سے کوئی کرامت ظاہر ہوجائے تو وہ اللہ کا ولی ہے یہی ولی کی پہچان ہے۔کرامت ہی ولایت کا معیار ہے۔اگر کرامت نہیں تو ولایت نہیں۔

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ ولایت کی علامت اوراس کا معیار کرامت نہیں بلکہ تصلب فی الدین ہے، ایمان کی پختگی ،شریعت مطہرہ پر عمل ،دینی امور میں صلابت اور تقوی وطہارت ہے۔جن لوگوں میں یہ صفات موجود ہیں وہ اللہ کے ولی ہیں ۔قرآن پاک کی آیت "الذین آمنوا و کانوا یتقون" سے یہ بات درست معلوم ہوتی ہے کہ ولی وہ ہوتا ہے جو ایمان والا ہو اور متقی ہو۔

صرف خلاف عادت امور کے ظہور کو ولایت کا معیار قرار دینا درست نہیں ہے کیونکہ بعض انسان ایسے بھی ہوتے ہیں جن کے پاس ایمان کی لازوال دولت نہیں ہے مگر خرق عادت امور اان سے صادر ہوجاتے ہیں حالانکہ ولایت کے لئے ایمان اولین شرط ہے لیکن خلاف عادت امور کے ظہور سے بالکلیہ صرف نظر کرنا بھی درست نہیں ہے ۔کسی بندۂ مومن سے اگر خلاف عادت امور صادر ہورہے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ ضرور کچھ نہ کچھ خوبیاں اس کے اندر موجود ہیں۔البتہ تصلب فی الدین، شریعت مطہرہ پر عمل،تقویٰ وطہارت کا پیکر ہونا ولایت کی سب اچھی پہچان اور درست علامت ہے اس کی طرف قرآن کی آیات کریمہ واحادیث طیبہ بھی اشارہ کررہی ہیں۔اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے'' ان اولیاء ہ الا المتقون ''،''الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولاھم یحزنون الذین آمنوا و کانوا یتقون ''،''ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم ''ان آیات کریمہ سے یہ

بات ظاہر ہوتی ہے کہ ولایت کے لئے تقویٰ ہونا ازحد ضروری ہے طہارت و پاکیزگی اس کا جزء لاینفک ہے۔ یہی بات اللہ کے رسول ﷺ کے ارشاد سے ثابت ہے حدیث قدسی ہے ''لا یزال عبدی یتقرب الیّ بالنوافل حتی احبته فاذا احببته فکنت سمعه الذی یسمع به و بصره الذی یبصر به ویده التی یبطش بها ورجله التی یمشی بها وان سالنی لاعطینه ولئن استعاذنی لاعیذنه وما ترددت عن شئ انا فاعله ترددی عن نفس المومن یکره الموت وانا اکره مساء ته،، (بخاری شریف ۲/۹۶۳)

میرا بندہ برابر نوافل کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اسکی سماعت بن جاتا ہوں جس سے سنتا ہے اور اس کی بصارت بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پیر بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اگر وہ مجھ سوال کرے تو میں ضرور اسے عطا کرتا ہوں اور اگر وہ میری پناہ پکڑے تو ضرور میں اسے پناہ دیتا ہوں اور کسی کام میں مجھے تردد نہیں ہوتا جسے میں کرتا ہوں مگر مومن کی موت کو برا سمجھنے میں کیونکہ میں اس کے برابر سمجھنے کو برا سمجھتا ہوں۔

مذکورہ آیات قرآنیہ وحدیث قدسی کی روشنی میں یہ بات بالکل صاف ہوجاتی ہے ولایت کے لئے تقویٰ و طہارت کا ہونا بہت ضروری ہے۔ فرائض وواجبات کی ادائیگی کے علاوہ سنن ونوافل کا اہتمام کرنا بھی لازمی امر ہے۔ فرائض شریعت اور آداب طریقت پر عمل پیرا ہونے کے بعد بندۂ مومن کو مقام قرب حاصل ہوتا ہے اور جب قرب الٰہی حاصل ہوجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر انوار تجلیات کی بارش نازل فرماتا ہے۔ سارے حجابات کو اٹھالیتا ہے اور اس کو عالم میں تصرف کی قدرت عطا فرماتا ہے جو کرامت کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں۔

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور ومعروف واقعہ اس باب میں ایک فیصل کی حیثیت رکھتا ہے جو دونوں طریقۂ معرفت کی حقیقت سے کافی حد تک خفا کو دور کردیتا ہے اور حضرت جام احمد چشتی رضی اللہ عنہ کی وصیت بھی اس باب میں معاون وممد ثابت ہوگی جو ایک عام اور سادھارن زندگی گذارتے تھے مگر بڑے متقی اور پرہیزگار تھے۔ اس وصیت کا ذکر حضرت سلطان سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ عنہ نے اپنے لطائف میں کیا ہے کہ وقت رحلت حضرت جام احمد چشتی نے اپنے قریبی سے فرمایا کہ میں بہت گناہ گار ہوں لہٰذا جس توے پر میں نے زندگی بھر روٹیاں پکائیں ہیں اس کی کالکھ صاف نہیں کیا ہے اسی توے کی کالکھ سے میرا چہرہ مل دینا اور کمر میں لوہے کی زنجیر باندھ کر گھسیٹتے ہوئے قبرستان لے جانا کیونکہ یہ آثم اس لائق نہیں کہ رب کی بارگاہ میں حاضری دے سکے اور نہ ہی دوش موموناں پر سوار ہونے کے لائق ہے۔ حسب وصیت جب لوگوں نے ایسا کرنا چاہا تو ایک تیز کالی آندھی چلی اور سب کے سب اوندھے منھ گر گئے اور ہاتف غیبی نے آواز دی خبردار! جو میرے محبوب بندے کو کسی نے اس نیت سے ہاتھ لگایا۔

بہرحال اللہ کا ولی دین محمدی کا متبع، شریعت مطہرہ کا عامل اور تقویٰ کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہوتا ہے۔ لیکن اگر ان تمام کے ساتھ کرامت کا بھی صدور ہوجائے تو اسکی ولایت میں چار چند لگ جاتا ہے اور سونے پر سہاگہ جیسا ہے۔

حضور شیخ اعظم کی زندگی کا جب ہم جائزہ لے تے ہیں تو آپ کے شب وروز کے معمولات، نقل وحرکت،

رفتار و گفتار، کردار و عمل سب شریعت و طریقت کے مطابق تھے۔ اوامر کے امتثال اور نواہی سے اجتناب میں ایک ممتاز ترین شخصیت کے حامل تھے۔ آپ سے بھی کبھی کبھی کرامت کا صدور ہو جاتا تھا۔ آیئے یہاں پر صرف حضور شیخ اعظم کی صرف دو کرامتوں کو حدیث کی روشنی میں ملاحظہ کرتے ہیں۔

(۱) حضرت مولانا منظور احمد صاحب فریدی سجادہ نشین خانقاہ فریدیہ شیشہ باڑی روٹا پورنیہ نے ایک مرتبہ حلفیہ بیان فرمایا کہ حضور شیخ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا موجا باڑی کشن گنج کے علاقے میں جلسہ تھا جلسہ کی صبح بہت لوگ داخل سلسلہ ہوئے اور کشن گنج کی جامع مسجد میں جمعہ کی نماز ادا کرنی تھی۔ موجا باڑی گاؤں سے بذریعۂ بیل گاڑی نکلے۔ جب موجا باڑی پل کے قریب پہونچے تو موٹر بس نکل گئی اس وقت دن کا ۱۲:۴۵ بج رہا تھا آپ کے ہمراہی (مولانا منظور صاحب) نے عرض کیا حضور! بس تو نکل گئی اور وقت بھی نہیں ہے۔ حضور شیخ اعظم نے فرمایا ''جو گاڑی ابھی گئی ہے وہ آئے گی'' یہ جملہ آپ نے تین بار دہرایا تھا۔ کچھ دیر کے بعد واقعتاً وہ گاڑی الٹے قدم واپس آئی اور ڈرائیور و خلاصی وغیرہ نے بغیر کچھ کہے سنے حضور شیخ اعظم کا سامان اٹھایا اور گاڑی میں رکھ دیا۔ راستہ میں بھی کوئی گفت وشنید نہیں ہوئی۔ جب کشن گنج پہونچے اور رکشہ پر سوار ہوئے تو مولانا منظور نے عرض کیا ''حضور! آج تو گھڑی ۱۲:۴۵ سے آگے بڑھ ہی نہیں رہی ہے موجا باڑی سے لیکر اب تک وہی ٹائم دکھا رہی ہے'' آپ نے فرمایا ''مولانا خاموش رہیے'' آپ جامع مسجد پہونچے، غسل فرمایا، کپڑے تبدیل کئے اور سنت ادا کی۔ جب سنت سے فارغ ہوئے تو ایک بج رہا تھا موذن نے آذان ثانی دی اور آپ نے نماز جمعہ کی امامت فرمائی۔

موجا باڑی سے کشن گنج جامع مسجد پہونچنے میں اس وقت آدھے گھنٹے سے زائد وقت لگتا تھا اور پھر غسل وغیرہ اور سنت کی ادئیگی میں عموماً ۲۵ سے ۳۰ منٹ لگ ہی جاتا ہے۔ مگر یہ آپ کی کرامت ہی تھی کہ وقت ٹھہر گیا اگر چہ وقت کسی کا انتظار نہیں کرتا ہے۔ گھڑی کے کانٹے کسی کے لئے نہیں رکتے ہیں۔ مگر یہ اللہ والے ہی ہیں جن کے لئے وقت کا نبض رک جاتا ہے کیونکہ انہیں عالم رنگ و بو میں تصرف کی طاقت عطا کر دی جاتی ہے۔

بخاری شریف کتاب التفسیر سورۂ نحل ۲/۶۸۵ اور کتاب الانبیاء ۱/۴۸۵ میں حضرت ابو ہریرہ روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ''**خفف علیٰ داؤد القرأة فکان یأمر بدابتہٖ لتسرج فکان یقرأ قبل ان یفرغ یعنی القرآن**'' یعنی حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور کے پڑھنے کو اتنا آسان کر دیا گیا تھا کہ آپ اپنے سواری پر زین کسنے کا حکم دیتے تھے اور زین کسنے والا فارغ بھی نہ ہوتا کہ آپ پورا زبور پڑھ لیتے تھے۔

شارح بخاری علامہ بدرالدین عینی عمدۃ القاری میں اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''**وفیہ الدلالۃ علیٰ ان اللہ تعالیٰ یطوی الزمان لمن شاء من عبادہ کمایطوی المکان وھذا لاسبیل الیٰ ادراکہ الا بالفیض الربانی**'' یعنی کہ یہ حدیث صراحۃً اس بات پر دال ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے برگزیدہ بندے کے لئے زمان ومکان کو سمیٹ دیتا ہے اور یہ ایسی چیز ہے جس کا ادراک اور معرفت فضل الٰہی سے ہی ممکن ہے۔

حضور شیخ اعظم رضی المولیٰ عنہ کی مذکورہ کرامت، حدیث مصطفی ﷺ اور علامہ عینی کی وضاحت کی روشنی میں محبت کی آنکھوں سے دیکھئے! یقیناً یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ آپ ایمان وایقان، علم و عمل، تقویٰ وطہارت اور

تقرب الی اللہ کے بلند ترین مقام پر فائز ہیں ؎

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

(۲) تقریباً ۱۹۷۰ء کی بات ہے مدرسہ اشرفیہ مختار العلوم گھسکی ٹولہ پورنیہ میں ایک جلسہ منعقد ہوا تھا جس میں حضرت مخدوم المشائخ سید شاہ محمد مختار اشرف اشرفی جیلانی رضی اللہ عنہ المعروف بہ سرکار کلاں، شیخ اعظم مخدوم العلماء حضرت سید شاہ اظہار اشرف اشرفی جیلانی رضی اللہ عنہ اور حضرت علامہ ومولانا سید شاہ اشرف کلیم جائسی مدظلہ العالی جلوہ افروز تھے۔ حضرت علامہ ومولانا سید شاہ اشرف کلیم جائسی کی تقریر کے بعد حضور شیخ اعظم کرسی خطابت پر براجمان ہوئے۔ اتنے میں اچانک آسمان بھی ابر آلود ہوگیا۔ بارش کے ساتھ ہوا بھی تیز ہونے لگی۔ جملہ سامعین بارش سے پناہ لینے کے لئے ادھر ادھر بھاگنے کے لئے مستعد ہوگئے۔ اس وقت آپ نے پرجلال انداز میں ارشاد فرمایا ''سبھی لوگ اپنی جگہ بیٹھے رہیں! جب تک اظہار کی تقریر ہوگی اور کرسی پر بیٹھا رہے گا بارش یہاں نہیں ہوگی اور نہ ہی طوفان آئے گا'' لوگوں نے اپنے ماتھے کی آنکھوں سے دیکھا کہ حضور شیخ اعظم جب تک خطاب کرتے رہے بارش نہیں ہوئی اور نہ ہی طوفان آیا۔ سبھی لوگ دلجمعی کے ساتھ اپنی جگہ بیٹھ کر خطاب سماعت کئے۔ جب تقریر ختم ہوئی تو آپ نے فرمایا ''اب اپنی اپنی حفاظت کرلو'' اتنا کہنا تھا کہ بہت زور کی بارش ہونے لگی اور صبح تک ہوتی رہی۔ اسی طرح کا ایک دوسرا واقعہ ضلع کٹیہار کے اعظم نگر علاقے میں پیش آیا۔ آپ نے چاروں طرف انگلی کا اشارہ فرمایا تو بارش تھم گئی۔

شیخ اعظم کی اس کرامت میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ کا رنگ وبو پایا جاتا ہے۔ کیونکہ شیخ اعظم کی یہ کرامت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ کا مظہر تھی۔ امام بخاری نے اپنی کتاب صحیح بخاری ۱۲۷/۱ کتاب الصلوٰۃ میں اس کے علاوہ کتاب الاستسقاء ودیگر متعدد مقامات پر ایک حدیث نقل کیا ہے۔ یہ حدیث کچھ طویل ہے۔ استشہادی حصہ کو ملاحظہ فرمائیں۔ مدنیہ شریف میں ایک ہفتہ سے مسلسل بارش ہو رہی تھی اور لوگ پریشان تھے تو ایک صحابی رسول نے عین خطبہ جمعہ میں بارگاہ رسول میں عریضہ پیش کیا اور انقطاع باراں کی گوہار لگائی تو حضور ﷺ نے دونوں ہاتھوں کو بلند کرتے ہوئے ارشاد فرمایا'' **اللھم حوالینا ولاعلینا فما یشیر بیدہ الیٰ ناحیۃ الا انفرجت وصارت المدینۃ مثل الجوبۃ وسال الوادی قناۃ شھرا ولم یجی احد من ناحیۃ الا حدث بالجود**'' یعنی بارالہا! اطراف مدینہ میں بارش برسا ہم پر نہ برسا۔ حضور ﷺ جس طرف ہاتھ سے اشارہ فرماتے وہاں سے بادل چھٹ جاتا۔ مدینہ طیبہ ایک حوض کی مانند ہوگیا۔ وادی قناۃ کی طرح مہینہ بھر بہتی رہی اور جو بھی اطراف مدینہ سے آتا تو انہیں بارش کا پانی عبور کرنا پڑتا تھا۔

حضور صلیٰ اللہ علیہ وسلم کے اس معجزہ کا عکس حضور شیخ اعظم رضی اللہ عنہ کی اس کرامت میں نظر آتا ہے۔ کیوں نہ ہو کہ اولاد رسول پرتو رسول ہوتی ہیں۔ خصوصا وہ ذات جو عشق مصطفی ﷺ کے شمع پر پروانہ وار پھرا کرتی تھی ؎

نہ ہوگا خوف دنیا کے حوادث کا غلاموں کو
کہ جب ہر حال میں ان کی نگہبانی نہیں جاتی

میں ان کا نام لیوا ہوں کچھ ڈر نہیں مجھے
اب گردش زمانہ بھی لگتا ہے بے وزن
(شیخ اعظم)

شیخِ اعظم مقامِ ناز پر

مفتی محمد شبیر رشیدی، قاضی ادارۂ شرعیہ ضلع کشن گنج

کچھو چھہ مقدسہ ہندوستان کی وہ مردم خیز آبادی ہے جس کو ارباب علم ودانش کا ہر فرد جانتا اور مانتا بھی ہے۔ چوں کہ سیدنا سرکار مخدوم سمناں رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس میں ولایت و بزرگی کی وہ دھونی رمائی ہے کہ جس سے اکناف عالم کا گوشہ گوشہ مہک گیا اور کفر وضلالت کی گھنگور گھٹائیں اس کی نورانی کرن سے چھٹ گئیں۔ ان کے خانوادے کا ہر بچہ علم وحکمت اور ولایت و بزرگی میں آفتاب و ماہتاب بن کر چمکا اور ملک و بیرون ملک کو اپنے نور ولایت سے فیض یاب کر دیا۔ اسی کو دیکھ کر امام اہل سنت مجدد مأتہ ماضیہ امام احمد رضا قدس سرہٗ نے بر جستہ فرمایا۔

یا رسول اللہ !

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانا نور کا

یہ وہ نورانی و بااختیار گھرانا جس کے متعلق سیدنا مخدوم سمناں نے چھ سو برس پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ میرے خاندان کے اندر ہر دور اور ہر زمانہ میں جہاں ولایت ظاہری کا تاجدار پیدا ہوگا وہیں ولایت باطنی سے سرشار ایسا مجذوب کامل پیدا ہوتا رہے گا جن کے قبضہ وتصرف میں عالم کا انتظام وانصرام جاری وساری رہے گا۔ اسی خاندان نور وولایت سے حضور شیخ اعظم حضرت سید شاہ محمد اظہار اشرف علیہ الرحمۃ والرضوان ہیں جنہوں نے اپنے علم و عمل، کردار و گفتار کے ذریعہ مذہب اہل سنت اور علوم اسلامیہ بالخصوص سلسلۂ اشرفیہ کی فقید المثال خدمات انجام دیں اور فن وحکمت کی شمع روشن کر کے ہندوستان، بنگلہ دیش اور عرب وعجم بلکہ پورے عالم اسلام میں ضیا پاشی کی اور رشد وہدایت کا چراغ جلا کر گمراہ وبد دینوں کے لیے مشعل راہ قائم کر دیا۔

حضرت ممدوح علوم ظاہری کی تحصیل کے بعد سب سے پہلے ہندوستان کی مشہور ومعروف دینی درسگاہ جامعہ نعیمیہ مرادآباد میں جو سیدنا سرکار صدرالافاضل مولانا محمد نعیم الدین قدس سرہٗ کی یادگار ہے۔ درس وتدریس کا آغاز کیا اور آپ اپنی محنت ولگن سے بچوں میں مقبول وپسندیدہ اساتذہ میں شمار کیے جانے لگے۔ اسی دوران درس وتدریس میں جامعہ کے طلبہ نے بلی کے ایک بچے کو جو پڑھنے والے بچوں کو پریشان کیا کرتا تھا خوب مارا جس سے وہ مر گیا۔ رات ہوئی، طلبہ واساتذہ اپنے اپنے کمروں میں سو چکے تھے۔ اچانک جامعہ کے در ودیوار سے بھیانک آواز آنے لگی، دروازہ پیٹا جانے لگا۔ حضرت ممدوح اس وقت جامعہ میں موجود تھے۔ اندر سے جب باہر تشریف لائے تو دیکھا کہ جنات کا ایک بڑا گروہ حاضر ہو کر اپنے مردہ بچے کا بدلہ لینے کے لئے آمادۂ پیکار ہے۔ آپ نے فرمایا کہ سردار آپ میں کون ہیں؟ ان کو بلائیں، فیصلہ ہو جائے گا۔ جنات کا سردار حاضر ہوا اور آپ کافی دیر تک ان سے بحث ومباحثہ کرتے رہے بالآخر وہ لاجواب ہو گئے اور نہایت خاموشی کے ساتھ ان بچوں کو چھوڑ کر واپس چلے گئے۔

آپ کا سفر تبلیغ تقریباً پورے ہندوستان ہی نہیں بلکہ دنیا کے ہر ملک میں تھا لیکن بالخصوص پورنیہ وکشن گنج وغیرہ علاقوں میں کثرت سے ہوا کرتا تھا۔ وجہ اس کی یہ تھی کہ دیوبندیوں کے ایجنٹ اور وہابیوں کے مبلغ اعظم مولوی منت اللہ مونگیری نے ان علاقوں کے بھولے بھالے سنی مسلمانوں کو اپنے دام فریب میں پھانس کر ناموس رسالت کی پامالی کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی تھی اور سرکار روحی فداہ علیہ التحیۃ والثناء کی میلاد پاک اور صلاۃ و سلام اور قیام و نیاز وفاتحہ پر پابندی عائد کرنے لگا۔ حضرت ممدوح کو جب اس کا علم ہوا تو اس ناموس رسالت کے بھیڑئے کو سیدنا سرکار غوث اعظم اور خواجۂ خواجگاں اور سرکار مخدوم سمناں اور امام احمد رضا کی شمشیر برہنہ سے تہ تیغ کر کے نیست و نابود کر دیا اور دین وسنیت اور عشق رسول کی وہ شمع روشن کی جس کی ضیا صلاۃ وسلام اور نیاز وفاتحہ کی شکل میں رونماں ہونے لگی اور انشاء اللہ الرحمن تا قیام قیامت رونماں ہوتی رہے گی۔

حضرت ممدوح کشن گنج ضلع کے بہادر گنج علاقہ میں کسی جلسہ میں شریک تھے۔ قیام گاہ سے متصل ایک وہابی مولوی آپ کو دیکھ کر یہ بکنے لگا کہ لوگ ان کو سید کہتے ہیں۔ لیکن یہ سید نہیں بلکہ خان یا کوئی نیچے خاندان سے ہوں گے۔ چوں کہ جو سید ہوگا اس کو آگ نہ جلائے گی وغیرہ وغیرہ۔ اتنے میں یہ آواز حضرت کے گوش مبارک تک پہونچی اور برہم ہوکر آپ نے فرمایا کہ ارے او خبیث! تو کیا بکتا ہے؟ میں سید نہیں ہوں اور آگ مجھے جلائے گی؟ جہنم کی آگ تم بعد میں دیکھنا۔ پہلے دنیا کی آگ دیکھ لے؟ تھوڑے فاصلہ پر خادم کافی دیر سے اسٹوپ جلا کر چائے یا کوئی دوسری چیز تیار کر رہا تھا۔ اس کے بیچ کا حصہ نہایت سرخ وگرم تھا۔ آپ کھڑے ہوگئے اور بیچ والے حصہ کو کافی دیر تک پکڑ کر یہ کہتے رہے کہ دیکھ لو؟ میں سید ہوں سید! اسٹوپ جلتا رہا اور آپ آگ پر ہاتھ رکھ کر یہ کہتے رہے۔ بالآخر وہ دیوبندی مولوی قدموں میں گر گیا اور معافی مانگنے لگا اور توبہ کر کے ہمیشہ کی غلامی میں وہ خود بھی داخل ہوا اور اس کے تمام ہمنوا بھی داخل ہوگئے۔

آغاز جوانی سے ہی آپ نے علاقہ کا دورہ شروع کیا اور عیش وآرام کیا چیز ہے؟ اس کا آپ نے قطعاً خیال نہیں کیا بلکہ اکثر بیل گاڑی سے سفر کرتے اور موقع پڑنے پر پیدل بھی چلا کرتے۔ دین وسنیت کی ترویج واشاعت اور تبلیغ و احیاء دین میں ہر طرح کی تکلیف برداشت کرنے کے لئے آمادہ رہتے۔ اس طرح بہت ساری کرامتوں کا ظہور آپ کی ذات مبارکہ سے ہوا۔ یہ بطور نمونہ حاضر خدمت ہے۔

گر قبول افتد زہے عز وشرف

☆☆☆☆

حسن ظن

☆ تم سے کوئی نہ مرے مگر اس حال میں کہ وہ اللہ عزوجل کے ساتھ نیک گمان رکھتا ہو

☆ حسن ظن بہترین عبادت ہے

☆ مؤمنوں کے بارے میں اچھا گمان رکھو

☆ اللہ فرماتا ہے میں اپنے دنے کے گمان کے قریب ہوں لہٰذا وہ جیسا چاہے گمان رکھے

☆ بدگمانی سے بچو اس لیے کہ وہ بدترین جھوٹ ہے

کرامات شیخ اعظم علیہ الرحمہ

مولانا محمد کلیم نورانی اشرفی جامعی، سنجے نگر کمانی کرلا ویسٹ ممبئی

(۱) عام طور پر بچپن کی شاہانہ زندگی میں بچے ہر چیز سے بے نیاز ہو کر صرف اپنی بچکانہ حرکات کرتے ہیں، کھیل کود، توڑ پھوڑ، لڑائی جھگڑا کرنا اور کسی خواہش کی تکمیل نہ ہونے پر بے چین ہو جانا ان کی فطرت ہوتی ہے۔ انہیں طفلانہ دنوں میں حضور شیخ اعظم مرشد کامل کی زبان سے ادا ہونے والے الفاظ تاریخ کے سینے میں آج بھی محفوظ ہیں۔ بچپن کے لاشعوری ایام میں بھی آپ کی زبان سے ادا ہونے والے الفاظ صداقت کا پیکر بن جاتے۔ ایک مرتبہ سرکار اعلیٰ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ کے خلیفۂ برحق حضرت سید آل حسن اشرفی علیہ الرحمہ آپ کے لئے اڑنے والا ایک جہاز (کھلونہ) لے کر آئے اور بڑے پیار سے حضرت کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے اس جہاز کو چلایا تو وہ اڑنے لگا اس وقت بے ساختہ آپ کی زبان پر مسلسل یہ کلمات جاری ہوئے "دیکھو! جاپان اڑ رہا ہے، جاپان اڑ رہا ہے"، یہ وہ وقت تھا جب کہ جاپان کے دو شہروں یعنی ناگاساکی اور ہیروشیما پر غیر ملکیوں کے آئیٹم بم گر رہے تھے اور بموں کی بارش سے یہ دونوں شہر تباہ و برباد ہو رہے تھے جس کی اطلاع دوسرے دن ریڈیو نیوز کے ذریعہ ہندوستان آئی۔ اہل کچھوچھہ اس پاکباز ہونہار بچے کی فطری روحانی صلاحیتوں کے ان کے بچپن ہی میں معترف ہو گئے۔

(۲) پاکستان میں آپ کے ایک مرید کو پولس نے شک و شبہ کی بنا پر گرفتار کر لیا۔ مرید صادق عاشق پیر تھا، ناگہانی آفت کے ان لمحات میں بھی فضل ربی سے مرشد کامل کی محبت و عقیدت کا پابند رہا۔ اچانک اس کو اپنے مرشد حضور شیخ اعظم کی آواز سنائی دی "خود کو اشرفی کہو، اشرفی کہو اسی میں تمہاری نجات ہے"، اور مسلسل تین مرتبہ یہ آواز آئی۔ اس مرید نے حکم مرشد پا کر تھانے کے روزنامچہ رجسٹر میں اپنے نام کے ساتھ اشرفی لکھوایا۔ پولس والوں کا رویہ اچانک پر خلوص ہو گیا اور آپ کے اس مرید کی بڑی آؤ بھگت ہونے لگی۔ اچھے بستر اور اچھے کھانے فراہم کئے گئے۔ اگلے دن اسے جیل بھیجا گیا، عزت و احترام کا سلسلہ وہاں بھی جاری رہا اور ہر ممکن سہولیات فراہم کی گئی اور کچھ ہی دنوں کے بعد باعزت بری ہو گیا۔

(۳) روایتوں میں آیا ہے کہ زندوں سے مردوں کو اور زندوں کو مردوں سے فائدہ حاصل ہوتا ہے یعنی کہ اگر کوئی گنہگار مسلمان کسی ولی اللہ کی نماز جنازہ میں شریک ہو تو اللہ تعالیٰ اس ولی کے صدقے اس کی خطاؤں کو معاف فرما دیتا ہے اسی طرح اگر کسی گنہگار مسلمان کی نماز جنازہ اللہ کا ولی پڑھا دے تو اس کی مغفرت ہو جاتی ہے اور اس پر اللہ پاک اپنی نوازشوں اور نعمتوں کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ ان باتوں کو ذہن میں رکھتے ہوئے یہ حیرت انگیز واقعہ پڑھیں کہ تقریباً ۱۲ سال قبل حضور پیر و مرشد شیخ اعظم قبلہ علیہ الرحمہ مریدین کی خواہش پر نماز جمعہ کی امامت فرمانے کے لئے محمدی جامع مسجد غیبن شاہ درگاہ (نارائن نگر گھاٹ کوپر ممبئی) تشریف لائے ان دنوں میرے والد محترم حضرت مولانا محمد عابد حسین اشرفی صاحب اس مسجد کے امام تھے۔ حضور

شیخ اعظم کی آمد کی خبر سنتے ہی نیازمندوں کا نہ تھمنے والا سیلاب امنڈ پڑا۔حضرت کا شایان شان استقبال کیا گیا۔ حضور والا نے بھی اپنے دل پذیر خطاب سے حاضرین کومسحور فرمایا۔ نماز جمعہ کے بعد ہزاروں افراد آپ کے دست حق پرست پر سلسلۂ اشرفیہ میں داخل ہوئے۔مسجد کے باہر گراؤنڈ میں اچانک ایک میت آگئی جس کی نماز جنازہ پڑھنی تھی۔حضرت نے میرے والد سے فرمایا کہ مولانا! میت سنی کی ہے نا؟انہوں نے عرض کیا جی حضور۔ آپ نے آگے بڑھ کر نماز جنازہ کی امامت فرمائی۔اس خوش قسمت مرحوم کے جنازے میں تاریخ ساز شخصیت کی اقتداء میں ہزاروں لوگوں نے نماز جنازہ ادا کی اور مسجد کے سامنے ہی سنی مسلم قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔تقریباً ایک سال کے بعد میرے والد محترم حضور شیخ اعظم کے ہمراہ گجرات کے دورے پر تھے تو دوران سفر اچانک حضرت نے فرمایا کہ مولانا! آپ کے یہاں جس کی نماز جنازہ میں نے پڑھایا تھا وہ ماشاءاللہ جنتی ہے۔نہ جانے اس کی کون سی ادا اللہ رب العزت نے پسند فرمالی ہے؟حضرت کی باتیں سن کر لوگ اس مرحوم کی خوش قسمتی پر رشک کر رہے تھے لیکن اس وقت راز کی بات سمجھ میں نہیں آئی۔تین سال کے بعد جب گورکن نے قبروں کو پلٹی کرنا شروع کیا اور قبر کھودتے کھودتے جب اس خوش نصیب مرحوم کی قبر کو کھودا تو حیرت انگیز منظر سامنے تھا کہ تین سال پہلے کا دفنایا ہوا شخص یونہی تروتازہ سلامت ہے۔دیکھنے میں ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے ابھی ابھی قبر میں اتارا گیا ہو۔یہ منظر دیکھ کر گورکن خوفزدہ ہوگیا اور میرے والد کے پاس آکر عرض حال کیا پھر قبرستان کے ٹرسٹیوں کو خبر دی گئی۔سب نے آکر دیکھا اور باہمی مشورے سے اس قبر کو دوبارہ پاٹ دیا گیا۔میرے والد محترم نے اس واقعہ کا ذکر حضور شیخ اعظم کے پاس کیا تو حضرت نے فرمایا مولانا! میں نے آپ سے کہا تھا کہ اللہ پاک نے اس بندے کی کوئی ادا پسند فرمالی ہے یہ اسی کا صلہ ہے۔ میرے والد نے ہمت کر کے بڑی جرأت مندی سے عرض کیا کہ حضور! غالباً یہ نیکی مولیٰ نے قبول فرمائی ہے کہ اس کی نماز جنازہ اللہ کے محبوب بندے نے پڑھائی ہے اور انہیں کی دعائے مغفرت کا اثر ہے کہ قبر میں اللہ نے اسے سلامت رکھا۔اب تو ان شاءاللہ حشر میں بھی اس کا بیڑا پار ہے۔

(۴) حضور مخدوم المشائخ سرکار کلاں علیہ الرحمہ کے محبوب خلیفہ عالی جناب الحاج عبدالحبیب اشرفی صاحب ممبئی کی دعوت پر حضور مرشد برحق شیخ اعظم ان کے پہلے والے مکان نزد فاروقیہ مسجد اندھیری،ممبئی پر تشریف لائے۔ اس دعوت میں میں اپنے والد محترم اور بھائیوں کے ساتھ موجود تھا اور مجھ جیسے سیکڑوں عقیدت مند بھی آئے ہوئے تھے۔ جب حضور تشریف لائے تو فاروقیہ مسجد کے گراؤنڈ میں شایان شان استقبال کیا گیا۔دیوانوں کی جھرمٹ میں شہزادۂ رسول حاجی صاحب کے دولت کدے پر پہونچے۔ خلیفہ صاحب کا مکان دومنزلہ تھا۔نیچے خواتین کی دعوت کا انتظام تھا اس لئے حضور کے قیام کا انتظام اوپر والے مکان پر کیا گیا تھا۔ ہاتھ جوڑ کر خلیفہ صاحب نے اوپر چلنے کا مؤدبانہ اشارہ کیا۔اوپر جانے کے لئے بہت تنگ سیڑھیوں کا سہارا تھا اس لئے حضرت کو اوپر چڑھنے میں کچھ پریشانی ہوئی۔جب سارے لوگ حضرت کے پیچھے پیچھے اوپر والے مکان میں آگئے تو خلیفہ صاحب نے دست بستہ اپنے مخصوص انداز میں عرض کیا حضور! آپ آقا ہیں اور ہم غلام ہیں،آج آقا کو غلام نے بہت تکلیف دی ہے حضور اپنے غلام کو معاف فرمائیں لیکن کیا کروں اگر آج آپ نگاہ کرم فرمادیں اور سارے غلام زادوں کو سر چھپانے کے لئے ایک بڑا سا مکان مل جائے تو کرم ہوگا۔یہ سن کر مسکراتے ہوئے

حضرت نے فرمایا خلیفہ صاحب! آپ نے مجھے اوپر چڑھا کر احساس دلا دیا ہے تو سن لیجئے کہ آج کی اس مجلس میں جتنے لوگ آئے ہوئے ہیں اور ممبئی میں ان کے پاس ذاتی مکان نہیں ہے تو بہت جلد ان سب کو بہتر سے بہتر مکان مل جائے گا ان شاءاللہ تعالیٰ۔ یہ اعلان سارے سامعین نے سنا تو خوشی سے مچل گئے اور سب کے چہروں پر خوشیوں کی ایک عجیب سی لہر دوڑ گئی۔ اور ہمارا مشاہدہ ہے کہ جتنے لوگ اس مجلس میں موجود تھے اور ان کے پاس ذاتی مکان نہیں تھا تو کچھ ہی مہینے میں سبھی کو الحمدللہ ذاتی مکان مل گیا اور بروقت مکان لینے کا انتظام بھی کسی غیبی انتظام کی غمازی کر رہا تھا۔ خلیفہ محترم کے کاروبار میں اتنی برکتیں ہوئیں کہ انہوں نے لاکھوں کی خطیر رقم کا کرشمہ اپارٹمنٹ (اگروال اسٹیٹ، ہل پارک جوگیشوری ممبئی) میں دوسرے فلور پر ایک بڑا فلیٹ لے لیا۔ راقم الحروف کو شعور کہاں ہے اور ایسے الفاظ کہاں ہیں کہ عقیدتوں کا گلدستہ بنا کر اپنے مرشد برحق کی بارگاہ ناز وکرم میں پیش کرے۔ یہ میرے مرشد برحق کی ہی کرامت ہے کہ آج عروس البلاد ممبئی جیسے قیمتی شہر میں الحمدللہ ہمارے پاس بھی تین ذاتی مکان ہیں۔

اللہ رے چشم رحمت کچھ اس طرح سے اٹھی
ہر ایک نے یہ سمجھا میری طرف نظر ہے! !

(۵) بتاریخ ۱۷ ربیع الثانی ۱۴۲۷ھ مطابق ۱۶ مئی ۲۰۰۶ کو میری والدہ محترمہ کی طبیعت اچانک زیادہ خراب ہو گئی۔ فیملی ڈاکٹر سے رابطہ کیا گیا تو انہوں نے حتی المقدور علاج کیا قیمتی سے قیمتی دوائیں دی گئیں لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ میرے والد صاحب اور ہم سب بھائی، بہن حواس باختہ ہو چکے تھے، سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کیا جائے۔ بڑے بڑے ڈاکٹروں سے ملنے کی کوشش کی گئی لیکن اتفاق سے ان دنوں ڈاکٹروں کی ہڑتال کی وجہ سے کوئی ڈاکٹر نہیں مل سکا تو ہمارے ڈاکٹر عبدالغنی صاحب نے اپنے رسوخ سے ممبئی کے مشہور سینٹ جارج ہاسپٹل کے انچارج کو فون پر سارے حالات بتائے تو انچارج نے مریضہ کو ہاسپٹل لانے کی بات کہی، میری والدہ بہت زیادہ سیریس ہو چکی تھیں۔ پورا جسم سوج گیا تھا اور شکل پہچان میں نہیں آ رہی تھی بہر حال کسی طرح ان کو لے کر ہم ہاسپٹل پہونچے۔ انچارج کے حکم پر ڈاکٹروں نے فوراً کارروائی شروع کر دی۔ ابتدائی جانچ کے بعد ڈاکٹروں نے میرے والد سے کہا کہ مولانا! مریضہ کی حالت بہت نازک ہے آپ جلد سے جلد پچاس سے ساٹھ ہزار روپئے کا انتظام کر لیجئے کیونکہ اگر نسوں کے آپریشن کی ضرورت ہوئی تو کئی جگہ کا آپریشن کرنا پڑے گا۔ ہاسپٹل میں تمام ضروری جانچ چار دن تک ہوتے رہے اور رپورٹ کے انتظار میں کوئی دوا نہیں دی گئی۔ ہمارے پوچھنے پر ڈاکٹر کہتے تھے کہ پہلے مرض تو سمجھ میں آئے تب نا ہم دوا دیں گے۔ دن بدن ہم سب کی الجھن بڑھتی جا رہی تھی آخر کار میرے والد صاحب نے مرشد برحق حضور شیخ اعظم کو فون پر اطلاع دی۔ حضرت کی ذرہ نوازیوں پر قربان جاؤں کہ یہ سن کر حضرت خود بے چین ہو گئے اور فرمایا کہ مولانا! آپ لوگ فکر نہ کریں ابھی میں اپنے سرکار مخدوم پاک کی بارگاہ میں درخواست پیش کرتا ہوں کہ میرے خلیفہ کے ساتھ یہ کیا ہو رہا ہے، یقیناً میرے سلطان کرم فرمائیں گے اور مریضہ بہت جلد صحت یاب ہوگی ان شاءاللہ تعالیٰ۔ پانچویں شب صبح صادق کے وقت ہم لوگوں نے دیکھا کہ میری والدہ بستر سے اٹھ کر خود سے چلنے لگی اور جسم کی سوجن بھی بہت حد تک کم ہو گئی تھی۔ ہمیں حیرت ناک خوشی ہوئی۔ میرے والد کے پوچھنے پر امی نے بتایا کہ حضور سیدی مرشدی شیخ اعظم تشریف لائے اور میرے سر پر دست شفقت رکھ کر فرمایا بیٹا! تم بیمار ہو؟ اچھا اپنا داہنا ہاتھ

اوپر اٹھاؤ تو میں نے اٹھایا اور کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوئی پھر فرمایا بیٹا! اٹھ کر بیٹھ جاؤ میں اٹھ کر بیٹھ گئی تو کچھ پڑھ کر میرے سر پہ دم فرمایا اور کہنے لگے کہ اب ساری بیماری ختم ہو گئی سارے رپورٹ اچھے آئیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔ اتنا کہہ کر روپوش ہو گئے۔ ہم نے سن کر سجدۂ شکر ادا کیا اور والد صاحب نے فون پر حضرت سے رابطہ کیا حضرت فرمانے لگے مولانا! اب کیا حال ہے؟ ابو نے کہا کہ حضور آپ پر سب روشن ہے، آپ کی بے پناہ کرم فرمائی کا میں کیسے شکر ادا کروں تو حضرت نے فرمایا مولانا! طبیعت کیسی ہے؟ انہوں نے سارا واقعہ بیان کیا تو حضرت نے مسکراتے ہوئے فرمایا مخدومی کرم ہو گیا اب ان شاء اللہ کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔ بفضلہٖ تعالیٰ حضرت کے فرمان کے مطابق سارے رپورٹ نارمل آئے۔ سبھی ڈاکٹر حیران تھے کہ اچانک بغیر دوا کے یہ تبدیلی کیسے آ گئی؟ ڈاکٹر کے پوچھنے پر والد صاحب نے بتایا کہ ہم غریبوں پر روحانی پاور ہاؤس سے کرم ہوا ہے جس کو آپ لوگوں کا میڈیکل سائنس سمجھنے سے قاصر ہے۔ تب سے لے کر اب تک الحمد للہ فیضان مخدومی اور نگاہ شیخ کا بے پناہ احسان ہے کہ میری والدہ بخیر و عافیت ہیں۔

(۶) تقریباً ۱۰ سال قبل شعبان المعظم کی پندرہویں تاریخ کو شب برأت ہونے کی وجہ سے خانقاہ اشرفیہ جوگیشوری میں حضور شیخ اعظم کی خدمت میں منگتوں کی بھیڑ لگی ہوئی تھی۔ خوش نصیبی سے میرے والد صاحب بھی موجود تھے۔ حضور پیر و مرشد شب برأت کی فضیلتیں بیان فرما کر نوافل اور وظائف کا حکم فرماتے تو سارے حاضرین حکم کی تعمیل میں مشغول ہو جاتے پھر حضور دعا فرماتے، یہ سلسلہ رات بھر چلتا رہا اور حاضرین رات بھر اپنے مرشد کے وسیلے سے بارگاہ الٰہی کی نوازشات سے اپنے دامن بھرتے رہے۔

صبح صادق سے چند منٹ قبل خانقاہ شریف کے ریسیور پر فون آیا کسی مرید نے فون ریسیو کیا تو معلوم ہوا کہ دارجلنگ سے کوئی صاحب حضرت سے بات کرنا چاہتے ہیں جب حضرت فون پر گفتگو کرنے لگے تو حاضرین بغور ان کی باتیں سننے لگے اور دیکھا کہ بات کرتے کرتے آپ کے آنکھوں میں ہلکی سی نمی آ گئی۔ فون رکھتے ہی حضرت نے اللہ پاک اور سرکار مخدوم پاک کا شکر ادا کیا۔ مریدین کے استفسار پر حضرت نے فرمایا کہ دارجلنگ سے میرے مرید کا فون تھا رو رو کر کہہ رہا تھا کہ میں اپنے ساتھی (پیر بھائی) کے ساتھ ماروتی کار میں سوار ہو کر آج رات ایک بزرگ کے آستانے پر حاضری دینے جا رہا تھا۔ راستہ بہت ہی خطرناک تھا جب ہماری ماروتی زمین سے تقریباً اٹھارہ سو (۱۸۰۰) فٹ اوپر پہاڑی پر پہونچی تو اچانک گاڑی کا بریک فیل ہو گیا مارے دہشت اور گھبراہٹ کے ہم پسینے میں نہا گئے۔ پہاڑ کی بلندی سے گاڑی گرنے لگی تو ہم ہوش کھو بیٹھے بس اتنا یاد ہے کہ جب گاڑی نیچے گر رہی تھی اس وقت ہماری زبان سے یہی الفاظ نکلے یا مخدوم المدد یا مرشد المدد اور جب ہم کو ہوش آیا تو ہم دونوں صحیح سلامت الگ الگ مقام پر لیٹے ہوئے تھے اور تھوڑی دور پر گاڑی کے پرزے بکھرے ہوئے تھے۔ ہم دونوں نے ایک دوسرے سے اپنا حال بیان کیا کہ گرتے وقت ایسا محسوس ہوا جیسے کسی نے ہمیں سنبھال کر گاڑی سے نکالا اور اطمینان سے لٹا دیا ہو۔ ایکسیڈنٹ اتنا خطرناک تھا کہ ہمارا وجود بکھر جاتا اور ہماری ایک بوٹی بھی نہ ملتی لیکن حضور! آپ کی دعا اور نظر کرم کی برکت سے سرکار مخدوم پاک نے موت کے منہ سے نکال کر ہمیں زندگی عطا فرمائی۔ ہم اس احسان کے صدقے جائیں۔ حضور! آپ کا بہت بہت شکریہ، یونہی ہم غلاموں پر کرم فرماتے رہیں۔

☆☆☆☆

جو ہوا گستاخ ان کا

حافظ وقاری محمد حسنین رضا، صدر المدرسین جامعہ نوریہ پونہ مہاراشٹر

اہلِ سنت کے چشم و چراغ، اشرفیت کے ماہتاب، شریعت کے عظیم رہنما، مخدوم العلماء شیخ اعظم بانی جامع اشرف حضرت علامہ الحاج سید شاہ اظہار اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ کی ذات بابرکات جنہوں نے اپنے صغرسنی سے ہی سنیت کے درد کو محسوس کر کے ہر لمحہ ترویج اسلام کے لئے سرگرم عمل رہے افسوس صد افسوس کہ آج وہ مقدس ہستی ہمارے درمیان سے روپوش ہوگئی۔

حضور شیخ اعظم دین وسنیت کے ایک عظیم مبلغ تھے، آپ نے اپنی زندگی کے اکثر حصے تبلیغ اسلام اور اشاعت سنیت ہی میں صرف کیے۔ ہندو بیرون ہند کے اکثر و بیشتر گوشے میں سنیت کا ہرا بھرا چمن آپ کے تبلیغی دوروں کے باعث نظر آ رہا ہے۔ بہار و بنگال بالخصوص کشن گنج، پورنیہ، کٹیہار، اررِیہ اور اتر دیناجپور یہ ایسے علاقے ہیں جہاں آج سے تقریباً بیس تیس سال قبل دیوبندیت و وہابیت کا غلبہ تھا۔ بھولے بھالے مسلمان وہابیت کے دامِ فریب میں آکر گمرہی کا راستہ اختیار کرنے لگے تھے۔ ایسے نازک حالات اور ناگوار ماحول میں حضور شیخ اعظم نے اپنی سعی وکوشش اور اپنے جہد مسلسل سے ان علاقے کو فتنۂ وہابیت سے بچایا اور آپ کے نورانی چہرے اور آپ کے اخلاقِ کریمانہ کو دیکھ کر بہتوں کو توبہ کی توفیق ملی۔

شیخ اعظم استقامت وکرامت کے عظیم منصب پر فائز تھے۔ ایک بار کا واقعہ ہے کہ حضور شیخ اعظم علیہ الرحمہ ہمارے گاؤں کے قریب مدرسہ سیف العلوم ٹینگر ماری کے پاس گذرے۔ ایک بدبخت دیوبندی نے آپ کو بُرا بھلا کہا اور آپ کی شان میں نازیبا کلمات بکے۔ حضرت خاموش رہے۔ کچھ ہی دن بعد رب تعالیٰ نے اسے ایسا مفلوج وبیکار کر دیا کہ اس کے اندر اپنے منہ پر بیٹھی مکھیاں بھی ہٹانے کی طاقت نہ رہی اور اِس بُری حالت میں اس کی موت ہوگئی۔

اللّٰھم اعاذنامن ذٰلك!

بارگاہ خداوندی میں دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے مراتب کو بلند سے بلند تر فرمائے اور آپ کی اولاد کو آپ کی ظاہری وباطنی تصویر بنادے اور تمام سنیوں کو ان کے روحانی فیضان سے بہرہ ور فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

☆☆☆☆

شیخ اعظم خواب میں

حکیم محمد حبیب الرحمٰن رضوی،
مہتمم مدرسہ ہٰذا جامعہ نوریہ رضویہ رضانگر بانس باڑی آسجہ موبیہ بائسی ضلع پورنیہ، بہار

میں محمد حبیب الرحمٰن رضوی سرکار حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان سے مرید ہوں۔ میں نے آج سے تقریباً بارہ تیرہ سال پہلے خواب دیکھا کہ ایک بڑا سا میدان ہے جس میں الگ الگ شامیانے لگے ہیں اور جہاں ہر سلسلہ کے ولی تشریف فرما ہیں جو جن سے مرید ہیں ان سے ٹکٹ لے کر جنت کی طرف جا رہے ہیں اور جنت کے دروازے پر دونوں جہاں کے سردار مالکِ جنت تشریف فرما ہیں۔ اس سے پہلے راستے میں ایک جگہ شیخ اعظم سید اظہار اشرف صاحب ٹکٹ چیک کر رہے ہیں جن کے پاس ٹکٹ ہوتا اسے جانے دیا جاتا اور جن کے پاس ٹکٹ نہیں ہوتا انہیں واپس کر دیا جاتا۔ میں نے اپنے پیر و مرشد سے ٹکٹ لے کر انہیں دکھایا تو مجھے بھی جانے کی اجازت مل گئی۔

میں نے لوگوں سے پوچھا کہ سید صاحب کو حاکم بنا کر کیوں رکھا گیا ہے لوگوں نے بتایا کہ ان حضرات کا کام ہی حاکم بن کر رہنا ہے اور وہ حاکم کا لباس پہنے ہوئے ہیں اور وقت ختم ہونے کے بعد شیخ اعظم اپنے لباس میں آجاتے ہیں۔ میں گھبرایا ہوا تھا بیدار ہوا تو دیکھا کہ سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے جو سونے کا طریقہ تھا، اسی طریقے سے میں بھی سویا تھا۔ صبح ہوتے ہی اس خواب کی تعبیر کئی علماء سے دریافت کی جس میں حضرت مولانا عبد الحکیم صاحب اشرفی ساکن پربھیلی ضلع کٹیہار نے مجھ سے فرمایا کہ یہ بات یہیں تک محدود رکھو وہ اس رات ہمارے یہاں موجود تھے اور یہ خواب رات کے پچھلے پہر کا ہے اس وقت میں ہوش و حواس میں تھا۔

☆☆☆☆

کلام شیخ اعظم

ذکر نبی میں مست ہیں ارض و فلک الگ الگ — پائی ہے در سے آپ کے سب نے چمک الگ الگ
سارے چمن کا حسن ہو یا ہو بہار گلستاں — صدقے میں ان کے مل گئی سب کو مہک الگ الگ
نعت نبی نے دے دیا قلب و جگر کو روشنی — جن کے طفیل نور کی پھیلی دمک الگ الگ
پہنچے بلندیوں پہ وہ جو بھی ہوئے ترے غلام — چاروں طرف عروج کی جن کی دھمک الگ الگ

شیخ اعظم

کے

آخری ایام

شیخ اعظم کے آخری ایام

مولانا غلام محبوب سبحانی اشرفی جامعی، خلیفہ حضور شیخ اعظم استاذ جامع اشرف

حامدا و مصلیا و مسلما

کچھ ہستیاں ایسی ہوئی ہیں کہ انہیں جس رخ، جس زاویے سے دیکھا جائے وہ بے مثال نظر آتی ہیں۔ ایسی ہستیاں عرصہائے دراز کے بعد پیدا ہوتی ہیں اور ان کا وجود مسعود پوری دنیا کے لئے بڑی سعادت و ارجمندی کا ضامن ہوا کرتا ہے، ایسی ہستیاں جب اپنی ظاہری زندگی سے پردہ فرماتی ہیں تو پوری انسانیت کے دل و دماغ پر اپنے محاسن افعال، پاکیزہ عادات واطوار اور زریں خدمات وکارناموں کے نقوش ثبت کر جاتی ہیں جن کے باعث رہتی دنیا تک انہیں یاد رکھا جاتا ہے اوران کے حضور میں عقیدتوں اور محبتوں کا خراج پیش کیا جاتا ہے۔

بلا شبہ ان ہی یکتائے روزگار، درنایاب، پیکر زہد وتقویٰ، خلوص وللّٰہیت کا مجسمہ، حق گو، صاف گو، نڈر، مرد مجاہد، عشق رسول سے سرشار، جامع کمالات ہستیوں میں غواص بحر معرفت، گل گلزار اشرفیت مرشد برحق شیخ المشائخ مخدوم العلماء ابو المحمود مفتی الشاہ سید محمد اظہار اشرف اشرفی جیلانی المعروف بہ شیخ اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذات ستودہ صفات بھی ہے۔

وصال سے ڈیڑھ سال قبل ملاقات

دو سال قبل کی بات ہے کہ ایک دن ناچیز مرشد کی ملاقات وزیارت کی خاطر دولت کدہ کچھوچھہ شریف گیا ہوا تھا اُن دنوں ناچیز کمر کی تکلیف سے پریشان تھا حضرت کی زیارت وقدم بوسی کا شرف ہوا تو حضرت نے اپنے مشفقانہ لہجہ میں فرمایا ''اور مولانا کیسے ہیں؟ طبعیت تو ٹھیک ہے؟'' ناچیز شفقت بھرے جملے سے بہت خوش ہوا ایسا محسوس ہوا کہ بڑے مسیحا سے ملاقات ہوگئی پھر ساری پریشانی ناچیز نے مرشد کی خدمت میں پیش کردی۔ مرشد گرامی نے فرمایا مولانا! میں ۳ تاریخ کو کلکتہ جارہا ہوں اور آنے والے مہینے کی ۹ تاریخ کو آپ بھی کلکتہ آجائیں۔ میں وہاں ایشیاء کے سب سے بڑے ہومیوپیتھک کے ڈاکٹر پرسنت بنرجی کو دکھادیتا ہوں، ویسے بھیڑ بہت زیادہ ہوتی ہے آسانی سے جلدی نمبر نہیں مل پاتا ہے مہینوں پہلے نام لکھانا پڑتا ہے، خیر آپ اس کے لئے پریشان نہ ہوں میں اپنی قیامگاہ بیگ بگان کلکتہ میں دکھوادوں گا میرا ابھی علاج چل رہا ہے اور کافی افاقہ ہے، آپ کو معلوم ہے؟ بمبئی کے ڈاکٹروں نے میرے متعلق بتادیا تھا کہ ۳ ماہ کے مہمان ہیں آپ کی کڈنی میں پرابلم ہے نیز ڈاکٹروں نے آپریشن کا مشورہ بھی دیا تھا لیکن میں سب کی باتوں کو کاٹ کر کلکتہ آگیا چونکہ مجھے معلوم ہے آج کل کے ڈاکٹر ناتجربہ کار اور مثل قصاب کے ہوتے ہیں ان پر یقین نہیں کیا جاسکتا، بولتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ ہیں، انہی باتوں کے پیش نظر آپریشن سے اجتناب کیا اور میں نے ہومیوپیتھک علاج شروع کیا جس سے کافی آرام ہے، ڈاکٹر پرسنت بنرجی نے بلا آپریشن کے کامیابی کی امید دلائی ہے۔ مولانا! پھر جب میں نے

آپریشن کرانے سے متعلق اپنا فال دیکھا تو سوائے نقصان کے مجھے کچھ نظر نہیں آیا، اس لئے میری بات پر آپ عمل کیجئے اور متعینہ تاریخ کو کلکتہ آجایئے انشاء اللہ تعالیٰ کام ہوجائے گا۔ کچھ دنوں کے بعد حکم کے مطابق علاج کے لئے کلکتہ جانا ہوا ٹھیک متعینہ تاریخ کو ڈاکٹر حضرت کو دیکھنے آ گیا، ناچیز نے جب ڈاکٹر کو دیکھا تو حیران رہ گیا ایشیا کا اتنا بڑا ڈاکٹر اور اس قدر حضرت کی خدمت میں ہاتھ باندھے! بعدہ حضرت نے ناچیز کی طرف ڈاکٹر کو متوجہ کرایا اور فرمایا یہ میرے مدرسے کے مدرس ہیں کافی دنوں سے پریشان ہیں ذرا انہیں دیکھ لیں، بعدہ مرشد گرامی نے اپنی جیب خاص سے ۵۰۰/روپے فیس ناچیز کی طرف سے ادا کی۔

دوسری ملاقات تین ماہ بعد ہوئی جب ناچیز کو ڈاکٹر کے پاس جانا ہوا تھا تو پہلے پیرومرشد کی قدمبوسی کی غرض سے خدمت میں بیگ بگان جانا ہوا جب حضرت سے ملاقات ہوئی تو پہلے مرشد گرامی نے مشفقانہ لہجہ میں خیریت معلوم کی، بعدہ اپنے خادم ''پیارو'' سے ناشتہ کے لئے تاکید کیا، ناشتہ سے فراغت کے بعد خدمت اقدس میں ناچیز بیٹھ گیا اسی دوران نیپال سے مدرسہ اشرفیہ اظہار العلوم والوں کا فون آیا، پروگرام کے سلسلے میں بات چیت فرماتے رہے، نیپال والوں نے اپنی مرضی سے تاریخ میں کچھ تبدیلی کردی تھی جس کی وجہ سے فون پر سخت برہمی کا اظہار فرمارہے تھے ''مجھے کیا سمجھ رہے ہو اظہار جو زبان دیتا ہے پورا کرتا ہے مجھے مطلع کرنا چاہئے تھا میں بیماری سے پریشان ہوں طبیعت سفر کی اجازت نہیں دے رہی ہے صرف سنیت کی نشر واشاعت کی خاطر سفر کرلے رہا ہوں آپ لوگوں کو معلوم ہونا چاہئے کس مصیبت سے میں نے وہاں ادارہ قائم کیا ہے، خیر میں انشاء اللہ تعالیٰ جلسہ میں آؤں گا اور وہیں سے بائسی پورنیہ ہوتے ہوئے کلکتہ آجاؤں گا''

یقیناً حضور مرشد گرامی طویل علالت سے دوچار ہونے کے باوجود سنیت کا درد رکھتے تھے، تکلیف وپریشانی کی پرواہ کئے بغیر مخدومی مشن کو پایۂ تکمیل تک پہنچانا چاہتے تھے، اس لئے جسمانی نقاہت کے باوجود اپنے کو دین وسنیت کی حفاظت وصیانت میں لگا دیا تھا جب کہ ایسی پریشانی کے عالم میں انسان سب کچھ ترک کرکے صرف اور صرف اپنی صحت کی خاطر فکر کرتا ہے لیکن مرشد گرامی ایک اللہ کے مقرب بندے کی طرح کہ جس طرح مقرب بارگاہ الٰہی سارے مصائب وآلام کو سہتے ہیں لیکن ہمہ وقت رضائے مولیٰ کی تلاش میں لگے رہتے ہیں، ان کا سونا جاگنا اور ان کے معمولات خوشنودی رحمان کے لئے ہوا کرتے ہیں دنیا والے بظاہر انہیں پریشانی میں دیکھتے ہیں لیکن درحقیقت ان کی پریشانیاں قرب الٰہی وترقی درجات کا ذریعہ ہوا کرتی ہیں اسی طرح بزرگان دین کی سنت پر عمل کرتے ہوئے مرشد گرامی مصائب وآلام کی پرواہ کئے بغیر ناموس رسالت کی خاطر تبلیغی دورہ کے لئے بیماری وعلالت میں بھی ہمیشہ آمادہ نظر آتے ہیں۔

تھوڑی دیر بعد کھانے کا وقت ہوگیا اپنے ساتھ ہی کھانے کا حکم دیا اس قدر ذرہ نوازی، مہمان نوازی، اس قدر شفقت، بیان کے لئے الفاظ نہیں ہیں۔ آج بھی وہ دن یاد ہے اور آپ کے خادم خاص مولوی شمس اشرفی گواہ ہے۔ حضرت کی عادت مبارکہ تھی دوران طعام حالات حاضرہ سے متعلق مسئلہ پر گفتگو فرمایا کرتے کبھی فرماتے مولانا! اس مسئلہ پر میرے ذہن میں ایک نکتہ پیدا ہوا ہے اور پھر سنانے لگتے ایسا محسوس ہوتا کہ درسگاہ

لگی ہو اور حضرت مسائل بیان کر رہے ہوں۔ تھوڑی دیر بعد فرماتے ہیں مولانا! آپ کو معلوم ہے نیپال کی سر زمین پہ جب پہلی بار میرا جانا ہوا تو وہاں سنیت کا نام و نشان نہیں تھا، تبلیغی جماعت والے آتے تھے اور بھولی بھالی سنی عوام کو اپنی چکنی چپڑی باتوں سے بہکایا کرتے تھے یہ تو میری اور قطب بھائی کی کوششوں کا نتیجہ ہے کہ آج ماحول بدلا ہوا ہے اور وہاں کی سنیت سلامت ہے۔ پھر خواجہ غریب کا فیضان ہوا اور میں نے وہاں دین وسنیت کی صیانت وحفاظت کے لئے اور مخدومی مشن کو پائے تکمیل تک پہنچانے کے لئے بنام ''مدرسہ اشرفیہ اظہار العلوم'' قائم کیا اللہ کا بڑا فضل ہے وہاں آج بے شمار سنی نظر آرہے ہیں اور اس ادارے میں جامع اشرف کے فارغین خدمت انجام دے رہے ہیں۔ کلام کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے فرماتے ہیں مولانا بہت سفر کیا لیکن سوچتا ہوں'' آخری دورہ ایک دفعہ ان علاقوں کا ہوجائے لوگوں سے ملاقات بھی ہوجائیگی اور قائم کردہ ادارے کا معائنہ بھی ہوجائے گا''

جلسہ کی متعینہ تاریخ کے مطابق ۳۰ رنومبر کو کلکتہ سے نیپال کے روانہ ہوئے اور عاشقِ خانوادۂ اشرفیہ جناب الحاج عبدالقیوم صاحب مدرسہ اشرفیہ اظہار العلوم کے صدر اور جناب اصغر اشرفی عرف مستان مدرسہ کے سکریٹری کے مکان پہ قیام کیا۔ دوسرے دن یکم دسمبر کو مدرسہ کا ایک تاریخی عظیم الشان جلسہ تھا جس میں بہت سے علماء کرام وشعراء عظام مدعو تھے لیکن سارے لوگ حضور صاحب سجادہ کی تقریر کے منتظر تھے۔

بقول مولانا بدرالدجیٰ اشرفی صدرالمدرسین مدرسہ اشرفیہ اظہار العلوم (نیپال) وبقول مولوی شمس خادم خاص کے کہ ہم لوگ جلسہ میں موجود تھے حضرت نے اپنی تقریر کا عنوان بنایا تھا ''اهدنا الصراط المستقيم'' اس دن حضرت نے علالت کے باوجود تقریباً سوا گھنٹہ تقریر فرمائی، کیا ہی آواز میں گرج، جوش وجذبہ تھا، تقریر فرمارہے تھے تو نادرونایاب نکات بیان فرمارہے تھے، ایسا محسوس ہی نہیں ہو پارہا تھا کہ حضرت کی طبعیت ناساز ہے، اس مختصر سے وقت میں کوزے میں سمندر کو سمو دیا تھا، دوران تقریر گذشتہ جلسے کی باتیں سامعین کو یاد دلاتے اور خاص کر جو سنی صحیح العقیدہ مسلمان جن کا میلان وہابیت کی جانب ہوگیا تھا ان کو نہایت ہی حسین اور عمدہ عام فہم تمثیلات کے ذریعہ راہ راست پر لانے کی کوشش کررہے تھے، بار بار عشق ومحبت کی دعوت دیتے، اللہ ورسول کا خوف دلاتے، خاص کر سامعین سے مخاطب ہوکر فرماتے کہ ''مسلمانو! تم اپنے اسلاف کے کارناموں کو یاد کرو، اپنے عہد رفتہ کو دہراؤ، دنیاوی منفعت اور حرص کے لئے ایمان جیسی قیمتی پونجی کو ان شاتمان رسول کے بہکانے سے ضائع نہ کرو یہی پونجی آخرت کے لئے اصل پونجی ہے۔'' میری یہ آخری نصیحت ہے جو کہہ رہا ہوں لے لو پھر ایسی قیمتی نصیحت تمہیں نہیں ملے گی'' حضرت کے ان جملوں کا سامعین پر یہ اثر ہوا کہ بے شمار لوگ جلسہ کے بعد جلسہ گاہ ہی میں مرید ہوئے اور جو مذبذب خیال کے تھے راسخ الاعتقاد ہوگئے۔

حضرت کو جہاں قوم کے بچوں کے دین وایمان وعقیدے کی حفاظت کی فکر تھی وہیں سنی مسلمان کے بچیوں کے عقیدے کے تحفظ کی فکر تھی، حضور مرشد گرامی کا منشأ تھا کہ قوم کی بچیاں زیور علم سے آراستہ وپیراستہ ہوکر ازواج مطہرات کی سیرت طیبات کے سانچے میں ڈھل کر زندگی گذاریں۔ نیپال کے سنی مسلمانوں کی حالت دیکھ کر بہت فکر مند تھے کہ کاش بچوں کی طرح بچیوں کی تعلیم

وتربیت کا انتظام ہو جاتا تو بچیاں اپنے عقائد ونظریات کی حفاظت کر پاتیں اور ایک سنی ماحول بن جاتا۔ رب قدیر نے مرشد گرامی کی یہ بھی دلی تمنا پوری فرمادی اور وہاں کے اشرفی برادران کے دلوں میں اس کی قدر واہمیت ڈالی دی اُسی موقع پر جلسہ کے بعد دوسرے ہی دن صبح کو تقریبا ساڑھے گیارہ بجے مدرسۃ البنات بنام ''جامعۃ الزہرا'' کی بنیاد اپنے مقدس ہاتھوں سے رکھی۔ اور ایک دوسرا سنی قلعہ نیپال کی سرزمین پہ وجود میں آ گیا۔

پھر ۳ دسمبر کو نیپال سے ارریا مدار گنج تشریف لے آئے۔ وہاں بھی آپ کے دست حق پرست پر بے شمار افراد داخل سلسلہ ہوئے۔ ارریا سے ۳ر جنوری کو پورنیہ ہوتے ہوئے ڈگرواتھانہ کے پتر نگا گاؤں تشریف لائے جہاں ایک زمانے میں قرب وجوار وہابیوں کا علاقہ دیکھتے ہوئے حضرت نے اشد ضرورت محسوس کیا تھا اور بنام ''مدرسہ اشرفیہ اظہار العلوم'' قائم کیا تھا اسی مدرسہ کے ماتحت ایک کانفرنس تھی جس کا نام حضرت نے ہی ''اشرف الانبیاء کانفرنس'' تجویز فرمایا تھا مدرسہ سے متصل میدان میں کانفرنس منعقد ہوئی تھی:

بقول جناب قمر الہدیٰ صاحب اشرفی وبقول مولوی محمد شمس خادم حضور شیخ اعظم ساکن دسپتر پورنیہ بہار کے: ہم لوگ جلسہ میں موجود تھے، ہم لوگوں کا آنکھوں دیکھا حال ہے کہ حضرت نے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوان پر عوام سے پونے دو گھنٹے خطاب فرمایا۔ بہت ہی لاجواب انداز، بالکل اس دن کی تقریر سننے کے بعد بہت سے علاقے کے بوڑھے بزرگوں کا کہنا تھا کہ تقریر بالکل جوانی جیسی معلوم ہو رہی تھی۔ لوگوں کو بہت ہی پیار سے سمجھا رہے تھے، باتوں بات میں وہابیوں کے عقیدے بیان فرما رہے تھے اور لوگوں کو سہل انداز میں خوف آخرت سے ہمکنار کر رہے تھے، کبھی عوام سے مسلمان ہونے کا اعتراف کرواتے، بار بار پوچھتے آپ لوگ مسلمان ہیں؟ اگر ہیں تو بتاؤ کوئی شخص اگر اپنے کو مسلمان ہونا بتائے اور اللہ ورسول کی شان میں گستاخی کرے تو کیا وہ مسلمان ہوسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ اُس تقریر کا یہ اثر ہوا کہ جلسہ گاہ میں اور قیام گاہ میں جاکر ہزاروں کی تعداد میں دیوبندی خیال کے افراد توبہ کر کے داخل سلسلہ ہوئے کچھ تو اس میں ایسے سڑے قسم کے تھے جن کے بارے میں تائب ہونے کا تصور ہی نہیں کیا جاسکتا تھا۔ وہ بھی داخل سلسلہ ہوئے۔ ع

بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

بتاریخ ۴ دسمبر کو دسپتر پہنچے اور جناب قمر الہدیٰ اشرفی کے گھر ۳ دن قیام رہا اسی دوران اسی گھر میں میلاد النبی ﷺ کی محفل سجی وہاں بھی بہت سے لوگ داخل سلسلہ ہو کر مخدومی فیضان سے مشرف ہوئے۔

دسپتر سے سملباڑی تشریف لائے وہاں انبیاء کرام کی سیرت اور اولیاء کرام کے قوت واختیار پر پُرمغز خطاب فرمایا جس سے بے شمار لوگوں کو فیوض وبرکات حاصل کرنے کا سنہرہ موقع نصیب ہوا، لاتعداد افراد داخل سلسلہ ہوئے۔

بائسی وپورنیہ کے تبلیغی دورہ سے فراغت کے بعد کلکتہ تشریف لے گئے۔ کچھ دنوں کے بعد ناچیز کا ڈاکٹر کے پاس جانے کا اتفاق ہوا، پیرومرشد سے جب ملاقات کا شرف حاصل ہوا، حضرت نے تبلیغی دورے سے متعلق ذکر کرتے ہوئے فرمایا مولانا! اب کی بار کا سفر میرا بہت اچھا رہا،'' میں نے آخری دورہ کر لیا اب لگ نہیں رہا ہے کہ اس علاقہ کا دوبارہ دورہ ہو، کیوں کہ دن بدن نقاہت اور بیماریاں بڑھتی جارہی ہیں۔ میرا

یہاں سے اگلے مہینے بمبئی کا ارادہ ہے ڈاکٹروں کو دکھا کر سیدھے وہیں سے عرس مخدوم میں آؤں گا بس دعا کیجئے میری طبیعت ٹھیک رہے''

بمبئی سے جب عرس مخدومی ۲۰۱۱ء کے موقع پہ خانقاہ تشریف لے آئے اساتذۂ جامع اشرف وخانقاہ کے اسٹاف نے ملاقات کی اور روزانہ معمول کے مطابق عصر اور مغرب کے درمیان اساتذہ کرام کی نشستیں ہونے لگیں، مجالسی گفتگو میں کبھی حالات حاضرہ پر گفتگو ہوتی، کبھی مسئلہ شرعیہ پر گفتگو ہوتی، کبھی جامع اشرف کی ترقی کے لئے ممبری اسکیم کی باتیں فرماتے اور بیان فرماتے مولانا! میں نے جامع اشرف کے لئے بہت محنت کی ہے، شروع سے اخیر تک جامع اشرف کو عروج کے منازل تک پہنچانے کے لئے اگر کسی نے میرا ساتھ دیا ہے تو وہ قطب بھائی ہیں، ایک روز فرمانے لگے اِن دنوں قطب بھائی حضرت سید قطب الدین اشرف اشرفی جیلانی مدظلہ النورانی بیماری کے ایام سے گذر رہے ہیں انکی صحت یابی کے لئے دعا کیجئے اور فخریہ بیان فرماتے مولانا! قطب بھائی مجھ سے عمر میں بڑے ہیں ان کی طبعیت ناساز چل رہی ہے انہوں نے ہمیشہ جامع اشرف کا ساتھ دیا بہت سے جوش وخروش والے پیچھے ہٹ گئے لیکن قطب بھائی ہر معاملہ میں تائید کرتے رہے'' پھر ناچیز سے دریافت کرتے مولانا! کتاب مثنوی شریف کا کام کہاں تک ہوا ہے بہت دن ہوگئے ذرا جلدی کردیجئے میں خود محسوس کررہا ہوں کہ وقت کیوں لگ رہا ہے اصل میں میں نے ڈائری میں صرف منظوم ترجمہ وتشریح تو لکھا ہے لیکن فارسی اشعار نہیں لکھا ہے، نیز آنکھوں کی بینائی کم ہونے کی وجہ سے نظر ثانی نہیں کرسکا دعا کیجئے امام بخاری ومولانا روم رحمہما اللہ کی عنایت ہوجائے اور بینائی لوٹ آجائے، میری دلی خواہش ہے کہ بقیہ دفاتر کا ترجمہ منظوم میں ہوجائے۔

عرس مخدومی کے جملہ مراسم کو بحسن وخوبی انجام دینے کے بعد کلکتہ روانہ ہوگئے اس دوران بہت سے دورے کئے، چاہنے والوں کو فیضیاب کرتے رہے پھر جب عرس مخدومی ۲۰۱۲ء قریب آیا فون پر انتظام وانصرام کے لئے جناب آفتاب منیجر کو حکم فرماتے اور کبھی مولانا قمرالدین صاحب کے پاس فون آتا مولانا! لائبریری کا پورا خیال رکھیں، میگزینیں آرہے ہیں یا نہیں، جوابی شکریہ لیٹر بھیجتے یا نہیں؟ کبھی جامع اشرف کی تعلیم کے متعلق دریافت کرتے کیسا چل رہا ہے، تعلیم کیسی ہورہی ہے؟ ایسا لگتا تھا کہ جامع اشرف، خانقاہ اور مختار اشرف لائبریری حضرت کا وظیفہ ہو۔

آخری بار خانقاہ تشریف آوری

مختلف علاقوں کا تبلیغی دورہ کرتے ہوئے ۷ محرم الحرام ۱۴۳۳ھ مطابق ۱۳ ردسمبر ۲۰۱۲ء کو خانقاہ تشریف لے آئے۔ اساتذہ کرام وطلبۂ جامع اشرف خانقاہ کے اسٹاف خوشی سے پھولے نہیں سمارہے تھے چوں کہ کافی دنوں کے بعد سب کو زیارت کا موقع نصیب ہوا تھا۔ معمول کے مطابق مرشد گرامی نے سب سے خبرو خیریت پوچھی بعدہ تکان سفر کے باعث جلد ہی کچھوچھہ مقدسہ دولت کدہ تشریف لے گئے پھر دوسرے دن خانقاہ تشریف لے آئے پہلے پوری خانقاہ کا معاینہ کیا، معائنہ کرتے ہوئے مدرسہ سے پورب کی جانب تشریف لے گئے جہاں نئی عمارت کی بنیاد پڑنی تھی۔ پوری جگہ کا خود سے سروے کیا۔ جناب آفتاب منیجر کو مخاطب کرکے فرمایا'' بیٹا! میرا ارادہ ہے کہ عمر کے اخیر میں طلبہ کے لئے ۶۸ کمرے بنوادوں اور اس کا تذکرہ اساتذۂ کرام سے

بھی کر چکے تھے۔فرماتے ہیں میرا ارادہ ہے کہ آئندہ جامع اشرف میں ۷۰۰ طلبہ رہیں اوران کو ہر طرح کی سہولیات فراہم کرتے ہوئے دینی وعصری تعلیم سے آراستہ کیا جائے تاکہ ملک وبیرون ملک میں مخدومی مشن کوخوب خوب پھیلائیں اورکثیر تعداد میں جامع اشرف سے طلبہ نکلیں اور جم کر دین وسنیت کا کام کریں'' پھر حضرت نے ایک پورا خاکہ سروے کرتے ہوئے بتادیا۔ عرس مخدومی کے بعد ۲ رجنوری کو کلکتہ جانا تھا اس لئے سنگ بنیاد کی تاریخ ۳۱ دسمبر طے ہوئی۔

سنگ بنیاد کا منظر

خانقاہ کے منیجر کو حضرت نے تاکید فرمادی تھی کہ شیرینی کا انتظام کرلیں تاکہ پہلے بزرگان دین کی بارگاہ میں فاتحہ ہوجائے،ایسا ہی ہوا۔شیرینی میں تھوڑی تاخیر تھی باربار جناب آفتاب منیجر سے دریافت کرتے شیرینی آگئی؟اساتذۂ کرام آگئے؟اسی دوران اساتذۂ کرام وطلبہ اکٹھا ہوگئے ،اس دن کو دیکھ کر ایسا معلوم ہورہا تھا کہ عید کا دن ہو،سبھی مسرور تھے طلبۂ جامع اشرف فلک شگاف نعرے بلند کررہے تھے۔اطلاع ملی شیرینی آگئی ہے پس حضور خواجہ غریب نواز ومخدوم سمناں وجملہ اولیاء کرام کے نام فاتحہ شروع ہوا،کافی دیرتک مخدوم اشرف سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کے مشن کے فروغ واستحکام کے لئے دعائیں فرماتے رہے اور اساتذہ وطلبہ آمین کہتے رہے۔فاتحہ سے فراغت کے بعد اپنے دست اقدس سے پہلے ۶۸ کمروں کا سنگ بنیاد رکھا بعدہ اساتذۂ کرام کو حکم دیا حکم کے مطابق صدرالمدرسین مولانا عبدالخالق اشرفی جامعی وحضرت کے خلفاء حضرت مولانا مفتی شہاب الدین صاحب اشرفی وشیخ الادب مولانا قمرالدین اشرفی وناظم تعلیمات مولانا عارف رضا اشرفی وناچیز راقم الحروف غلام محبوب سبحانی اشرفی اسی طرح دوسرے اساتذہ نائب صدرالمدرسین مولانا غلام جیلانی مصباحی و مولانا قمرعالم اشرفی جامعی ومولانا نوشاد عالم اشرفی جامعی ومولانا شاہد رضا اشرفی جامعی و مولانا ہارون اشرفی جامعی وحافظ محمد نادرحسین اشرفی و سید تصور حسین اشرفی وخادم خاص مولوی محمد شمس وجملہ اسٹاف خانقاہ نے بنیاد رکھی۔پھر حضرت نے منیجر صاحب کو تاکید کی جلد سے جلداس کی تعمیر مکمل کردینی ہے، رمضان المبارک سے پہلے تعمیری کام مکمل ہوجانا چاہئے، کام رکنا نہیں چاہئے ،اسی لئے میں نے فی الحال مدرسہ پراس کا بار نہیں رکھا ہے،خانقاہ کی طرف سے تعمیر کرکے جامع اشرف کے حوالے کردینا ہے، مجھے فیضان غریب نواز پر پورا بھروسہ ہے جس طرح جامع اشرف کا انتظام فیضان غریب نواز سے ہوا تھا اسی طرح اس کی تعمیر کا بھی انتظام اسی بارگاہ سے ہوجائے گا۔

غور کرنے کی بات ہے جسمانی امراض میں گھرے رہنے کے باوجود عزم کتنا بلند تھا کہ اس ضعیفی ونقاہت میں وہ کارہائے نمایاں انجام دے رہے ہیں جو کہ انسان تندرست ہونے اور وسائل کے فراہم ہونے کے باوجود نہیں کرپاتا۔بلاشبہ آپ کے اندر اخلاص تھا، دینی خدمت کا جذبہ تھا،سنیت کو فروغ دینا چاہتے تھے، اورتعمیر کا مقصد دین وسنیت کی ترویج واشاعت،مخدومی مشن کو فروغ دینا،کثیر تعداد میں سنی افراد میں اضافہ تھا۔کام میں اخلاص تو ملاحظہ کیجئے بظاہر سارے کارہائے نمایاں آپ انجام دے رہے ہیں لیکن فخر یہ فرماتے ہیں یہ سب غریب نواز کا فیضان ہے''ایک روز مجالسی گفتگو میں فرماتے ہیں مولانا!جامع اشرف کے لئے میں نے بہت محنت کی ہے، جامع اشرف کی خاطر سائیکل سے

جلالپور اور ٹانڈہ جایا کرتا تھا، رات ودن ایک کرکے میں نے اسے بنایا ہے۔ سنئے ہر سال میں بارگاہ غریب نواز میں حاضری دیتا ہوں اور جامع اشرف کا پورا بجٹ بارگاہ خواجہ میں پیش کردیتا ہوں الحمدللہ آج تک میرے غریب نواز نے محروم نہیں کیا ہے بلکہ جب بھی جتنا مانگا ہے اس سے سوا ملا ہے، نئی تعمیر کے لئے کچھ بھی سوچنا نہیں ہے۔ حضور مرشد گرامی کو بارگاہ خواجہ غریب نواز سے اس قدر عشق اور لگاؤ تھا کہ بلاناغہ ہر سال عرس کے موقع پر حاضری دیتے۔ کبھی کبھی فرماتے میری طرف سے اس بارگاہ میں جانے کے لئے کوئی پابندی نہیں ہے اگر کوئی مدرس جانا چاہے گا اس کی تنخواہ نہیں کٹے گی۔

آخری بار کلکتہ جانے سے ایک دن قبل

خانقاہ کے منیجر کو بلایا اور فرمایا بیٹا آفتاب! ایک میری آخری خواہش ہے آستانۂ حضور سرکار کلاں کے سامنے کی خالی زمین میں شعبہ حفظ وقرأت وامامت قائم کردوں مجھے افسوس ہوتا ہے جب کہیں جاتا ہوں تو کوئی اچھا قرآن پڑھنے والا نہیں ملتا، کسی بھی مسابقتی پروگرام میں اصول وضوابط کے مطابق سنی کا بچہ قرأت کرتا ہوا نظر نہیں آتا، اس کی طرف ابھی کسی کو فکر ہی نہیں ہے اس لئے میں نے منصوبہ بنایا ہے کہ ایک مثالی شعبہ، شعبۂ حفظ وقرأت بنام ''اظہار القرآن'' قائم کروں جس میں اچھے فنی مصری قراء کرام رہیں، یہاں سے اچھے قراء کرام فارغ ہوں گے اور جو ایک سنی دنیا میں کمی محسوس کی جارہی ہے بہت حد تک وہ کمی دور ہوجائے گی، میں نے اس کے لئے سید محمود میاں سے کہہ دیا ہے انشاء اللہ وہ اسے پورا کریں گے نیز فرماتے ہیں کہ خانقاہ کیمغربی مین گیٹ کو بہت ہی خوبصورت بنانا ہے بابو آفتاب! جیسے بھی ہو اسے پورا کرنا ہے لو یہ نقشہ ہے (بقول جناب آفتاب خانقاہ منیجر) حضرت نے مجھ سے یہ ساری باتیں کہہ کر نقشہ مجھے تھما دیا اور آج بھی وہ نقشہ میرے پاس موجود ہے۔

عرس مخدومی سے قبل ہی اپنی قبر کے لئے پٹیہ (پتھر) کا انتظام

بقول منیجر صاحب حضرت نے حکم دیا عرس مخدومی کے لئے جس گاڑی میں سامان غلہ وغیرہ آئے گا اسی گاڑی میں ایک پٹرہ رکھوالینا، نیز حضرت نے حاجی عبداللطیف صاحب شہزادپوری کو سخت تاکید کی کہ غلہ کے ساتھ ہر حال میں پٹرہ آجانا ہے اور کسی محفوظ جگہ میں رکھ دینا ہے۔ بہتر ہوگا آستانۂ سرکار کلاں کے پاس والے حجرہ میں رکھ دیں۔ بقول خادم خاص مولوی محمد شمس ومنیجر آفتاب جب پٹرہ آیا پہلے حضرت نے اسے دیکھا پھر رکھوا گیا، گویا حضرت نے اشارے کنایے میں بتادیا تھا کہ اب میرا آخری وقت ہے۔

بارگاہ سرکار کلاں میں الوداعی حاضری

مولوی شمس وآفتاب منیجر کے بقول کہ ہم لوگ حضرت کے ساتھ تھے اور بھی مدرسے کے بہت سے طلبہ تھے جب حضرت آستانہ کے اندر تشریف لے گئے کافی دیر تک فاتحہ میں مصروف رہے اس کے بعد رورو کر دعا فرماتے رہے یا اللہ! جامع اشرف وخانقاہ دشمنوں کے بیچ واقع ہے، حاسدین بہت ہیں، بدنظروں کی بری نظر سے، اور حاسدین کے حسد سے محفوظ رکھنا، مولیٰ کریم صاحبزادوں کے عزم وحوصلے میں استقامت عطا فرمانا، میرے پیر میں طاقت دے، آنکھوں میں روشنی دے، سارے منصوبوں کو پائے تکمیل تک پہنچا، مولیٰ کریم آج سنیوں میں کافی اختلاف وانتشار ہے ان میں اتحاد عطا فرما۔ رقت آمیز دعاؤں سے فارغ ہونے کے

بعد خادم مولوی شمس اور آفتاب کو اپنے عصا سے اس جگہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جہاں حضرت کا مدفن ہے فرمایا! آپ لوگوں کو معلوم ہے یہ کونسی جگہ ہے اسی میں مجھے ایک دن آنا ہے مجھ کو میری دادی اور ابا بہت چاہتے تھے اس لئے میں نے دونوں کے پائینتی کی طرف رہنا اپنے لئے پسند کیا ہے۔

اساتذہ کرام کی بعد عصر آخری نشست

جامع اشرف کے تقریباً سبھی اساتذہ عصر کے بعد معمول کے مطابق نشست گاہ میں بیٹھے تھے روزمرہ کی طرح مختلف مسائل پر گفتگو ہوتی رہی اسی دوران ناچیز سے فرمایا اور مولانا سبحانی! مثنوی شریف کا کام کہاں تک ہوا ہے کافی وقت لگ رہا ہے جتنی جلدی ہو مکمل کردیجئے۔ تھوڑی دیر بعد مجلس میں موجود اساتذۂ کرام سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ لوگ دور دراز سے خانقاہ آتے ہیں ،ان کو خانقاہی پیغام نہیں مل پاتا ہے کہ بزرگوں کے در پے حاضری کے آداب کیا ہیں؟ کیا کرنا چاہئے کیا نہیں کرنا چاہئے؟ لوگوں میں جھوٹ ،غیبت ،چغلخوری جیسی گھناؤنی بیماری عام ہوگئی ہے۔اس لئے میں نے سوچا ہے کہ خانقاہ کی آفس کے پچھّم اتر سمت کی دیوار جو کہ خالی ہے اس پہ بزرگوں کے اقوال زریں کندہ کرا دیں خاص کر بزرگان سلسلۂ چشت اہل بہشت کے ایسے اقوال جو خانقاہی آداب ،راست گوئی ،حق گوئی اور غیبت و چغلخوری کی وعید پر مشتمل ہیں کندہ کرادیں تاکہ پڑھنے والا اسے پڑھ کر ایک عظیم خانقاہی پیغام لے کر جائے اور اپنے اندر سے ایسے گھنونے امراض کو نکال باہر کردے کیوں کہ یہ بھی ایک تبلیغ کا بہترین ذریعہ ہے۔ پھر کچھ اساتذۂ کرام میں سے مفتی شہاب الدین صاحب اشرفی ومولانا قمرالدین صاحب اشرفی ومولانا نوشاد عالم اشرفی وناچیز راقم الحروف غلام محبوب سبحانی اشرفی کو حکم دیا کہ کتابوں سے جتنی جلدی ہوسکے اقوال بزرگاں یکجا کرلیں تاکہ جلد ہی دیوار پر تحریر کروادیئے جائیں۔ حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اقوال زریں تو یکجا ہوگئے لیکن حضرت کی حیات مبارکہ میں کندہ نہیں ہوپائے انشاء اللہ تعالیٰ جلد ہی حضور شیخ اعظم کے سچے جانشین کے ذریعہ دیگر کاموں کی طرح یہ کام بھی انجام پذیر ہوگا۔

خانقاہ سے روانگی

۲ جنوری کو حضرت کا دہرہ دون اکسپریس سے ٹکٹ تھا اس لئے ساڑھے آٹھ یا نو بجے صبح بارگاہ سرکار کلاں میں سلامی پیش کرتے ہوئے اکبر پور اسٹیشن کے لئے روانہ ہوگئے ۳ جنوری کو کلکتہ پہنچ گئے۔

کلکتہ قیام کے دوران

طبیعت پہلے سے خراب تو تھی ہی لیکن مرض کا گھٹنا بڑھنا لگا رہتا تھا تقریباً ۱۵ سے ۲۰ روز طبیعت بہت حد تک ٹھیک رہی اس دوران کبھی آفتاب منیجر کے پاس فون آتا کبھی مولانا قمرالدین صاحب کے پاس فون آتا مدرسہ اور خانقاہ کے حالات معلوم کرتے رہتے کیوں نہ ہو جب کہ خانقاہ اور جامع اشرف آپ کا اوڑھنا اور بچھونا تھا۔

بقول آفتاب منیجر کے ایک دن حضرت نے فون پہ فرمایا آفتاب! مختار اشرف لائبریری کا پورا پورا خیال رکھنا ،کبھی کبھی خود جاکے دیکھنا کیا کام ہورہا ہے کیا نہیں؟ میرا خواب ہے کہ مختار اشرف لائبریری کو ایشیاء ہی نہیں بلکہ اسلامیات میں دنیا کی سب سے بڑی لائبریری بناؤں مجھے غریب نواز اور بوعلی قلندر شاہ کے فیضان پہ ناز ہے انشاء اللہ خواب شرمندۂ تعبیر ہوگا اور یاد رکھنا! اگر بے توجہی کی وجہ سے لائبریری کو کچھ ہوا تو سمجھ لینا اس دن سے زیادہ میرے لئے بڑھ کر تکلیف کا کوئی

دن نہ ہوگا'' کبھی فون کرتے جلدی جلدی کمپیوٹر پہ کتابوں کی انٹری کرواؤ، میں نے لائبریری کے لئے شاندار لیپ ٹاپ منگوایا ہے بک فیئر میں اس سے خریداری میں آسانی ہوگی،،

بقول مولانا قمرالدین صاحب اشرفی استاذ جامع اشرف ایک دن میرے پاس حضرت کا فون آیا تو فرمایا مولانا! لائبریری کا خیال رکھئے گا، کتابوں کی انٹری کا کام جلدی کرالیں اگر لائبریری کے نظام کو بہتر سے بہتر بنانے کے لئے افراد بڑھانا پڑے تو بڑھا لیں، سامنے کچھ دنوں کے بعد دہلی میں بک فیئر لگنے والا ہے اس میں کتابوں کی خریداری کے لئے جانا ہے نیز فرمایا مولانا! دیوار پہ لکھوانے کا کام کیا ہوا؟ اس کو کسی اچھے کاتب کو بلا کر جلدی سے کروادیجئے۔

پھر پندرہ بیس روز کے بعد کچھ موسم کی تبدیلی کے باعث نزلہ زکام ہوگیا کلکتہ ہی میں ڈاکٹر نور محمد صاحب کے ذریعے علاج ہوا، اس سے کافی حد تک افاقہ ہوگیا، کئی روز کے بعد پیٹ میں درد شروع ہوگیا، بھوک کی کمی، نقاہت میں دن بدن اضافہ ہونا شروع ہوگیا، حضرت کے خادم خاص مولوی شمس نے حضرت کے فرزند اکبر جانشین حضرت شیخ اعظم سید محمد محمود اشرف صاحب قبلہ کو بذریعہ فون اطلاع دی، اطلاع پاتے ہی حضور قائد ملت نے تبلیغی دورہ چھوڑ کر والد گرامی حضور شیخ اعظم کی خدمت میں پہنچ گئے، کئی روز کے بعد حضرت کے منجھلے صاحبزادے حضرت اشرف ملت سید محمد اشرف اشرفی جیلانی بھی پہنچ گئے، حالات کو دیکھتے ہوئے'' کولکاتا میڈیکل ریسرچ ہوسپٹل'' میں حضرت کو ایڈمٹ کر دیا گیا وہیں CT.SCAN ہوا لیکن کوئی خاطر خواہ رزلٹ نہیں ملا، اسی دوران حضور قائد ملت صاحب قبلہ کا فون خانقاہ اور مدرسہ آیا جس سے مدرسہ وخانقاہ میں ایک عجیب پریشانی کا ماحول پیدا ہوگیا کئی کئی روز تک دعائے یونس وکلمہ شریف ودیگر اوراد وظائف کی محافل منعقد ہوئیں بعدہ کبھی بارگاہ سرکار کلاں میں کبھی بارگاہ اعلیٰ حضرت اشرفی میں جاکر اساتذہ وطلبہ نے رو رو کر دعائیں کیں، سب کی زبان پہ جاری تھا اللہ حضور شیخ اعظم کو صحت کلی دے ان کا سایہ تادیر امت مسلمہ پر قائم ودائم رہے، لیکن اللہ کی مرضی تھی تکلیف میں اضافہ ہوتا گیا، سانس اور بلڈ پریشر میں تبدیلی واقع ہونا شروع ہوگئی بالآخر حضور قائد ملت واشرف ملت نے ممبئی لے جانے کا فیصلہ کرلیا۔

مولوی شمس کے بقول اس تکلیف کے عالم میں بھی حضرت خانقاہ اور جامع اشرف ہی کو یاد کیا کرتے تھے جب کہ ایسے وقت میں آدمی اپنی فکر کرتا ہے، اپنی صحت کو لے کر پریشان رہتا ہے لیکن مرشد برحق کے جذبے اور حوصلے پہ قربان، ایسے وقت میں اگر فکر کر رہے ہیں تو اپنے لئے نہیں بلکہ دین وسنیت کے لئے، اگر سوچ رہے ہیں تو دارالنبی کی ترقی کے لئے۔ اللہ تعالیٰ مرشد برحق کے طریقے کو اپنانے کی توفیق دے آمین۔

کلکتہ سے بمبئی روانگی

یکم فروری کو کلکتہ سے بمبئی روانہ ہوئے اور بمبئی اپنے دولت کدے جوکہ سیوڑی میں ہے قیام فرمایا۔ دوسرے دن جب طبیعت کافی ناساز ہوگئی تو ڈاکٹروں نے ایڈمٹ کرنے کا مشورہ دیا۔ دوسرے ہی دن ۲،۳ بجے 'پرنس علی خاں ہوسپٹل (اسماعیلیہ) میں ایڈمٹ کرائے گئے تقریباً ایک ہفتہ ہوسپٹل ہی میں زیر علاج رہے کچھ افاقہ محسوس ہوا اس لئے پھر اپنی قیام گاہ سیوڑی آگئے لیکن دو تین روز کے بعد پیشاب میں تکلیف

ہونے لگی جس سے کافی پریشانیاں ہونے لگیں، ڈاکٹر شہلا سے رابطہ ہوا ڈاکٹروں نے دوائیں تجویز کیں اس سے کبھی آرام کبھی مرض کا بڑھنا لگا رہا بالآخر دوبارہ اسماعیلیہ ہوسپیٹل بھرتی کرائے گئے علاج ہوتا رہا دن بدن بلڈ پریشر ڈاؤن ہوتا چلا گیا۔

ہوسپیٹل میں ایڈ مٹ کے دوران حضور قائد ملت صاحب سے گفتگو

حضور قائد ملت حضرت علامہ ومولانا سید محمد محمود اشرف اشرفی جیلانی فرماتے ہیں والد گرامی حضور شیخ اعظم جب تک ہوسپیٹل میں ایڈمٹ رہے دیکھا اس قدر طبیعت علیل ہونے کے باوجود صرف مخدومی مشن کے فروغ واستحکام، جامع اشرف کی ترقی ،مختار اشرف لائبریری کو دنیا میں اسلامیات کی سب سے بڑی لائبریری بنانے سے متعلق تذکرے، اس کی حفاظت وصیانت سے متعلق ،اور جو ذہن ودماغ میں منصوبہ سوچ رکھے تھے اس کی تکمیل ،خصوصیت کے ساتھ شعبۂ حفظ وقرأت اظہار القرآن کی تعمیر ۶۸ کمروں کی تعمیر سے متعلق گفتگو فرماتے رہے نیز میں نے والد گرامی کو دیکھا آکسیجن میں ہیں آپ پر غشی کا عالم ہے لیکن جب نماز کا وقت ہوتا عجیب اضطرابی کیفیت میں نظر آتے۔''

پھر طبیعت میں تیزی سے گراوٹ آنے لگی آکسیجن میں رکھا گیا، بعد میں انٹی لیٹر میں رکھا گیا اس دوران جامع اشرف وخانقاہ میں فون آیا حضرت کی طبیعت کافی خراب ہے سب لوگ صحت کے لئے دعا کریں۔خبر سن کر اساتذہ وطلبہ وظائف میں لگ گئے کافی دیر تک وظائف کا سلسلہ جاری رہا بعدہ بارگاہ اعلیٰحضرت اشرفی میں، کبھی بارگاہ حضور مخدوم المشائخ میں اساتذہ وطلبہ جا کر نم آنکھوں سے دعا مانگتے رہے لیکن اللہ تعالیٰ کی مرضی تھی کوئی افاقہ نظر نہیں آیا جب تک چاہنے والوں کی قسمت میں حضور شیخ اعظم کی خدمت اور ظاہری حیات میں زیارت نصیب تھی خدمت کرتے رہے۔ اخیر عمر میں آپ نے تمام فرزندوں کو یہ سنہرا موقع دیا، فرزندان صحت کی فکر میں لگے رہے، سبھی بھیگی پلکوں سے رحمت الٰہی کے منتظر تھے، علاج میں کوئی کسر نہ چھوڑی ،مگر کرتے تو کیا کرتے قضائے الٰہی کے سامنے سب کی گردنیں جھکیں ہیں ۔دھیرے دھیرے پریشر ڈاؤن ہونا شروع ہوا اور ہوتا ہی چلا گیا بالآخر وہ مرد کامل ،قلندر صفت، مرشد برحق ،علم وعرفان کا مخزن ،رشد وہدایت کا مبلغ ،خلوص وللّٰہیت کا شاہکار، صاحب کمالات کثیرہ ، اہلسنت کا چمکتا ماہتاب، آبروئے سنیت ،سید المشائخ ۳۰ ربیع الاول ۱۴۳۳ھ مطابق ۲۲ فروری ۲۰۱۲ء جمعرات کی شب تقریباً دس بج کر پچاس منٹ پر دار فانی سے دار البقاء کی طرف ہمیشہ کے لئے چلے گئے ۔(اناللہ وانا الیہ راجعون)

تھوڑی ہی دیر میں انتقال کی خبر بجلی کی طرح ہر طرف پھیل گئی جیسے ہی انتقال کی خبر جامع اشرف پہنچی پیروں تلے زمین کھسک گئی، دل بجھنے لگا ، آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا، پلکوں پر اشکوں کے چراغ جلنے لگے اور ماضی کی ساری باتیں، ان کی صحبتیں یاد آنے لگیں، اساتذہ وطلبہ ہی نہیں بلکہ جامع اشرف وخانقاہ کے درودیوار آنسو بہاتے رہے۔

بمبئی سے جسد مبارک کچھوچھہ کے لئے روانہ

انتقال ہی کی شب ہوسپیٹل سے ڈسچارج ہوئے اور جسد اطہر کو لانے کی کاروائی شروع ہوگئی اور صبح دس بجے کی فلائٹ سے ممبئی سے لکھنؤ ہوتے ہوئے ۲۳ اپریل جمعہ کی شب ۷ بجکر ۱۵ پر کاشانۂ اقدس کو پہنچا سبھی پرنم آنکھوں سے زیارت کے مشتاق تھے لیکن رات کو

زیارت نہیں ہوسکی۔ رات بھر طلبۂ جامع اشرف قرآن کریم کی تلاوت کے ذریعہ روح اقدس کو خوش کرتے رہے، صبح کو تقریبا سات بجے تابوت کھولا گیا مخصوص گھر کے افراد نے زیارت کی بعدہ غسل کی تیاری شروع ہوئی، غسل کا عمل آپ کے منجھلے فرزند اشرف ملت سید محمد اشرف وچھوٹے فرزند سید حماد اشرف اور حضرت کے خادم خاص مولوی محمد شمس، وحافظ شفیع صاحب نے انجام دیا بعد میں شہزادۂ حضور قطب المشائخ پیر طریقت سید محمد نظام اشرف وشہزادۂ حضور اشرف الحکماء سید رکن الدین اشرف استاذ العلماء مولانا غلام غوث اشرفی وصدر المدرسین مولانا عبد الخالق اشرفی جامعی ونائب صدر المدرسین مولانا غلام جیلانی ومفتی نذر الباری اشرفی جامعی ومولانا نوشاد عالم اشرفی جامعی نے بھی غسل میں شرکت کی بعد تکفین زیارت کا سلسلہ شروع ہوا کافی دیر تک سلسلہ چلتا رہا، عشاقوں اور عقیدتمندوں کی بھیڑ اس قدر تھی کہ زیارت کرنا ایک مسئلہ بنا ہوا تھا، زائرین کی کافی لمبی لائن لگی ہوئی تھی بہت کوشش کے بعد استاذ العلماء مولانا غلام غوث صاحب قبلہ کے ذریعہ ناچیز رقم الحروف ساتھ میں مولانا عارف رضا اشرفی وحافظ نادر حسین اشرف استاذ جامع اشرف کو اس کمرے کے برآمدے تک پہنچنا نصیب ہوا جہاں مرشد برحق کا جسد اطہر رکھا ہوا تھا۔ ناچیز کی نظر چہرۂ انور پر پڑی تو انوار و تجلیات کی پھوار برستی ہوئی محسوس ہوئی، یوں تو جس نے ماتھے کی آنکھوں سے ظاہری حیات میں بھی حضرت کے رخ انور کی زیارت کی ہے اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ یقیناً ایسے نورانی مکھڑے والے تھے کہ آپ کے چہرے کی نورانیت کو دیکھ کر نہ جانے کتنے لوگ مشرف باسلام ہوئے، آپ کے چہرۂ پر آثار تبسم تھے اور ہونا بھی چاہئے کیوں کہ ایک سچے عاشق کو مطلوب حقیقی سے وصال ہوا ہے اور مومن کامل کی شان بھی یہی ہوتی ہے۔ جیسا کہ شیخ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

یاد داری کہ وقت زادن تو
ہمہ خنداں بودند تو گریاں
آں چناں زی کہ وقت رفتن تو
ہمہ گریاں بودند تو خنداں

اے انسان! تجھے یاد ہے کہ جب تو پیدا ہوا تھا تو سب ہنس رہے تھے اور تو رو رہا تھا لیکن وقت رخصت تیری شان یہ ہے کہ سب رو رہے ہیں اور تو ہنس رہا ہے۔

حضور شیخ اعظم یقیناً علامہ شیخ سعدی علیہ الرحمہ کے ان دو شعروں کے مصداق تھے کہ جب اس دنیا سے تشریف لے گئے تو کڑوروں عقیدتمند اشکوں کے دریا بہا رہے تھے بلکہ چشم فلک بھی اشکبار تھی اور حضور شیخ اعظم مسکرا رہے تھے۔

جمعہ کی صبح ہی سے قبر کی کھدائی کا کام شروع ہو چکا تھا جس میں جامع اشرف کے بے شمار طلبہ نے اور کچھ جامع اشرف کے اساتذہ میں سے حضرت مفتی نذر الباری صاحب اشرفی اور ناچیز راقم الحروف غلام محبوب سبحانی اشرفی نے بھی حصہ لیا، جب بات قبر شریف کی کھدائی کی آگئی تو ڈرتے ڈرتے ایک راز فاش کردوں۔ مفتی نذر الباری اور ناچیز جب قبر کی کھدائی میں مصروف تھے کہ یکا یک دل ودماغ کو معطر کرنے والی تیز خوشبو مہک اٹھی دونوں چونکے ادھر ادھر نظر دوڑائی تو سرہانے کی طرف سے جو حضور سرکار کلاں رحمۃ اللہ علیہ و مرشد گرامی کی دادی جان رحمۃ اللہ علیہا کی پائنتی کی طرف ایک چھوٹا سا سوراخ نظر آیا اس سے اس قدر خوشبو آرہی تھی کہ بیان کے لئے الفاظ نہیں ہیں، ہم دونوں ایک دوسرے سے ذکر کرتے رہے لیکن اس راز کو کسی سے بتایا نہیں۔

چونکہ دن جمعہ کا تھا اس لئے جنازہ کا اعلان جمعہ بعد کا تھا آپ کے جانشین سید محمد محمود اشرف صاحب قبلہ نے مختار المساجد میں جمعہ کی نماز پڑھائی ۔تقریبا ۳ بجے بعد جمعہ جنازۂ مبارکہ لاکھوں عشاق کی اشکبار آنکھوں سے خراج وصول کرتے ہوئے کلمہ طیبہ اور درود وسلام کی گونج میں مکان سے باہر آیا سب سے پہلے کندھا حضور قائد ملت وحضور اشرف ملت وسید حماد اشرف نے دیا۔ع

عاشق کا جنازہ تھا بڑی دھوم سے اٹھا

ہر دل تڑپ رہا تھا، آنکھیں اشکبار تھیں، ہر فرد اپنے روحانی پیشوا کو کاندھا دینے کی سعادت حاصل کرر ہا تھا۔ جنازۂ مبارکہ کی مسہری میں کافی لمبے لمبے بانس لگائے گئے تھے تا کہ اس سعادت عظمیٰ سے کوئی محروم نہ رہ جائے، جنازۂ مبارکہ پورے ادب واحترام کے کچھوچھہ شریف کے بازار سے گزرر ہا ہے بلا تفریق مذہب وملت سارے دوکاندار نہایت ہی ادب کے ساتھ جنازے کے استقبال میں کھڑے تھے، ہر کوئی آنسو بہا رہا تھا جنازہ تقریبا ۴ بجے صحن آستانۂ مخدوم اشرف پہ پہنچا اور لگ بھگ ۴ بجکر ۱۵ منٹ پر خانقاہ اشرفیہ کے گراؤنڈ میں پہنچا۔ گراؤنڈ پہلے سے ہی کھچا کھچ بھرا ہوا تھا تمام سڑکیں ڈھکی تھیں، جنازہ کے لئے پہلے خانقاہ اشرفیہ حسنیہ سرکار کلاں کا گراؤنڈ متعین ہوا تھا بعد میں بھیڑ کی کثرت کے باعث مسجد اعلیٰ حضرت اشرفی کا مین گیٹ چنا گیا، عصر کی نماز ہوئی، بعدہ نماز جنازہ کی تیاری شروع ہوئی، صف بندی ہوئی، لیکن سڑکیں بسکھاری سے درگاہ تک کھچا کھچ بھری تھی، گاڑیاں بسکھاری ہی میں روک دی جاتی تھیں، بہت سے حضرت کے دیوانے جنازے میں شرکت کے متمنی تھے جس کی وجہ سے صف بندی کے بعد آدھا پون گھنٹہ کی تاخیر ہوگئی بعدہ جانشین حضور شیخ اعظم ناظم اعلیٰ جامع اشرف حضرت علامہ و مولانا سید محمود اشرف اشرفی جیلانی مدظلہ النورانی نے جنازہ کی نماز پڑھائی اور بے شمار ملک وبیرون ملک سے آئے ہوئے علماء، خلفاء ومریدین ومتوسلین نے نماز جنازہ میں شرکت کی بعدہ زیارت کا سلسلہ تقریباًرات ساڑھے سات بجے تک چلتا رہا، کافی دیر بعد عابدہ زاہدہ دادی جان علیہا الرحمہ ومرشد برحق مخدوم المشائخ حضور سرکار کلاں علیہ الرحمہ کے پائنتی جسد اطہر کو سپرد خاک کیا گیا۔

ابر رحمت تیری مرقد پہ گہر باری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

☆☆☆☆

پالتا ہے بیج کو مٹی کی تاریکی میں کون ؟
کون دریاؤں کی موجوں سے اٹھاتا ہے سحاب؟
کون لایا کھینچ کر پچھم سے بادِ ساز گار ؟
خاک یہ کس کی ہے؟ کس کا ہے یہ نورِ آفتاب؟
کس نے بھر دی موتیوں سے خوشۂ گندم کی جیب؟
موسموں کو کس نے سکھلائی ہے خوئے انقلاب؟
دِہ خدایا ! یہ زمیں تیری نہیں ، تیری نہیں !
تیری آبا کی نہیں ، تیری نہیں ، میری نہیں !

☆☆☆☆

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں
ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں
تہی زندگی سے نہیں یہ فضائیں
یہاں سینکڑوں کارواں اور بھی ہیں
(ڈاکٹر اقبال)

شیخ اعظم اپنے آخری ایا م میں

سید جامی اشرف ابن سید رئیس اشرف اشرفی جیلانی، کچھوچھہ مقدسہ امبیڈکر نگر

پر وقار چہرہ، صاف وشفاف چمکتی ہوئی ریش، کشادہ پیشانی جس سے بزرگی کے آثار صاف نمایاں، اونچا قد، بارعب آواز بڑی بڑی سرگیں آنکھیں جن میں طہارت کی جھلک صاف ظاہر، سرخی مائل رنگ خوش وضع، خوش لباس اور اہل سنت کی فلاحی سرگرمیوں میں ڈوبا وجود یہ سراپا ہے شیخ اعظم حضرت علامہ سید اظہار اشرف اشرفی جیلانی کا جو اہل سنت وجماعت کے لائق اور قابل افتخار عالم ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے اسلاف کی امانتوں کے سچے امین بھی تھے۔ آپ کی زندگی دینی خدمات کی طویل داستان سے عبارت ہے جس میں کبھی تو آپ امیر کارواں بن کر شاہانہ کروفر کے ساتھ قوم کی قیادت کرتے ہوئے نظر آتے ہیں اور کبھی جب سنیت کی تڑپ، فکر اور اضطراب آپ کو عام انسان کی طرح پیدل چلنے پر مجبور کرتا ہے تو آپ بہزار خوشی دین کی راہ میں آبلہ پائی بھی کرتے ہوئے دیکھے جاتے ہیں اور آپ کو انہیں خوبیوں سے معاصر علماء ومشائخ کی صف میں امتیازی شان اور ایک الگ شناخت ملی۔ آپ سرکار کلاں حضرت علامہ سید شاہ مختار اشرف اشرفی جیلانی قدس سرہ النورانی کے فرزند اکبر، ایک عظیم خانقاہ کے سجادہ نشیں اور اس پر غوث اعظم کی اولاد ہونے کا شرف آپ چاہتے تو اسی وراثتی آن بان شان کا فائدہ اٹھاتے ہاتھوں اور پیروں کے بوسے بلا کسی محنت کے بھی ان کی قسمت میں لکھے جا چکے تھے بس پیری مریدی کی دکان کھول کر اپنی کلاہ افتخار میں اور چار چاند لگا لیتے مگر اس کے برعکس آپ کے دینی مزاج اور اہل سنت کی داخلی وخارجی پس ماندگی وانحطاط کی فکر نے ضمیر کو مہمیز کیا اور پھر خاندانی وجاہت سے اوپر اٹھ کر آپ دین وسنیت کی گراں مایہ خدمات کے نئے نئے ابواب ترتیب دیتے چلے گئے۔ عمل پیہم اور جہد مسلسل سے انسانیت اور اسلام کے پیغام کو عام کرنے کی جد وجہد کی۔ سنیت کی آواز اور صحیح خدوخال کو اجاگر کیا۔ نہ جانے کتنے بھٹکے ہوئے آہوؤں کو سوئے حرم لائے اور دینی، ملی، سماجی خدمات انجام دے کر خود کی علمی اور عملی چھاپ جماعت اہل سنت میں چھوڑی اور اب انہیں صرف اس سے یاد نہیں کیا جائے گا کہ وہ ایک بڑی خانقاہ کے فرزند اور ہمارے پیرزادے تھے بلکہ اب وہ قوم کے محسن اعظم، مفکر اسلام اور دردمند سنیت کی حیثیت سے یاد کیے جائیں گے۔

آپ کی ولادت ۱۹۳۵ء میں ہوئی اس لحاظ سے آپ کی گراں قدر دینی خدمات کا دائرہ نصف صدی کا احاطہ کرتا ہے اور صرف ملکی سطح پر نہیں بلکہ بیرونِ ممالک بھی آپ کی خدمت کا سلسلہ دور دور تک دیکھائی دیتا ہے جن کا ذکر ایک الگ اور مستقل عنوان کا متقاضی ہے۔

شیخ اعظم کی شخصیت کئی جہت سے انفرادی حیثیت

کی حامل تھی جس کو بار ہا اس ناچیز نے دیکھا اور محسوس بھی کیا، خاص کر بڑوں کا احترام، چھوٹوں پر شفقت اپنوں کی عزت غیر کی دل جوئی اور معاملہ فہمی دقت نظر فکر عمل، حسنِ کلام یہ ایسے اوصاف تھے جن کا نہ صرف عام لوگوں نے مشاہدہ کیا اور سراہا بلکہ علماء کرام بھی اس کے معترف تھے۔

سردست ہم دیگر پہلوؤں سے بحث نہ کر کے آپ کے آخری ایام کی سرگرمیوں اور کارناموں کا اختصار کے ساتھ تذکرہ کرنا چاہتے ہیں۔ دراصل جب ہم زندگی کے روز وشب کے معمولات اور حوادثات پر نظر دوڑاتے ہیں تو ہم اس بات کا احساس فطری پر کرتے ہیں کہ انسان اپنے زندگی کے دیگر ایام میں کتنا ہی چاق وچوبند اور متحرک وفعال کیوں نہ ہو مگر جب وہ اپنی زندگی کے اس پڑاؤ میں آتا ہے جسے ہم زندگی کے آخری ایام کہتے ہیں تو اس حد پر آنے کے بعد ہر انسان سہولت پسندی اور آرام طلبی کا خواہاں ہوتا ہے اور اس کے بعد وہ اپنی ساری ذمہ داریوں کو دوسروں کے کاندھوں پر ڈال کر خود آرام سے گھر میں بیٹھ کر سکون کے ساتھ اپنی حیات کے آخری لمحوں کو گزارنا چاہتا ہے۔ یہ عمومی منظر نامہ بار ہا اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں اور قرب و جوار میں اس کا احساس بھی کرتے ہیں مگر جب ہم شیخ اعظم کی مبارک زندگی کا مطالعہ اس پہلو سے کرتے ہیں تو ہم اس عمومی منظر نامہ سے بالکل ہٹ کر آپ کی زندگی کا نقشہ پاتے ہیں جس میں جوانی اور ضعیف العمری کا کوئی فرق نہیں ہے بلکہ جس تیز رفتاری کے ساتھ آپ ایام شباب میں دین وسنیت کے لیے تگ ودو کرتے رہے اپنی آخری عمر میں بھی اسی تیز رفتاری کے ساتھ دعوت وتبلیغ اور اصلاح وارشاد کا کام انجام دیتے رہے۔

مولانا روم کی مثنوی اپنی افادیت ومعنویت، اثر انگیزی ونکتہ بیانی اور تصوف کے اسرار ورموز کی گرہ کشائی کے سلسلہ میں آفاقی شہرت کی حامل ہے جن کو نظم کی صورت میں بڑے اچھوتے انداز میں پرویا گیا ہے اس کتاب کے کئی تراجم مارکیٹ میں دستیاب ہیں جنہیں مختلف وقتوں میں لوگوں اپنے ذوق کے مطابق انجام دیا۔ شیخ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی دلی خواہش تھی کہ اس عظیم کتاب کا ترجمہ ان کے قلم سے بھی نکلے چنانچہ تین چار سال پہلے آپ نے اس کا ترجمہ بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ شروع بھی کر دیا تھا جس کے کئی دفتر مکمل ہو چکے تھے مگر زندگی نے وفا نہ کی اور آپ اس کام کو پورا کئے بغیر جوار حبیب میں جا پہونچے جیسا کہ ہم نے پہلے عرض کیا کہ مثنوی شریف کے بہت سے ترجمے فی الحال دستیاب ہے مگر شیخ اعظم نے ترجمہ نگاری کے مروجہ اسلوب کو بدل کر نثر کے بجائے نظم میں اس کا ترجمہ کیا اس ترجمہ کی سلاست، خوش اسلوبی برجستگی کو دیکھ کر ایسا لگتا ہے کہ یہ ترجمہ نہیں بلکہ آپ اردو میں مثنوی شریف لکھ رہے ہیں جو اثر انگیزی اور تسخیر قلوب کے سلسلہ میں ایک حد تک کامیاب ہے۔

مدرسہ جامع اشرف جو آپ کی یادگاروں میں ایک انمٹ یادگار ہے جس کی تاسیس اور بنیاد کے لئے آپ نے بڑی مشقتوں کا سامنا کیا خود فرماتے ہیں ''جامع اشرف کو پھولوں کی سیج پر بیٹھ کر نہیں بلکہ کانٹوں کی راہ پر چل کر تعمیر کی ہے'' اور جو آج تعلیمی منہج ومعیار اور طلبہ کی تربیتی نگہداشت کے اعتبار سے اہل سنت کے مدارس میں نمایاں حیثیت

کے حامل ہیں مگر عمارات کی قلت کی وجہ سے اس میں زیادہ بچوں کا تعلیم حاصل کرنا ممکن نہیں تھا اس ضرورت کا احساس ہونے پر آپ نے زندگی کے آخری چند سالوں سے اس کی تعمیر وتوسیع پر توجہ مرکوز کر دی تھی تا کہ کثیر تعداد میں بچے استفادہ کر سکیں۔اس کے علاوہ چوں کہ ہمارے مدارس میں قرأت وتجوید کی جانب رجحان کی کمی افسوس ناک حد تک پائی جاتی ہے جس کا اندازہ اس طرح لگایا جاسکتا ہے کہ ہر سال ہزاروں طلبہ عالم وفاضل بن کر فارغ ہوتے ہیں مگر ان میں چند ہی ایسے ہوتے ہیں جو علم قرأت کی رعایت کے ساتھ قرآن پڑھنا جانتے ہوں ورنہ اکثر لحن جلی کی حد تک قرآن کی غلط تلاوت کرتے ہیں اور یہ میرا ذاتی مشاہدہ اور تجربہ بھی ہے اس کمی کو اپنی سطح اور ممکنہ حد تک پورا کرنے کے لئے شیخ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے شعبۂ قرأت کے لیے ایک مستقل ادارے کا ارادہ فرمالیا تھا تاہم طبیعت کی ناسازی اور مرگ ناگہانی نے انہیں اس کام کی مہلت نہ دی۔

بنگلہ دیش میں جہاں اہل سنت کی تعداد ایک حد تک پائی جاتی ہے وہیں دیگر فرقوں خاص کر فرقہ وہابیہ کی تعداد بھی اچھی خاصی ہے شیخ اعظم علیہ الرحمہ کا بنگلہ دیش کی دینی فضاء کو ہموار کرنے میں اہم کردار رہا ہے۔آپ کی کوششوں اور مساعی جمیلہ سے اہل سنت کی کئی فلاحی سرگرمیاں وہاں انجام دی گئیں جن کا سلسلہ ابھی تک جاری ہے ان کی وفات سے کچھ قبل جب اس ناچیز کا حضرت سے رابطہ ہوا تو فرمایا کہ مولانا بنگلہ دیش میں اہل سنت کا ایک عظیم ادارہ قائم کیا ہے گویا آپ نے ہمیشہ کے لئے نہ صرف یہ کہ بچوں پر حصول علم کے راستے کھول دیے بلکہ مستقبل میں اہل سنت کے چند علماء کی جماعت کا انتظام بھی کر دیا۔

کمپیوٹر اس صدی کی حیرت انگیز ایجادات میں شمار ہوتا ہے جس کے ذریعہ آج ہر طبقہ نہ صرف دنیاوی امور بلکہ اپنے افکار ونظریات کی اشاعت اور انہیں مؤثر انداز میں پیش کرنے کے لئے اس کا بڑی خوبی سے استعمال کر رہے ہیں مگر اہل سنت وجماعت کے یہاں ابھی بھی اس کا استعمال مشکوک ہے جس کا خمیازہ ہم خود محسوس کر رہے ہیں۔حضرت شیخ اعظم کی فکر جدید صالح اور قدیم نافع کی قائل تھی اور وقت وحالات کے تقاضوں پر نظر ان کا خاص وصف تھا۔اس لئے آپ نے اپنی بے پناہ ملکی اور سماجی مصروفیات کے باوجود اس پہلو پر بھی سوچا اور جب کہ سفر آخرت کے ایام سے قریب تھے ایک شاندار جدید سہولیات سے بھر پور کمپیوٹر سنٹر کا قیام فرمایا جس کا مقصد اہل سنت کے ایسے افراد کو تیار کرنا ہے جو دشمنانِ اسلام کی سازشوں کے نت نئے طریقوں سے نہ صرف باخبر ہوں بلکہ اس کا جواب بھی اسی انداز میں دینے کا ہنر اور صلاحیت رکھتے ہوں کہ اگر ہم اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کی طاقت نہ رکھتے ہوں تو کم از کم اس پوزیشن میں ہوں کہ اینٹ کا جواب اینٹ ہی سے دیں نیز مختار اشرف لائبریری جس کی سہولیات اور انداز ترتیب کو دیکھ کر علمائے اہل سنت کی قابل قدر جماعت نے بہت سراہا اس کی توسیع بھی آپ نے اپنی وفات سے کچھ مہینے پہلے کرائی تا کہ زیادہ سے زیادہ استفادہ کا مواد مہیا کیا جاسکے۔

اب ہم زیادہ طول نہ دے کر آخری بات عرض

کرنا چاہتے ہیں کہ شیخ اعظم کی پوری زندگی مصروف عمل رہی مگر آپ نے زندگی کے آخری ایام میں جس تیزی کے ساتھ دینی خدمات میں اضافہ کیا وہ دیگر حضرات کے لئے قابل تقلید ہے اور اگر ان کی زندگی ان کے ساتھ اور وفا کرتی ہے تو نہ جانے کتنے کارناموں کا اضافہ تا یہاں پہنچ کر تحدیث نعت کے طور پر عرض کردوں کہ اس ناچیز کو حضرت سے بچپن ہی سے قلبی لگاؤ تھا۔ رشتہ ہی کچھ ایسا تھا اور مجھے جن شخصیات نے متاثر کیا ان میں شیخ اعظم سرفہرست ہیں جن کی شریں کلامی اور شفقتوں کی لذت آج بھی محسوس کرتا ہوں۔ آپ کی وفات سے کچھ دن پہلے میں حاضر خدمت تھا۔ اس درمیان نہ صرف مجھے دعوت و تبلیغ کے طریقے بتائے بلکہ آنے والی مصیبتوں سے نمٹنے کے گر سکھائے سلجھانے کا سلیقہ اور ہنر دیا اور اپنی خلافت سے بھی نوازا جسے میں اپنے بزرگوں کے کرم کے علاوہ اور کچھ نہیں کہہ سکتا۔ آج وہ اگر چہ ہمارے درمیان نہیں ہیں مگر ان کی محبت وشفقت اوران کا کردار وعمل ہمیشہ ہماری رہنمائی کرتا رہے گا۔

وہ کیا گیا حیات کی رونق چلی گئی
سونی سی لگ رہی ہیں یہ گلیاں تیرے بغیر

☆☆☆☆

بے نمازی کی سزا

(۱) ذلیل ہوکر مرتا ہے۔

(۲) بھوک کی حالت میں مرتا ہے۔

(۳) پیاسا مرتا ہے اگر چہ دنیا کے تمام سمندروں کا پانی اسے پلایا جائے، اس کی پیاس نہیں بجھتی۔

قبر میں پہونچنے والی سزائیں یہ ہیں:

(۱) اس کی قبر تنگ ہوجاتی ہے حتی کہ اس کی پسلیاں آپس میں مل جاتی ہیں۔

(۲) اس کی قبر میں آگ جلائی جاتی ہے وہ صبح شام انگاروں پر لوٹ پوٹ ہوتا ہے۔

(۳) اس کی قبر ایک اژدہا مقرر کیا تا جاہے ''شجاع اقرع'' ہے۔ اس کی آنکھیں آگ کی اور ناخن لوہے کے ہیں۔ ہر ناخن ایک دن کی مسافت کے برابر لمبا ہے۔ وہ میت کو ڈستا ہے اور کہتا ہے ''شجاع اقرع'' ہوں۔ اس کی آواز سخت آواز والی گرج کی طرح ہوتی ہے۔ وہ کہتا ہے میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تجھے اس بات پر ماروں کی تو نے صبح کی نماز طلوعِ آفتاب تک نہ پڑھی اور اس بات پر ماروں کہ تو نے ظہر کی نماز عصر تک مؤخر کی اور اس بات پر ماروں کہ تو نے عصر کی نماز مغرب تک نہ پڑھی اور اس بات پر ماروں کہ تو نے مغرب کی نماز عشاء تک ادا نہ کی اور تجھے اس بات پر ماروں کہ تو نے عشاء کی نماز صبح تک مؤخر کیا۔

شہزادگانِ
شیخ اعظم

جانشین شیخ اعظم حضور قائد ملت

مولانا غلام جیلانی مصباحی، نائب پرنسپل جامع اشرف درگاہ کچھوچھہ شریف

کچھوچھہ مقدسہ کی سرزمین اپنے گوناگوں کمالات وبرکات کی وجہ سے عالم اسلام میں بڑی پائیدار شہرت کی حامل ہے۔ نابغۂ روزگار اور عبقری شخصیات کا وجودِ مسعود اس سرزمین کی برکات ہیں۔ غوث العالم قدوۃ الکبریٰ حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ النورانی کے فیض وکرم کی بدولت اپنے عہد کی مقتدر اور باکمال ہستیاں ماہ وخورشید بن کر اہل زمانہ کو اپنی حسین کرنوں سے درخشاں کر رہی ہیں جن کی تابانیوں کا اعتراف ایک زمانہ کرتا ہے اور آئندہ نسلیں بھی قرناً بعد قرنٍ یہ اعتراف حق کرتی رہیں گی۔

خاندان چشت اہل بہشت میں عموماً اور خانوادۂ اشرفی میں خصوصاً انگنت ایسے نفوس قدسیہ منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوئے ہیں جن کے مساعی حسنہ، خدمات جلیلہ اور مآثر علمیہ پر داد تحقیق دینا اہل علم اور قلم کاروں کا ہی حصہ ہے تاہم احقر العباد راقم الحروف اپنی کم مائیگی اور بے بضاعتی کے اعتراف کے باوصف خریداران یوسف کی صف میں شمولیت کے حسین تخیل کے ساتھ چند شکستہ جملوں کو اس ذات گرامی وقار سے معنون کرنے کی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہے جن کو عقیدت واحترام کی زبان گل گلزار قادریت، نازش چشتیت، وقار اشرفیت، ضیغم اہل سنت اور قائد ملت جیسے وقیع اور معزز القابات سے یاد کرتی ہے جن سے میری مراد محمود الاقران والا مثال، صاحب فضل وکمال، حامل اوصاف حسنہ، مالک اخلاق جمیلہ محمود العلماء والمشائخ حضرت علامہ الحاج سید شاہ محمود اشرف اشرفی جیلانی مدظلہ العالی کی تہ دار اور پر بہار شخصیت ہے۔

حضرت قائد ملت کی ذات بابرکات اپنی گوناں گوں خوبیوں کی بناء پر اپنے اقران ومعاصرین کے درمیان ایک امتیازی شان رکھتی ہے، علم وفضل، زہد واتقاء، عبادت وریاضت، شرافت ونجابت، شجاعت وسخاوت، جذبۂ رشد وہدایت، حسن خطابت، قادرُ الکلامی اور سحرُ البیانی میں ایک منفرد پہچان رکھتی ہے۔ صد آفریں ہے اس باوقار ہستی پر جو اپنے آباء واجداد کی علمی وراثتوں اور خانقاہی روایتوں کا نہ صرف تحفظ کر رہی ہے بلکہ روز افزوں انہیں بام ثریا سے ہم دوش کرنے کی فکر میں بیقرار رہتی ہے، ارباب علم ودانش کے طبقہ میں تعریف وتحسین کے کلمات ایسی ہی شخصیات کا والہانہ استقبال کرتے ہیں کیوں کہ یہ وہ مرد میداں ہوتے ہیں جن پر اہل زمانہ ناز کرتے ہیں اور دینی، ملی اور سماجی فلاح وبہبود کی عنان انہیں تفویض کر دیتے ہیں۔ حضرت موصوف بلا شبہ اپنے اسلاف واکابر کی ایک خوبصورت یادگار ہیں جو ان کی بیش بہا خدمات دینیہ کے احترام ووقار کو نہ صرف ساکنان ہند کے دلوں میں بلکہ دنیائے سنیت کے قلوب واذہان میں ودیعت کرنے کی سعی جمیل فرما رہے ہیں۔

ولادت باسعادت

مخدوم المشائخ حضرت سرکار کلاں علیہ الرحمۃ والرضوان کے صحن خانۂ اشرفی میں ابھی تک پوتے کی کلکاریاں نہیں گونجی تھیں، نہاں خانۂ دل میں تمناؤں کا ایک طوفان تھا، ہر آنکھ نئے مہمان کی آمد کی منتظر تھی کہ ایک روز نسیم سحری کانوں میں ایک مژدۂ جاں فزا سنا گئی کہ عنقریب دولت کدۂ اشرفی میں ایک نور درخشاں ہونے والا ہے جس سے گلشن مختار کی خوابیدہ کلیاں مسکرا اٹھیں گی اور دیرینہ آرزوئیں رخشندہ ہوں گی۔

۷ جولائی ۱۹۶۴ء کی وہ ہمایوں تاریخ تھی جس میں مخدوم المشائخ حضرت سرکار کلاں علیہ الرحمۃ والرضوان کے دولت کدۂ اشرفی پر حضرت شیخ اعظم علیہ الرحمہ کے مرغزار حیات میں ایک تروتازہ گلاب ایک خوبصورت پیکر کی شکل میں کھل اٹھا، نومولود کی آمد پر خوشی کے شادیانے بجے ہر طرف سے دعائے خیر اور مبارک بادیوں کی برسات ہونے لگی، جملہ افراد خانہ نے اپنی محبتیں اور شفقتیں نچھاور کیں، خانوادۂ اشرفی کے تمام بزرگوں کی دعائے خصوص کی برکات نے اس نومولود کو پیکر جمال وکمال بنا دیا، جہاں اللہ رب العزت نے انہیں بدر کامل جیسا حسن وجمال عطا فرمایا وہیں آفتاب نیمروز کی طرح اوصاف وکمالات کا حسین مرقع بنایا خانوادۂ اشرفی کے دیگر بزرگوں نے جہاں پر خلوص محبتوں کا اظہار فرمایا وہیں جد امجد حضرت مخدوم المشائخ حضور سرکار کلاں نے اپنی بے پناہ محبت وشفقت اور خصوصی نوازشات سے انہیں بہرہ ور فرمایا۔

تعلیم وتربیت

خاندانی روایات کے مطابق حضرت قائد ملت مدظلہ العالی کی رسم بسم اللہ خوانی کی محفل منعقد ہوئی، خانوادۂ اشرفی کے اکابرین کی شرکت نے اس تقریب کو بابرکت بنایا، جد امجد مخدوم المشائخ افتخار اشرفیت شیخ طریقت حضرت علامہ سید شاہ محمد مختار اشرف اشرفی جیلانی قدس سرہ النورانی نے اپنی زبان حق ترجمان سے حضرت قائد ملت کو بسم اللہ شریف پڑھا کر اس تقریب سعید کا آغاز فرمایا، محفل میں تشریف فرما تمام بزرگوں نے پرخلوص دعاؤں سے نوازا، آج انہیں قلبی دعاؤں کے ثمرات ہیں کہ دینی، ملی اور قومی خدمات کا جذبۂ بیکراں لہو بن کر حضرت موصوف کے رگ وریشہ میں دوڑ رہا ہے۔

خاندانی رسم ورواج کے مطابق آپ کی تعلیم وتربیت کا آغاز ہوا، ابتدائی تعلیم کے لئے کچھ خصوصی اتالیق مقرر کئے گئے، جب شعور پختہ ہوا تو عصری تعلیم کی طرف توجہ فرمائی، اسکول اور کالج میں اپنی حیات مستطاب کا ایک معتد بہ حصہ صرف فرمایا اور عصری علوم سے خاطر خواہ ہم آہنگ ہوئے، تقریباً بی۔اے تک کی تعلیم فیض آباد کے ایک کالج میں مکمل فرمائی۔ اپنی موروثی ذہانت وفطانت اور سیادت کے بنا پر طلبہ کے درمیان رعب وجلال کا اثر رکھتے تھے اور طلبہ آپ کو عزت ووقار کی نگاہوں سے دیکھا کرتے تھے۔ کالج کی تعلیم سے فراغت کے بعد علوم نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے آراستگی کے لئے ترجمان اہل سنت، فخر اشرفیت، مرکزی درسگاہ اہل سنت ''جامع اشرف'' کی علمی وادبی مشکبار فضاؤں میں قدم رنجہ ہوئے۔

۴؍ اگست ۱۹۸۱ء کی وہ تاریخ تھی جس میں

حضرت قائد ملت نے مذکورہ جامعہ میں باضابطہ داخلہ لیا اور نو سال کی مدت دراز تک ان اساتذہ کرام کے برکات علوم سے فیضیاب ہوتے رہے جو اپنے دور میں علم وحکمت ،تقویٰ وطہارت،فکر وتدبر، دور اندیشی اور باریک بینی کی علامت سمجھے جاتے تھے۔ اگر یہ مثل درست ہے کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے تو میں یہ تحریر کرنے میں حق بجانب ہوں گا کہ حضرت قائد ملت زید مجدہٗ کے اوصاف وکمالات کو دیکھ کر بالیقین ان اساتذۂ کرام کی علمی وفنی عبقریت پر شہادت پیش کی جا سکتی ہے جن سے انہیں خوب از خوب علمی تشنگی دور کرنے کے مواقع ملے ہیں۔

عظیم المرتبت اور بافیض استاذ کے لئے ضروری ہے کہ جہاں وہ علوم وفنون کا چشمۂ صافی ہو وہیں وہ شفقت ومہر کا متلاطم دریا بھی ہوتا کہ ان کے ساحل علم وادب پر اترنے والا ہر پیاسا طالب علم ان سے کماحقہٗ اپنی علمی تشنگی دور کر سکے۔اسی طرح ایک شاگرد رشید کی پہچان یہ ہے کہ وہ جس قدر محنتی اور ذہین وفطین ہو اس سے کئی گنا زیادہ اپنے اساتذہ کی بارگاہ علم وفضل میں مؤدب اور شائستہ بھی ہو،تاریخ شاہد ہے کہ اگر اس طالب علم کی فہم وخرد میں کبھی کمی بھی ہوتی ہے تو اساتذہ کی نظر عنایت اور دعائے نیم شبی کی بدولت اللہ رب العزت خصوصی کرم فرما دیتا ہے اور وہ حیرت انگیز قوت حافظہ کا مالک ہو جاتا ہے۔

مذکورہ بالا حقائق کی روشنی میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ حضرت قائد ملت زید شرفہٗ کی ذات بابرکات کو اوصاف وکمالات کی جامعیت وہمہ گیریت سے بہرہ ور کرنے میں بالیقین ایسے ہی اساتذۂ کرام کی مساعی جمیلہ اور محبتیں کارفرما رہی ہیں جو علم کا دریا، پیار کا ساغر اور اخلاق وشرافت کا پیکر تھے جن پر ایک زمانہ ناز کیا کرتا تھا۔جن اساتذۂ کرام سے آپ نے علمی پیاس بجھائی ہے ان میں سے چند اساتذہ کے اسماء گرامی ذیل میں تحریر کیے جاتے ہیں

(۱) حضرت مفتی غلام مجتبیٰ اشرف صاحب اشرفی علیہ الرحمہ
(۲) حضرت علامہ مفتی عبد الجلیل صاحب اشرفی علیہ الرحمہ
(۳) حضرت علامہ مفتی زین العابدین صاحب اشرفی علیہ الرحمہ ٹانڈہ
(۴) خواجۂ علم وفن حضرت علامہ خواجہ مظفر حسین صاحب شیخ الحدیث چرہ فیض آباد
(۵) حضرت علامہ شاہد رضا صاحب نعیمی ہالینڈ
(۶) حضرت علامہ محمد قمر عالم صاحب شیخ الحدیث جامعہ علیمیہ جمدا شاہی
(۷) مولانا فیض الرحمٰن صاحب اشرفی
(۸) مولانا فیاض صاحب اشرفی

مذکورہ بالا ماہرین فن اساتذۂ کرام کے علاوہ دیگر قابل احترام اساتذۂ کرام کی ایک طویل فہرست ہے جنہوں نے آپ کی خفتہ استعداد کو بیدار کر کے آپ کی ذات مستطاب کو کندن بنانے میں اپنی محنتیں اور شفقتیں نچھاور کی ہیں آج انہیں کی سعی پیہم اور جہد مسلسل کا نتیجہ ہے کہ یہ شخصیت بڑی انقلاب آفریں اور تاریخ ساز واقع ہوئی ہے۔

جامع اشرف میں زمانۂ طالب علمی میں آپ نے گریجویشن بھی پاس کیا۔

خانوادۂ اشرفی کے تمام بزرگوں سے بالعموم اور مخدوم المشائخ حضرت علامہ سید شاہ محمد مختار اشرف اشرفی الجیلانی قدس سرہٗ النورانی سے بالخصوص استفادۂ علم و معرفت کے کثیر مواقع حاصل ہوئے ہیں، جدامجد حضور مخدوم المشائخ قدس سرہٗ اپنے نبیرۂ ارجمند سے بے پناہ شفقت ومحبت فرماتے تھے اوران کی تعلیم وتربیت کا بہت خیال رکھتے تھے۔حضرت والا تبار نے اپنے عزیز القدر پوتے کواپنے چشمہ فیوض وبرکات اوردریائے علم وادب سے کتنا شادکام فرمایا ہوگا یہ وہی جانتے ہیں جنہوں نے شراب معرفت پلائی اورجنہوں نے نوش فرمائی۔

درس وتدریس

درس نظامی سے فراغت کے بعد درس وتدریس کی خواہش کس کے دل میں نہیں ہوتی۔ ہر فارغ التحصیل اس جذب وکیف سے سرشار ہوتا ہے کیوں کہ نوسالہ کورس کی تکمیل میں جو محنتِ شاقہ اور حوصلہ شکن تکالیف برداشت کی جاتی ہیں اور اس علمی وادبی قلعہ احمر کو فتح کرنے میں جن مشکلات ومصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے وہ بیان سے ماوراء ہیں، حصول علم کی راہوں میں یہ تمام معرکہ آرائیاں اورقربانیاں اس علمی قلعہ کے بھرپور تحفظ کا تقاضا کرتی ہیں اور اس کی حفاظت کا بہترین اور مؤثر ترین ذریعہ درس وتدریس اورتحریروقلم کے علاوہ شاید ہی کچھ ہو اور یہی طریقۂ کار ہمارے اسلاف اوراکابر سے منقول ہے جس کی تاریخ کئی صدیوں پر محیط نظر آتی ہے۔

حضرت قائد ملت زید علمہٗ کے نہاں خانہ دل میں اس جذب وکیف نے بھی ضرور انگڑائیاں لی ہوں گی مگر ہجوم کار، ملی وعائلی ذمہ داریاں، سلسلہ اشرفیہ حسنیہ کی ترویج واشاعت اوراسفار کے تسلسل نے زیادہ سالوں تک درس گاہوں کوآپ کی تدریسی زیبائش سے آراستہ ہونے کا زیادہ سالوں تک موقع نہیں دیا آج بھی دینی اورتبلیغی سرگرمیوں کا ایک تسلسل ہے جو تھمنے کا نام نہیں لے رہا ہے۔ یہ ایک سچائی ہے کہ تقریری اورتبلیغی اسفار کی زد میں ذی علم اورمقتدرعلماء کی علمی اورکتابی حیثیت کھوگئی اورعلوم ومعارف کے دقائق اوران کی باریکیوں سے قلوب واذہان یکسر خالی ہوگئے مگر اس خصوص میں خانوادۂ اشرفیہ کے فرزندوں اور بزرگوں کے احوال بالکل مختلف نظر آتے ہیں۔تبلیغی اور دعوتی دورے روز افزوں زیادہ ہورہے ہیں، کوئی تاریخ مشکل سے ہی خالی ملتی ہے لیکن اس قدر اسفار کے باوجود کتابیات، فقہیات اورمسائل کی نزاکتوں اور باریکیوں پر آج بھی وہی گہری نظر پائی جاتی ہے جوکل تھی۔حضرت شیخ اعظم قدس سرہٗ، حضرت شیخ الاسلام، حضرت غازی ملت اور حضرت قائد ملت دامت برکاتہم کی تقاریر سماعت کرنے والے اس بات کا اندازہ بخوبی لگا سکتے ہیں کہ تقریری اسفار کی کثرت نے ان کی علمی، فنی اور کتابی حیثیت کو مضمحل نہیں کیا بلکہ اس میں اور زیادہ رعنائی پیدا کردی ہے۔آیات قرآنیہ اوراحادیث کریمہ کی تفسیر وتوضیح کے درمیان نکات بیانیاں اورسخن سنجیاں خانوادۂ اشرفی کے علماء ومشائخ کا طرۂ امتیاز رہی ہیں بلا شبہ ان کی تقاریر وخطبات نکتہ بیانوں، دقیقہ سنجیوں کے گوہر آبدار سے مستنیر ہوتے ہیں۔ ان بزرگوں کی تقاریر وبیانات اور مجلسی علمی وتحقیقی گفتگو کے تناظر میں بلا تأمل یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ تقریری اورتبلیغی دوروں کے تسلسل نے

انہیں درسگاہوں سے جدا ضرور کر دیا ہے تاہم آج بھی وہ اپنی خداداد موروثی ذہانت وفطانت اور فہم وفراست کی بنا پر درسگاہوں کی زینت بننے کی بھرپور صلاحیت رکھتے ہیں۔

اخلاق وآداب

انسانی قلوب واذہان کو مسخر کرنے کے راستے مختلف ہیں، علم وفضل، دولت وثروت، حکومت وریاست اور طاقت وشجاعت کی بناء پر ایک آدمی اپنی شان وشوکت کا پرچم لہراتا نظر آتا ہے لیکن اخلاق کریمہ اور خصائص حمیدہ کی بناء پر قلوب واذہان کی زمین پر عظمت ورفعت کی جو شجر کاری کی جاسکتی ہے اس کی پائیداری اور تناوری کی نظیر نہیں مل سکتی ہے۔ حکومت وامارت، شجاعت وبسالت اور علم وفضل کی بناء پر شان وشوکت کا قلعہ تو تعمیر کیا جاسکتا ہے لیکن اس کی بنیاد میں وہ استحکام نہیں آسکتا جو پائیدار عظمت کا نشان بن سکے کیوں کہ بہت ممکن ہے کہ یہ اوصاف اور کمالات دلوں میں کبر ونخوت کے عناصر پیدا کر دیں اور عزت وعظمت کی ساری دیواریں منہدم ہو جائیں لیکن عمدہ خصائل وشمائل اور اخلاق حسنہ کی بناء پر عزت وعظمت اور شوکت وسطوت کی جو تعمیر ہوتی ہے اس کی مضبوطی اور پائیداری اپنی مثال آپ ہوتی ہے اور ان اوصاف کمالیہ کے ہوتے ہوئے کبر ونخوت اور غرور وانانیت کا شائبہ بھی نہیں ہوسکتا۔

اخلاق وعادات کے تناظر میں جب حضرت قائد ملت کی شخصیت کا مطالعہ کیا جائے تو یہ کہنا پڑے گا کہ وہ عمدہ خصائل اور بہترین اخلاق وکردار کی بلند چوٹی پر فائز ہیں۔ شرافت ونجابت، غیرت وحمیت، کرم وسخاوت، عفت وپارسائی، مواخاۃ وبھائی چارگی اور دیگر اخلاق فاضلہ سے ان کی طرحدار شخصیت مرصع نظر آتی ہے۔ محمود العلماء والمشائخ حضرت قائد ملت کے اخلاق عالیہ کی ایک جھلک ذرہ نوازی اور اصاغر پروری ہے۔ ایک چھوٹا ان کے نزدیک ملازم یا خادم کی حیثیت نہیں بلکہ دوست کی حیثیت رکھتا ہے ان کے ساتھ حسن سلوک اور شیریں باتیں کرنا ان کا شیوہ ہے بسا اوقات حضرت قائد ملت اپنی زبان سے اساتذہ کی تعریف وتوصیف فرماتے ہیں اور عوام وخواص کے ساتھ ان کی خوبیاں بیان کرتے ہیں، میں نے دیکھا ہے کہ اسٹیج پر تقریر کرتے ہوئے خواہ استاذ ہو یا طالب علم ان کی بھرپور ہمت افزائی کرتے ہیں اور انعام سے نوازتے ہیں۔ جب بھی اپنی تبلیغی وتقریری پروگرام سے جامعہ میں تشریف لاتے ہیں تو اساتذہ وطلبہ سے ان کی خیریت دریافت کرتے ہیں، کبھی درسگاہ، کبھی دارالاقامہ اور کبھی مطبخ جا کر وہاں کے حالات کا جائزہ لیتے ہیں اور شکایات کا ازالہ فرماتے ہیں اور نظم ونسق کی بہتری کے لئے بڑی عمدگی اور محبت کے ساتھ ہدایات فرماتے ہیں، اساتذہ اور طلبہ کے ساتھ ناظمین ادارہ کا حسن سلوک دور حاضر میں عنقاء ہوتا جارہا ہے۔ حالانکہ ناظمین ادارہ کی حیثیت ایک سرپرست کی ہوتی ہے اس اعتبار سے ان پر اپنے ماتحتوں کے ساتھ محبت والفت اور حسن سلوک کا فریضہ عائد ہوتا ہے اس خصوص میں حضرت موصوف کا طرز عمل جداگانہ اور قابل تعریف ہے۔ خلاصہ یہ کہ عمدہ خصائل، بہترین شمائل، پاکیزہ عادات، انگنت خصوصیات اور درخشندہ اخلاق سے جو پیکر جمیل مرکب ہوتا ہے اس کے القاب محمود العلماء والمشائخ اور حضرت قائد ملت ہیں۔

زر بکف گل پیرہن رنگیں قبا آتش بجام
ایک قطرہ ہر طرح سے سرخرو ہو کر اٹھا

اوصاف و کمالات

یہ حقیقت مسلمہ ہے کہ کچھ کمالات موروثی ہوتے ہیں جو نسلاً بعد نسلٍ بزرگوں سے اپنی اولاد واحفاد کے وجود میں منتقل ہوتے آتے ہیں اور کچھ کمالات کسبی ہوتے ہیں جو ایک شخص اپنی جہد مسلسل اور سعی پیہم کی بناء پر حاصل کرتا ہے لیکن وہ ہستیاں با کمال اور لائق صدر شک ہوتی ہیں جن میں دونوں کمالات کا بحر بیکراں متلاطم ہوتا ہے۔

حضرت قائد ملت زید شرفہٗ اس ہستی کا نام ہے جس میں خاندانی شرافت ونجابت، تقویٰ وطہارت، شجاعت وسخاوت، ذہانت وفطانت کا ایک دریا لہریں لیتا ہوا محسوس ہوتا ہے آج انہیں موروثی اوصاف وکمالات کی سحر کاری ہے کہ جس طرف بھی قدم اٹھا دیتے ہیں تو خزاں رسیدہ گلشن میں بہار کی تازگی وشگفتگی چھا جاتی ہے اور پورا علاقہ اشرفی چمن زار بن جاتا ہے، جب کرسی خطابت پر جلوہ افروز ہوتے ہیں تو لاکھوں نگاہیں محو دیدار اور مدہوش ہو جاتی ہیں پھر خطابت کا وہ جادو جگاتے ہیں کہ پوری جلسہ گاہ جھوم اٹھتی ہے اور وجد وکیف کا سماں بندھ جاتا ہے، خطابت کا جادو سر چڑھ کر بولتا ہے اور دلوں کی دنیا میں ایک انقلاب بپا ہو جاتا ہے سحر البیانی کا یہ اثر کیوں نہ ہو کہ یہ شیر نر بھی تو اسی اشرفی کچھار کا ہے جس کے غضنفروں نے باطل پرستوں کے سورماؤں کو اپنی خوفناک دھاڑ سے پیٹھ دکھانے پر مجبور کر دیا تھا، وہ جس طرف نکل جاتے اہل ضلالت کے خیموں میں موت کا سناٹا چھا جاتا تھا۔ہم شبیہ غوث جیلاں اعلیٰ حضرت اشرفی میاں، عالم ربانی حضرت سید احمد اشرف، حضور محدث اعظم ہند، شیخ المشائخ حضرت سرکار کلاں اور حضرت شیخ اعظم علیہم الرحمۃ والرضوان کو کون نہیں جانتا جن کے علمی، دینی، ملی، اسلامی اور سماجی کارناموں کی آوازوں سے آج بھی فضائے بسیط گونج رہی ہے اور ان کی زرین خدمات دینیہ کے عطر بیزیوں سے تادیر مشام اہل سنت معطر اور مشکبار ہوتے رہیں گے۔

محمود العلماء والمشائخ حضرت علامہ محمود اشرف اشرفی جیلانی نے ذہانت وذکاوت اور فہم وفراست کی وہ دولت لازوال پائی ہے کہ شعبۂ حیات کے جس بھی گوشے پر گفتگو فرماتے ہیں تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے یہ گوشۂ بحث آپ کا مخصوص مطالعہ رہا ہو جس کے سارے جزئیات پردۂ خیال پر پوری شفافیت کے ساتھ متحرک ہیں۔ایک مرتبہ نظام بینک سے متعلق گفتگو فرما رہے تھے اساتذہ کی ٹیم موجود تھی ان کی گفتگو نظام بینک کاری کے مختلف گوشوں کو محیط تھی اور بڑی جامعیت کے ساتھ سارے زاویوں پر روشنی ڈال رہے تھے، اساتذہ جامعہ اور دیگر حاضرین محو حیرت تھے کہ یہ خشک ویابس موضوع جس کی اصطلاحات ومباحث سے دماغ کے سوتے خشک ہو جاتے ہیں اور طبیعت اُوب جاتی ہے مگر حضرت ممدوح کے مطالعات اور کمالات کو آفریں کہنا پڑتا ہے کیوں کہ بینک کاری کے وسیع طریقۂ کار اور اس کی سرگرمیوں پر ان کی گفتگو اس طرح حاوی تھی جیسے یہ ان کے ریسرچ کا خاص موضوع رہا ہو۔

ایک بار سورت کی مشہور درسگاہ دار العلوم حضرت خواجہ دانا میں تشریف فرما تھے علمائے کرام اور معتقدین کا

ایک ازدحام تھا بات میڈیکل سرجری کے ارتقاء کی آ گئی تو اس کی عہد بعہد ترقیات پر ایسی پرمغز، دلچسپ اور جامع گفتگو فرمائی اور طریقۂ سرجری کے انواع و کیفیات پر روشنی ڈالی کہ حاضرین ششدر رہ گئے اور یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ آپ کی آبائی، موروثی اور خداداد فہم و ذکاء کی سحر کاری ہے ورنہ ۔

ایں سعادت بزرو بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

ولی عہدی وجانشینی

ولیعہدی اور نیابت کی روایت کی تاریخ اتنی ہی قدیم ہے جتنی حضرت انسان کی۔ قرآن وحدیث اور بزرگان دین کے مقدس معمولات کے حوالے سے یہ بات محقق ہے کہ انبیاء کرام، رسولان عظام اور اصفیاء ذوی الاحترام نے ہر دور میں اپنا جانشین اور ولیعہد مقرر فرمایا اور آج بھی اس سنت کی تعمیل میں یہ سلسلۃ الذہب جاری وساری ہے اور یہ امر بھی مسلم ہے کہ مشائخ کرام اس عظیم الشان ذمہ داری کے لیے اپنے نزدیک سب سے زیادہ عزیز، محبوب اور مقبول شخصیت کا انتخاب فرماتے رہے ہیں اسی انتخاب سے اس ہستی کی قابلیت وعاقلیت، تقویٰ وطہارت اور قیادت ونظامت کی پختگی کا اذعان حاصل ہوتا ہے جس کو ان عظیم فرائض کے لیے منتخب کیا جاتا ہے۔

مذکورہ حقائق کی روشنی میں بڑے ایقان کے ساتھ یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ محمود العلماء والمشائخ حضرت قائد ملت زید مجدہٗ اپنے والد گرامی مرتبت شیخ اعظم حضرت علامہ سید شاہ اظہار اشرف اشرفی جیلانی قدس سرہ النورانی کی نگاہ میں انتہائی محبوب، مقبول اور چہیتے تھے بلکہ ان عظیم فرائض کے زیادہ سزاوار اور حقدار تھے یہی وجہ ہے کہ اس دینی اور موروثی بار گراں کے لیے ان کا انتخاب فرمایا بلکہ ایک روایت کے مطابق حضرت موصوف کی ولیعہدی مخدوم المشائخ حضرت سرکار کلاں علیہ الرحمۃ والرضوان کی منتخب فرمائی ہوئی ہے کہ حضرت سرکار کلاں قدس سرہٗ کا فرمان ہے کہ ''میں نے اپنا جانشین دیکھ لیا ہے اور اس کا جانشین بھی'' یہ جملہ مبارکہ خاندانی بزرگوں اور اشرفی بھائیوں کے درمیان زبان زد ہے اور یہی مفہوم ذیل کے اقتباس سے مترشح ہوتا ہے۔ پیر طریقت ڈاکٹر سید محمد مظاہر اشرف اشرفی جیلانی چیف ایڈیٹر آستانہ کراچی پاکستان رقم طراز ہیں۔

''حضرت سرکار کلاں نے مجھ سے پانچ ماہ قبل کی ملاقات میں فرمایا تھا کہ اظہار میاں ساٹھ سال کے ہو گئے ہیں اور یہ دل کے بھی مریض ہیں لیکن میرا پوتا اور اظہار میاں کا جانشین ماشاء اللہ ہونہار ہے، عالم ہے، فاضل ہے، نوعمر ہے، مدبر ہے اور بڑا صبر والا ہے، صحیح حسنی کیفیات کا حامل ہے'' (سرکار کلاں نمبر:۲۷)

مذکورہ بالا عبارت میں نہ صرف حضرت قائد ملت کی جانشینی کا اعلان ہو رہا ہے بلکہ حضرت مخدوم المشائخ کی زبان حق ترجمان سے جاری شدہ تعریف وتحسین کے درخشندہ کلمات حضرت ممدوح کے فکر وتدبر، صبر وشکر اور قابلیت پر بھی سچی شہادت پیش کر رہے ہیں۔ ایک مرد حق آگاہ اور عارف باللہ کی زبان فیض ترجمان سے نکلنے والے مقدس جملوں کی عجیب تاثیر ہی کہیے کہ آج حضرت قائد ملت زید شرفہٗ کی عالی مرتبت شخصیت میں

آفاقیت اور جہانگیریت کا ایک آفتاب تیرتا ہوا محسوس ہوتا ہے جس کی شعائیں نہ صرف اپنے وجود کو روشن کرتی ہیں بلکہ اپنے عقیدت کیشوں کے افکار ونظریات کو بھی درخشاں کرتی ہیں اور تحقیقی بات تو یہ ہے کہ جہاں یہ کرنیں حلقہ بگوشوں کے لئے شگفتگی اور درخشندگی کا سامان فراہم کرتی ہیں۔ اگر کوئی دشمن جان بھی عداوت فراموشی کے بعد اخلاص ومحبت کا ہاتھ بڑھاتا تو حضرت موصوف اپنی محبت وشفقت سے اسے مایوس نہیں فرماتے ہیں بلکہ اس پر پیار کے پھول نچھاور کرتے ہیں یہ ان کی شرافت وکرامت اور خاندانی عادتیں ہیں جس کا فیض لٹانا ان کی خصلت ہے۔

جامع اشرف کی نظامت

روئے زمین پر پھیلی ہوئی علمی، اسلامی، تہذیبی اور ثقافتی اقدار وروایات کی حامل عالمی شہرت یافتہ درسگاہوں میں ''جامع اشرف'' کا نام بھی جلی حرفوں میں تحریر کیا جاتا ہے۔ آبروئے اشرفیت وقار چشتیت جامع الفضل والکمال شیخ اعظم حضرت علامہ سید شاہ محمد اظہار اشرف اشرفی جیلانی قدس سرہ النورانی نے عالمی شہرت و وقار کی حامل درسگاہ اہل سنت الجامعۃ الاشرفیہ (عربی یونیورسیٹی) مبارکپور اعظم گڑھ سے فراغت کے تقریباً اٹھارہ سال بعد مخدوم المشائخ حضرت سرکار کلاں علیہ الرحمۃ والرضوان کی ایماء پر قدوۃ الکبریٰ، غوث العالم حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ النورانی کے مزار پرانوار کے جوار اقدس میں ایک وسیع پلاننگ کے ساتھ ایک عظیم الشان درسگاہ کی داغ بیل ڈالی اور اس کا نام ''جامع اشرف'' تجویز فرمایا۔ پھر اس جامعہ کی تعمیر و تعلیم کو عروج وارتقاء کی بلندیوں سے ہم دوش کرنے کے لئے جانکاہ، روح فرسا اور صبر آزما تکالیف برداشت کیں۔

مختصر یوں کہا جا سکتا ہے کہ مذکورہ جامعہ کی تعمیر وترقی کی چاہت جنون کی حد تک تھی اور جب عشق اس حد تک پہنچ جاتا ہے تو اس عاشق صادق میں طوفان بلاخیز سے بھی نبرد آزما ہونے کی جرأت پیدا ہو جاتی ہے اور وہ آندھیوں کے سامنے کوہ ہمالہ بن کر طوفانوں سے اپنی استقامت واستقلال کا لوہا منوا لیتا ہے کچھ ایسے ہی حالات تھے حضور شیخ اعظم کے، کچھ ایسا ہی جنون اور عشق تھا حضور شیخ اعظم کا، جس نے انہیں ابتلاء وآزمائش اور مخالفتوں کے خطرناک طوفانوں سے سینہ سپر ہونے کا حوصلہ بخشا تھا، جب انہوں نے تعمیری اور تعلیمی سلسلہ کا آغاز فرمایا تو مختصر سی مدت میں حیرت انگیز عروج وکمال سے جامعہ کو سرفراز فرمایا کیوں کہ پیچھے مڑ کر دیکھنا ان کی سرشت کے خلاف تھا وہ آگے بڑھے اور بڑھ کر آسمان ارتقاء کی بلندیاں پالیں اور یہ پیغام دے گئے کہ

چیتے کا جگر چاہیئے شاہیں کا تجسس
دنیا نہیں مردان جفاکش کے لئے تنگ

حضرت شیخ اعظم قدس سرہٗ نے اپنے مشاغل و اسفار کی زیادتی اور ہجوم کار کی بے پناہ کثرت کے سبب ''جامع اشرف'' کی نظامت اپنے لخت جگر خلف اکبر حضرت قائد ملت کو تفویض فرما دی حضرت موصوف نے پوری دلجمعی، تندہی اور جاں فشانی کے ساتھ اسے عرشی بلندیاں عطا کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ فرمایا۔ اس کی تعمیری، تعلیمی، تہذیبی اور تربیتی اقدار کو بلند سے بلند تر کرنے کے لئے اپنی جملہ راحتوں کو تج دیا اور اس کو

فروغ دینے کے لئے جاں گسل تگ ودو فرمائی۔جامع اشرف کے نصابِ تعلیم کو عصری تقاضوں سے بھی ہم آہنگ کرنے کے لئے جیّد اور مقتدر علماء کرام کی آراء طلب کیں اور مناسب ترمیم واصلاح فرمائی۔ مذکورہ ادارہ کے طلبہ کو تعلیم وتربیت کے جمالیات سے مزین کرنے کے لئے قابل وحاذق اساتذہ کی ایک ٹیم بنائی جو طالبان علوم اسلامیہ کو اسلامی واخلاقی اقدار اور تعلیم وتربیت کے انوار سے درخشندہ کرنے کے لئے شبانہ روز مصروف عمل رہتے ہیں۔ادارہ کی اسناد کو ملک وبیرون ملک کے جامعات میں منظور کرانے کی سعی بھی قابل تحسین اقدام ہے۔مذکورہ تمام خدمات اور مساعی کے علاوہ اساتذۂ جامعہ سے اس کی ترقیات کے لئے برابر مشورہ فرماتے رہتے ہیں تاکہ بہتر سے بہتر مشوروں پر عمل درآمدگی ہو سکے اور یہ ادارہ بھی کسی ادارہ سے اپنی خدمات اور سرگرمیوں کے لحاظ سے پیچھے نہ رہے اور حقیقی معنوں میں قوم وملت کی شان، ارتقاء کی پہچان اور وقت کی ایک اہم ضرورت بن جائے۔

ملک وملت کی مشہور اور قابل فخر درسگاہ ''جامع اشرف'' بلاشبہ ہم شبیہ غوث جیلاں حضور اشرفی میاں کی عظمت کا نشان، فخر الخطباء حضور عالم ربانی علامہ سید احمد اشرف اشرفی جیلانی کی شوکت کی پہچان، مخدوم المشائخ حضرت سرکار کلاں کے خوابوں کی تعبیر اور حضرت شیخ اعظم علیہ الرحمہ کی جہد مسلسل، عمل پیہم، یقین محکم اور انتھک کاوشوں کا نتیجہ اور ثمرہ ہے بلکہ اس مقام پر یہ کہنا ہر گز خلاف واقعہ نہ ہوگا کہ حضرت شیخ اعظم نے اپنی حیات مستطاب کے سارے تجربوں اور کاوشوں کا نچوڑ جامع اشرف کی شکل میں پیش فرمایا۔

شیر اشرفیت قائد ملت حضرت علامہ سید شاہ محمود اشرف اشرفی جیلانی قائدانہ صلاحیت سے آراستہ، فکر و تدبر کے گوہر سے مرصع، عقل وفہم کے زیور سے پیراستہ، ضبط وتحمل کی بے نظیر قوت سے منور ارتقاء پذیر اور ترقی پسندانہ عبقری شخصیت کے حامل ہیں۔جامع اشرف کی ہمہ گیر اور آفاقی ترقیات میں حضرت ممدوح کے انہیں اوصاف وکمالات اور محاسن کے جلوہ سامانیاں ہیں۔

خدمات و کارنامے

ایک انسان اپنے زرین کارناموں کی بنا پر مقبول، محبوب اور ہر دلعزیز ہوتا ہے بلکہ ارباب علم ودانش کی نگاہوں میں وہی شخصیت قابل احترام ہوتی ہے جس کے سر پر زرین خدمات کا تاج سجا ہوتا ہے۔اگر تخت شاہی کی مالکیت کے باوجود سنہرے کارناموں سے اس کی حیات خالی ہو تو قوم اس کی المناک بے حسی اور غفلت کو ہرگز معاف نہیں کرتی ہے اور اس کی تاریخیت کو گوشۂ خموش کا حصہ بنا دیتی ہے اس لئے ایک باوقار اور خودمختار شخص کو بعد مرگ بھی زندہ رہنے کی تمنا ہو تو زمین پر کارناموں کی ایک تاریخ رقم کرنا ضروری ہے۔

مذکورہ بالا حقائق کی روشنی میں اگر حضرت قائد ملت کی شخصیت کا مطالعہ کیا جائے تو وہ بڑی طرحدار، تہدار اور ہمہ گیر معلوم ہوتی ہے۔ وہ زندہ تحریکوں اور کارناموں کے حوالے سے عرشی خیالات کے مالک ہیں۔ شبانہ روز کچھ کرنے کی ہی فکر دامن گیر ہوتی ہے۔خاص نشستوں میں بھی یہی موضوع زیر بحث ہوتا ہے۔کبھی جامع اشرف کی ترقیات اور اس کی سرگرمیاں، کبھی خانقاہ

اوراس کی کارکردگیاں، کبھی اسلاف واکابر کے علمی مآثر کی ترویج واشاعت، کبھی تحریری وقلمی خدمات کی ہمہ گیریت، کبھی اسلام وسنیت اور قوم وملت کی فلاح وبہبوداور کبھی جماعت اہل سنت کے درمیان پھیلے ہوئے انتشاراوران کے درمیان اتحادواتفاق جیسے مباحث ہی خاص موضوعات ہوتے ہیں۔اس طرح کے مذاکرات سے حضرت موصوف کے سینے میں قوم وملت کی فلاح وظفر کے تعلق سے جونیک خیالات اور صالح جذبات موجزن ہیں ان کا اندازہ لگانا کچھ مشکل نہیں۔یہی وجہ ہے کہ تحریکی اور تنظیمی کارناموں کا نہ صرف مشورہ دیتے ہیں بلکہ انہیں سطح زمین پراتارنے کی سعی بھی فرماتے ہیں اور ایسا کیوں نہ ہو کہ یہ جذبۂ بے کراں آپ کو ورثے میں ملا ہے۔آپ کے آباء واجداداور اسلاف واکابر بھی انہیں جذبات عالیہ سے سرشار تھے۔

عظیم درسگاہ اہل سنت جامع اشرف میں آپ ابھی زیر تعلیم تھے۔طلبہ کے درمیان ہفتہ واری مشقی بزم ہوتی تھی۔اس کے علاوہ کچھ ایسی انجمن نہیں تھی جس کے ذریعہ کچھ قلمی اور اشاعتی کام ہو سکے۔حضرت والا تبار نے بڑی شدت کے ساتھ یہ کمی محسوس کی اورایک تنظیم کی بنیاد ڈال دی جس کا نام ''جمعیۃ الاشرف'' تجویز فرمایا آج وہ ایک تناور، سایہ دار اور ثمر بار درخت کی طرح مفید عوام وخواص ہو چکی ہے اور تصانیف اہل سنت کی ترویج واشاعت کے تعلق سے اس کی کارکردگیاں اور سرگرمیاں بھی قابل تحسین ہیں۔

جامع اشرف کے فارغ التحصیل علماء وفضلاء ملک کے گوشے گوشے میں اسلام وسنیت کی خدمات انجام دے رہے ہیں مگر ان کے رابطے نہ تو ہم سبق ساتھیوں سے ہیں اور نہ ہی مادر علمی جامع اشرف سے۔لہٰذا حضرت موصوف نے اس بڑی غفلت کا احساس بڑی شدت کے ساتھ فرمایا اورادارہ کے فارغین طلبہ کا اپنے مادر علمی سے رشتے کے استحکام کے لئے ایک مظبوط تحریک بنام ''تنظیم ابنائے قدیم'' کی بنیاد ڈالی۔ہرسال عرس مخدومی کے موقع پر ایک بڑی جامع میٹنگ ہوتی ہے اورعلماء کے مسائل ان کی خدمات اورقوم وملت کے حالات سے صحیح واقفیت حاصل کی جاتی ہے اور پیچیدہ مسائل کے حل پر خاص توجہات مرکوز کی جاتی ہیں۔

ابنائے اہل سنت کے درمیان ماضی میں جو اختلاف وانتشاراور بدنظمی وبدمزگی پیدا ہوئی تھی آج تک اس کے اثرات بد سے پوری ملت کراہ رہی ہے۔اس کے درمیان جو بھی ہواوہ فرقہائے باطلہ کے لئے ایک بڑا سرمایۂ جنگ ثابت ہوا اور اہل سنت کے لئے ایک دردناک تازیانہ۔اختلاف کی خلیج اس قدر وسیع ہوگئی تھی کہ اس کو پاٹنا ایک مشکل امر تھا۔اس خلیج کو سر کرنے کے خیال سے بڑے بڑوں کا زہرہ پانی ہوا جاتا تھا لیکن صد آفریں ہو اس عظیم ہستی پر جو عزم محکم کا کوہ گراں اورفکر وتدبر کا ایک سیل رواں ہے یعنی حضرت قائد ملت نے یہ قابل تحسین اقدام فرمایا اور خانقاہ رضویہ بریلی شریف کی عظیم المرتبت شخصیات کو عرس مخدوم سمنانی میں شرکت کی دعوت دی۔وہ حضرات گرامی مرتبت تشریف لائے۔ان کا شایان شان استقبال کیا گیا پھر ان حضرات نے جواباً عرس اعلیٰ حضرت بریلی شریف میں شرکت کی دعوت دی۔کچھوچھہ مقدسہ سے علماء ومشائخ کے ایک

وفد نے عرس رضوی میں شرکت کی پھر وہ اتحاد و اتفاق اور محبت و عقیدت کا جذبۂ بیکراں جو ایک مدت مدید تک آپسی اختلاف و انتشار کا شکار رہا آج وہ زندہ اور بیدار ہو چکا ہے۔ دونوں عظیم المرتبت خانقاہوں کے درمیان عقیدت و محبت کی ایک خوشگوار لہر محسوس کی جا رہی ہے اب ضرورت اس بات کی ہے کہ اس قربت و یگانگت کو ایک پائدار زندگی دینے کے لئے تمام اہل مسالک و مشارب باہم شیر و شکر ہو جائیں تا کہ اسلام و سنیت کی ہمہ جہت، ہمہ گیر اور دیرپا خدمات انجام دی جاسکیں۔

علماء ومشائخ بورڈ

تنظیم کی ہمہ گیریت اور افادیت ایک مسلم الثبوت امر ہے اس کی افادیت سے انکار نا تجربہ کاری، لاعلمی اور عدم واقفیت کی دلیل ہے۔ تنظیمی طاقت بڑی سے بڑی مشکلات و مصائب کا حل نکالنے میں اپنا جواب نہیں رکھتی ہے لیکن بڑے افسوس کے ساتھ یہ تحریر کرنا پڑ رہا ہے کہ تنظیمی قوت اور افادیت کے اعتراف کے باوجود ۸۰ فیصد سنی مسلمان آج تنظیمی اور مؤثر قیادت سے محروم ہیں۔ وہابیت و دیوبندیت اور دیگر فرقہائے باطلہ کا ایک سیلاب ہے جو تھمنے کا نام نہیں لے رہا ہے اور نہ ہی ہمیں اس کا کچھ زیادہ خیال ہے، سنیوں کی آراضی اور املاک و اوقاف پر باطل فرقوں کے غاصبانہ حملے ہو رہے ہیں۔ ارباب حکومت کے سایہ میں بڑی چابک دستی سے یہ مظالم ڈھائے جا رہے ہیں اور سنی مسلمان غفلت کی چادر اوڑھے خراٹے لے رہے ہیں ایسے عالم میں ضرورت تھی ایک ایسی تنظیم کی جو اہل ایمان کو خواب غفلت سے بیدار کر کے اپنے حقوق کی پاسداری کا علم بردار بنا دے اور ظالموں کے غاصبانہ قبضوں کے خلاف دلوں میں ہمت و حوصلہ بخش دے اور پورے اتحاد و اتفاق کے ساتھ ملی، دینی اور سماجی مسائل کو حل کر سکے۔

اس ضرورت کو بڑی شدت کے ساتھ محسوس کرتے ہوئے شہزادگان شیخ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مضبوط تنظیم و تحریک کا قیام فرمایا جو آل انڈیا علماء و مشائخ بورڈ کے نام سے معروف و مشہور ہے۔ مذکورہ بورڈ کے قیام کا زمانہ بہت طویل نہیں ہے تاہم اپنی طفولیت میں اس نے ایسے حیرت انگیز کارنامے انجام دیے ہیں جس نے پوری باطل جمعیت اور ارباب حکومت کو لرزہ براندام کر دیا ہے۔

مذکورہ بالا تنظیم نے فرقہائے ضالہ مضلہ کے خلاف مورچہ کھولتے ہوئے ۳ جنوری ۲۰۱۰ء کو شہر مرادآباد کے کمپنی باغ میں ایک بہت بڑا اجلاس منعقد کیا جس میں ہزاروں کی تعداد میں علماء و مشائخ اور تقریباً تین لاکھ عوام نے شرکت کی اس موقع پر عوام و خواص کا جوش و جذبہ دیدنی تھا۔ سخت سردی میں بھی انہیں سردی کا احساس نہیں تھا۔ پوری جلسہ گاہ ہی نہیں بلکہ پورا شہر نعرہائے تکبیر و رسالت سے گونج رہا تھا اور مقبوضہ حقوق و املاک وغیرہ کی بازیابی کی آوازوں سے فضائے آسمانی گونج رہی تھی۔ کانفرنس کے آخر میں شہزادۂ شیخ اعظم حضرت اشرف میاں جنرل سکریٹری علماء و مشائخ بورڈ نے مطالبات پر مشتمل ایک میمورنڈم ڈی ایم کو دیا اور اس کی ایک کاپی پی ایم کو ارسال فرمائی۔

تقریباً چار ماہ بعد ہی مذکورہ بورڈ نے فرقۂ باطلہ کو للکارتے اور چیلنج کرتے ہوئے ۱۶ مئی ۲۰۱۰ء کو سرزمین

بھاگلپور بہار میں ایک عظیم الشان کانفرنس منعقد کی۔ سخت گرمی اور لو کا موسم تھا۔ آسمان شعلے برسا رہا تھا۔ زمین آگ اگل رہی تھی۔ عوام پسینے میں شرابور تھے۔ پانی کا بھی چھڑکاؤ ہورہا تھا لیکن تمازت تھی کہ بڑھتی ہی جارہی تھی مگر بندگانِ مصطفیٰ اور غلامان غوث وخواجہ کے حوصلوں کا جواب نہیں تھا۔ اس اجلاس میں بانکا، بھاگلپور، صاحب گنج، راج محل، سہرسہ، کٹیہار، پورنیہ وغیرہ کثیر اضلاع کے تقریباً پانچ لاکھ فرزندان توحید نے شرکت کی اور اپنے حقوق کی بازیابی کے لئے احتجاجی نعرے لگائے۔ کانفرنس کے آخر میں بورڈ کے جنرل سکریٹری حضرت اشرف ملت نے ڈی ایم کو مطالبات پہ مشتمل ایک میمورنڈم پیش فرمایا۔

مذکورہ بورڈ حوصلے اور جذبے کے ساتھ مسلمانوں کے حقوق کی پاسداری کرتا ہے اس میں مسلمانوں کی املاک واوقاف پر ناجائز قبضوں کو ختم کرنے کے لئے مورچے کھول دئے ہیں۔ اس بورڈ کے روحِ رواں اور صدرِ اعلیٰ قائد ملت حضرت علامہ سید شاہ محمود اشرف اشرفی جیلانی ہیں جو آل رسول گلشن فاطمہ کے مہکتے ہوئے پھول ہیں، عمدہ خصائل وشمائل، پاکیزہ اخلاق اور آفاقی خیالات کے مالک ہیں عقل وخرد اور فکر وتدبر کا جبل شامخ، شجاعت وبہادری کا ایک کوہ گراں، علم ومعرفت کا ایک جہاں، محسن قوم وملت اور ہم درد اسلام وسنیت ہیں، قوم کی زبوں حالی پر ان کے سینے میں دہکنے والے غم کا انگارہ اور اس کی بیقراری صاف محسوس کی جا سکتی ہے۔ قوم وملت کی فلاح وکامرانی کا شدید احساس ہی تھا جس نے میدان عمل میں اتر کر قوم کی صالح قیادت کی دعوت دی اور نتیجۃً ایک عملی تنظیم بنام آل انڈیا مشائخ بورڈ کا قیام عمل میں آیا۔ اب ضرورت اس بات کی ہے کہ اہل ایمان اس تحریک کو اور زیادہ فعال بنانے کے لئے پابند عہد اور باہم دست وبازو بن جائیں۔

بارگاہ رب العزت میں پرخلوص دعا ہے کہ مولیٰ: شہزادگان حضرت شیخ اعظم کو ان کے نیک مقاصد میں کامیابی عطا فرما اور حوادث زمانہ کی بادصرصر سے مامون فرما اور ہم تمام کو اپنے مقبول بندوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق رفیق فرما۔

آمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوۃ والتسلیم

☆☆☆☆

ایک عابد کا واقعہ

عبادت گزاروں کی ایک جماعت مسجد میں رہتی تھی۔ وہ رات کو اٹھ کر تہجد پڑھا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک عابد رات کو اٹھا تو اس نے دیکھا کہ اس کے سارے ساتھی سو رہے ہیں، اچانک اس نے مسجد کے کونے سے ایک آواز سنی جو اشعار میں یہ کہہ رہا تھا:

لوگوں پر تعجب ہے جن کی آنکھوں کی ٹھنڈک نیند ہے جس کے بعد موت تیار کھڑی ہے۔ رات کا طویل قیام آسان توشہ ہے اور اس آگ سے ہلکا ہے جو بھڑکنے اور شعلے والی ہے۔

☆☆☆☆

شہزادگان حضور شیخ اعظم رحمۃ اللہ علیہ

مولانا شاہد رضا جامعی اشرفی، استاذ جامع اشرف درگاہ کچھوچھہ مقدسہ

دیار ہند میں اسلام کی تبلیغ و ارشاد کی گراں قدر خدمات میں نمایاں حصہ خواجگان چشت اہل بہشت کا ہے، جن کی روحانی، علمی اور دینی سرگرمیوں کا فیض پورے ملک میں قال اللہ وقال الرسول کی دلنشیں صدا بن کر گونج رہا ہے، یہی وہ قدسی صفت جماعت ہیں جنھوں نے اپنے زندگی کا حاصل، اعلاء کلمۃ اللہ اور احیاء سنت کو بنا کر مردہ دلوں میں زندگی، بے جان روحوں میں ایمان کی تازگی اور بیمار افکار و نظریات میں نور معرفت کی شمع روشن کر دی۔ آج تصوف بیزار، مادیت پرست ماحول میں ملک کی مسلم آبادی میں ۸۰ فیصد سنی مسلمانوں کا وجود انہی کے دم کرم سے قائم ہے۔

تارک السلطنت محبوب یزدانی سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات سے منسوب کچھوچھہ مقدسہ ۸ویں صدی ہجری میں معرفت الٰہی اور شریعت و طریقت کا ایک عظیم روحانی مرکز بن کر ابھرا۔ آپ کے جانشین، خلفاء اور مریدین کی ہر دور میں گراں قدر خدمات کے تابندہ نقوش تاریخ کے ماتھے پر کندہ ہیں، خاندان مخدوم پاک کی عبقری شخصیات نے رنگ و نسل، ملک و قوم سے بلند ہو کر انسانی برادری کی ہمیشہ دست گیری فرمائی ہے۔ ۷ صدیاں گزر چکی ہیں مگر الحمد للہ خانوادۂ اشرفیہ اپنے چشمۂ فیض سے خلق خدا کو مستفیض کرتا رہا اور آج بھی یہ سلسلہ جاری ہے۔ اشرف العرفاء سید اشرف حسین، اعلیٰ حضرت سید علی حسین اشرفی میاں، عالم ربانی مولانا احمد اشرف علیہ الرحمہ، سید مصطفیٰ اشرف، محدث اعظم ہند، محی ملت و دین اچھے میاں، مخدوم المشائخ حضور سرکار کلاں، مخدوم العلماء حضور شیخ اعظم اور ان کی آل و اولاد اور سلسلے کے خلفاء و علماء کے ذریعہ علمی و روحانی تبلیغ کے مظاہر ہر جگہ نظر آ رہے ہیں۔

قائد ملت

جب قادر مطلق اپنے کسی اخص الخاص مقرب بارگاہ بندے کو خصوصی الطاف و کرامات اور بے انتہا عنایات سے سرفراز فرما کر لاکھوں، کروڑوں بندگان خدا میں امتیازی شان اور معتبر حیثیت عطا فرماتا ہے تو اس کی ذات مختلف الجہات اور گوناگوں خوبیوں اور کمالات کا پیکر ہو جاتی ہے اس کی ہر خوبی ایک دوسرے سے ممتاز و منفرد نظر آنے لگتی ہے ایسی ہی شخصیتیں ہزاروں سال تک گردش لیل و نہار کی تلاش و جستجو میں بھٹکنے کے بعد عالم گیتی پر وجود میں آتی ہیں۔

ان قابل قدر شخصیتوں میں یگانہ و ممتاز شخصیت کے حامل حضور علامہ الحاج ابو المختار سید محمد محمود اشرف اشرفی جیلانی صاحب قبلہ مدظلہ العالی سجادہ نشیں آستانۂ اشرفیہ حسنیہ سرکار کلاں درگاہ مخدوم اشرف سمنانی و سرپرست جامع اشرف روح آباد کچھوچھہ شریف ہیں جنھیں کاتب تقدیر نے علم و فضل، شرافت و نجابت، شجاعت

وسخاوت، جذبۂ رشد ہدایت، ملکۂ حسن خطابت، بذلہ سنجی، نکتہ آفرینی، قادرالکلامی، فہم وفراست، تدبر وحکمت اورحق پرستی وراست گوئی جیسی کئی خوبیوں سے نواز کر مثالی بنایا ہے۔یہی وجہ ہے کہ آپ اگرکلام الٰہی کی رمز آشنا ہیں تو حدیث دانی کا اچھا ملکہ بھی رکھتے ہیں،آپ کو اگرعلم فقہ کے استنباط واستخراج سے واقفیت حاصل ہے تو علم منطق وفلسفہ اورعلم کلام کے اسرارورموز سے بھی آشنا ہیں۔تعمیری اور پاکیزہ خیال بھی رکھتے ہیں اور شگفتہ شائستہ ادب کے فنی نکات پر بھی گہری نظر ہے۔ اگر خطابت کی دنیا میں فصاحت وبلاغت کو آپ کی ذات سے تغذیہ فراہم ہوتا ہے تو آپ تصوف ومعرفت حقیقی سے آراستہ ایک درویش حق آگاہ بھی ہیں۔آپ مؤسس ومربی، مدرس وفقیہ اورخطیب کی شکل میں نظر آتے ہیں تو صالح قیادت، ملی رہنمائی، دینی تدبیراورسماجی اصلاحات میں آپ کی گراں قدر خدمات آپ کی قدآورشخصیت کے تابندہ نقوش ہیں۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

۷جولائی ۱۹۶۴ء کو آپ کی پیدائش کچھو چھہ مقدسہ میں ہوئی ، آپ حضور مخدوم سمناں کے ۱۹ویں صاحب سجادہ اورمجدد سلسلۂ اشرفیہ حضوراعلیٰ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ کے تیسرے جانشین ہیں،حضرت سیدنا عبدالرزاق نورالعین رضی اللہ عنہ کے ۱۵ویں پشت اورغوث اعظم رضی اللہ عنہ کے ۲۶ویں پشت، حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے ۳۸ویں پشت اورحضرت علی رضی اللہ عنہ کے ۳۹ویں پشت میں ہونے کی سعادتیں حاصل ہیں۔

آپ کی پرورش وپرداخت داداجان حضور سرکار کلاں کے نگہداشت وسر پرستی میں ہوئی ،چنانچہ ایام طفولیت کا زیادہ حصہ سفر وحضر میں جد امجد کے سایۂ شفقت میں گزرا۔

خاندانی دستور کے مطابق آپ کی بسم اللہ خوانی ۴سال چند ماہ کی عمر میں ۱۹۶۸ءکوسرزمین مقدس مدینہ طیبہ میں عین مواجہ شریف کے سامنے مشہور عالم دین اور خدارسیدہ بزرگ حضرت علامہ ضیاءالدین مہاجر مکی نے علماء ومشائخ اورصوفیاء کی موجودگی میں کرائی،آپ اپنے جدامجد سرکارکلاں اوراکابرخاندان کے ہمراہ اس مقدس سفر میں تشریف لے گئے تھے۔یہ آپ کی زندگی کا پہلا سفر تھا جس میں بہت سے متبرک مقامات کی زیارت سے اکتساب فیض کا موقع ملا اور اس وقت کے عظیم روحانی شخصیتوں اوراہل علم سے ملاقات کاشرف بھی حاصل ہوا۔

ابتدائی تعلیم

آپ کی ابتدائی تعلیم مدرسہ اشرفیہ اظہار العلوم ماچھی پور بھاگلپور بہار میں ہوئی ۱۹۶۸ء میں آپ اپنے پردادا عالم ربانی حضور سید احمد اشرف علیہ الرحمہ اوراپنے جدامجد سرکارکلاں علیہ الرحمہ کے مریدین کے اصرار پر بھاگلپور تشریف لے گئے اور یہاں تقریباًایک سال قیام کے دوران ناظرہ،اردو،فارسی وغیرہ کی تعلیم حاصل کی۔

۱۹۷۲ء سے ۱۹۷۵ء تک فلاح دارین اسکول مرادآباد میں درجۂ ششم تک کی تعلیم مکمل فرمائی،آپ کا قیام جامعہ نعیمیہ دیوان بازار میں تھا،اسکول سے واپس آنے کے بعد بقیہ اوقات مدرسہ ہی میں گزرتا تھا گویا کہ آپ کے شب وروز کا بیشتر حصہ علماء ومشائخ کی صالح

صحبت میں صرف ہوا کرتا۔

جب والد گرامی حضور شیخ اعظم علامہ سید اظہار اشرف اشرفی جیلانی صاحب سجادہ درگاہ مخدوم اشرف نے اعدائے اسلام کی ستم ظریفیوں اور دین وسنیت کے خلاف اٹھنے والے نت نئے فتنے کو دیکھا جو شرق سے غرب تک پھیلتے جارہے تھے اور مخالفین خانقاہ و اہل طریقت کی مذموم سرگرمیوں سے مستقبل میں پیش آنے والی سنگینیوں کا ادراک کیا تو آپ نے یہ عزم مصمم کرلیا کہ اہل سنت وجماعت کی نئی نسل کو ایسی صلاحیتوں کا مالک بنانا ہے جو اپنی جہانگیری اور آفاقی نظر سے ہر فتنے کا مسکت جواب دے سکے اور زمانے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر باتیں کرسکے، جامع اشرف کا قیام آپ کے اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ اپنے عزم کو پایۂ تکمیل تک پہونچانے کے لئے آپ نے اپنے ولیعہد و جانشین کو مروجہ علوم وفنون سے بھی آراستہ کیا۔ مرادآباد میں تعلیم مکمل ہونے کے بعد حضرت قائد ملت نے ۱۹۷۵ء میں فیض آباد کی مشہور عصری درسگاہ جی، آئی، سی، انٹر کالج میں داخلہ لیا، یہاں ۱۲ویں کی تعلیم مکمل کرکے عصری تعلیم سے اچھی واقفیت حاصل کرلی تھی۔ دادا جان حضور سرکارکلاں نے آپ کے اعلیٰ تعلیمی ذوق کے پیش نظر جامع اشرف کو پسند فرمایا اور ۱۹۸۲ء میں آپ نے داخلہ لیا، اس وقت آپ کی عمر ۱۷/۱۸ سال کی تھی۔ جامع اشرف میں مروجہ درس نظامی کی ان کتابوں کا کورس مکمل کیا جو شامل نصاب تھیں جن میں فقہ وتفسیر، حدیث و اصول حدیث، اصول فقہ، عقائد وکلام، ردومناظرہ، منطق وفلسفہ، ادب وقواعد اور حکمت کی کتابیں ان کے علاوہ متفرق موضوعات کی کتابیں آپ کے زیر مطالعہ رہیں، آپ نے جن سے پڑھا خوب پڑھا، مطالعہ کیے بغیر نہ کوئی سبق پڑھتے اور نا ہی مذاکرہ کے بغیر نیا سبق شروع کرتے، آپ کی سند فضیلت پر رقم کردہ تاریخ کے مطابق آپ کی فراغت ۲۷ محرم ۱۴۱۸ھ میں ہوئی۔

حضرت قائد ملت زید شرفہ کو علوم وفنون سے آراستہ کرنے میں بالیقین ایسے ماہرین اساتذہ کرام کی مساعی جمیلہ کارفرما تھی جو منفرد المثال اور نابغہ روزگار تھے، آپ نے جن اساتذہ سے شرف تلمذ حاصل کیا ان میں چند کے اسماء گرامی قابل ذکر ہے۔

(۱) حضرت علامہ غلام مجتبیٰ اشرف اشرفی رحمۃ اللہ علیہ
(۲) حضرت علامہ مفتی عبدالجلیل صاحب اشرفی رحمۃ اللہ علیہ
(۳) حضرت علامہ مفتی زین العابدین صاحب ٹانڈہ رحمۃ اللہ علیہ
(۴) حضرت علامہ خواجہ مظفر حسین صاحب چرہ محمد پور
(۵) حضرت علامہ شاہد رضا صاحب نعیمی ہالینڈ
(۶) حضرت علامہ محمد قمر عالم صاحب قبلہ شیخ الحدیث جامعہ علیمیہ جمداشاہی
(۷) مفتی فیض الرحمن صاحب اشرفی
(۸) مولانا فیاض صاحب اشرفی

آپ نے دینی تعلیم کے علاوہ اودھ یونیورسیٹی سے M.A URDU اور B.A URDU اور علی گڈھ یونیورسیٹی سے ادیب کامل بھی مکمل کیا ہے۔

درس وتدریس

۲۷ محرم الحرام ۱۴۱۸ھ میں آپ کی فراغت ہوئی، اس کے بعد آپ نے مسند تدریس کو زینت بخشا اور مسلسل تین سالوں تک تشنگان علوم نبویہ کو سیراب کرتے رہے، منطق، فقہ

تفسیر وحدیث اور ادب وانشاء کی معتبر کتابیں آپ نے پڑھائی ا ور آپ کا طرز تدریس اور افہام وتفہیم کا انداز بڑا نرالا اور دلنشیں تھا، مشکل ترین مسئلہ کو مختلف پیرایۂ بیان سے اس طرح آسان اور قریب الفہم بنادیتے تھے کہ آسانی سے سمجھ میں آجاتا تھا، یہ آپ کی وہ خصوصیت ہے جس کا ایک حصہ آپ کی ذات سے اور دوسرا حصہ آپ کے اکابر کے فیضان سے جڑا ہوا ہے اس حیثیت سے آپ ایک اچھے ماہر مدرس نظر آتے ہیں۔

ابتدائی سرگرمیاں

(۱) جمعیۃ الاشرف

زمانہ طالب علمی ہی سے آپ بڑے فعال و متحرک اور سرگرم عمل رہے چنانچہ طالبان علوم نبویہ کی خوابیدہ صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کے لئے اور ان کی تقریری وتحریری تمرین وتدریب اور ان میں تصنیفی رجحان پیدا کرنے کے لئے ایک یونین جمعیۃ الاشرف کے نام سے قائم فرمایا۔ جس کا اہم مقصد طلبۂ جامع اشرف کی کاوشوں کو بروئے کار لانا اور وقتاً فوقتاً دینی اصلاحی کتابوں کی اشاعت کرنا ہے الحمدللہ اس جمعیت کے تحت ہر سال طلبہ کے مقالات کا مجموعہ ''سالنامہ صدائے جامع اشرف'' کے نام سے شائع ہوتا ہے۔ طلبہ کے ذوق مطالعہ اور ان کی علمی طلب کو بڑھانے کے لئے جمعیۃ الاشرف کی جانب سے ایک چھوٹی سی لائبریری کا بھی قیام عمل میں آیا جو صرف طلبہ کے لئے خاص ہے جس میں فی الوقت تقریباً ۱۸سو معلومات افزا کتابیں ہیں۔

(۲) مکتبہ فیضان اشرفی

آپ نے اپنے زمانہ طالب علمی میں ایک مکتبہ قائم فرمایا جو بنام ''مکتبہ فیضان اشرفی'' مشہور ہوا۔ اس میں معلوماتی، درسی، غیر درسی کتابیں شائع کی گئیں، اسی مکتبہ سے سب سے پہلے غوث العالم کلینڈر نکلا اور مقبول ہر عام وخاص ہو کر اشرفی پیغام پہنچانے میں بڑا کار گر ثابت ہوا۔

بیعت و ارادت

آپ کو اپنے جد امجد حضور سرکار کلاں رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت حاصل تھی آپ نے اپنی خاص نگرانی میں معرفت وطریقت کے اسرار وعلوم سے بہرہ ور کیا۔ کسی موقع پر حضرت سرکار کلاں نے حضرت قائد ملت صاحب قبلہ سے دریافت فرمایا ہمارے سامنے گھر کے تمام افراد حسب خواہش اپنے مطالبات رکھتے ہیں اور میں پورے بھی کرتا ہوں مگر تم مجھ سے کچھ طلب نہیں کرتے، بولو کیا چاہتے ہو؟ حضرت قائد ملت فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ حضور میں بھی آپ سے کچھ چاہتا ہوں آپ عطا کریں گے؟ حضرت یہ سن کر فوراً اندر داخل ہوئے اور چیک بک اپنے ہاتھ میں لے کر آئے اور فرمایا بولو کتنا دوں قائد ملت صاحب نے عرض کیا حضور مجھ کو دولت نہیں چاہئے مجھ کو تو بس ایک شعر سنانا ہے آپ قبول کرلیں تو یہی میری طلب ہے، حضرت نے فرمایا شعر سناؤ گے؟ سناؤ۔

محمود خستہ حال کا بس ایک سوال ہے
تیرے کرم کے سایہ کٹے زندگی میری

شعر سننا تھا کہ حضرت کی کیفیت بدل گئی، چہرا سرخ ہوگیا، آپ یکا یک خاموش ہوگئے، کچھ توقف کے بعد سر آسمان کی طرف اٹھایا اور فرمانے لگے دیکھو! کیا مانگ رہے ہیں میں نے بھی اپنے دادا حضرت اشرفی میاں علیہ

الرحمہ سے یہی طلب کیا تھا جو تم مجھ سے مانگ رہے ہو۔

اس واقعہ کے تناظر میں یہ بات واضح ہوگئی کہ حضور سرکار کلاں حضرت قائد ملت سے کتنی محبت کیا کرتے تھے اور اپنی کرم فرمائیوں سے کس طرح نوازتے تھے، مخدوم سمنانی علیہ الرحمہ کا خاص کرم اور عنایت اگر حضور اشرفی میاں کی ذات کے ساتھ رہی اور انہیں مجدد اور ہم شبیہ غوثیت کا اعلیٰ مقام حاصل ہوا تو ہم بلا مبالغہ کہہ سکتے ہیں کہ حضرت قائد ملت اپنے دادا جان حضور سرکار کلاں علیہ الرحمہ کے عکس جمیل اور پرتو ہیں۔

خلافت

آپ کو خلافت دادا جان کے علاوہ والد گرامی سے بھی حاصل ہے فرق صرف اتنا ہے کہ دادا جان کی کرم نوازی محبوب الٰہی سیدنا نظام الدین اولیاء کی بارگاہ میں ہوئی جہاں آپ اپنے بزرگوں کے ہمراہ بغرض زیارت تشریف لے گئے تھے اور وہاں آپ نے بلا کر خلافت نامہ سے نوزا اور والد گرامی نے خواجہ خواجگاں حضرت سیدنا خواجہ غریب نواز کے آستانے پر حاضری وزیارت کے بعد خلافت نامہ عطا فرمایا۔ حضور سرکار کلاں نے اپنے پوتے حضرت مخدوم سمنانی کے ہونے والے جانشیں کو خاندان کے خاص تبرکات ونقوش سے نواز کر دعائے حیدری، دعائے حزب البحر کا عمل کرایا اور دعائے سیفی کی اجازت مرحمت فرمائی۔

اعلان ولی عہدی

جنوری ۱۹۹۷ء کو آپ کی ولی عہدی کا اعلان حضور صاحب سجادہ شیخ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا۔ سچ تو یہ ہے کہ حضرت سرکار کلاں علیہ الرحمہ نے اپنی ظاہری زندگی میں آپ کی ذات وکردار کی اثر انگیزی سے اطمینان کا ظہور کرتے ہوئے جانشیں اور ولی عہد کا ان الفاظ میں اعلان فرمایا تھا ’’میں نے اپنا جانشین دیکھا اور اس کا جانشیں بھی‘‘ ڈاکٹر سید مظاہر اشرف اشرفی جیلانی چیف ایڈیٹر ماہنامہ آستانہ کراچی پاکستان فرماتے ہیں ’’حضرت سرکار کلاں نے مجھ سے اپنے وصال سے پانچ ماہ قبل کی ملاقات میں فرمایا تھا کہ اظہار میاں ساٹھ سال کے ہو گئے ہیں اور دل کے بھی مریض ہیں لیکن میرا پوتا اور اظہار میاں کا جانشیں ماشاء اللہ ہونہار ہے، عالم ہے فاضل ہے نوعمر ہے، مدبر اور بڑا صبر والا ہے، صحیح حسنی کیفیت کا حامل ہے‘‘۔

سفر حج

سب سے پہلا فریضۂ حج ۱۹۹۲ء میں ادا کیا اس کے علاوہ متعدد بار حج کی سعادت نصیب ہوئی آپ نے اپنے خاندانی بزرگوں کی طرح مقدس مقامات کی بھی زیارت فرمائی، جیسے بغداد شریف، کربلائے معلیٰ، نجف اشرف، حمص، کوفہ، بصرہ، ملک شام اور جارڈن کے مقدس مقامات کی زیارت سے بھی شرف یاب ہوئے۔

تبلیغی دورے

دادا جان اور والد بزرگوار سے جو روحانی، علمی فیض ملا اور اصلاحی طرز تبلیغ کی خصوصیت جو آپ کے حصہ میں آئی اور مشاہیر طریقت سے آپ نے جو فیوض و برکات حاصل کیے اس کا تقاضا یہ تھا کہ مخدومی فیضان کے اثرات طالبان طریقت اور سالکان معرفت تک پہونچے، چنانچہ آپ نے تبلیغی دورے شروع کئے، کہیں تقریر وتحریر سے اور کہیں حکمت و تدبر اور کہیں خاندانی فیض سے

ہزاروں بے نور دلوں کو روشن فرمایا بھٹکے ہوئے لوگوں کی ہدایت فرمائی۔ چنانچہ آپ کے دست حق پرست پر کثیر تعداد میں جہالت وگمراہی اور بددینی کی زندگی گزارنے والوں نے توبہ کی اور پاک وستھری زندگی کا آغاز کیا، ضلالت وکفر وشرک میں ڈوبے سینکڑوں افراد اسلام کا کلمہ پڑھ کر نور ہدایت سے منور ہوگئے۔ آپ کے تبلیغی دورے کا دائرۂ کار پورا ہندوستان ہے مگر جن کو رد ہ علاقوں میں خاص توجہ رہی، ان میں چھتیس گڑھ، پنجاب، جھارکھنڈ، بہار، یوپی، مہاراشٹر، ایم پی، اتراکھنڈ، گجرات اور راجستھان کے علاقے ہیں۔

ذوق شاعری

آپ کو وراثۃً شاعری کا عمدہ ذوق ملا ہے۔ حضور اشرفی میاں کی عارفانہ شاعری خواص کے درمیان مقبول ہے۔ اردو کے علاوہ فارسی و ہندی کلام بھی خاص مقام رکھتا ہے۔ حضرت قائد ملت کی شاعری کا آغاز بار گاہ خواجہ خواجگاں ہند الولی سے ہوا یہاں آپ کا شعری قریحہ بیدار ہوا اور آپ نے اپنے انفعالات و جذبات کو اپنے اشعار میں بیان فرمایا اس وقت آپ کی عمر مشکل سے ۱۴۔۱۵ سال کی تھی۔ آپ کا پہلا کلام یہ ہے۔

ولی ذی حشم خواجہ معین الدین اجمیری
شفیع محتشم خواجہ معین الدین اجمیری
عجب ہی کیف ومستی میں نظر آتے ہیں دیوانے
ہیں مائل بکرم خواجہ معین الدین اجمیری
تمہارے نام لیو درد ہائے صد مصائب ہیں
کرو ان پر کرم خواجہ معین الدین اجمیری
ہے محمود حزیں تیرا دو صدقہ شاہ سمناں کا
نہ ٹپکے اشک غم خواجہ معین الدین اجمیری

دربار سلطان الہند میں جب سیدنا مخدوم اشرف جہانگیر پہونچے تھے تو آپ کی بھی یہی کیفیت تھی، چنانچہ ''اظہار عقیدت، حصہ اول'' کے مقدمہ میں ص ۳۰ پر سید امین اشرف صاحب رقم طراز ہیں کہ ''روایت ہے کہ وہ بے اختیار پکار اٹھے کہ بارگاہ غریب نواز میں ایک تہی دست حاضر ہے، وہ گوہر مقصود کا طلب گار، چنانچہ سید اشرف جہانگیر سمنانی لامتناہی فیوض و برکات سے مستفیض ہوئے'' اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ حضور قائد ملت کو بھی اپنے جد اعلیٰ کی سنت پر چلنے کا متبرک موقع دستیاب ہوا جس کو آپ نے اپنی زندگی کا سب سے قیمتی لمحہ سمجھ کر یادگار بنالیا۔

اسی بارگاہ شاہ علاء الحق والدین پنڈوی گنج نبات رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں جب حاضری ہوئی تو آپ نے اپنا خراج عقیدت ان اشعار میں پیش فرمایا۔

تیرے در پہ غلام سید ابرار آئے ہیں
ذرا دیکھو تو کیسے بے کس و ناچار آئے ہیں
حضور اشرف سمناں کے تم پیر ومرشد ہو
اسی نسبت شاہا ہم تیرے دربار آئے ہیں

اخلاق ومحاسن

آپ نرم خو، سادگی پسند، صاف گو، تصنع وریاکاری سے بیزار، خوردنواز، فراخ دل، شریف النفس علم دوست باحیا، پروقار شخصیت کے مالک اور افراد ساز واقع ہوئے ہیں۔ اہل سنت و جماعت کی ترویج اور ملت کی تعمیر و اصلاح کا جذبہ بیکراں آپ کو ہمیشہ رواں دواں اور سرگرم عمل رکھتا ہے۔

موجودہ ذمہ داریاں

ملک بھر میں پھیلے سینکڑوں مدارس ومساجد اور تنظیموں کی سرپرستی فرمارہے ہیں۔ان میں جامع اشرف کچھو چھہ،دارالعلوم علی حسن اہل سنت ممبئی ، دارالعلوم اشرفیہ راج محل، جامعہ نعیمیہ مرادآباد، مدرسہ اشرفیہ اظہار العلوم ماچھی پور بھاگل پور، مدرسہ اشرف المدارس گدیانہ کان پور، جامعہ علی حسن اہل سنت اترولہ بلرامپور کے علاوہ ،مالیگاؤں،سورت فتح پور،جموئی،صاحب گنج،راج پوراور پنجاب کے کئی مدرسوں کوآپ کی سرپرستی حاصل ہے۔

آپ ۸۰ فیصد سنی مسلمانوں کی نمائندگی کرنے والی تنظیم آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ کے قومی صدراور مخدوم اشرف میموریل سارو جنک ایجوکیشنل سوسائٹی ،الاشرف اکیڈمی کے چیرمین ہیں۔دعاہے کہ مولیٰ کریم قوم وملت کے اس عظیم محسن اور داعی کی عمر میں برکت عطا کرے اور ان کے فیض کوزیادہ سے زیادہ عام کرے۔

علامہ سید محمد اشرف کچھوچھوی

عصر رواں میں خانوادہ اشرفیہ کی تاریخ ساز انقلاب آفریں شخصیات میں حضرت علامہ سید محمد اشرف کچھوچھوی کا نام جانا پہچانا ہے۔

ولادت باسعادت

آپ کی ولادت ۵ جولائی ۱۹۶۶ء کوکچھوچھہ میں ہوئی۔

رسم بسم اللہ خوانی

خاندانی دستور کے مطابق ٹھیک ۴ سال ۴ ماہ کی عمر میں رسم بسم اللہ خوانی حضور سرکار کلاں کے ذریعہ ادا کی گئی اس موقع پر خاندان کے اکابرین کی دعائیں اس رسم کی ادائیگی پرمستزادتھی ،آپ بچپن سے بڑی ذہین واقع ہوئے تھے ،خوبصورت چہرہ بڑی بڑی آنکھیں ، کشادہ پیشانی،کسی روشن مستقبل کا پیش خیمہ تھی۔

بالائے سرش ز ہوشمند ی
می تافت ستارۂ بلندی

ابتدائی تعلیم

آپ کی ابتدائی تعلیم جامعہ اشرفیہ کچھو چھہ شریف میں ہوئی ۱۹۷۴ سے ۱۹۷۷ تک قرأت حفص کا کورس مکمل کیااسی درمیان فلاح دارین اسکول مرادآباد میں درجہ ۶ تک تعلیم حاصل کی ۱۹۷۷ سے ۸۶ تک آپ علی گڑھ یونیورسیٹی میں زیرتعلیم رہے یہاں آپ نے بی۔ایس۔سی کیا۔۱۹۸۷ء سے ۱۹۸۹ تک لکھنؤ یونیور سیٹی سے اردواورفارسی میں بی۔اے کیا۔

آپ کو اپنے دادا جان حضور سرکار کلاں سے شرف بیعت حاصل ہے۔انہوں نے معرفت وطریقت کی تعلیمات کے لیے آپ پرخاص توجہ فرمائی ۔رشد و ہدایت،تصوف واخلاق،زہدوتقویٰ اورخانقاہی معمولات کے تمام گوشوں سے آپ کوروشناس کرایا۔مرشد کامل نےنصیحت کرتے ہوئے فرمایا''اگردنیاسے عزت چاہتے ہوتوخودکی عزت کرواوراپنے آپ کوبرائیوں سے بچاؤ'' ہرنماز کے بعد''یاشفیق یا رفیق نجنی من کل شی'' کا وظیفہ بھی بتایا آپ کواپنے والدگرامی حضور شیخ اعظم سے خلافت واجازت بھی حاصل ہے۔آپ نے تمام نقوش وعملیات مع دعا حیدری کاعمل حضور شیخ اعظم کےسرپرستی میں مکمل کیا۔

آپ کی سرگرمیاں

عہد طالب علمی ہی سے آپ کی شخصیت تنظیم و

تحریک کی طرف مائل رہی آپ جس ادارہ میں رہے وہاں طلبہ کی انجمن کے روح رواں اور متحرک وفعال افراد کے رفیق کار بنے رہے۔علی گڑھ یونیورسیٹی میں سنی طلبہ کی ایک تنظیم قائم کی جس کا مقصد عقیدۂ اہل سنت کا فروغ اوراس کے رسومات کا تحفظ تھا۔

۲۰۰۴ء سے ماہنامہ غوث العالم پہلے کچھوچھہ شریف پھر لکھنؤ سے آپ کی ادارت میں نکلنا شروع ہوا ۲۰۰۹ء میں آپ نے ہندوستان کے سنی مسلمانوں کی ملی سماجی تعلیمی اور دینی مسائل کو حل کرنے کے لئے تمام علماء و مشائخ کی لکھنؤ میں میٹنگ بلائی جس میں اتفاق رائے سے یہ تجویز پاس کی گئی کہ سنی مسلمانوں کی متحدہ قیادت کے لیے ایک ملکی سطح کی تنظیم ہونی چاہئے۔چنانچہ آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ نامی تنظیم کا وجود عمل میں آیا جس کی اہم ذمہ داری حضور اشرف ملت کو سونپی گئی اور آپ کو بورڈ کا جنرل سکریٹری بنایا گیا۔الحمد للہ بہت قلیل مدت میں حضرت نے جہد مسلسل،عزم مصمم اور اپنی مثال کار کردگی کے ذریعہ اس بورڈ کو ملک میں سنی مسلمانوں کی نمائندہ تنظیم کی حیثیت منوا چکے ہیں۔بورڈ کے زیر اہتمام ۳ جنوری ۲۰۱۰ء کو مرادآباد میں پہلی سنی کانفرنس ہوئی جس میں تین سے چار لاکھ مسلمانوں نے شرکت کی۔ دوسری کانفرس ۱۶ مئی ۲۰۱۰ء کو بھاگل پور میں ہوئی اس میں تقریباً پانچ لاکھ مسلمانوں نے شرکت کر کے اپنی بیداری کا ثبوت دیا۔تیسری کانفرس مشائخ طریقت کانفرس کے نام سے شہر بریلی میں ۲۰۱۲ء کو ہوئی اس میں کثیر تعداد میں سنی مسلمان نے شرکت کی۔چوتھی کانفرس مسلم مہا پنچایت کے نام سے مرادآباد میں ہوئی جس میں تین لاکھ سے زائد مسلمانوں نے اپنے حقوق کی بازیابی، وقف غاصبانہ قبضہ، حج کمیٹی اور مائنیرز کمیشن پر وہابیوں کے تسلط کے خلاف آواز اٹھائی دراصل بورڈ اس ملک میں ایسے افراد کی نمائندگی کرتا ہے جو آستانوں اور مزاروں سے تعلق رکھتے ہیں،مسلم آبادی میں ان کا تناسب ۸۰ فیصد ہے۔حضرت اشرف ملت سنی مسلمان کے حقوق کی بازیابی کے لئے سرگرم عمل ہیں بورڈ کے توسط سے برسر اقتدار افراد تک اپنی آواز پہنچا نے کی کوشش میں ہیں جس کے بہتر نتائج سامنے آرہے ہیں۔

مختلف اداروں کی سر پرستی

آپ ہندوستان میں ۶۰ / ۶۵ مدرسوں کی سرپرستی کا فریضہ انجام دے رہے ہیں اور سینکڑوں تنظیموں کی قیادت فرما کر نئی نسل کی حوصلہ افزائی کر رہے ہیں۔ان میں قابل ذکر مدرسہ نور العلوم عنایتیہ سیفنی رام پور، مدرسہ اشرفیہ رضویہ مظفر پور، مدرسہ اشرفیہ اظہار العلوم ڈوم ڈانگی، بنگال، مدرسہ اشرفیہ مختار العلوم ٹانڈہ، سنی ائمۂ مساجد ایسوسی شین راجستھان، غوث العالم میموریل ایجوکیشنل سوسائٹی لکھنؤ، تنظیم بزم حمد ونعت مرادآباد ہیں۔

سید حماد اشرف اشرفی جیلانی

حضور شیخ اعظم علیہ الرحمہ کے سب سے چھوٹے فرزند ارجمند کا اسم گرامی سید محمد حماد اشرف ہے ان کو لکھنؤ میں دین وسنیت کی سرگرمیوں کے روح رواں کی حیثیت حاصل ہے۔آپ کی ولادت ۱۵ جنوری ۱۹۷۰ء میں ہوئی ،بچپن سے بڑے ذہین وفطین ہونے کی وجہ سے بہت کم عمر میں ہی گھر کی ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد سینٹ میری اسکول فیض آباد میں داخل ہو گئے، یہاں

نرسری سے ششم درجہ تک کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد کچھو چھہ شریف لوٹ آئے۔ دراصل گھر میں سب سے چھوٹے ہونے کی وجہ سے والدہ کے محبوب نظر تھے، بیٹے کی جدائی شاق گزرنے کی وجہ سے آپ کی تعلیم کا باضابطہ انتظام گھر ہی پر کر دیا گیا۔ چنانچہ آپ نے ہیرالال انٹر کالج کچھوچھہ سے دسویں کی تعلیم مکمل کی اور بارہویں کی تعلیم گونڈہ انٹر کالج میں پورا کیا ۹۱-۱۹۸۹ء تک لکھنؤ یونیورسیٹی میں زیر تعلیم رہے یہاں B.com کرنے کے بعد ٹکنالوجی ادارہ قائم کرنے کے پلانگ میں تھے کہ حضور شیخ اعظم کے مشورے سے طباعت و پرنٹنگ کی دنیا میں قدم رکھا، چنانچہ ۱۹۹۶ء میں سمناں پریس جو پہلے اکبر پور امبیڈکر نگر میں چل رہا تھا لکھنؤ منتقل کر دیا گیا۔ آپ کی محنت اور توجہ سے بہت کم مدت میں یہ پریس معیاری اور شہرت یافتہ پریس کی فہرست میں شامل ہو گیا۔

والد بزرگوار کی دیرینہ خواہش اور خاص توجہ طباعت کی طرف اس لئے تھی کہ دنیائے سنیت میں سب سے پہلے آپ کے جد امجد حضور اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ نے اشرفی پریس قائم کر کے اشاعت کی دنیا میں انقلاب برپا کر دیا تھا اسی پریس سے جماعت اہل سنت کا مقتدر رسالہ ''اشرفی'' مدتوں نکلتا رہا اور نادر و نایاب کتابیں اور اسلاف کے ایسے مخطوطات اور قلمی نگارشات دوبارہ شائع ہوئے جو بالکل بوسیدہ ہو چکے تھے، حضرت شیخ اعظم نے جائزہ لیا کہ تقریر و خطاب، تحریر و تصنیف کے میدان سے دعوتی سرگرمیاں جاری ہیں۔ مگر طباعت و پرنٹنگ میں پھر وقفہ وسکوت آ گیا ہے۔ ایسے وقت میں مخالفین کی کتابوں کی نشر و اشاعت ترقی کر رہی ہیں ضروری محسوس ہوا ہے کہ اس مبارک عمل کو زندہ کیا جائے چنانچہ اس مقصد کو بروئے کار لانے کے لئے حضرت نے حماد میاں صاحب قبلہ کا انتخاب فریا۔

حضرت حماد میاں صاحب نے پریس کی ذمہ داریوں کو بخوبی نبھایا اس کے ساتھ لکھنؤ میں چلنے والی دینی و ملی تنظیم و تحریک کی حمایت کرتے ہوئے جلوس محمدی، جلوس غوثیہ نکالنا، سنی ائمہ علماء اور نوجوانوں کا خیال رکھنا، سنی اداروں کی سرگرمیوں میں حصہ لینا آپ کی زندگی کا ایک حصہ بن گیا ہے۔

آپ عرس مخدومی اور عرس سرکار کلاں کے موقع پر لنگر خانہ کی ذمہ داری سنبھالتے ہیں۔ چھوٹا ہو یا بڑا، انپڑھ ہو یا پڑھا لکھا سب کے ساتھ نہایت نرمی اور خوش اخلاقی کے ساتھ پیش آتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ سے ایک بار ملاقات کرنے والا، آپ کی حسن صورت اور حسن سیرت کا دلدادہ ہو جاتا ہے۔

اللہ سے دعا ہے کہ آپ کی عمر آپ کے جذبۂ پیکراں کو ثابت رکھکر سنیت کی خدمت کی مزید توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

مرض الموت میں پڑھنے والے کلمات

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنی بیماری میں یہ کلمات پڑھے اگر وہ اپنی اسی بیماری میں مر گیا تو اسے جہنم کی آگ نہیں جلائے گی۔

کلمات یہ ہیں: لاالہ اللہ واللہ اکبر لاالہ اللہ وحدہ لاشریک لہٗ لہ الملک ولہ الحمد لاالہ اللہ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

اولادِ شیخ اعظم میں تصلب فی الدین

اسیر مفتی اعظم، مولانا الحاج محمد سعید نوری، جنرل سکریٹری رضا اکیڈمی ممبئی

آج سے تقریباً ۲۰۔۲۵ سال قبل کی بات ہے کہ جنوبی ممبئی کی عطار گلی میں حضرت شیخ اعظم سید اظہار اشرف صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے محرم میں بیانات ہو رہے تھے۔ ایک روز پروگرام کے بعد محرم کی مجلس کمیٹی کے اراکین نے حضرت سے میری ملاقات کروائی اور میرا تعارف کروایا کہ یہ حضور مفتی اعظم کے مرید ہیں اور رضا اکیڈمی چلاتے ہیں۔ حضرت نے بڑی محبت اور شفقت سے ملاقات کی اور دعائیہ کلمات کے بعد فرمایا کہ میرا ارادہ ہے کہ ایک بہت بڑی لائبریری قائم کروں جس میں تمام بڑی اور چھوٹی کتابوں کے ساتھ ساتھ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی تمام کتابیں رہیں۔ اور پھر اعلیٰ حضرت کی کتابوں کی تخریج کی جائے اور اس کو شائع کرایا جائے۔ اس سے اعلیٰ حضرت کی کتابیں عوام کو سمجھنے میں آسانی ہوگی اور سنّیت کی اشاعت اچھے سے ہوگی۔ کم سے کم دس منٹ تک حضرت اسٹیج کے نیچے کھڑے کھڑے گفتگو فرماتے رہے۔ اس کے برسوں بعد حضرت کی علالت کے زمانے میں ممبئی کے پرنس آغا خان اسپتال جانا ہوا۔ وہاں پر حضرت کے دونوں صاحب زادگان حضرت محمود میاں صاحب اور حضرت محمد اشرف صاحب سے ملاقات ہوئی۔ اس کے دو روز بعد اطلاع ملی کہ حضرت کا انتقال ہوگیا ہے۔ مَیں فوراً اسپتال پہنچا، جہاں مریدین و معتقدین حضرت کے جسدِ مبارک کو کچھوچھہ شریف لے جانے کی تیاری کر رہے تھے۔

حضرت کے دونوں صاحب زادگان سے مجھے اس لیے بھی محبت ہے کہ ان کا تصلب فی الدین صرف اسٹیج تک ہی محدود نہیں، بلکہ وہ وہابیوں دیوبندیوں سے دور اور نفور رہنے کا اعلان سیاسی طور پر بھی کرتے ہیں۔ بدمذہبوں کے ساتھ اُٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا جائز نہیں ہے بلکہ اگر وہ بیمار پڑیں تو ان کی عیادت میں جانا، مر جائیں تو ان کی نمازِ جنازہ میں شریک ہونا بھی ناجائز وحرام ہے۔ ان کی بدمذہبوں سے یہ نفرت سیاسی اسٹیج سے بھی ہے، جہاں وہ اس بات کا بانگِ دہل اعلان کرتے ہیں۔

حضرت شیخ اعظم کی علالت کے زمانے میں رضا جامع مسجد، پھول گلی، ممبئی میں ایک میٹنگ ہوئی جس میں حضرت محمود میاں صاحب نے کہا کہ حسام الحرمین ہمارے لیے کسوٹی ہے، جو اس کو مانے گا وہ ہمارا ہے۔ جو نہیں مانے گا وہ ہمارا نہیں ہے، وہ اہلِ سنّت میں سے نہیں ہے۔ اس میٹنگ میں ممبئی کے کئی علما کرام شریک تھے۔ جیسے حضرت مولانا منصور علی خان، خطیب و امام سنّی بڑی مسجد مدن پورہ، مولانا امان اللہ رضا رضوی، مولانا خلیل الرحمٰن نوری، مفتی قمر الزماں دارالعلوم فیضانِ مفتی اعظم، سید منہاج رضا ہاشمی میاں، قاری نظام الدین وغیرہ دسیوں علما، ائمۂ مساجد موجود تھے۔ مجھے ان کا یہ نعرہ بڑا محبوب ہے کہ ”وہابیوں کی نہ امامت قبول ہے، نہ قیادت قبول ہے“۔

حضرت شیخ اعظم سید اظہار میاں صاحب نے اپنے بچوں کو سنّیت اور مسلکِ اعلیٰ حضرت میں ایسا

مضبوط کیا ہے کہ وہ کسی بھی بدمذہب سے کسی بھی موقع پر اتحاد تو دور کی بات ہے ملنا بھی پسند نہیں کرتے۔ ابھی پاکستانی پروفیسر ممبئی آیا تھا۔ ان کے مرید نے کہا کہ ہمارے پیر حضرت محمود میاں صاحب اگر منع کر دیں گے تو میں ان کے پروگرام میں نہیں جاؤں گا اور نہ ہی ان کا ساتھ دوں گا۔ دو چار دن کے بعد معلوم ہوا کہ حضرت محمود میاں نے اپنے اس مرید کو اس سے دور رہنے کا حکم دیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ وہی اشرفی فیض ہے جس کے لیے اعلیٰ حضرت نے فرمایا ۔

احمد اشرف حمد و شرف لے
اس سے ذلت پاتے یہ ہیں

اعلیٰ حضرت نے اپنے چہیتے خلیفہ شہزادہ حضور اشرفی میاں کے لیے اور شیخ اعظم کے جد کے لیے جو فرمایا آج تک وہ حرف بہ حرف صحیح ثابت ہو رہا ہے کہ ان کی اور ان کی اولادوں سے بدمذہب ذلت پا رہے ہیں اور میرا تو یقین ہے کہ حضرت سید احمد اشرف صاحب کی اولادوں میں یہ صفت قیامت تک رہے گی۔ ان شاء اللہ۔

☆☆☆☆

کلام اعلیٰ حضرت

لَمْ یاتِ نظیرک فی نظر مثل تو نہ شد پیدا جانا
جگ راج کو تاج تورے سر سو ہے تجھکو شہ دوسرا جانا

البحر علا والموج طغی من بےکس و طوفاں ہوشربا
منجدھار میں ہوں بگڑی ہے ہوا موری نیا پار لگا جانا

یا شمس نظرت الی لیلی چو بطیبہ رسی عرضے بکنی توری جوت
کی جھل جھل جگ میں رچی مری شب نے نہ دن ہو جانا

لک بدر فی الوجہ الاجمل خط ہالۂ مہ زلف ابر اجل
تورے چندن چندر پروکنڈل رحمت کی بھرن برسا جانا

انا فی عطش و سخاک اتم اے گیسوے پاک اے ابر کرم
برسن ہارے رُجھم رُجھم دو بوند ادھر بھی گرا جانا

یا قافلتی زیدی اجلک رحمے بر حسرت تشنہ لبک
مورا جیرا الرجے درکدرک طیبہ سے ابھی نہ سنا جانا

بس خامۂ خام نوائے رضا نہ یہ طرز مری نہ یہ رنگ میرا
ارشاد احبا ناطق تھا نا چار اس راہ پڑا جانا

شیخ اعظم اور جانشین شیخ اعظم

صاحبزادہ علامہ نورالخیر محمد ثناء اللہ اشرفی نعیمی
ابن فرزند اکبر فقیہ اعظم محدث بصیرپوری وخلیفہ مجاز شیخ اعظم سرکارکلاں

پیر طریقت رہبر شریعت، شیخ اعظم حضرت سید شاہ محمد اظہار اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ بہت بڑے مفتی، مفسر و محدث، محقق وفقیہ، خطیب وادیب، عالم باعمل اور متقی بلکہ اگر یوں کہا جائے امام الاتقیا، امام الاولیاء، امام الاصفیاء کہلانے کے حقدار ہیں تو کچھ مبالغہ نہ ہوگا۔

دنیا میں ایسے بہت ہی کم لوگ نظر آتے ہیں جن میں بیک وقت اتنی صفات موجود ہوں۔ حضرت شیخ اعظم کو میں نے لاہور میں اپنی مسجد کے افتتاح کی غرض سے بلایا، آپ کے ساتھ آپ کے صاحب زادے حضرت محمود میاں بھی تشریف لائے۔ دونوں حضرات نے تقریر فرمائی جس کو آج تک عوام الناس یاد کرتے ہیں۔ شہزادگانِ غوث اعظم نے شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور شانِ علم وعمل اس انداز میں بیان فرمائی کہ وہ منظر تاحال فقیر کی نظر میں ہے۔ دنیا آپ کے بیانات سن کر عش عش کر اٹھی۔ میرے جدامجد حضرت فقیہ اعظم پاکستان مفتی محمد نور اللہ نعیمی اشرفی محدث بصیرپوری علیہ الرحمہ کے قائم کردہ مدرسہ دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور میں شیخ اعظم نے کئی بار تقاریر فرمائیں اور لوگوں کو اپنا دیوانہ بنادیا۔ پاکستان میں میں نے اکثر مقامات پر حضرت کی تقاریر سنیں تو لوگوں کو آپ پر فدا ہوتے دیکھا، پاکستان کے علاوہ اکثر ممالک میں علماء ومشائخ اور عوام الناس کے تأثرات سنے، جنہوں نے حضرت کو بڑے عمدہ الفاظ میں یاد کیا۔ میں نے مسجد نبوی شریف میں حضرت کی تعریف سنی وہاں بھی لوگ حضرت کو بڑی محبت سے یاد کررہے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت کو بہت سی خوبیوں سے نوازا تھا۔ کتنے بدعقیدہ لوگ حضرت کی صحبت سے راہ مستقیم پر آئے، کتنے دنیادار دین دار اور عاشقان مصطفیٰ بن گئے، کئی لوگوں نے آپ کے زیر سایہ رہ کر سلوک کی منازل طے کیں، آپ حکیم الامت تھے، آپ نے اپنے آباء واجداد کی صحیح جانشینی کا حق ادا کیا۔

گزشتہ رمضان شریف میں مدینہ طیبہ میں صاحبزادہ حضور شیخ اعظم محمود میاں صاحب سے ملاقات ہوئی اور مسجد نبوی شریف میں حضرت کے ساتھ بیٹھ کر روزہ افطار کرنے کی کئی مرتبہ سعادت حاصل ہوئی۔ بعض اوقات حضرت صاحبزادہ والا کو مسجد پہنچنے میں تاخیر ہوجاتی تو میں آپ کے لئے بیٹھنے کی جگہ رکھ لیتا۔ مدینہ منورہ میں آپ کی قیام گاہ پر کئی مرتبہ جانے کا اتفاق ہوا تو کئی گھنٹوں تک ملاقات رہی۔ آپ نے فرمایا کہ کل یوم بدر ہے اس لئے ہم سیدالشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار پر حاضری دیں گے، آپ نے حکم فرمایا آپ بھی کل ہمارے ساتھ چلیں ہم لوگوں نے مسجد سیدالشہداء میں بیٹھ کر روزہ افطار کیا اور نماز مغرب ادا کرنے کے بعد حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار پر حاضری دی۔ مدینہ منورہ میں جس جگہ بھی آپ کے ساتھ رہا آپ سے عشق مصطفیٰ کی باتیں سنتا رہتا۔ آپ نے دینی گفتگو کے علاوہ کوئی فضول گفتگو نہ فرمائی۔ غرضیکہ حضرت اظہار میاں علیہ الرحمہ اور آپ کے جانشیں حضرت محمود میاں کو جب بھی کسی نے دیکھا یا آپ کی گفتگو سنی تو ہمیشہ دین کا پرچار کرتے ہوئے پایا۔ حضرت شیخ اعظم نے اپنی تمام اولاد، تمام مریدین و معتقدین کی تربیت قرآن وحدیث کی روشنی میں فرمائی۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے۔ آپ کے صدقہ سے ہم گناہ گاروں کی بخشش فرمائے۔ (آمین)

مـن رأه الـمسـلـمون حسـنـا فهـوعـنـدالـلـه حسن

تأثرات

مشائخ وعلماء

حق پہ چل کر، حق پہ رہ کر، حق سے واصل ہوگئے

پیرطریقت قطب المشائخ حضرت علامہ الحاج سید شاہ قطب الدین اشرف اشرفی جیلانی، کچھوچھہ مقدسہ

حق پہ چل کر،حق پہ رہ کر،حق سے واصل ہوگئے اولیاء اللہ کی صف میں وہ شامل ہوگئے
عشق محبوب خدامیں ڈوب جانے کے سبب مولیٰ تعالیٰ کی عطاء سے شیخ کامل ہوگئے

اظہار میاں رشتے میں ہمارے بھائی اور عمر میں پانچ سال کے چھوٹے تھے مگر وہ اپنے کارناموں کی بدولت بڑے بڑوں پرفوقیت لے گئے۔بچپن سے ہی سنجیدہ مزاج اور متین الطبع تھے مگر غلط بات شروع سے ہی انہیں برداشت نہ ہوتی۔ہم دونوں بھائیوں میں بڑی محبت تھی وہ ہمیں ''بھائی جان'' کہا کرتے اور ہمیشہ رابطے میں رہا کرتے اگر باہر ہوتے تو فون پراور گھر رہتے تو خود آ کر۔انہوں نے ہر معاملے میں مجھ پراعتماد کیااور کبھی کوئی کام مجھ سے چھپا کرنہیں کیا دین کی تعلیم سے انہیں بڑا شغف رہا وہ خاندان کے بزرگوں کے درمیان اکثر وبیشتر کہا کرتے کہ کچھوچھہ مقدسہ میں ایک عظیم ادارہ ہونا چاہیے اور آخر کار جامع اشرف کی شکل میں انہوں نے ایک عظیم ادارے کی بنیاد رکھی اور اسے بہت آگے تک لے گئے۔

حضرت سرکارکلاں رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد ایسا لگ رہا تھا کہ اب کچھوچھہ بےنور رہ جائے گا لیکن ہمارے بابو اظہار میاں نے کچھوچھہ شریف کورنگ ونور سے بھر دیا اور وہ بالکل اپنے والد گرامی کے نقش قدم پر رہے۔

آج بابو اظہار کے وصال کا مجھ پر اور میری صحت پر بڑا گہرا اثر پڑا ہے وہ گئے چمن سونا کر گئے دل ودماغ پربس وہی چھائے ہیں بابو اظہار مجھ سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے ان کی محبتیں آج بھی میرے ساتھ ہیں، وہ آتے ہیں اور میری نگاہوں کے سامنے ہوتے ہیں۔

محمود میاں بڑے سائشتہ، ذہین وفطین اور ہونہار ہیں ان کو دیکھ کر میری آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں ان سے بڑی امیدیں ہیں وہ انشاء اللہ اپنے والد کے سارے خواب شرمندۂ تعبیر کریں گے اس پیرانہ سالی میں مَیں تو ان کے لئے کچھ بھی نہیں کرسکتا البتہ ان کے ساتھ ہماری دعائیں ہیں اللہ تعالیٰ انہیں بلند اقبال وسرفراز فرمائے اور ہر موڑ پر انہیں کامیابی وکامرانی سے نوازے۔

☆☆☆☆

مجمع الصفات شیخ اعظم

ڈاکٹر سید امین اشرف اشرفی جیلانی، سابق انگلش ریڈر مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ

راقم الحروف نے بزرگوں سے سنا ہے کہ ''نام رکھنے میں احتیاط کرو، نام آسمان سے اترتے ہیں۔'' جوتشی، علم قیافہ ونجوم سے بہرہ ور اگر کسی شخصیت کے بارے میں اس کی زندگی کے حقائق معلوم کرنا چاہتے ہیں تو منجملہ قیافہ ونجومی نام پوچھنا چاہتے ہیں اور پوچھتے ہیں، آخر کیوں؟ شیخ اعظم کے بزرگوں نے نام رکھا تھا ''اظہار اشرف'' غالباً ان کے ذہن میں تھا کہ یہ نام بروزن مختار اشرف (سرکارکلاں) ہے۔ مگر راقم الحروف کی سمجھ میں یہی آتا ہے کہ جیسے یہ نام الہام ہو اور یہ پیش گوئی ہو ولایت وروحانیت کے اکتساب کی، بالفاظ دیگر ''اظہار اشرف'' سے مطلب یہی برآمد ہوتا ہے کہ ''اشرفیت کی اعلیٰ اقدار کا مظہر کامل'' سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ اقدار ہیں کیا اور ان کا سرچشمہ کیا ہے اور شخصیت میں ان اقدار کا نفوذ کس طرح ہوا۔ میرا ذہن جاتا ہے خانوادۂ اشرفیہ کی شاخ حسنیہ کے عظیم المرتبت مہتم بالشان بزرگ تاج العارفین، نور الکاملین، حامی شریعت، رہبر طریقت، اعلیٰ حضرت، شیخ المشائخ مولانا وسیدنا شاہ علی حسین اشرفی کی جانب۔ میرا ذہن جاتا ہے سراپا انوار، صاحب کشف وکرامت، عالم باعمل، عدیم المثال خطیب اعظم حضرت مولانا سید احمد اشرف کی طرف اور میری نظر پڑتی ہے حضرت مولانا سید مختار اشرف سرکار کلاں پر۔ نئی میڈیکل تھیوری یہ ہے اور ابد الآباد سے بھی چلا آرہا ہے کہ نسل پر Blood کا اثر پایا جانا طے شدہ امر ہے۔ مولانا اظہار اشرف کو روحانیت، مادہ پسندی سے بےتعلقی، اہل ثروت سے بے نیازی اور پاکیزہ نفسی ملی اپنے پردادا شاہ علی حسین سے۔ خطابت وکرامت اور جمال کی تابنا کی ملی، اپنے دادا مولانا احمد اشرف سے، ذوق عبادت اور تقویٰ نصیب ہوا اپنے والد ماجد مولانا سید مختار اشرف سے۔ یعنی آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری۔

مندرجہ بالا سطروں کی بنیاد شاعری یا لفاظی نہیں ہے بلکہ حقیقی وواقعاتی۔ اپنے ذاتی مشاہدہ کی بنیاد پر رقم کر رہا ہوں۔ (۱) میری والدہ کے بچے زندہ نہیں رہ پاتے تھے، میرے مرحوم باپ بھی فکر مند رہا کرتے تھے۔ میرے والد شاہ حبیب اشرف سے اعلیٰ حضرت شدید محبت کرتے تھے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ خانوادۂ اشرفیہ کی حسینی برانچ کی تنہا بزرگ تھے جن کو شاہ علی حسین، مولانا احمد اشرف، سرکار کلاں اور شیخ اعظم سب قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور نوازتے تھے۔ چنانچہ شاہ علی حسین غریب خانہ پر تشریف لائے، دعائیں کیں، گھر کے آنگن میں کچھ دفن کیا اور فرمایا کہ اب بچے ضائع نہ ہوں گے، چنانچہ ہم سب بھائی اعلیٰ حضرت کی دعاؤں کا ثمرہ ہیں۔ (۲) میرے والد مرحوم نے بتایا کہ میں لکھنؤ میں حضرت کے ساتھ تھا، اس وقت ٹرین کی کمی تھی، وطن آنے کے لئے ٹرین پر بیٹھنا تھا، حضرت عشاء کی نماز پڑھ رہے تھے۔ والد کو تشویش تھی کہ گاڑی چھوٹ جائے گی۔ حضرت نے فرمایا ''جب تک

فکروا (فقیر) نماز ادا نہ کرے گا، وظیفہ نہ پڑھ لے گا، گاڑی چل نہیں سکتی'' چنانچہ گاڑی بگڑ گئی۔ جب حضرت نماز اوروظائف سے فارغ ہوکر ٹرین پر بیٹھے، اس کے بعد پھر گاڑی چلنے لگی۔ (۳) میری ماں نے بتایا کہ بریلی یا مرادآباد میں کوئی فیملی اس لئے پریشان رہتی تھی کہ مکان کے بالا خانے پر نیم شب میں رقص وسرود کی محفل جمتی ہے، اجنّہ کا ڈیرا تھا۔ گھر والے خائف تھے، اس علاقے میں حضرت کے مریدین بھی تھے۔ رات میں ایک یا ۲ بجے جب محفل گرم تھی حضرت کوٹھے پر آہستہ آہستہ چڑھ گئے، حضرت کو دیکھ کر اجنّہ تعظیماً کھڑے ہوگئے۔ آپ نے فرمایا: ''اسے خالی کر دو'' صرف اتنا کہنا تھا کہ سب رخصت ہوگئے اور اس شور وغوغا سے اہل خانہ کو نجات ملی۔ (۴) حضرت کے وصال کے وقت میری عمر کم وبیش چھ سال کی تھی، میں نے دیکھا حضرت لیٹے ہوئے ہیں، صورت چمک رہی ہے، پیر کا تلوا دمک رہا ہے، عاقل خاں خادم اور مولانا مظفر نعتیہ کلام پڑھ رہے ہیں، مریدین کا جمگھٹا ہے اور ہر شخص متفکر ہے۔ والد مرحوم کو میں نے اتنا کہتے سنا کہ ''حضرت کوئی اور جگہ بتائیے وہاں آپ کی قبر نہیں بن پائے گی۔'' حضرت چاہتے تھے کہ اپنے بیٹے کے پاس ہی مدفون ہوں۔ والد کے ساتھ اسحاق تھوئی (معمار) بھی تھا، اس نے بھی کہا کہ مشکل ہے جگہ نکل نہ پائے گی۔ آپ کو جلال آیا، آپ اٹھ بیٹھے اور فرمایا: ''جیکہ (جس کی) زندگی بھر چکی پیسی ہے وہ دوئے گز (۲ گز) بھوئیں (زمین) نہ دے گا، جاؤ اور پھر کھودو'' حیرت کی بات مٹی بھر بھری ہوگئی، ایک دوضرب لگاتے ہی زمین کشادہ، چنانچہ والد نے آکر اطلاع دی حضرت مسکرائے، کلمہ پڑھا اور روح نکل گئی۔ حقیقت یہی ہے کہ جو صرف اللہ کا ہوجاتا ہے اللہ بھی اس کا ہوجاتا ہے۔ (۵) ابا مرحوم نے یہ بھی بتایا: انہوں نے اس کو حضرت سے کہا کہ حضرت یہ آپ کا آخری وقت ہے، مجھے کچھ سکھلا دیں۔ حضرت نے صدری کا بٹن کھولا اور کہا اپنا کان میرے سینے کے قریب لاؤ تو آواز ہلکی ہلکی آرہی تھی ''الا اللہ'' یا ''حق حق''۔ والد حیران تھے اور فرمایا کہ ''حضرت اس کمال تک پہنچنا میرے بس کی بات نہیں'' اور بھی بہت سی باتیں ہیں جن کا تعلق کشف وکرامت سے ہے۔ یہ حقائق ذاتی مشاہدے وتجربے کی بنیاد پر ہیں۔

مولانا احمد اشرف سے متعلق صرف دو واقعات میرے علم میں ہیں: میرے والد بیمار تھے، آنت اترنے کی شکایت تھی تڑپ رہے تھے۔ میں اس پس وپیش میں تھا کہ گاؤں میں کسی ڈاکٹر کو بلاؤں، میں گھر سے نکلا ہی تھا کہ مجھے واپس بلا لیا اور کہا کہ اب میں ٹھیک ہوں۔ ابھی مولانا صاحب (احمد اشرف) آئے تھے پوچھا کہ حبیب درد کہاں ہے، انہوں نے انگلی رکھی اور درد غائب ہوگیا۔ بیٹا میرے اوپر انہیں بزرگوں کا روحانی تصرف ہے۔ مولانا کی خطابت کا ایک واقعہ اور یاد آرہا ہے۔ ابا نے بتایا کہ اعظم گڑھ میں جلسہ تھا۔ تقریر پہلے مولانا کی ہوئی، جلسہ نعرۂ تکبیر کی آواز سے گونج رہا تھا۔ یعنی ع

بلائے جاں ہے غالب اس کی ہر بات

عبارت کیا، اشارت کیا، ادا کیا۔ سب سے بعد میں علامہ شبلی کی باری آئی۔ مولانا کی تقریر کے دوران شبلی آم کی ایک شاخ کو پکڑ کر جھومنے لگے اور فرمایا کہ ''اب مخدومی چراغ کے سامنے میرا چراغ گل ہورہا ہے۔ اس کے بعد اب کسی کو تقریر کرنے کا حق نہیں ہے۔'' یہ واقعہ یوں سچ ہے کہ باپ نے بیٹے سے کہا ہے۔ دوسرے اس کی تصدیق اور طرح سے بھی ہوئی۔ راقم الحروف مولانا مظفر میاں کے دولت کدہ پر تھا، بڑے حضرت (شاہ

اشرف حسین) کی کئی ڈائریاں نظر سے گزریں۔ سب کا رنگ بادامی تھا اور کاغذ خستگی کا شکار ۔ یہ ڈائریاں اب سنا ہے کہ مختار اشرف لائبریری کی ملکیت ہیں۔ ایک ڈائری میں درج تھا ''شبلی فلاں تاریخ کو معہ اپنے تینوں بھائیوں کے آئے اور دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔ ان کے ساتھ مولوی حالی بھی تھے جو لطائف اشرفی کا ایک نسخہ لے گئے۔'' یہ ذکر بجز بڑے حضرت کی ڈائری اور کہیں نہیں ملتا۔ میرا خیال ہے کہ یہ سلسلہ اس لئے قائم نہ رہ سکا کہ سرسید کی قربت سے ان کی فکر میں تبدیلی آئی ہوگی، بہر حال راقم الحروف کو تو فقط مولانا کی خطابت کا جلوہ دکھانا مقصود تھا۔

شیخ اعظم کے والد محترم شیخ المشائخ حضرت مولانا سید محمد مختار اشرف سرکار کلاں کی نیک نفسی، پاک باطنی، زہد و پارسائی اور گریۂ نیم شبی سے کون واقف نہیں ہے۔ حیرت ہے کہ حضرت کو کچھوچھہ شریف جیسے چھوٹے سے قصبہ کی کوئی گلی تک معلوم نہیں تھی۔ پرورش ہی نہایت روحانی ماحول میں ہوئی تھی۔ حضرت کے جذبۂ فیض رسانی سے اہلِ خانوادۂ اشرفیہ و مریدین اور معتقدین تک واقف ہیں۔

قارئین غور فرمائیں کہ جس کا باپ تقویٰ و پرہیز گاری کا پیکر جمیل ہو جس کا دادا صاحب جمال وکمال ہو، اور اس کے پردادا کی صورت دیکھ کر ہی کفر وضلالت میں غرق بدعقیدہ مسلمان ہو گئے ہوں تو کیا اس کی شخصیت اور رگ و پے میں مندرجہ بالا اعلیٰ خصوصیات نفوذ نہ کر گئی ہوں گی۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب یہ سارے کمالات واکتسابات بزرگوں کی دین ہے تو پھر شیخ اعظم کی شخصیت کا انفرادی اور فطری جوہر کیا ہے؟

آنکھ نرگس کی ، دہن غنچہ کا ، چہرہ گل
اس میں اوروں کا ہے سب کچھ تو پھر اس کا کیا ہے

سنیے، شیخ اعظم کے ظاہری کارنامے ہیں، خانقاہ شریف کی تعمیر وتوسیع، زمین پر یہ کسی خوب صورت عمارت کا نام نہیں ہے بلکہ یہ وہ جگہ ہے جہاں سے بندگان خدا، خصوصیت سے محبوب یزدانی مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی کے ماننے والے فیض یاب ہوئے ہیں اور یہی وہ جگہ ہے جہاں کوئی بدعقیدہ پہنچ جائے تو احوال وکوائف دیکھ کر بدعقیدگی سے تائب ہو جائے اور ایمان تازہ ہو جائے۔ یہی نہیں بلکہ یہ تصویر کسی عمارت کی نہیں بلکہ شیخ اعظم کے روحانی اضطراب کا علامیہ ہے اور مختار اشرف لائبریری حضرت کے علم دوستی کا۔ ''اظہار عقیدت''، عشق رسول میں ڈوبا ہوا کلام ہے۔ مولانا روم کی مثنوی شریف کا منظوم ترجمہ تصوف سے شیخ اعظم کے بے پایاں لگاؤ کا مظہر، وسیع خانقاہ کو دیکھنے، لائبریری میں کتابوں کے انبار پر نظر ڈالنے ،،اظہار عقیدت'' پڑھنے اور مثنوی مولانا روم کے منظوم ترجمہ پر ایک سرسری نگاہ ڈالنے سے جو شخصیت ابھرتی ہے، emerge کرتی ہے۔ جو تصویر سامنے آتی ہے اس سے حضرت ممدوح کے بارے میں ایمانداری اور معروضیت پسندی کے ساتھ آپ کیا رائے قائم کریں گے۔

حضرت شیخ اعظم تو اس خاندان کے چشم و چراغ ہیں جن کی صورتیں دیکھنا عبادت، جن سے ملنا موجب برکت، جن کی باتیں سننا سرچشمۂ رشد وہدات، جن کی خدمت کرنا مخدومیت اور جن سے دعائیں لینا موجب فلاح وصلاح۔ یہ تو ہے شیخ اعظم کے کارہائے نمایاں کی ظاہری شکل، آخر حضرت کے آباء واجداد کے اثرات کے علاوہ خود شیخ اعظم کی انفرادی شان کیا ہے۔ اوپر جن کارناموں کا حوالہ دیا گیا ہے اس کا تعلق extrinsic

(خارجی) صفات سے ہے۔ خود شیخ اعظم کی شخصیت کے اندرونی تاروپود میں کون سے باطنی عوامل (intrinsic values) کارفرما ہیں۔ شیخ اعظم کے باطنی اوصاف ہیں غیر اخلاقی اقدار سے احتراز واجتناب، مثلاً غیبت، حسد، تکبر، رعونت، جھوٹ، ریاکاری، بخالت، خود پسندی وخود غرضی سے دور دور کا واسطہ نہیں۔ جن اخلاقی اقدار کا پیکر جمیل تھے وہ ہیں: بے نفسی، بے لوث خدمت خلق، حاجت روائی، صبر وتوکل، تسلیم ورضا، غریب پروری، احسان، سلوک، جب گھر سے باہر نکلتے ہیں تو جنون کی حد تک

ع سر میں ہے سودائے محمد دل میں ذکر خدا ہے

اس خانوادے کا مسلمانوں پر سب سے بڑا احسان سنیت کی تبلیغ واشاعت ہے، جینا ہے تو سنیت کے لئے، مرنا ہے تو سنیت کے لئے۔ بلاخوف وخطر، آندھی ہو، طوفان ہو، راہ کے مصائب ومشکلات ہوں، بھوک پیاس ہو، خدا کے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا سودا لئے ہوئے ریگستان، بیابان، شہر وصحرا، کوچہ بہ کوچہ، دیہات و قصبات ہر جگہ تبلیغ کرتے نظر آتے ہیں۔ آج ہندو پاک میں سنیوں کی روز افزوں تعداد کا معتدبہ حصہ اپنے ایمان وایقان کی سرخ روئی کے لئے اسی خانوادۂ حسنیہ اشرفیہ کا مرہونِ منت ہے۔ شیخ اعظم جب گھر میں ہوتے ہیں ان کی نشست کے لئے علائق دینوی سے الگ ایک مقدس حجرہ ہے، جہاں حضرت کا شغل رہا ہے، اپنے والد کی طرح، تہلیل وتسبیح، عبادت وریاضت، درود وسلام اور اوراد ووظائف کی ادائیگی۔

حدیث ہے کہ سخی اللہ کا دوست ہے، خواہ فاسق وفاجر ہی کیوں نہ ہو۔ پھر ایسا سخی جو اپنے باپ دادا کی روایت پر عمل پیرا ہو کر پیکرِ صدق وصفا ہو، اس کی سخاوت تو بوذر وسلمان کی یاد دلاتی ہے۔ ایسا دستگیری کرنے والا کہاں جو کسی کے افلاس کو دیکھ کر رو پڑتا ہو اور مشکل میں مدد کے لئے آڑے آتا ہو۔ لطائف اشرفی میں مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی کے حوالے سے مرقوم ہے کہ "میں درجۂ قطبیت وغوثیت تک نماز روزہ سے نہیں بلکہ خلقِ خدا کی حاجت روائی سے پہنچا ہوں۔" آپ خود فیصلہ کریں کہ شیخ اعظم جیسی صاف شفاف، صوفیِ باصفا، عالمِ باعمل شخصیت کو اس کی سخاوت اور حاجت روائی کی بنا پر کس درجہ پر رکھیں گے؟

شیخ اعظم اس حقیر فقیر کو "بھائی صاحب" کہتے تھے۔ غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت شاہ علی حسین اشرفی کے شیخ پر پوتے تھے اور راقم الحروف حضرت کا حقیقی پرنواسہ، شاید اسی نسبت کا احترام مقصود ہو۔

شیخ اعظم کے جن مثبت اور تعمیری اوصاف کا راقم الحروف نے ذکر کیا، ان میں خاکسار کے خیال میں سب سے بڑی نیکی غرباء پروری اور خلقِ خدا کی حاجت روائی ہے۔ اس تصدیق (verification) بھی کرتا چلوں۔ میں نے اپنے بعض اعزا سے سن رکھا تھا کہ اظہار اشرف خفیہ طریقہ سے چھپ چھپا کر پیسے کوڑی سے غریبوں کی اس طرح امداد کرتے ہیں کہ ایک ہاتھ سے دیں دوسرے ہاتھ کو پتہ نہ چلے۔ میرا یقین متزلزل تھا۔ ایک بار شیخ اعظم نے مجھ سے کہا کہ "بھائی صاحب فلاں خاتون (نام لکھنا مناسب نہیں) اور ان کے بچے بہت پریشان ہیں، ان کی مالی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ میں نے پوچھا آپ کو کیسے معلوم۔ بولے "میں جانتا ہوں"۔ صرف اس فقرے سے کہ "میں جانتا ہوں، میرا ذہن اس طرف گیا کہ انہوں نے مدد ضرور کی ہوگی، کیوں کہ حضرت کا مزاج ہے نیکی کرنا اور اس کا ڈھنڈھورا نہ پیٹنا۔ دوسرے

ایک واقعہ سے اور تصدیق ہوتی ہے۔ میرے والد شاہ حبیب اشرف بستر مرگ پر تھے، ان کی زندگی کا آخری وقت تھا، مجھے بعض نصیحتیں کیں مگر انہوں نے یہ جملہ بار بار دہرایا کہ ''یا اللہ اظہار معہ اپنے بچوں کے ہمیشہ خوش رہیں، یا اللہ انہیں دین و دنیا کی نعمتوں سے مالا مال فرما''۔ میں سوچ میں پڑ گیا کہ اولاد سامنے ہے دعا سے نواز رہے ہیں اظہار اشرف کو۔

یا الٰہی یہ ماجرا کیا ہے

شیخ اعظم ان بزرگوں کی آخری کڑی ہیں جو ہمیشہ شاہ حبیب اشرف کی خدمات، ان کی ذہانت اور حسنی شہزادوں سے محبت کے معترف تھے۔ میرے والد کی بھی مالی حالت اچھی نہ تھی، زمین داری کا خاتمہ اور کئی بچوں کی تعلیم کے اخراجات نے ان کو بے حال کر دیا تھا۔ میں سمجھ گیا کہ مولانا اظہار اشرف وقتاً فوقتاً میرے باپ کی مالی مدد کرتے رہے ہوں گے، زندگی کی طرف ان کا رویہ دیکھ کر یہ امر نا قابل یقین نہ تھا۔ باپ کی دعاؤں سے میں نے یہی سمجھا۔ مولانا اظہار اشرف سے میں نے یہ بات بتائی تو وہ مسکرا کر خاموش ہو گئے۔ اس معاملہ میں اسم با مسمّٰی نہیں ثابت ہوئے، یعنی مولانا نے اس سلسلے میں خاموشی اختیار کی اور اپنے جذبۂ محبت کا اظہار نہیں کیا۔ یہی ہے تصوف، یہی ہے سلوک، یہی ہے عبادت۔

شیخ اعظم حضرت سیدنا و مولانا اظہار اشرف نام ہے ایک جامع الصّفات شخصیت کا! علم و حکمت کا مینارۂ نور، تصوف کا عملی پیکر، مقدس صنفِ سخن، نعت و منقبت کا شہنشاہ، خطابت کا مثالی جوہر یکتا، بابِ سخاوت میں اپنے وقت کا حاتم طائی، سخاوت میں دریا کی سی فیاضی، حزن و یاس اور تکلیف و محرومی میں صبرِ ایوبی کا پاسدار، غنیم کی ریشہ دوانیوں میں صابر و شاکر، حق گوئی اور باطل شکن۔

میرا مشاہدہ ہے اور تجربہ بھی کہ پسرانِ شیخ اعظم شاہ محمود اشرف و شاہ محمد اشرف اپنے باپ کی حکیمانہ و فقیرانہ روش پر چل رہے ہیں۔ الحمد اللہ یہ دونوں شہزادے خانوادۂ حسنیہ اشرفیہ کی مہتم بالشان روایات کی توسیع ہیں نہ کہ انحراف۔

راقم الحروف باپ کی طرف سے حسینی، ماں کی طرف سے حسنی۔ میرے باپ شاہ حبیب اشرف نے بسترِ مرگ پر شیخ اعظم کو دل کی گہرائیوں سے دعا دی تھی۔ میں ان دونوں بچوں کے حق میں وہی دعا دے رہا ہوں کہ یا اللہ'' شاہ محمود اشرف اور شاہ محمد اشرف'' دونوں کو دنیا اور عقبٰی کی سرخروئی عطا فرمائے اور شیخ اعظم کی روش پر چلتے ہوئے دینِ متین، اسلام اور سنیت کی ترویج و اشاعت میں اپنی حیات کا لمحہ لمحہ وقف کر دیں اور وابستگانِ سلسلۂ اشرفیہ کو رشد و ہدایت کی دولتِ گراں مایہ سے مالا مال کرتے رہیں (آمین)

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

☆☆☆☆

مجاھد دوراں

مجاہد بن کے رہنا شانِ خودداری سمجھتا ہوں
برائے دیں جاں دینا وفاداری سمجھتا ہوں
ضرورت پھر ہے ملت کو ہمارے قطرۂ خوں کی
اور اس سے باز رہنا دیں سے غداری سمجھتا ہوں

ڈاکٹر اقبال

ہزار خوف ہو، مگر زباں ہو دل کی رفیق
یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق
اگر ہو عشق، تو کفر بھی مسلمانی
نہ ہو، تو مردِ مسلماں بھی کافر و زندیق

پیر طریقت حضرت مولاناسیدحسن اشرفی جیلانی

جائس رائے بریلی

یادوہ تیری کیا کہ جوگردش خوں بڑھانہ دے
ذکر وہ تیرا کیا جو ہر بُن موجلا نہ دے
(اصغر گونڈوی)

شیخ اعظم حضرت سرکارکلاں کا وصال ملت اسلامیہ کا ایک ناتلافی نقصان ہے۔حضور والا تبار کی خدمات ظاہرو باہر ہیں۔جو علمی تحریک آج سے لگ بھگ ۳۵ سال پہلے ''جامع اشرف کا تعلیمی کنونشن'' کر کے شروع کی تھی اس کی برکتیں ایک عالم میں دیکھی اورسنی جاسکتی ہیں۔بلاشبہ آپ ایک اعلیٰ ترین مسند فقروارشاد پر جلوہ فگن تھے۔تزکیہ وتصفیہ اور بیعت وارادت کے ساتھ ساتھ کثرت سے اسفار نیز اس قدر مؤثر تعلیمی تحریک جس کا اثر ایں قدر سے آں قدر تک دراز ہے۔''کارِدارد''۔

ماضی قریب میں برصغیر میں جہاں تک ہماری معلومات ہے شیخ اعظم کی ہمہ جہتی صفات والا صاحب ولایت وکرامت دوسرا نظر نہیں آیا۔ایک طرف اگر لطائف اشرفی اور ملفوظات اشرفی کا ترجمہ کروایا۔اس کے لئے تحریک کر کے تعلیمات اشرفی کا حصول ارزاں کروایا تو دوسری طرف خانقاہ اشرفیہ حسنیہ سرکارکلاں میں جامع اشرف اور مختار اشرف لائبریری کا قیام۔نیز اشرفی خانقاہی نظام جو کہ برصغیر کے گوشے گوشے میں ہے وہ سب حضرت شیخ اعظم اور آپ کے مرشدان گرامی کے قائم کردہ یا فیض یافتہ ہیں۔یہی نہیں اپنے بلند اقبال فرزندان کو تعلیمی تبلیغی واشاعتی نیز تنظیمی خدمات کا جامع بنایا۔''ذلك فضل الله يوتيه من يّشاء''۔

موجودہ صاحب سجادہ سرکارکلاں محمود میاں صاحب قبلہ، گرامی قدر حضرت مولانا اشرف میاں صاحب، عزیزالقدر حماد میاں صاحب کو تعزیت پیش کرتا ہوں۔ان حضرات سے بہت سی توقعات وابستہ ہیں۔مولیٰ تعالیٰ مزید کام کے مواقع مرحمت فرمائے اور حاسدین ومنافقین کے شر سے محفوظ رکھے۔

دہلی سے ۲۵؍اکتوبر ۲۰۰۹ء کو ڈھاکہ ائرپورٹ پر حضرت والد صاحب کے ساتھ پہونچا۔اچانک حضرت شیخ اعظم پر نظر پڑی۔آپ بھی کہیں سے ڈھاکہ ائرپورٹ اسی وقت تشریف لائے۔جیسے ہی ابو جان کو دیکھا ماموں جان (حضرت شیخ اعظم) کا چہرہ مسرت سے کھل اٹھا۔چہرے پر مسرت کی ایک لہر کوندتی ہوئی نظر آئی اور فرمایا بھائی جان! آپ الحمدللہ اب بھی سفر کررہے ہیں۔والدہ (اچھی بوبو) کی خیریت دریافت کی۔چند لمحے کی یہ ملاقات ہمارے لئے ہدایت کے انبار سمیٹے ہوئے ہے۔خاندانی رشتوں کا احترام، والدین کے قرابت داروں کی توقیر، عزتِ نفس، احترامِ غیر، تواضع اور اخلاق کے اعلیٰ صفات نظر آئے۔

انکسار اور ایثار کا جامع ہونا اس بڑی اور روحانی وراثت کے امین کے لئے لازمی ہے۔لطیفہ نہم میں سرکار مخدوم پاک علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں''ہم میں وہ داخل نہیں جس میں انکسار اور ایثار نہیں''۔

مولیٰ تعالیٰ نے مجھے بھی یہ شرف بخشا کہ حضرت شیخ اعظم کے زیراہتمام جامع اشرف میں حضرت محمود بھائی کا دو سال ہم سبق رہا۔

اختصار کا پاس ہے ورنہ یادداشت میں ایک ایک کر کے نہ جانے کتنی باتیں پیہم چلی آرہی ہیں۔

میرے عموجان!

علامہ سید نظام الدین اشرف اشرفی جیلانی،شہزادۂ قطب المشائخ کچھوچھہ شریف امبیڈکرنگر

شیخ اعظم حضرت علامہ سید اظہار اشرف اشرفی جیلانی میرے عموجان تھے وہ آدمی بڑے کام کے تھے جو کہتے کر کے دکھاتے ۔ جامع اشرف کے قیام کا جب ارادہ کیا تو سامنے ایسے وسائل دستیاب نہیں تھے جن کی بدولت ان کے بُنے ہوئے خواب شرمندۂ تعبیر ہوسکیں۔ مگران کی بلند ہمتی کو سلام! جو کہا وہ کر کے دکھلا دیا اور آج کچھوچھہ شریف کی سرزمین پر جامع اشرف اہل سنت و جماعت کا ایک عظیم ادارہ اور مرکز علم وروحانیت بن کر حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی کے قدموں میں چمک رہا ہے۔

ادھر کئی سالوں سے آپ کی طبیعت علیل چل رہی تھی پیروں سے مجبور تھے اپنوں اور چاہنے والوں کے سہارے کی ضرورت تھی مگر اس حال میں بھی جب وہ بسلسلۂ علاج کیرل پہونچے اور وہاں کے ادارے،مرکز الثقافۃ السنیہ اور سعدیہ نے اپنے یہاں مدعو کیا تو وہاں کے تعلیمی شعبہ جات اور بچوں کی تعداد کو دیکھ کر ایک مرتبہ پھر ان کا حوصلہ جوان ہوگیا کہ اظہار بیساکھی پر ہے مگر اس کے عزائم بیساکھی پر نہیں اور اعلان کر دیا کہ آئندہ ۳۰۰ نہیں بلکہ ۷۰۰ طلبہ رہیں گے اور جامع اشرف کے سیشن میں ۶۴ کمروں پر مشتمل ہاسٹل کی بنیاد رکھی جس کا کام ان کی حیات ہی میں بڑی تیزی کے ساتھ کامیابی کی منزلوں کو طے کر رہا تھا۔

آپ جب بھی کچھوچھہ مقدسہ میں تشریف فرما ہوتے اور ناچیز بھی گھر پر ہوتا تو روزانہ بغرض ملاقات دن میں ایک بار ضرور حاضر ہوتا اور گھنٹوں آپ کی صحبت سے فیضیاب ہوتا آپ اپنی اکثر مجلسوں میں خانقاہی انحطاط و انتشار کو لے کر بڑا فکر مند رہا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ جب سے روحانیت میں دنیا داری داخل ہوئی ہے اور خانقاہی نظام میں نفسانیت وخود پرستی آئی ہے دلوں کی دوریاں بڑھنے لگی ہیں اور محبتوں میں کمی آنے لگی ہے۔

میرے عموجان خدمت دین کی خاطر کیسے کیسے صبر آزما مرحلوں سے گذرے اور انہوں نے اس کار عظیم کے لیے کیسے کیسے لوگوں کا استعمال کیا اور اللہ پاک نے آپ میں کیسی تاثیری قوت رکھی تھی اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب کشن گنج کھگڑا میں مدرسہ حنفیہ قائم کرنا ہوا تو آپ نے کئی لوگوں سے زمین طلب کی مگر کوئی تیار نہ ہوا بالآخر آپ نے ایک شرابی سے کہا کہ تو اپنی زمین دے اس نے بھی انکار کیا آپ نے عالم جذب میں فرمایا کہ تو زمین دے گا لہٰذا ہوا یہ کہ اس نے آپ کے ہاتھ پر توبہ کی،آپ کا ارادت مند بنا اور مدرسہ کے لیے کچھ زمینیں بھی وقف کی۔

خاندان کے لیے آپ کی نصیحت یہ تھی کہ خانوادے کے سبھی افراد اتحاد واتفاق اور آپس میں مل جل کر رہیں سب کا اپنا اپنا مشن اور اپنی اپنی ذمہ داریاں ہیں مخدومی فیضان ہر ایک کے لیے ہے سب کو چاہیے کہ اپنی اپنی ذمہ داریوں پر نظر رکھیں۔

خانقاہ اشرفیہ حسنیہ سرکارکلاں، جامع اشرف اور مختار اشرف لائبریری کو جس عزم وحوصلے کے ساتھ شیخ اعظم نے توسیع دی اور قائم فرمایا۔قائد ملت محمود میاں سے امید ہے کہ وہ انہی جذبوں اور حوصلوں کے ساتھ اس کارواں کو آگے بڑھائیں گے۔ایک بھائی اور ایک خانقاہ اشرفیہ کے سجادہ نشین ہونے کی حیثیت سے میرا ہر طرح کا تعاون اور نیک مشورہ ان کے ساتھ رہے گا جب جہاں جیسی ضرورت پڑے گی وہ ان شاءاللہ مجھے موجود پائیں گے۔

دعاء ہے کہ محمود میاں خانوادے کے سبھی افراد کو لے کر چلیں اور ان میں اتحاد واتفاق پیدا کرنے کی کوشش کریں اور جس منصب تک پہنچے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں ''من لم یرحم صغیرنا ولم یؤقر کبیرنا'' کا مصداق بنائے۔آمین

☆☆☆☆

حافظ الحاج محمد اسلام اشرفی

خلیفہ حضور شیخ اعظم بانی وناظم اعلیٰ مدرسہ تحفیظ القران سرتاج العلوم پرتاب پور سلطان پور

آج یکم ربیع الثانی بروز جمعہ ۱۴۳۳ھ مطابق ۲۴ فروری ۲۰۱۲ء کو حضرت علامہ حضور شیخ اعظم سید محمد اظہار اشرف اشرفی جیلانی سجادہ نشین آستانۂ عالیہ اشرفیہ حسنیہ سرکلاں رحمۃ اللہ علیہ کے سانحۂ ارتحال کی خبر سن کر اپنے چند رفقاء بالخصوص حضرت مولانا احمد اللہ اشرفی ومولانا محمد ذاکر اشرفی کے ساتھ جنازہ میں شریک ہوا جہاں ہزاروں کی تعداد میں عقیدت مندوں کے ساتھ نماز جنازہ میں شرکت کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

حضرت کی پوری زندگی تعلیم وتدریس ،دعوت وارشادا ور گم گشتگان راہ حق کو راہ راست پر لانے میں گذری۔آپ کے خلفاء ومریدین کی ایک بڑی جماعت ہے جوملک وبیرون ملک میں دین متین اور سلسلہ کا کام بحسن وخوبی انجام دے رہے ہیں۔تشنگان علوم دینیہ کی خاطر جامع اشرف ومختار اشرف لائبریری جیسے بیش قیمت ادارے قائم کیےجن سے پورا برصغیر استفادہ کررہاہےاور ہندو پاک ہی میں نہیں بلکہ دنیا کے بیشتر ممالک میں قرآن وسنت کے درس وتدریس اور نشر واشاعت میں سرگرداں ہیں یہ سب آپ کی لازوال نیکیاں ہیں جو بعدوفات بھی زندگی کا ثبوت پیش کرتی رہیں گی انشاءاللہ۔

آپ کی مقبولیت ومحبوبیت کا نظارہ تو اس وقت لوگوں نے ماتھے کی آنکھوں سے کیا جب ہزاروں افراد پر مشتمل ٹھاٹیں مارتا ہوا مجمع صدائے لا الہ لا اللہ کے ساتھ اس طرح چل رہا تھا جیسے آپ پالکی پر سوار ہو کر خانقاہ معلیٰ میں تبرکات کی زیارت کرانے تشریف لارہے ہیں۔

آپ کا چہرۂ منور اس قدر روشن تھا کہ محسوس ہوتا تھا نور کی کرنیں پھوٹ رہی ہیں۔اللہ عزوجل جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ہمیں ان کے فیوض وبرکات سے مالا مال کرے۔آمین بجاہ سید المرسلین۔

شیخ اعظم کی زندگی علم و آگہی کی ایک جامع کتاب تھی

پیر طریقت حضرت علامہ ابوالحسن سید محمد اشرف اشرفی جیلانی ''بیت الشیر'' کچھوچھہ مقدسہ

شیخ اعظم اعلیٰ حضرت سید اظہار اشرف اشرفی جیلانی سجادہ نشین آستانۂ اشرفیہ حسنیہ سرکارِ کلاں کی ذات والا شان جامع الصفات اور ہمہ گیر تھی ۔ بلا شبہ آپ ایک نابغۂ روزگار اور عبقری شخصیت کے حامل تھے۔ آپ کی شخصیتِ عالیہ کے متعلق کچھ تحریر کرنا اس ناچیز کے بس میں کہاں۔ کہاں علم وحکمت کا سمندر اور کہاں میرا کمزور قلم۔ بقول درویش لاہوری علامہ اقبال

زندگی جہداست استحقاق نیست
جز بعلم النفس و آفاق نیست

زندگی کا ہر لمحہ علم و حکمت کا گوہرِ نایاب نثار فرماتے گزرا۔ آپ ایک یگانہ روزگار ہستی تھے ایسی مقدس شخصیات روز روز نہیں پیدا ہوتیں۔ آپ کی مقدس ذات قول وفعل میں یکسانیت کا حسین مرقع تھی۔ حضرت شیخ اعظم کی زندگی علم وآگہی کی ایسی جامع کتاب تھی کہ جس کے ہر ہر ورق پر امت مسلمہ کے امید افزا مستقبل کی تقدیر رقم تھی ۔ حضرت شیخ اعظم وہ طبع بلند، فکرِ ناب اور ذہن رسا کا ایسا روشن مینار تھے جس نے ظلمت و گمراہی میں الجھی نسل نو کے لئے صراط مستقیم کی منزلوں کو روشن ومنور کر دیا۔ حضرت شیخ اعظم کے صحیفۂ حیات کا جس طریقہ سے مطالعہ کیا جائے حسنِ فکر وعمل اور جذبۂ ذوق وشوق کے نئے سے نئے گوشہ سامنے آتے ہیں ۔ مجھے تو بار ہا ان کی معیت نصیب ہوئی ہے اوران کی گفتگو سے استفادہ کے مواقع ملے۔ حضرت شیخ اعظم کی علمی و دینی اور دنیوی خدمات جامع اشرف و مختار اشرف لائبریری کی شکل میں ہمارے سامنے ہے جس کے ذریعہ آنے والی نسلیں بھی مستفیض ہوتی رہیں گی ۔ دیگر اسلاف کی طرح آج وہ بھی ہم میں نہیں ان کے سانحۂ ارتحال پر ہم نے ایسے ہی صبر کر لیا جیسے اس سے قبل کرتے آئیں ہیں ۔ اس لئے نہیں کہ اس کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ بلکہ اس لئے کہ یہی حکم الٰہی ہے کہ وہ ہمارے محسنوں اور شفیقوں کو اٹھا لیتا ہے اور ہمیں صبر کا حکم دیتا ہے ۔ پس ہم صبر کرتے ہیں اور دعاء کرتے ہیں کہ وہ ہمیں بھی اور خاص کر قائد ملت حضرت سید محمود اشرف اشرفی جیلانی سجادہ نشین آستانۂ اشرفیہ حسنیہ سرکار کلاں کو صابرین میں شامل فرما کر ہم پر اپنی رحمت کاملہ کا اس طرح نزول فرمائے کہ ہم سبھی خانوادۂ اشرفیہ کے ہر فرد قائد ملّت سید محمود اشرف اشرفی جیلانی کی سرپرستی میں اپنے اسلاف کی طرح خدمت دین اور مخدومی مشن کی ذمہ داری پوری کرسکیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کی ایک علامت یہ بھی ہوتی ہے کہ ان کے وصال فرما جانے کے بعد خلقِ خدا انہیں اچھے لفظوں سے یاد کرتی ہیں۔ حضرت شیخ اعظم اس حوالہ سے بھی انتہائی عظیم ہستی کے مالک ہیں جوں ہی انہوں نے اس ظاہری دنیا سے پردہ فرمایا پوری دنیا سے تعلق رکھنے والے اہل اسلام نے ان کی شخصیت اور خدمت کو بڑے مؤثر اور مثبت انداز میں

خراج تحسین پیش کیا۔ ملک ہند کے کونے کونے ہی میں کیا عالم اسلام میں ان کی دینی وملی اور سماجی خدمات کو یاد کیا گیا۔ تحریر وتقریر کے ذریعہ نہایت پرخلوص طریقہ سے ان کے ساتھ اپنی دلی وابستگی کا اظہار کیا۔ ان کی اس ہمہ گیر مقبولیت کے پس پردہ یقیناً آپ کی بے شمار علمی و روحانی خدمات کارفرما تھیں۔ ان ہی خوبیوں کی بنیاد پر ان کا ذکر خیر چار دانگ عالم میں مدتوں ہوتا رہے گا۔

حضرت شیخ اعظم ساری زندگی جامع اشرف ومختار اشرف لائبریری کی فکر کرتے رہے۔ ان کی دلی تمنا وآرزو یہی تھی کہ جامع اشرف ہمیشہ دین اسلام کے عظیم قلعہ کی شکل میں نظر آتا رہے۔ حضرت شیخ اعظم جامع اشرف کے طلبہ کی تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت پر بھی خصوصی توجہ فرماتے کیوں کہ تعلیم وتربیت میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ کسی عارف نے کیا خوب تحریر فرمایا ہے کہ بعض اوقات ایک انسان تعلیم کا بلند مینار ہوتا ہے مگر عمل وکردار کے اعتبار سے تاریک نماغار ہوتا ہے۔

حضرت شیخ اعظم اکثر اپنی محفل میں فرمایا کرتے تھے کہ ''اب علماء کی کمی نہیں عرفاء کی کمی ہے، عالم قال تک محدود ہوتا ہے اور عارف حال سے سرمست ہوتا ہے'' یہی وجہ تھی حضرت شیخ اعظم حضرت مولانا روم کی مثنوی شریف کو اردو شاعری میں تبدیل کرتے نظر آئے تاکہ عوام وخواص دونوں مولانا روم کے عارفانہ انداز سے استفادہ کرسکیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ'' عارفین لوگوں کو راہ راست پر لانے کے لئے لمبے چوڑے خطاب نہیں فرماتے تھے بلکہ ان کی زندگی اتنی مصفّٰی، سیرت اتنی اجلی اور صاف ہوتی تھی کہ دنیا کا بدترین سے بدترین انسان بھی محفل میں چند بول سنتا تو زندگی کا رخ بدل لیتا'' جیسا کہ سرکار ہم شبیہ غوث اعظم اعلیٰ حضرت اشرفی میاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ اقدس میں ایک شرابی آیا۔ اس پر آپ کا ایسا کرم خاص ہوا کہ ایک لمحہ میں اس کی قسمت بدل گئی۔ وہ شرابی جہاں اس کی زندگی کے دشت میں بداعمالیوں کے کانٹے بکھرے ہوئے تھے ایک نگاہ کرم پڑتے ہی وہاں نیکیوں اور اعمال صالحہ کا چمن آباد ہوگیا۔ پہلے تارکِ نماز تھا اب ایسا نماز کا پابند ہوا کہ تہجد بھی قضا نہ کرسکا۔

حضرت شیخ اعظم نے ایک مرتبہ اپنی محفلِ پاک میں نہایت بلیغ انداز میں فرمایا کہ'' اپنے اخلاق وکردار کو بلند رکھنا چاہیئے تاکہ تمہارے حسن عمل اور صاف ستھری سیرت کو دیکھ کر امتِ مسلمہ اپنی ہدایت کا راستہ اپنائیں'' قول وفعل وعمل کی یکسانیت آپ کا خصوصی سبق ہوتا تھا اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ و طفیل آپ کی خواہش کے مطابق ہم سبھی کو سیرت وکردار سنوارنے کی توفیق عطاء فرمائے (آمین)

آخر میں یہ تحریر کردینا میں ضروری سمجھتا ہوں کہ حضور شیخ اعظم کچھوچھہ مقدسہ سے جب اپنے آخری سفر کے لئے کلکتہ روانہ ہوتے ہیں تو کسی کو کیا معلوم کہ یہ شیخِ اعظم کا آخری سفرِ مبارک ہوگا۔ گھر سے نکلنے سے قبل میرے بھانجے اور بھتیجے مولانا سید جامی اشرف اور حافظ و قاری سید عبدالقادر اشرف کو بلاکر سلسلۂ اشرفیہ قادریہ چشتیہ کی خلافت سے سرفراز فرماکر خاتم الخلفاء ہونے کا شرف بخشا۔ ان کے ہمراہ نور چشم سید اعرف اشرف بھی تھے، ان سے مخاطب ہوکر فرمایا تمہارے لئے میری خلافت پکی ہے تم پہلے پڑھائی کی طرف دھیان دو اور اپنی تعلیم مکمل کرو۔

مولیٰ تعالیٰ حضور شیخ اعظم کے فیوض وبرکات سے ہم سبھوں کو مالا مال فرمائے۔ **آمین اللّٰھم آمین**

☆☆☆☆

شیخ اعظم خانوادۂ اشرفیہ کے کوہ نور

مولانا سید نورانی اشرف اشرفی جیلانی، فاضل بغداد کچھوچھہ مقدسہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ اللہ رب العزت کا کرم لازوال ہے کہ وہ اپنے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی امت مرحومہ کی دینی، ملی، روحانی اور سماجی تربیت کے لئے ہر دور میں فرداً یا اجماعاً کسی کو منتخب فرماتا ہے جو ہادی وراشد بن کر خلق خدا کی عموماً اور سواد اعظم اہل سنت وجماعت کی خصوصاً رہنمائی فرماتا ہے۔ ان میں بعض وہ ہیں جو ''العلماء ورثة الانبیاء'' کا تاج زریں سر پر سجائے مسند تدریس پر جلوہ افروز ہوکر تشنگان علوم کو سیراب کرتے ہیں تو بعض وہ ہیں جو خانقاہ کی مسند رشد وہدایت پہ جلوہ بار ہوکر طریقت ومعرفت کی منزلیں طے کرادیتے ہیں۔ بعض وہ ہیں جو امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے ذریعہ اصلاح ظاہر فرماتے ہیں تو بعض وہ ہیں جو میکدہ بر دوش ہوکر ''یمشی بہ فی الناس'' کی عملی تفسیر بن کر اکناف عالم کو توحید وتفرید کا جام پلاتے رہتے ہیں۔ کوئی ترغیب عبادات کو ہی اپنے لئے کافی سمجھتا ہے اور کوئی تلقین مجاہدات کو سرمایہ حیات سمجھتا ہے۔

زیر فلک اسی وجہ سے زمین پر اللہ تبارک وتعالیٰ کے کچھ ایسے نیک بندے ہیں جن کی شخصیت حال وقال دونوں کا مجموعہ ہے۔ اگر وہ علم وحکمت کا بحر بے کنار ہیں تو دریائے معرفت کے غوطہ زن بھی ہیں۔ جو شریعت وطریقت کا مجمع البحرین بن کر ایک صحت مند معاشرے کی تعمیر فرماتے ہیں۔ جن کا علم حجاب اکبر نہیں بلکہ نور مبین بن کر ماحول کو منور کئے رہتا ہے۔ شواہد وامثال سے قطع نظر میں اپنی عقیدت کا خراج اپنے مخدوم ابن مخدوم نور دیدۂ غوث صمدانی نظر کردۂ خواجہ لا ثانی جانشین مخدوم سمنانی نبیرۂ عالم ربانی شہزادۂ مخدوم المشائخ حضور شیخ اعظم مخدوم العلماء ابو المحمود سید محمد اظہار اشرف اشرفی جیلانی قدس سرہ النورانی کی بارگاہ میں پیش کررہا ہوں جو شریعت وطریقت کا سنگم ہیں۔ جو علماء میں مخدوم العلماء ہیں تو مشائخ میں شیخ اعظم ہیں۔ جیلانی رنگ، سمنانی رعب آپ کے چہرۂ مبارک پر ہمیشہ ظاہر رہا۔ بچپن آغوش ولایت میں گزرا جس نے زمانے کی خرافات اور لہو ولعب سے محفوظ رکھا۔ آپ کی تعلیم وتربیت میں حضور مخدوم المشائخ کی خاص توجہ نے آپ کو علم وعرفان کا گہر نایاب بنادیا۔

الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور سے فارغ التحصیل ہوکر جامعہ نعیمیہ مرادآباد میں آئے چندسال درس وتدریس کا کار اہم سرانجام دیا۔ مگر مشیت الٰہی کو سلسلۂ عالیہ اشرفیہ کے اس بطل جلیل سے کئی اہم کام لینے تھے۔

چنانچہ ایک عزم محکم اور سعی پیہم کے ساتھ آپ نے میدان رشد وہدایت میں قدم رکھا اپنے پدر بزرگوار کی سرپرستی میں ہندوستان کے اکثر حصوں کا دورہ فرمایا۔ دریں اثناء آپ نے حضور سرکار کلاں قدس سرہٗ کی خصوصی توجہات والطاف روحانی سے میدان طریقت ومعرفت کا ایک عظیم سنگ میل طے فرمایا۔ رات کا اکثر

حصہ جلسوں کے ممبر پر گزر جاتا تو دن مریدین ومتوسلین سے ملنے میں گزرتا۔ مگر حضور شیخ اعظم قدس سرہٗ کی ہمہ جہت شخصیت اور عالمگیر فکر بار بار ایک ایسے ادارے کی طرف متوجہ رہتی جو کچھوچھہ مقدسہ کو ایک نئی پہچان دے سکے ۔ ایک ایسا چشمہ علم جو حضور اعلیٰ حضرت اشرفی میاں قدس سرہٗ کی دعاؤں کا ثمرہ ہو تو سلطان الواعظین مولانا احمد اشرف قدس سرہٗ کے تخیل کا مینار ہو ، حضور محدث اعظم ہند قدس سرہٗ کی تحریک کا سرچشمہ ہو تو مخدوم المشائخ حضور سرکار کلاں قدس سرہٗ کی خدمات کی روشن دلیل ہو۔ چنانچہ وہ ساعت سعید آ ہی گئی جب مخزن روحانیت کچھوچھہ مقدسہ میں تمام خانوادہ کے اکابر علماء ومشائخ کی موجودگی میں حضور مخدوم المشائخ ابوالمسعود سید شاہ مختار اشرف اشرفی جیلانی قدس سرہ النورانی کے دست پاک سے ادارے کا سنگ بنیاد رکھا گیا پھر دیکھتے دیکھتے ''جامع اشرف'' فیضان مخدوم اشرف قدس سرہٗ کا جامع بن کر اہل سنت وجماعت کا عظیم قلعہ بن گیا۔ جہاں تشنگان علوم جوق در جوق آ کر چشمہ علم وحکمت سے اپنی تشنہ لبی دور کرنے لگے۔ حضور شیخ اعظم بانی جامع اشرف نے پھر پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا اس طرح یہ کاردین دراز ہوتا رہا درسگاہ اور دارالاقامہ کا اعلیٰ انتظام طلبہ کو اپنی طرف مائل کرنے لگا۔ مگر جو چیز سب سے اہم اور فقید المثال ہے وہ ہے ''مختار اشرف لائبریری'' جو یقیناً حضور بانی جامع اشرف قدس سرہٗ کی جیتی جاگتی کرامت ہے۔

ایک ناقابل فراموش حقیقت ہے کہ مدارس عربیہ میں عام طور پر کسی عظیم لائبریری یا مکتبہ کا تصور بہت بعید ہوتا ہے خاص کر کتابوں کا ایسا ذخیرہ جو کسی بھی محقق ،ڈاکٹر یا باحث کو کہیں اور جانے سے بے نیاز کردے یہ اپنی مثال آپ ہے۔ بغداد معلیٰ میں پیدا ہونے والے اس خیال کو جو بلا شبہ دربار غوثیت کا عظیم تحفہ تھا اسے مختار اشرف لائبریری کی صورت میں عملی جامہ پہنانا آپ کا عظیم کارنامہ ہے۔ خانقاہ اور درسگاہ کی قدیم روایات میں آپ نے ایک انقلاب برپا کردیا اور قدوۃ الکبریٰ غوث العالم محبوب یزدانی حضرت خواجہ پیر سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ کے اس حسین گلشن میں علم و آگاہی کی ایسی خوشبو بکھیر دی جو ابدالآباد تک قائم رہی گی۔ آپ کا جذبہ خدمت دین اور بے مثال قوت اردی کے سامنے ہر مشکل آسان ہو جاتی تھی ۔ چناچہ تمام تر مشکلات اور آشوب روزگار کے سامنے دامن استقامت تھامے رہے اور تبلیغی دورے سے کبھی گریز نہیں فرمایا۔

مگر آہ! دست اجل کی سنگینی نے وہ کاری زخم ہم سب کے سینے پہ لگا ہی دیا جب سواد اعظم اہل سنت وجماعت کے عظیم قائد صاحب سجادہ بانی جامع اشرف شیخ اعظم قدس سرہٗ نے داعی اجل کو لبیک کہہ کر واصل بحق ہوگئے۔

نور عین شہ ابرار کہاں سے لاؤں
شاہ سمناں کی تلوار کہاں سے لاؤں
خانقاہوں میں تو مل جائیں گے سجادہ نشین
شہ مختار کا اظہار کہاں سے لاؤں

آپ کے نہایت ہی لائق فائق بیٹے حضور قائد ملت شیخ طریقت حضرت علامہ سید شاہ محمود اشرف اشرفی جیلانی ہیں جو یقیناً الولد سر لابیہ کے مصداق ہیں۔ میری دعا ہے کہ مولیٰ کریم خانوادہ غوثیہ اشرفیہ اور خانقاہ اشرفیہ حسنیہ سرکار کلاں کو آپ کے ذریعہ مزید سرخروئی عطا فرمائے۔ آمین۔

☆☆☆☆

موت تو اس لئے لگتی ہے بھلی ہم کو بہت

سید محمد اعرف اشرف اشرفی، نبیرۂ قطب المشائخ کچھوچھہ مقدسہ امبیڈکر نگر

اس دنیا میں جو بھی آیا ہے اسے ایک نہ ایک دن اسے چھوڑ کر آخرت کی دنیا کو آباد کرنا ہے مگر کچھ ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو اپنے کارنامے کی وجہ سے تاریخ کا حصہ بن جاتے ہیں ایسے ہی ایک عظیم شخصیت جنہیں دنیا حضور شیخ اعظم بانی جامع اشرف حضرت علامہ مفتی الحاج سید شاہ اظہار اشرف اشرفی جیلانی سجادہ نشیں آستانہ عالیہ اشرفیہ حسنیہ سرکار کلاں کے نام سے جانتی اور پہچانتی ہے جب ہم ان کی زندگی کو دیکھتے ہیں تو ہمیں اس بات کا علم ہوتا ہے کہ وہ ایک طرف جید عالم تھے تو دوسری طرف ایک بہت بڑے شاعر اور ساتھ ہی ساتھ عاشق رسول اور زہد وتقویٰ کے بھی مالک تھے یہی وجہ ہے کہ ان کی زندگی کی ہر ہر سانس ذکر الٰہی، خدمت دین، خدمت خلق اور دین کی اشاعت وتبلیغ میں گذرا کرتی تھی۔ ہندو بیرون ہند میں کثرت سے دینی اداروں کا قیام وسرپرستی اور مسلسل تبلیغی اسفار ہیں جس کی زندہ جاوید مثال جامع اشرف، مختار اشرف لائبریری اور مسجد اعلیٰ حضرت اشرفی ہیں۔ تشنگان علوم نبویہ کو قیامت تک سیراب کرنے کے لئے انہوں نے اس کی تعمیر کی جس کے لئے انہیں محنت ومشقت کے سمندر میں غوطہ لگانا پڑا ان کا سامنا مصیبت وامراض سے بھی ہوا ایسا اوقات بیماریوں نے آپ کو اپنی آغوش میں لیا لیکن آپ کی بلند ہمتی اور آپ کے پُرعزم حوصلوں کے سامنے بیماریوں نے اپنا دم توڑ دیا اور آپ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے میں جب بھی حضرت کی بارگاہ میں حاضر ہوتا تو اپنی تکلیف کا اظہار کئے بغیر صرف یہی پوچھا کرتے تھے کہ بابو اعرف! جامع اشرف کا کیا حال ہے اس کی تعلیم کیسی چل رہی ہے مختار اشرف لائبریری جاتے ہو یا نہیں؟ بابو! لائبریری جایا کرو کتابوں کا مطالعہ کیا کرو اور لائبریری سے خوب خوب استفادہ کرو خوب محنت ولگن کے ساتھ پڑھائی کیا کرو میں جب بھی (دادا) حضرت کے پاس گیا تو کبھی انہوں نے اپنی علالت کا ذکر نہیں کیا انہیں فکر تھی تو جامع اشرف کی، انہیں خیال تھا تو مختار اشرف لائبریری کا وہ یہ کبھی نہیں چاہتے تھے کہ میں نے تشنہ لب علوم نبویہ کے لئے جو سمندر تیار کیا ہے اس کا پانی سوکھ جائے یا اس کی مچھلیاں ختم ہو جائیں یہی وجہ ہے کہ آپ دیش ودیش کے کسی بھی حصے میں ہوں آپ کو سمندر کا خیال ہمیشہ رہتا تھا آپ کبھی اسے چارہ دینا نہیں بھولتے تھے اس کی زندہ مثال یہ ہے کہ آپ جب کبھی کسی پروگرام میں شرکت کی غرض سے بنگلہ دیش، پاکستان، سری لنکا ملیشیا یا دیگر ممالک میں جاتے تو آپ کی توجہ جامع اشرف کی ترقی اور مختار اشرف لائبریری میں کتابوں کا اضافہ ہوا کرتا تھا یہی وجہ ہے کہ مختار اشرف لائبریری میں جہاں ہندوستانی پریس کی کتابیں ہیں تو وہیں غیر ممالک کی بھی بے شمار کتابیں ہیں آپ نے طالبان علوم

نبویہ کو سیراب کرنے کے لئے جس چیز کا تصور ہوسکتا تھا اس کو فراہم کیا مستقبل میں دین کی اشاعت تیزی سے پھیلانے اور دین اسلام کی بقا کے لئے جامع اشرف کے طلبہ کی تعداد میں اضافہ کرنا چاہتے تھے آپ چاہتے تھے کہ آئندہ سال سے جامع اشرف کے طلبہ کی تعداد سات سو ہو جس کے لئے آپ نے ابھی سے ہی تیاریاں شروع کردی تھیں یعنی جامع اشرف میں ایک اور ہاسٹل کا سنگ بنیاد رکھا جس کا کام زور وشور سے چل رہا تھا کہ اچانک آپ کی طبیعت علیل ہوئی اور آپ اپنے رب کے پیغام پر لبیک کہتے ہوئے مؤرخہ ۲۲ فروری بروز بدھ ۲۰۱۲ بمطابق ۲۹ ربیع الاول شریف ۱۴۳۳ھ اس دنیا کو خیر آباد کہا۔

موت تو اس لئے لگتی ہے بھلی ہم کو بہت
بعد مرنے کے تو دیدار تمہارا ہوگا

اللہ ربّ العزت کی بارگاہ میں دعاء ہے کہ مولیٰ تعالیٰ شیخ اعظم کی قبر انور پر رحمت ونور کی بارش نازل فرمائے اور ان کے صدقے میں ہمارے علم وعمل میں اضافہ فرمائے۔ آمین۔

☆☆☆☆

میری پہلی ملاقات شیخ اعظم سے

علامہ مولانا توکل حسین حشمتی، شیخ الحدیث سنی دار العلوم محمدیہ ممبئی

حضرت شیخ اعظم علامہ سید اظہار اشرف علیہ الرحمہ کی میری پہلی ملاقات الہٰ آباد ریلوے پلیٹ فارم پر ہوئی۔ ماہ ذی الحج کے آخری ایام تھے، سارناتھ اکسپریس سے مجھ کو اور ان کو بھی مدھ پردیش جانا تھا ہم دونوں کی برتھ الگ الگ ڈبہ میں تھی راستہ بھر ایک دوسرے سے ملاقات نہ ہوسکی تاہم تھوڑا سا وقت الہٰ آباد اسٹیشن پر ملا۔ آپ نہایت شیریں کلام اور پرُ اخلاق تھے۔ آپ نہ صرف حسنی حسینی سید تھے بلکہ فرزند غوث اعظم بھی تھے۔ دینی خدمات کا دائرہ مختلف انداز میں بہت وسیع تھا جو بیعت وارادت ومدارس کے قیام وغیرہ پر مشتمل ہے۔ آپ نے اس خدمت کو صرف ہندوستان تک ہی تک محدود نہیں رکھا بلکہ آپ کی خدمات فضل خدا سے ایشیاء ویوروپ تک سارے عالم میں پھیلی ہوئی ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے صدقہ وطفیل آپ کی قبر مبارک کو اپنی رحمتوں سے بھر دے اور حضرت کا فیضان سارے مریدین ومتوسلین ومحبین پر جاری وساری رکھے۔ آمین یارب العلمین بحرمۃ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

☆☆☆☆

مولاناسید نیاز اشرفی جیلانی جائس

استاذ مدرسہ جامعہ عربیہ خیرآباد، سلطان پور، یوپی

مخدوم العلماء، شیخ اعظم، پیرطریقت، رہبر شریعت، حضرت علامہ، مولانا مفتی الحاج سید محمد اظہار اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ کی ذات ستودہ صفات محتاج تعارف نہیں۔ حضرت شیخ اعظم حضور مخدوم سمنانی علیہ الرحمہ کے چشم و چراغ تھے۔ میرے خیال سے یہی نسبت آپ کی عظمت و رفعت کے لئے کافی ہے، اسی نسبت کا ثمرہ ہے کہ آپ کی ذات ہندو بیرون ہند مقبول خاص و عام رہی۔ جس محفل میں بھی آپ تشریف لے گئے شمع انجمن بن کر رہے۔

حضور شیخ اعظم علیہ الرحمہ نے جامع اشرف، مختار اشرف لائبریری وغیرہ قائم کر کے دنیائے سنیت پر احسان عظیم کیا ہے۔ بحمدہٖ تعالیٰ برادر صغیر عزیزم سید نور اشرف جامع اشرف ہی میں مسلسل کئی سالوں سے زیر تعلیم ہیں۔ مختار اشرف لائبریری کی عمارت، اس کے نظم و نسق اور کتب کثیرہ کو دیکھنے کے بعد یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے کہ اس زمانہ میں علم دین اور اسلام کی نشر و اشاعت کا جو جذبہ حضور شیخ اعظم کے دل میں تھا وہ بہت ہی کم لوگوں میں دیکھا جاتا ہے نیز یہ کارنامے بذات خود آپ کے خلوص وللّٰہیت پر گواہ ہیں۔

آپ کی زندگی کے مختصر حالات پڑھنے اور دیکھنے کے بعد یہ درس ملتا ہے کہ جو کوئی بھی زندگی کو لذت دوام سے آشنا کرنا چاہے وہ بغیر سوچے سمجھے حضور شیخ اعظم کے نقش قدم پر چلے تو یقیناً وہ انسان ہمیشہ ہمیش کے لئے مخلوق خدا کی نگاہوں کا مرکز ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعاء ہے کہ رب کائنات حضور شیخ اعظم کے فیضان کو ہم پر اور عالم اسلام پر تا حیات جاری و ساری فرمائے (آمین) بجاہ سید المرسلین

ابر رحمت ان کے مرقد پر گہر باری کرے　　حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

☆☆☆☆

پیر طریقت سیّد محمد مہدی میاں چشتی اشرفی

بیت النور، درگاہ معلیٰ، اجمیر شریف

باسمہٖ تعالیٰ

ھو المعین

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم

شیخ اعظم حضرت العلام سیدی سید اظہار اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ جانشین و پرتو سرکار کلاں قدس سرہ العزیز اپنے مشائخ کرام، آبائے ذوی الاحترام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ایمان و اعمال، اقوال و افعال اور کردار و اقدار کے تاحینِ حیات سرتاپا آئینہ دار رہے۔ ایسے ہی لوگ اس شعر کی مصداق رہے ہیں ۔

عمر ہا در کعبہؑ و بت خانہ می نالد حیات
تا ز بزمِ عشق یک دانائے راز آید بروں

یقیناً اب فقیر کی حیات میں آنے والا ہر عرس سراپا قدس سید اجل وارث النبی حبیب اللہ سلطان الہند حضور غریب نواز قدس سرہ العزیز کی چھٹی رجب المرجب شریف کی خاص محفل قل میں ظاہری نگاہیں اسی شیخ اعظم کو ڈھونڈا کریں گی جنہوں نے میرے علم و آگہی کے مطابق اپنی حیات ظاہری میں کسی عرس سراپا قدس کی حاضری ترک نہ کی۔ اس سانحہ پر اظہارِ غم کے لئے مجھ ناتواں کے پاس الفاظ نہیں بس اتنا ہی کہا جاسکتا ہے بقول شخصے ۔

سب کہاں کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہوگئیں
خاک میں کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہوگئیں

شیخ اعظم کی یادیں باقی رہنے کے لئے ان کے عظیم کارنامے اور بے مثال دینی خدمات کافی ہیں۔ ان کی بنائی ہوئی عمارتیں، قائم کئے ہوئے ادارے ولائبریریاں، ان کی تصنیفات وتالیفات اہل عقیدت ومحبت کے دل میں ان کی یاد اس طرح تازہ رکھیں کہ جس لالہ رخوں اور مہ جبینوں کے خاک میں پنہاں ہونے کے بعد زمین میں اگنے والے لالہ وگل ان ماہروں کے حسن وزیبائی کی یاد عشاق کے دل میں تازہ رکھتے ہیں۔

اس قلبِ مضمحل کو یہ کہہ کر تسلی دیتا ہوں کہ میرے مرشد طریقت حضور سرکار کلاں قدس سرہ العزیز نے جس طرح اللہ جل جلالہٗ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضل سے اپنی نیابت اور خلق کی نگہبانی کے لئے شیخ اعظم علیہ الرحمہ جیسی ذات چھوڑی تھی، آج اسی طرح شیخ اعظم علیہ الرحمہ نے بالخصوص قائد ملت گرامی قدر حضرت مولانا سیّد محمد محمود اشرف صاحب اور بالعموم دیگر صاحبزادگان کرام کو وابستگان سلسلہ اشرفیہ کے لئے مشعل راہ بنا کر گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے آقایانِ نعمت و مرشدانِ طریقت سلسلۂ عالیہ قادریہ چشتیہ بہشتیہ واشرفیہ کے نقوشِ قدم پر چلنے اور گامزن رہنے کی توفیقِ رفیق عطا فرمائے۔ ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد۔

سرکار کلاں قدس سرہ العزیز کے عہد زریں میں کچھوچھہ مقدسہ و درگاہ معلیٰ حضور مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ العزیز میں موجود روحانی وایمانی تربیت

گاہ کو عروج وارتقاء حاصل ہوا جسے زمانہ خانقاہ اشرفیہ حسنیہ سرکار کلاں و جامع اشرف کے نام سے جانتا ہے۔ اس دینی وروحانی چمنستان کی آبیاری میں شیخ اعظم قدس سرہ العزیز نے جو کوششیں کی ہیں جس کی مثال دور حاضرہ میں شاذ و نادر ملے گی۔ دین وسنیت کے حوالے سے ملک وبیرون ملک میں ان کی خدمات نا قابل فراموش ہیں۔

فقیر چشتی و وکیلِ اشرفی بارگاہِ سلطان الہند حضور خواجۂ خواجگاں سرکار خواجہ معین الدین سید حسن چشتی غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں نائب النبی عطائے رسول سرکارِ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلے سے دعا گو ہے کہ اللہ رب العزت اپنے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و جملہ خلفائے راشدین واہل بیت اطہار اور مشائخ عظام قدست اسرارہم کے صدقہ وطفیل ۲۹ ربیع الاول شریف ۱۴۳۳ھ مطابق ۲۲ فروری شب دس بج کر پچاس منٹ پر طریقت کے اس چاند کے چھپ جانے والے کو جنت عالیہ عطا فرمائے اوران کے درجات کو بلند سے بلند تر فرما کر ان کے ورثائے دینی و دنیوی کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین ثم آمین، بجاہ سید المرسلین طٰہٰ و یٰسٓ علیہ التحیۃ والتسلیم۔

یا معین الدین و یا معین الحق اعنا باذن اللہ
مختار کے اظہار سے محمود ہے اشرف

☆☆☆☆

شب معراج کے نوافل ووظائف

رجب المرجب کی ۲۷ ویں شب کو شبِ معراج کہا جاتا ہے، اس لئے کہ یہ رات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سفرِ معراج کی رات ہے۔

(۱) نماز حاجت:

وقت: نمازِ عشاء کے بعد سے لے کر فجر سے پہلے تک۔

طریقہ: چار چار رکعت کر کے بارہ رکعت نماز پڑھیں، نماز سے فارغ ہونے کے بعد ۱۰۰ بار تیسرا کلمہ تمجید، ۱۰۰ بار استغفار، ۲۰۰ بار درود شریف پڑھ کر سجدہ میں جا کر اللہ کے حضور اپنی حاجت پیش کریں انشاء اللہ پوری ہوگی۔

(۲) نمازِ قبولیتِ دعاء:

وقت: وقت: نمازِ عشاء کے بعد سے لے کر فجر سے پہلے تک۔

طریقہ: نفل کی نیت سے دو رکعت نماز پڑھیں، ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد ۲۱ بار قل ہو اللہ شریف پڑھیں، نماز سے فارغ ہو کر ۱۰ بار درود شریف پڑھیں اور بعدہٗ یہ دعا پڑھیں انشاء اللہ اس کی دعا قبول ہوگی اوراس کا دل مردہ نہ ہوگا۔

دعا یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ بِمُشَاھَدَۃِ اَسْرَارِ الْمُحِبِّیْنَ وَبِالْخَلْوَۃِ الَّتِیْ خَصَّصْتَ بِھَا سَیِّدَ الْمُرْسَلِیْنَ حِیْنَ اَسْرَیْتَ بِہٖ لَیْلَۃَ السَّابِعِ وَالْعِشْرِیْنَ اَنْ تَرْحَمَ قَلْبِی الْحَزِیْنِ وَتُجِیْبَ دَعْوَتِیْ یَا اَکْرَمَ الْاَکْرَمِیْنَ۔

حشر تک ڈھونڈا کریں گے جام و پیمانہ مجھے

پیرزادہ حضرت مفتی علامہ سید ضمیر الدین حسن بخاری صابر، ولی عہد خانقاہ صابریہ کلیر شریف

شہزادۂ حضور سرکارکلاں مخدوم العلماء شیخ اعظم حضرت علامہ سید اظہار اشرف اشرفی جیلانی صاحب سجادہ خانقاہ اشرفیہ کچھوچھہ شریف کی رحلت دنیائے سنیت کے لئے ایک عظیم خسارہ ہے۔ آپ کی گونا گوں اور ہمہ جہت شخصیت نہ صرف یہ کہ میدان طریقت و معرفت کے لئے مقتدیٰ اور پیشوا کی حیثیت رکھتی تھی بلکہ آپ کا علمی اور تبلیغی مقام سواد اعظم اہل سنت و جماعت کے دلوں پر نقش تھا۔ آپ نے اپنی حیات طیبہ کو اسلاف کے خواب کو شرمندہ کرنے میں صرف کیا اور اہل سنت میں اتحاد و اتفاق پیدا کرنے میں لگے رہے۔

خانوادہ اشرفیہ میں آپ کی شخصیت اس معنوں ممتاز ہے کہ آپ نے خانقاہ اشرفیہ کے علمی اور تعمیراتی مذاق کو بلند کرنے کے لئے علمی مراکز اور تحقیقی ادارے قائم فرمائے جس میں اس وقت کے جید علماء، ادباء اور محققین کا تعاون حاصل رہا اور آپ کی پروقار شخصیت نے بنفس نفیس سرپرستی فرمائی۔

دوسرا بڑا کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے تشنگان علوم و معرفت کے لئے ایک عظیم ذخیرۂ کتب جو مختار اشرف لائبریری کے نام سے موسوم ہے فراہم کیا۔ تاکہ نسل نو کو تحقیقی مزاج، تعمیراتی فکر مل سکے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ کی پرفیض ذات سے نہ صرف خانوادہ اشرفیہ اور سلسلہ اشرفیہ کے افراد و اعوان کو فیض پہونچا ہے بلکہ آپ کی کرم نوازی کے اثرات پورے اہل خانقاہ پر مرتسم ہوئے ہیں۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ نے ارشاد و تبلیغ کے تقاضے اور خانقاہی مراسم کو پورا کرتے ہوئے خانقاہوں کے باہمی تعلقات کو مضبوط کرنے کی ہر ممکن کوشش کی ہے۔ انہیں علم و عمل، معرفت و آگہی کے میدان میں آگے آگے چلنے کی تلقین فرمائی ہے۔

آپ اللہ کے جوار رحمت میں تشریف لے گئے اور آپ کے ظاہری فیض سے ہم محروم ہو گئے مگر آپ کی گراں قدر خدمات اور دین وسنیت کے لئے بے لوث تڑپ کے نقوش کبھی مٹ نہیں سکتے۔

☆☆☆☆

سید محمد امان میاں

خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف

حضرت قائد اہل سنت جناب محمود اشرف صاحب، حضرت اشرف میاں صاحب وتمام اہل خاندان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ!

شیخ اعظم حضرت سید محمد اظہار اشرف میاں علیہ الرحمہ کی رحلت تمام اہل سنت کے لیے نہایت ہی غم کا موقعہ ہے۔ میں اپنے، اپنے والد حضرت پروفیسر سید محمد امین میاں صاحب قبلہ وعم مکرم حضرت رفیق ملت نجیب میاں صاحب کی طرف سے تمام اہل خاندان کو یہ پیغام دینا چاہتا ہوں کہ اس غم کے موقع پر تمام اراکینِ خاندانِ برکاتیہ آپ کے ساتھ ہیں۔اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ تعالی علیہ وسلّم کے صدقہ وطفیل حضرت کی مغفرت فرمائے اوران کے درجات بلند فرمائے،آمین۔

☆☆☆☆☆

پیر طریقت سیدمنور حسین قادری فدائی

سجادہ نشیں خانقاہ قادریہ ابوالفیاضیہ سملی شریف پٹنہ سیٹی

شیخ اعظم حضرت علامہ مولانا سید شاہ محمد اظہار اشرف اشرفی جیلانی سجادہ نشین آستانہ عالیہ اشرفیہ کچھوچھہ شریف کو برسوں پہلے میں نے دیکھا تھا یہ اس وقت کی بات ہے جب میں اشرفیہ مبارک پور میں تھا، طالب علمی کا زمانہ تھا، خیرآباد میں جلسہ تھا اور حضرت تشریف لائے تھے، کیا نورانی صورت تھی بارعب آواز۔لہجہ وانداز کی سحرآفرینی، آواز سے سر چڑھتا ہوا جادو معلوم ہوتی تھی۔ میں نے ان کی تقریر سنی دل پر بے خودی کا اثر چھا گیا اور ایک عجیب کیفیت ہوگئی۔کیا بتلاؤں کیا بیان کروں؟ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مخدوم اشرف کا فیضان بول رہا ہے۔

کون کہہ سکتا ہے یہ اہل طریقت کے سوا　　سارے جھگڑے ہیں زمانے میں تیری نسبت کے سوا

☆☆☆☆☆

حرفِ غم!

پیر طریقت سید اسلم میاں وامقی جیلانی، نائب سجادہ نشین، خانقاہ وامقیہ پرانا شہر بریلی (یوپی)

موت تجدید حیات زندگی کا نام ہے
خواب کے پردے میں بیداری کا اک پیغام ہے!

جن عدیم المثال شخصیات نے تاریخ کے آئینے سے تعصب وغفلت کی گرد صاف کر کے جانشین غوث العالم میر سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات و خدمات کو عوام وخواص میں روشناس کرانے کا کارنامہ سر انجام دیا ہے، ان میں پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ سید محمد اظہار اشرف اشرفی جیلانی کی عالمگیر وشہرۂ آفاق شخصیت سرفہرست ہے۔ ان کی مفارقت نہ صرف حقیر کے لئے بلکہ اہل سنت و جماعت اور سلسلۂ اشرفیہ کے لاکھوں وابستگان کے لئے ایک عظیم المیہ ہے۔

یہ مسلم ہے کہ دوام اسی عظیم ذات کو حاصل ہوتا ہے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے عشق میں خود کو فنا کر دیتی ہے ایسی ذات یقیناً فنا فی اللہ ہو کر اللہ کی صفت ''باقی'' کے ساتھ ''باقی باللہ'' کے مقام پر فائز ہوتی ہے اور حیات جاودانی کی مستحق بن جاتی ہے، یہ مقام ایک عاشق صادق اپنے حسن و اخلاق، اعلیٰ کردار، پاکیزہ صفات، جذبۂ صادق اور اخلاص کی بدولت حاصل کرتا ہے۔

شیخ اعظم نے سلسلۂ اشرفیہ کے فروغ وترقی کے لئے سلسلہ کے اسلاف کے طرز عمل اور ان کی تعلیمات وارشادات کو اپنا رہبر ورہنما بنایا اور پھر اپنی تمام زندگی اسی مشن کی تکمیل میں صرف کر دی، ان کا اوڑھنا بچھونا تعلیمات اشرفیت تھا، فنا فی الاشرفیت کے مقام پر فائز تھے یہی وجہ ہے کہ خدمات دینیہ اور سلسلہ کی مشغولیت اور بے پناہ مشکلات کے باوجود انہوں نے اتنا کام کر دکھایا کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے ایسی ہستیاں صدیوں میں پیدا ہوتی ہیں۔

مت سہل ہمیں جانو پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے پردے سے انسان نکلتے ہیں

شیخ اعظم کی زندگی ایک مومن کامل کی زندگی تھی، ان کی ذات اقدس سراپا عمل تھی، ان کے شب و روز ذکر خدا اور ذکر رسول ﷺ میں گزرتے تھے اور حقیقت یہ ہے کہ وہ شب میں عبادت و ریاضت کے علم بردار تھے اور دن میں ایک جلیل القدر عالم دین اور رہبر شریعت تھے، انہوں نے اپنی ساری زندگی اور تمام جسمانی اور فکری توانائیاں سرکار کلاں کے مشن کے فروغ اور ان کی علمی اور فکری آثار کو محفوظ کرنے میں صرف کر دی۔

افسوس زہد وتقویٰ، اخلاص و اخلاق، ایمان و ایقان اور علم وعمل کا یہ پیکر مجسم ہم سے ایسے وقت میں رخصت ہو گیا جب ہمیں اس کی شدید ضرورت تھی، ان کی رحلت جہاں اقارب، مریدین اور عقیدت مندوں کے لئے ایک سانحہ ہے وہاں راقم السطور کا بھی ناقابل تلافی نقصان ہے بس صرف یہی کہا جا سکتا ہے

بلبل علم و عمل حق آشنا
دور نشد از چشم من یا بم کجا!

شیخ اعظم ہم سے جدا ہو گئے مگر ان کی نشانیاں باقی رہیں۔

کچھ نقش تیری یاد کے باقی ہیں ابھی تک
دل بے سر و ساماں سہی ویران نہیں ہے!

شیخ اعظم نے اپنے فرزند اکبر فخر قوم و ملت شیخ طریقت خطیب الہند حضرت علامہ مولانا سید محمود اشرف اشرفی جیلانی (مہتمم جامع اشرف) کو اپنا ولی عہد اور اپنا جانشین نامزد فرمایا۔ موصوف کی گراں قدر عبقری شخصیت کسی تعارف کا محتاج نہیں، وہ والد ماجد کی موجودگی میں سلسلہ کی اشاعت اور تعمیر و توسیع کے لئے عدیم المثال کام کر رہے تھے، انہوں نے ملک میں سلسلہ کے فروغ کے لئے بڑی بڑی کانفرنسیں منعقد فرمائیں اور باطل پرست جماعتوں کو متحیر کر کے اپنی علمی و ادبی صلاحیتوں کا لوہا تسلیم کرایا، یہ شیخ اعظم کا فیضان ہی تھا کہ انہوں نے اپنی حیات میں آپ کو خرقۂ خلافت اور جانشینی مرحمت فرمائی اور موصوف نے اپنی زندگی کے بیش قیمتی لمحات سلسلۂ اشرفیہ کے مشن کے فروغ کے لئے وقف کرنا شروع کر دیا، ساتھ ہی اشرفیت کی ترویج و ترقی کے لئے اشرف ملت حضرت مولانا سید محمد اشرف میاں (جنرل سکریٹری علماء و مشائخ بورڈ) کارہائے نمایاں انجام دیں گے۔

روہیل کھنڈ بریلی میں سلسلہ اشرفیہ کی ممتاز و منفرد خانقاہ واحقیہ و نشاطیہ کے سجادہ نشین حضرت سید محمد اشرف محمد میاں واحقی و فقیر اشرفی سید اسلم واحقی جیلانی کی دعا ہے کہ پروردگار عالم شیخ اعظم علیہ الرحمہ کی بے لوث خدمات کو قبول فرما کر رحمت و غفران کی بارش فرمائے اور آپ کے جملہ خانوادہ اور اولاد امجاد کی حیات میں برکت عطا فرمائے، آمین بجاہ النبی الکریم۔

نام نیک رفتگاں ضائع مکن تا بماند نام نیکت برقرار

شاعر مشرق

کھول آنکھ، زمیں دیکھ، فلک دیکھ، فضا دیکھ،
مشرق سے ابھرتے ہوئے سورج کو ذرا دیکھ
اس جلوۂ بے پردہ کو پردوں میں چھپا دیکھ
ایام جدائی کے ستم دیکھ، جفا دیکھ
بے تاب نہ ہو، معرکۂ بیم ورجا دیکھ
ہیں تیرے تصرف میں یہ بادل، یہ گھٹائیں
یہ گنبد افلاک، یہ خاموش فضائیں
یہ کوہ، یہ صحرا، یہ سمندر، یہ ہوائیں
تھیں پیشِ نظر کل تو فرشتوں کی ادائیں
آئینۂ ایام آج اپنی ادا دیکھ
سمجھے گا زمانہ تیری آنکھوں کے اشارے
دیکھیں گے تجھے دور سے گردوں کے ستارے
ناپے تیرے بحر تخیل کے کنارے
پہنچیں گے فلک تک تیری آہوں کے شرارے
تعمیرِ خودی کر، اثر آہِ رسا دیکھ

☆☆☆☆

شیخ اعظم ایک عظیم شخصیت

سید قیام الدین حسینی عظمتی
سجادہ نشیں آستانہ عظمتیہ خانقاہ عالیہ حسنیہ غوثیہ عظمتیہ درگاہ شریف باس بیریا پورنیہ (بہار)

اس فقیر کا بہت دنوں کے بعد بارگاہ پیر و مرشد میں کچھوچھہ مقدسہ آنا ہوا۔ پیر و مرشد کی حیات میں یہاں جب آتا تھا تو بڑی خوشی کا احساس ہوتا تھا۔ یہ سوئے اتفاق ہے کہ عرس عظمتی کے سبب نماز جنازہ میں شریک نہ ہو سکا۔ شیخ اعظم کے سانحۂ ارتحال نے دل کو بڑا مضمحل کیا ہے۔ گھر سے بالکل غمگین چلا، جب کچھوچھہ مقدسہ پہنچا حضور شیخ اعظم علیہ الرحمہ کے آستانہ میں حاضری دی، ساری پریشانیاں دور ہوئیں اور مجھے احساس ہوا کہ ان کی روحانیت ہم لوگوں کے ساتھ ہے۔

دور حاضر میں اتنا خوبصورت اور نورانی چہرہ میں نے نہیں دیکھا۔ الحمد للہ جب خطاب کرتے تو اس محفل میں سب پر عشق و بے خودی کی کیفیت طاری ہو جاتی۔ تاثیر کا کیا کہنا جو بات کہتے وہ دل میں اثر کر جاتی۔ اپنے حلقۂ ارادت میں دو روزہ کانفرنس کے موقعہ پر حضور شیخ اعظم علیہ الرحمہ کو بضد لے گیا۔ صبح ناشتہ کے بعد میں حضور شیخ اعظم علیہ الرحمہ کے ساتھ دینی خدمات کے متعلق گفتگو کر رہے تھے۔ غیر قوم کی چند عورتیں علاقہ بندول سے آئیں۔ یہ سبھی اولاد سے محروم تھیں۔ ہاتھ جوڑے کھڑی رہیں۔ حضرت کے رعب و جلال کے آگے ان کی زبان نہیں کھل رہی تھی۔ میں نے بتایا کہ حضرت یہ عورتیں اولاد سے محروم ہیں۔ حضرت اس فقیر کو دیکھ کر مسکرائے فرمایا کہ جاؤ سبھی صاحب اولاد ہوں گی۔ کچھ دنوں کے بعد میں گیا۔ واقعی شیخ اعظم کی بارگاہ میں آئی ہوئی تمام عورتیں صاحب اولاد ہو چکی تھیں۔ تقریباً ہر نو چندی کو اس فقیر کا پنڈوہ شریف بارگاہ حضور مخدوم العالم میں جانا ہوتا مگر اپنے شیخ کو مطلع ضرور کر دیتا میرے شیخ کو کیا محبت تھی بارگاہ علائیہ کے متعلق مجھے تاکید کرتے کہ مخدوم پاک و نور قطب عالم پنڈوی میں میرا اسلام ضرور پہنچانا۔ ذرا غور کرنے کی بات ہے میرے شیخ کتنے بڑے علمی دوست تھے کہ ملاقات کے دوران تمام حالات کے متعلق پوچھتا تو دھیرے دھیرے ہاں میں جواب دیتے لیکن جب جامع اشرف کے بارے پوچھتا تو بڑے خوش ہو کر بولتے اتنے اساتذہ ہیں، فلاں فلاں ہیں، اتنے بچے ہاسٹل میں ہیں۔ جامع اشرف کا قیام سنیت کا وہ عظیم کام ہے حضور شیخ اعظم علیہ الرحمہ کے دست پاک سے انجام پایا ہے جنہیں سنیت کبھی فراموش نہ کر پائے گی۔ یوں تو بلاد ہند سے لے کر بیرونی ممالک تک ان کے خدمات کا دائرہ وسیع ہے۔ مگر علاقۂ کشن گنج میں جو سنیت قائم ہے وہ حضور شیخ اعظم علیہ الرحمہ کے دینی خدمات کا ثمرہ ہے۔ تقریباً چالیس سال سے باز بیریا علاقہ بائسی جانا رہا۔ سلسلہ چشتیہ اشرفیہ کے فیوض و برکات سے علاقہ مالا مال ہوتا رہا۔ ہمارے والد گرامی علیہ الرحمہ فرمایا کرتے تھے جانتے ہو جب حضور شیخ اعظم علیہ الرحمہ پہلی بار باز بیریا آئے تو آستانہ حضور مخدوم سید شاہ عظمت اللہ قدس سرہ النورانی میں گئے۔ آستانہ پر نظر پڑتے ہی فرمایا آہ اللہ کے ولی کہاں نہیں۔ حضور مخدوم سید شاہ عظمت اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے میرے شیخ اعظم کو بے پناہ محبت تھی۔ مولیٰ تبارک و تعالیٰ بطفیل سرکار دو عالم ان سلف صالحین کے ذریعہ فیوض و برکات کے چشمے اس خانوادۂ عظمتیہ و عقیدت مندوں پر جاری رکھے۔ آمین بجاہ النبی حضور سید المرسلین۔

عالم میں تم سے لاکھ سہی تم مگر کہاں

علامہ سید شاہ تراب الحق قادری، سابق رکن قومی اسمبلی وامیر جماعت اہل سنت پاکستان کراچی

پیر طریقت حضرت علامہ مولانا سید اظہار اشرف اشرفی جیلانی سجادہ نشیں خانقاہ عالیہ اشرفیہ کچھوچھہ شریف کے انتقال پر ملال کی خبر مجھے حضرت مولانا سید ممتاز اشرفی صاحب سلمہٗ کے ذریعے سے ملی، اس اندوہ گیں خبر کو سن کر بیحد صدمہ ہوا، انا للہ وانا الیہ راجعون!

حضرت موصوف اپنے والد ماجد پیر طریقت حضرت علامہ سید مختار اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ کے بڑے صاحبزادے اور ان کے جانشین تھے۔ ۶ محرم الحرام ۱۳۵۵ھ/ ۱۹۳۵ء کچھوچھہ شریف میں آپ کی ولادت ہوئی۔ سید اظہار اشرف نام تجویز کیا گیا۔ جامعہ اشرفیہ مبارکپور سے درس نظامی کی تکمیل فرمائی اور اپنے وقت کے عظیم عالم دین، حافظ ملت حضرت علامہ مولانا حافظ عبدالعزیز مبارکپوری علیہ الرحمہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیے جب کہ حضرت علامہ مولانا عبدالرؤف صاحب، حضرت علامہ مولانا حبیب اللہ نعیمی اور حضرت علامہ محمد یونس نعیمی جیسے فاضل اساتذہ سے بھی تحصیل علم فرمائی۔ فراغت کے بعد تقریباً ڈھائی سال دارالعلوم نعیمیہ مرادآباد میں تدریسی خدمات بھی انجام دیں لیکن خانقاہی مصروفیات کی وجہ سے تدریس ترک فرمادی اور خانقاہ اشرفیہ کچھوچھہ شریف میں کی تعمیر وترقی اور مذہب اہل سنت کی ترویج واشاعت اور سالکان راہ طریقت کی راہنمائی میں مصروف ہوگئے۔

۱۹۷۸ء میں کچھوچھہ شریف کی سرزمین پر جامع اشرف کے نام سے ایک ادارہ قائم فرمایا پھر ۱۹۹۵ء میں ''مختار اشرف لائبریری'' کے نام سے عظیم الشان لائبریری قائم فرمائی جس میں دینی علوم وفنون پر مشتمل تقریباً ۱۶ ہزار گرانقدر کتب جمع فرمائیں، بلاشبہ اس لائبریری کا شمار ہندوستان کی بڑی لائبریریوں میں ہوتا ہے۔ اس لائبریری کا قیام آپ کی علم دوستی کا ثبوت ہے۔ نیز ان دنوں کی بات ہے جب یہ فقیر پاکستان کی قومی اسمبلی کا رکن تھا۔ مساجد میں اذان سے پہلے درود وسلام پڑھنے پر پابندی کے حوالے سے مؤتمر عالم اسلامی کی جانب سے موصول ہونے والی ایک قرارداد جسے قومی اسمبلی میں وفاقی وزیر مقبول احمد خاں نیازی نے پیش کیا جس پر گرما گرم بحث ہوئی، بحث کے اختتام پر یہ فقیر کھڑا ہوگیا اور اس قرارداد کو مسترد کرتے ہوئے کہا کہ مساجد میں اذان سے پہلے درود وسلام پڑھنے سے ہمیں کون روکے گا، ہم تو قومی اسمبلی میں پڑھ کر دکھاتے ہیں، یہ کہہ کر وہیں کھڑے ہوکر ہم نے صلوٰۃ وسلام ''مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام۔ شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام'' پڑھا جس پر وفاقی وزیر کو وہ قرارداد واپس لینی پڑی۔ یہ خبر جب اخبارات میں شائع ہوئی ان دنوں حضرت علامہ سید اظہار اشرف

صاحب قبلہ کراچی تشریف لائے ہوئے تھے اور رحمت چوک اورنگی ٹاؤن کے ایک بہت بڑے جلسہ عام میں خطاب کے دوران آپ نے اس پر بڑی تحسین فرمائی اور کلمۂ حق کہنے پر اس فقیر کو مبارکباد پیش کی جس کے لیے میں ان کا ممنون ہوں۔

آپ نے اپنے والد ماجد کے وصال کے بعد کچھوچھہ شریف کے سجادہ نشین کی حیثیت سے خانقاہ شریف کے معاملات کو بحسن خوبی انجام دیا آپ کا وصال "موت العالم موت العالم" کا مصداق ہے۔

افسوس کہ ۲۲ فروری ۲۰۱۲ مطابق ۲۹ ربیع الاول شریف ۱۴۳۳ھ جمعرات کی شب آپ کا وصال ہو گیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت کو غریق رحمت فرمائے۔ آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت مولانا سید محمود اشرف اشرفی جیلانی کو آپ کا جانشین مقرر کیا گیا۔ دعا ہے مولائے کریم انہیں ان کے والد ماجد کا صحیح جانشین بنائے اور مذہب مہذب اہل سنت وجماعت کی خدمت کی مزید توفیق عطا فرمائے، آمین۔

☆☆☆☆

پیر زادہ سید محمد اقبال شاہ قادری

نائب سجادہ نشین دائرہ شریف قادریہ و ٹیچر شعبۂ فارسی مولانا آزاد کالج کولکاتا

یہ بات تاریخ عالم میں روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ برصغیر ہندو پاک میں خانوادۂ کچھوچھہ وسادات اشرفیہ جو دین متین کی تقریباً سات سو سال سے خدمت کر رہے ہیں وہ کسی کی نگاہوں سے پوشیدہ نہیں، اس خانوادہ کے جداعلیٰ وسلسلۂ اشرفیہ کے بانی ومؤسس حضور سرکار مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ عنہ ہیں، اسی چمن کے لعل وگوہر میں سے ایک عظیم شخصیت جو سنت نبوی کی نشر واشاعت، صراط مستقیم سے بھٹکے ہوئے اور راہ راست سے پھرے ہوئے، کفر وضلالت کے دلدل میں پھنسے ہوئے بندۂ خدا کو رشد وہدایت کی راہ پر لانے کے لئے شبانہ روز محنت ومشقت کرتے رہے جن کی مثال عصر حاضر میں دکھائی نہیں دیتی، انہیں دنیا مخدوم العلماء سید العرفاء شہزادۂ حضور سرکار کلاں حضرت علامہ الحاج سید شاہ محمد اظہار اشرفی جیلانی کے نام سے جانتی اور مانتی ہے، مورخہ ۲۹ ربیع النور ۱۴۳۳ء بروز بدھ شب تقریباً ۱۰ بج کر ۵۰ منٹ میں ہمیشہ ہمیش کے لئے ہماری نگاہوں سے اوجھل ہو کر دار بقاء کی طرف گامزن ہوئے اور "كل نفس ذائقة الموت" کا جام شیریں نوش فرمایا "انا لله و انا اليه راجعون"

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا!

رب قدیر اپنے محبوبوں کے صدقے مخدوم العلماء کے درجات میں مزید بلندی عطا فرمائے اور ان کے فیضان کو دراز فرمائے۔

☆☆☆☆

میرے شیخ اعظم

مولانا سیّد محمد اکرام الحق قادری مصباحی، صدر المدرّسین دار العلوم محبوب سبحانی کرلا ویسٹ ممبئی

عارفوں کے دل کے سرور اور عابدوں کی آنکھوں کے نور شہزادۂ غوث اعظم حضرت شیخ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا پیکر محسوس اگر چہ آج ہمارے درمیان موجود نہیں ہے لیکن آپ کی ذات گرامی اپنے اخلاص وایثار، عبادت و ریاضت، تحمّل وقناعت، تسلیم و رضا، صبر وشکر، فروتنی و خاکساری، زہد وتقویٰ، علم ومعرفت اور بے لوث دعوتی وتبلیغی خدمات کی وجہ سے مذکور ضرور ہے اور یہ ذکر قیامت تک ہوتا رہے گا کیوں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ذکر کرنے والے اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، ہر وقت خدا کی یاد میں غرق رہنے والے اور اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ اللہ ورسول کی رضا وخوشنودی کے لئے صرف کرنے والے جب اس دنیا سے رخصت ہوتے ہیں تو اللہ ربّ العزت انہیں اپنے ذکر کے انعام کے طور پر مذکور بنا دیتا ہے اور لوگوں کے دلوں میں ان کی الفت و محبت کے چراغ روشن فرما دیتا ہے۔

بلا شبہ حضور شیخ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علمائے عصر ومشائخ وقت کے درمیان امتیازی شان رکھتے تھے۔ آپ کی ذاتِ اشرفی کے سامنے اپنے وقت کے جیّد علماء، محدثین، مفسرین، محققین اور مبلغین محض نسبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بنیاد پر سرِ تسلیم وعقیدت خم نہیں کرتے تھے بلکہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذات والا صفات علمیت کی بنیاد پر، عملیت کی بنیاد پر، شریعت وطریقت کی پاسداری کی بنیاد پر اور بے پناہ دینی وملّی خدمات کی بنیاد پر مرجع خلائق بنی ہوئی تھی۔ جب تک زندہ رہے تشنگانِ معرفت اور طالبانِ سلوک کو فنا فی اللہ کے رموز واسرار سے آشنا کراتے رہے۔ اعمال واشغال اور اوراد ووظائف کی تعلیم دے کر ان کی مشام جاں کو معطر کرتے رہے اور انہیں صہبائے قادریت وچشتیت واشرفیت پلاتے رہے اور جب اس دار فانی سے جدا ہو کر خالق لم یزل کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو جامع اشرف، احمد اشرف ہال، مختار اشرف لائبریری اور اشرف حسین میوزیم کی شکل میں ایسی ان مٹ یادگاریں چھوڑ گئے جو صبح قیامت تک آپ کی یادوں کو زندہ رکھیں گی اور مرقد انور میں سامان سکون واطمینان فراہم کرتی رہیں گی۔

☆☆☆☆

میرے مرشد کامل شیخ اعظم

نبیرۂ حضرت روشن شہید فرزند سرکار قطب کارنٹا سید محمد نجم الدین اشرفی قطبی،
صدر آل انڈیا تحریک پیغام مصطفے کارنٹا شریف گجرات

اللہ تبارک وتعالیٰ کا احسان عظیم ہے کہ اس نے اپنے بندوں کی ہدایت ورہنمائی کے لئے کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام ورسولان عظام کو مبعوث فرمایا۔ اس نورانی سلسلے کے خاتم ہم سب کے آقا صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ کے بعد نبوت ورسالت کا دروازہ بند ہوگیا مگر ہدایت ورہنمائی کا دروازہ بند نہیں ہوا ہے وہ آج بھی کھلا ہے اور جب تک توبہ کا دروازہ بند نہیں ہوگا کھلا رہے گا۔ مگر ان نفوس قدسیہ کے بعد ہدایت و رہنمائی کی ذمہ داری رحمٰن ورحیم نے ان کے سچے نائبین علماء کرام اور اولیاء عظام کو عطا فرمائی ہے۔ ان دونوں جماعتوں نے ہر دور میں بلا تفریق مذہب وملت خلوص وللّٰہیت کے ساتھ دین اسلام کی عظیم خدمتیں انجام دیں اور ہمیشہ انشاء اللہ دیتی رہیں گی۔

ان پاک بازوں میں ایک اہم شخصیت جنہیں دنیا حضور شیخ اعظم شہزادۂ حضور سرکار کلاں مخدوم العلماء پیر طریقت نبیرۂ ہم شبیہ غوث اعظم حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد اظہار اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ کے نام سے یاد کرتی ہے۔ آپ ایک طرف عظیم خانقاہ کے مسند نشیں تھے تو دوسری طرف عظیم عالم ربانی فقیہ بے نظیر بھی تھے۔ یہ بات معلوم ہونی چاہئے کہ بزرگی و ولایت کوئی موروثی چیز نہیں ہے جو نسلاً بعد نسل منتقل ہوتی رہے گی بلکہ بزرگی وولایت، تقویٰ، طہارت، تزکیۂ نفس، خشیت الٰہی، شریعت کی پاسداری اور اتباع سنت کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے۔ رب العالمین فرماتا ہے ''ان اولیاءہٗ الا المتقون'' اولیاء تو پرہیز گار متقی ہی ہیں۔

آقا علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ''ولی وہ ہے جسے دیکھو تو خدا یاد آجائے''۔ سرکار غوث پاک فرماتے ہیں ''ولی کی کرامت یہ ہے کہ اس کا فعل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے قانون پر ٹھیک اترے''۔ متکلمین کے نزدیک ولی وہ ہے جو اعتقاد صحیح مبنی پر دلیل رکھتا ہو اور اعمال صالحہ شریعت کے مطابق بجالاتا ہو۔

مذکورہ اقوال وتعریفات کی روشنی میں جب ہم حضور شیخ اعظم کی حیات مبارکہ کو دیکھتے ہیں تو یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ حضور شیخ اعظم صرف عظیم خانقاہ کے سجادہ نہیں بلکہ عظیم عارف کامل اور مرشد برحق بھی تھے۔ جن لوگوں نے آپ کی زیارت کی ہے اور جو سفر وحضر میں آپ کے ساتھ رہے ہیں وہ اس بات پر شاہد ہیں کہ حضور شیخ اعظم کی پوری ۷۸ سالہ زندگی علم وعمل، زہد وورع، تقویٰ وطہارت، فضل وکمال، اخلاص وایثار اور سادگی کا پیکر تھی۔

احقر راقم الحروف کو سرکار قطب کارنٹا سے نسبت ہے۔ میرے خاندان کے اکثر افراد خانوادۂ اشرفیہ کے دامن کرم سے منسلک ہیں۔ علم کے حصول کے لئے ۱۹۹۹ء میں میں نے مرکز علم وفن جامع اشرف میں داخلہ لیا۔ جامع

اشرف میں قیام کے دوران بہت سے مشائخ عظام کے رخ زیبا کی زیارت سے مشرف ہوتا رہا۔ میں سب سے زیادہ جن نفوس قدسیہ سے متأثر تھا ان میں حضور قطب المشائخ حضرت علامہ الحاج سید شاہ محمد قطب الدین اشرف اشرفی جیلانی مدظلہ العالی، حضور شیخ اعظم علیہ الرحمہ اور حضور شیخ الاسلام کی ذات سرفہرست ہے۔

مجھے حضور شیخ اعظم کی بارگاہ عالیہ میں بارہا حاضری کا شرف حاصل ہوا اور خدمت کا موقع بھی ملا۔ حضور شیخ اعظم سرکار قطب کارنٹا کی نسبت کی وجہ سے مجھ سے محبت فرماتے تھے۔ میں اپنے طالب علمی کے زمانے میں مرید نہیں ہوا اس کی وجہ یہ تھی کہ میں نے اپنے دل میں یہ سوچ رکھا تھا کہ میں اس وقت تک کسی سے مرید نہیں ہوں گا جب تک کہ کوئی شیخ کامل مجھے مرید ہونے کے لئے نہ کہے۔

غالبًا ۲۰۰۸ء میں دار العلوم حجازیہ چشتیہ گھاٹ کوپر ویسٹ ممبئی ۸۶ میں بحیثیت مدرس میری تقرری ہوئی۔ انہی دنوں مجھے معلوم ہوا کہ حضور شیخ اعظم جوگیشوری خانقاہ اشرفیہ میں تشریف رکھتے ہیں۔ میں زیارت کی غرض سے حاضر ہوا جیسے ہی حضرت نے مجھے دیکھا فوراً ارشاد فرمایا کب تک گھومتے رہوگے اب تو بیٹھ جاؤ۔ میں نے فوراً دو زانوں طے کیے اور دامن کرم سے منسلک ہو کر مرید ہو گیا۔ آج بھی میرے کانوں میں آپ کی وہ آواز گونجتی رہتی ہے۔

یقیناً بلا شبہ اللہ والے جو ہوتے ہیں رب تبارک وتعالیٰ ان کی نگاہوں سے تمام حجابات اٹھا دیتا ہے اور وہ ہر ایک چیز کا آسانی کے ساتھ مشاہدہ فرما لیتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ حضور شیخ اعظم بے حد ملنسار، خوش اخلاق، علم دوست، خورد نواز، غریب پرور، مہمان نواز اور تمام سلاسل و خانقاہوں کا بے حد احترام کرنے والے مرشد کامل، شیخ طریقت، عارف کامل اور عارف باللہ تھے۔ آپ کے وصال پر ملال سے اہل سنت و جماعت میں ایسا خلا پیدا ہو گیا ہے جس کا پر ہونا مشکل ہے۔ آپ کے انتقال سے تشنگان علم و معرفت یتیم ہو گئے۔ متلاشیان راہ حقیقت و سالکان طریقت بے سہارا ہو گئے۔ اہل سنت ایک عظیم محسن و رہنما سے محروم ہو گئے، بزم معرفت سونی ہو گئی۔ دنیائے تصوف خزاں آشنا ہو گئی مگر ہم نا امید نہیں ہیں، ہمیں یقین ہے کہ جس طرح سے ہماری سرپرستی میرے شیخ کامل حضور شیخ اعظم کل فرما رہے تھے آج بھی ان کی روحانیت ہماری سرپرستی فرما رہی ہے اور انشاء اللہ العزیز فرماتی رہے گی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ میرے مرشد کی قبر انور پر رحمت و نور کی خوب بارش نازل فرمائے اور ہم سب کو دونوں جہاں میں ان کے فیوض و برکات سے مالا مال فرمائے۔

ابر رحمت ان کے مرقد پر گہر باری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

☆☆☆☆

علامہ مفتی منیب الرحمن

صدر تنظیم اہل سنت پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دنیا کے بے شمار خطوں کی طرح برصغیر میں پاک و ہند بھی ایک ایسا خطہ ہے جہاں اسلام اولیائے کاملین اور علماء ربانیین کی تبلیغ، تزکیہ و تربیت، اخلاق وکردار اور انسانیت دوستی کے سبب پھیلا اور آج تک اللہ تعالیٰ کے ان محبوب بندوں کے نقوش اس سرزمین کے اہل ایمان کے دل و دماغ پر ثبت ہیں۔ درگاہوں اور خانقاہوں سے دین کی نشر واشاعت کا کام ہوا، کفر ضلالت کی تاریکی دور ہوی، دل کو روشنی اور عمل کو پاکیزگی ملی۔ بعض درگاہوں، خانقاہوں اور روحانی مراکز پر آگے چل کر نااہلوں کا تسلط قائم ہوگیا اور رشد وہدایت کے یہ مراکز نااہل سجادگان کی وجہ سے صرف مادی منفعت کے حصول کا ذریعہ بن گئے اور بعض مقامات پر خلاف شرع کام بھی ہونے لگے۔

آستانوں کی سجادگی نے جاگیر کی شکل اختیار کرلی اور شرعی معیار کی رعایت کیے بغیر یہ سلسلہ نسل در نسل منتقل ہوتا رہا۔ تشرع وتدین کا ادنیٰ ترین معیار بھی قائم نہ رہا۔ سجادہ نشیں کے منصب پر فائز ہونے والوں کے لئے عالم دین ہونا تو دور کی بات ہے وہ نماز، روزہ وغیرہ اہم ضروری مسائل سے بھی ناواقف ہیں گویا عقابوں کے نشیمن زاغوں کے تصرف میں آگئے۔ بعض جگہ یہ مزارات چرسیوں، سوالیوں اور اوباش لوگوں کے ٹھکانے بن گئے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ دین ومسلک کے حوالے سے منفی نتائج برآمد ہونے لگے۔ بعض اولیائے کاملین کی نسبی اولاد نہیں تھی دوسرے لوگ مجاور بن کر قابض ہو گئے۔ عقیدت کے نام پر مسلمانوں کے مالی وسائل غیر شرعی مصارف میں صرف ہونے لگے، حالانکہ ہر بڑے مزار کے متصل بڑے بڑے جامعات قائم کرنے کی ضرورت تھی، تربیت واصلاح اور دعوت وارشاد کا نیٹ ورک قائم ہونا چاہیے تھا مگر ایسا نہیں ہوا۔ اس کے نتیجے میں مسلک اہل سنت و جماعت کو شدید نقصان پہنچا، عوام اہل سنت میں بے عملی اور عقیدہ میں طرح طرح کی خرابیاں پیدا ہونے لگیں۔

ان ناسازگار ونامساعد حالات میں چند آستانے اپنی اصل نہاد پر قائم رہے، تشرع وتدین اور علمی معیار کو قائم رکھا گیا۔ ان مراکز میں رشد وہدایت کے ساتھ ساتھ تعلیم وتربیت کا نظام بھی تسلسل کے ساتھ قائم رہا اور انہی معدودے چند مراکز کے طفیل تصوف وسلوک کے سلاسل کا بھرم قائم رہا۔ ان چند قابل فخر اور سرمایۂ افتخار مراکز میں سے سلسلہ عالیہ اشرفیہ حسنیہ کا ایک عظیم الشان مرکز کچھوچھہ شریف ہندوستان ہے جو الحمدللہ آج بھی اپنے پورے علمی وقار، دینی وجاہت اور روحانی پاکیزگی کے ساتھ قائم ہے۔ یہ سلسلہ مخدوم العالم حضرت قبلہ جہانگیر اشرف سمنانی رحمۃ اللہ علیہ سے شروع ہوا اور ان کی ایک زندہ وتابندہ اور جاریہ ومستمرہ کرامت ہے کہ آج بھی اس علمی وروحانی مرکز کی وجاہت ووقار قائم ہے۔

آستانہ عالیہ اشرفیہ حسنیہ کے ایک سجادہ نشین شیخ الحدیث، استاذ العلماء، شیخ المشائخ، علامہ سید اظہار اشرف اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ونوراللہ مرقدہ کا وصال ۲۲ فروری ۲۰۱۲ کو ہوا۔ آپ نے تقریباً ۷۸ سال عمر پائی اور

۱۵ سال تک درگاہ عالیہ اشرفیہ حسنیہ کے سجادہ نشین کے منصب پر رونق افروز رہے۔آپ نے خانقاہ اشرفیہ میں ۱۹۷۸ء میں ''جامع اشرف'' کے نام سے عظیم الشان دینی جامعہ قائم فرمایا اور بذات خود بھی اس میں بخاری شریف کی پہلی وآخری حدیث کی تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے۔۱۹۹۹ء میں آپ نے ''غوث العالم'' کے نام سے ایک دینی، علمی وتحقیقی مجلّہ جاری فرمایا اور اپنے عظیم والد ماجد حضرت قبلہ سید مختار اشرف اشرفی جیلانی المعروف سرکار کلاں کے نام سے ایک عظیم الشان ''مختار اشرف لائبریری'' بھی قائم فرمائی جس میں سات سو تفاسیر قرآن مجید کے علاوہ تمام دینی علوم وفنون پر کتب کا ایک عظیم الشان ذخیرہ جمع فرمایا۔اپنے خاندان کے اکابر کے تبرکات کو محفوظ رکھنے کے لئے ''اشرف حسین میوزیم'' قائم فرمایا ،دعوتی مرکز کے طور پر''احمد اشرف ہال''تعمیر کرایا۔اسی طرح آپ نے ''مسجد اعلیٰ حضرت اشرفی میاں'' کے نام سے جامع مسجد تعمیر کرائی اور''نورالعین پارک''،تعمیر کرایا۔

آپ کے یہ تمام علمی،تعمیراتی اور ترقیاتی شاہکار اس امر کی روشن دلیل ہے کہ آپ کی دلچسپیوں کا محور اور زندگی مقصد کا ہمیشہ تبلیغ دین،دعوت سنت،رشد وہدایت اور تعلیم کا فروغ رہا ہے۔یہی چیز آج کل برصغیر پاک وہند کی بڑی بڑی خانقاہوں اور خانوادوں میں مفقود ہے اور اہل سنت وجماعت کے زوال کا سب سے بڑا سبب بھی یہی ہے کہ وہ تمام تر مادی وسائل اور مالی وسائل جو اصحاب مزارات کے مشن کے فروغ کے لئے صرف ہونے چاہیے تھے،وہ سجادگان کی عیش وعشرت پر صرف ہو رہے ہیں اور ان سجادگان کی پرتعیش زندگی اور بے راہ روی دین اور اہل دین کی بدنامی کا باعث بن رہی ہے۔علمائے عصر جنہیں اجتماعی ،تجدیدی واصلاحی تحریک برپا کرنی چاہیے،وہ باری،مزارع اور کارکن بن کر رہ گئے۔

درگاہ اشرفیہ کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ ہر دور میں اپنے عہد کے بڑے نامور علمائے کرام نے اس سے اپنا تعلق ارادت وسلوک قائم کیا،جیسے صدرالافاضل علامہ سید محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ جنہیں امام اہل سنت مجدد دین وملت امام احمد رضا قادری محدث بریلی علیہ الرحمہ نے بھی اپنی خلافت کے اعزاز سے نوازا۔آج بھی ہندوستان کی سرزمین پر اہل سنت وجماعت کی سب سے بڑی اور قابل فخر دینی درسگاہ جامعہ اشرفیہ مبارکپور حضرت غوث العالم مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی کے نام ہی سے موسوم ہے۔کبھی بھی آستانہ،خانقاہ،درگاہ اور مزار کے روحانی وعلمی فیوض وبرکات کے اجراء کے لیے اس کا مرکز علمی ہونا ضروری ہے۔اور اس لحاظ سے''درگاہ عالیہ اشرفیہ حسنیہ'' کے لئے یہ وجہ افتخار ہے کہ اس عہد زوال میں بھی اس کے مسند سجادگی پر حضرت علامہ شیخ الحدیث سید اظہار اشرف رحمۃ اللہ علیہ جیسی شخصیت فائز رہی ہے۔

ان کی اولاد امجاد اور سعادت مند اخلاف کا یہ اولین فریضہ ہے کہ درگاہ عالیہ اشرفیہ کے اس علمی معیار و وقار کو نہ صرف قائم رکھیں بلکہ اس کی مزید نشأۃ ونہضت اور ارتقاء و اعلاء کا اہتمام کریں اور ان دینی وروحانی مراکز کا خاص خیال رکھیں جن کا بھرم اور اعتماد و اعتبار آج بھی قائم ہے۔میرا ایک عاجزانہ مشورہ ہے کہ عہد حاضر کے تقاضوں کے مطابق ان کی ترجیحات کے تعین اور بہتر حکمت عملی اختیار کرنے کے لئے ان مراکز سے وابستہ جید اور مستند علماء وخلفاء کی ایک مجلس مشاورت و نظامت قائم ہونی چاہیے اور سال میں ان لوگوں کے ساتھ دو یا سہ روزہ اجلاس ہونی چاہیے تاکہ اہل سنت و جماعت کے ارتقاء کی تجاویز طے کرکے ان پر عمل درآمد کا اہتمام کیا جاسکے۔

ادارہ الفکر فاؤنڈیشن (ٹرسٹ)

مفتی محمد الیاس اشرفی رضوی، مہتمم مدرسہ نضرۃ العلوم 10-B گارڈن، ویسٹ کراچی

حضرت سید اظہار اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ کا وصال نہ صرف سلسلہ اشرفیہ کا عظیم نقصان ہے بلکہ اہل سنت و جماعت کا نقصان عظیم ہے کہ امت مسلمہ کے سر سے ایک محسن ،غمگسار اور ہمدرد کا سایہ اٹھ گیا۔ متعدد مرتبہ حضرت صاحب کی تقریر محفل میں بیٹھ کر سننے کا موقع ملا۔ دو مرتبہ تو ہمارے جامعہ میں تشریف لائے ان میں سے ایک مرتبہ مکمل خاندانی لباس زیب تن کیے تشریف لائے اور مدارس کے قیام کی اہمیت اور علم کی افادیت پر بھر پور تقریر فرمائی۔ اس تقریر کو سن کر اندازہ ہوا کہ تعلیمی اعتبار سے آپ کا کیا مقام ہے اور مسلک اہل سنت و جماعت کی ترویج واشاعت کے سلسلے میں آپ کیا جذبہ رکھتے ہیں۔

دوسری مرتبہ صبح دس یا گیارہ بجے کے آس پاس تشریف لائے اور عام لباس میں تھے۔ پڑھائی جاری تھی حضرت کے جانے سے پہلے طلبہ کو مدرسہ کے ہال میں جمع ہونے کو کہا گیا پھر حضرت واپس جانے سے قبل کچھ دیر طلباء سے مخاطب ہوئے اور ان طلبہ کو نفیس ترین نصیحتوں سے نوازا۔ ان نصیحتوں کا محور یہ تھا کہ آپ لوگ خلوص اور محنت کے ساتھ حصول علم میں لگے رہیں اللہ تعالیٰ اخلاص اور محنت کو رائیگاں نہیں فرماتا ہے اس لئے انشاء اللہ آپ لوگوں کو بھی ہر علمی میدان میں کامیابی ملے گی۔

حضرت کی شخصیت تعارف کا محتاج نہیں ہے، جس نے بھی آپ کی زیارت کی اس نے بے ساختہ گواہی دی کہ آپ اللہ کے ولی ہیں۔ کلام میں شگفتگی تھی عام لوگوں سے آپ کے کلام کا جو انداز تھا وہ انسان کو آپ کا گرویدہ بنا دیتا تھا۔ رہن سہن میں بھی سنت رسول کا خاص خیال رکھتے تھے، کچھ مواقع ایسے بھی آئے کہ حضرت کے ساتھ گھنٹوں رہنے کا اتفاق ہوا اس دوران میں نے محسوس کیا کہ آپ نے اپنے معمولات کے لئے جو وقت مختص کیا ہوا تھا اسے اسی وقت میں کرتے تھے۔ نماز کا جب وقت ہوتا تو جہاں ہوتے وہیں جماعت کا اہتمام کر لیتے تھے اور امامت بھی خود فرماتے تھے۔

ذہنی اور فکری طور پر آپ اس کے قائل تھے کہ اشاعت دین کے لئے عملاً کام کیا جائے اور اس کے لئے محض تقاریر ہی پر اکتفانہ کیا جائے بلکہ اس کے ساتھ مدارس ،لائبریری کا قیام اور ماہنامہ ورسائل وغیرہ کا بھی اجراء ہونا چاہیے۔ آپ نے اپنے اس نظریے پر باقاعدہ کام بھی کیا۔ سب سے پہلے جامع اشرف کے نام سے کچھوچھہ میں ایک ادارہ قائم کیا جہاں سینکڑوں طلبہ زیر تعلیم ہیں اسی طرح مختار اشرف لائبریری قائم فرما کر ہزاروں کتابیں جمع کیں اور ترسیل وابلاغ کے متعلق کام کرتے ہوئے ماہنامہ غوث العالم جاری فرمایا۔ انسانی فلاح و بہبود کے لیے مخدوم اشرف میموریل ہاسپٹل کی سنگ بنیاد رکھی۔ غرض کہ اس قسم کے کار نامے سینکڑوں تعداد میں موجود ہیں اور یہ سب وہ کارنامے ہیں جو حضرت کو تا قیام قامت زندہ رکھیں گے۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت کے ان تمام مشن کو جاری وساری رکھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو رحمت ورضوان کے پھولوں سے بھر دے، ہم سب کو ان کے فیوض و برکات سے مستفیض فرمائے اور ان کے جانشین خلف اکبر قائد ملت حضرت سید محمود اشرف اشرفی جیلانی کو حوصلہ اور استقامت عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

نہا یت ھی پر کشش شخصیت کے مالک

مولانا محمد شہزاد قادری ترابی، ایڈیٹر ماہنامہ تحفظ کراچی (پاکستان)

پیر طریقت، رہبر شریعت، جانشیں سرکار کلاں حضرت علامہ سید محمد اظہار اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ کا شمار عالم اسلام کی ان عظیم شخصیات میں ہوتا ہے جنہوں نے اپنے آپ کو دین و مسلک کے لئے وقف کر دیا تھا۔ پوری دنیا میں جا کر آپ نے اسلامی مراکز قائم فرمائے اور اسلامی تعلیمات سے مسلمانوں کو آگاہ کیا۔

آپ دنیا میں سلسلۂ عالیہ اشرفیہ کی پہچان سمجھے جاتے تھے۔ آپ نے ساری زندگی اپنے والد ماجد حضور بقیۃ السلف پیر طریقت رہبر شریعت ولی نعمت حضرت علامہ مولانا سید محمد مختار اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ کے مشن کو جاری رکھا۔

فقیر (محمد شہزاد قادری ترابی) آپ علیہ الرحمہ سے طالب ہے، لہٰذا جب بھی حضور اظہار اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ کراچی تشریف لاتے، آپ کی زیارت و صحبت سے فیضیاب ہوتا۔ آپ علیہ الرحمہ کا خوبصورت اور حسین چہرہ جس سے سفیدی جھلکتی تھی، قد آور جسم اور آہستہ آہستہ گفتگو کرنے کا انداز، سر پر سفید ٹوپی، گلے میں ہندی چادر اور سفید لباس آپ کی پہچان تھی۔

نہایت ہی پرکشش شخصیت کے مالک تھے۔ ایک نظر دیکھنے والا پلٹ کر دوبارہ ضرور دیکھتا بلکہ پہلی نظر ہی چہرۂ انور پر ٹھہر جاتی، نہ ہٹتی نہ ہٹانے کا دل چاہتا تھا۔ فقیر ایک مرتبہ آپ علیہ الرحمہ کو کراچی ایئر پورٹ چھوڑنے ساتھیوں کے ساتھ گیا۔ آپ لاہور تشریف لے جا رہے تھے، طبیعت کی وجہ سے آپ ویل چیئر پر تشریف فرما تھے۔ ویل چیئر چلانے کی سعادت فقیر کو حاصل ہوئی۔ میں ویل چیئر کو تھوڑی دیر روکا، ہر گزرنے والا شخص آپ کو ضرور دیکھتا اور لوگ فقیر سے پوچھتے کہ اتنی نورانی صورت والے کون بزرگ ہیں؟ کہاں سے آئے ہیں؟ کس سلسلے کے بزرگ ہیں؟ جب میں ان سے حضرت کا تعارف کراتا تو فوراً دست بوسی کرتے اور دعائیں لیتے۔

آپ علیہ الرحمہ کافی عرصے سے سخت علیل تھے، کمزوری اور جسم میں تکلیف کی وجہ سے آپ کے شروع کئے ہوئے کافی کام پایۂ تکمیل کو نہ پہونچ سکے۔ آخری وقت میں آپ اکثر مریدین و محبین سے کہا کرتے تھے کہ دعا کرو۔ اللہ تعالیٰ مجھے زندگی دے تو میں اپنے ہاتھوں سے شروع کئے ہوئے کاموں کی تکمیل کروں مگر زندگی نے وفا نہ کی۔ علالت کی وجہ سے آپ اسپتال میں داخل رہے اور وہیں آپ نے رحلت فرمائی۔ آپ علیہ الرحمہ کا وصال اہل سنت کے لئے بہت بڑا سانحہ ہے۔ آپ جیسی ہستیاں صدیوں میں پیدا ہوتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا کہ وہ حضرت شیخ اعظم علیہ الرحمہ کے درجات بلند فرمائے، آپ کی خدمات کو اپنی بارگاہ میں قبول و مقبول کرے، پسماندگان خصوصاً آپ کی اولاد کو صبر جمیل اور صبر جمیل پر اجر عظیم عطا فرمائے (آمین)

☆☆☆☆

مفتی محمد اسماعیل ضیائی

شیخ الحدیث ورئیس دارالافتاء دارالعلوم امجدیہ عالمگیر روڈ کراچی پاکستان

باسمہٖ عزوجل وباسم حبیبہ الکرم علیہ السلام

حضرت علامہ مولانا پیرطریقت سید اظہار اشرف اشرفی علیہ الرحمۃ والرضوان کے وصال کی خبر موصول ہوئی، اس خبر نے دل کو نہایت مغموم کیا، اللہ عزوجل انہیں غریق رحمت کرے اور انہیں آبائے کرام کے ہمراہ دارالجنان میں جگہ مرحمت عطا کرے۔

حضرت موصوف کا مجھے چند بار دیدار کا شرف حاصل ہوا، آپ نہایت نفاست پسند تھے، نفیس لباس میں ملبوس ہوتے تھے۔ آپ کو میں نے نہایت خلیق اور ذی علم شخص پایا اور آپ کے آباء واجداد سب کے سب پیران عظام و رہنمائے امت میں سے تھے۔ حضرت علامہ اظہار اشرف دامت برکاتہم العالیہ نے ایک لائبریری کا تذکرہ فرمایا تھا وہ لائبریری دنیا کی عظیم لائبریریوں میں ایک ہے۔

حضرت موصوف سے ملاقات کے بعد معلوم ہوا کہ آپ بحرالعلوم ہیں اور علم دوست اہل علم کی قدر کرنے والے ہیں، آپ کے شب و روز مخلوق خدا کی خدمت میں گذرتے ہیں۔ ایسے عظیم انسان دنیا میں کم ہی پائے جاتے ہیں۔ حضرت پیرطریقت سید اظہار اشرف علیہ الرحمہ مبلغ اسلام تھے۔ دنیا کے کئی ممالک کا سفر کیا۔ آپ اکثر تبلیغی دوروں میں رہتے۔ شہر کراچی بھی کئی بار آئے، یہاں بھی آپ کے کئی خلیفہ و مریدین ہیں خصوصاً اورنگی ٹاؤن میں بڑی تعداد آپ کے مریدوں کی ہے۔ اسی علاقہ میں قابل فخر خادم دین و مبلغ العلوم حضرت علامہ سید ممتاز اشرفی دامت برکاتہم العالیہ بھی ہیں جو عرصۂ دراز سے ایک مدرسہ میں دینی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ اسی طرح حضرت کے بے شمار خلفاء خدمت دین میں مصروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆☆

مفتی محمد عبدالجبار اشرفی

جامعہ اہل سنت برہان العلوم شیخ پورہ، بلیابلون، کٹیہار (بہار)

برہان السلف، حجۃ الخلف حضرت علامہ مولانا واولٰنا شیخ اعظم الحاج الشاہ سید محمد اظہار اشرف اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ورضی المولیٰ عنہ کی زندگی پاک مخلوق خدا کی رشد وہدایت اور اپنے بزرگوں کی یادگار کی بقاوتعمیر میں گذرگئی۔ جامع اشرف اوراس کے مختلف شعبے اور احمد اشرف ہال، لائبریری وغیرہ روشن شواہد ہیں۔ آپ ابتداء میں جامعہ نعیمیہ مرادآباد میں ایک باکمال اور بافیض مدرس کی حیثیت سے خدمت انجامدی۔ ناچیز بھی کافیہ کا سبق حضرت سے پڑھتا تھا۔ نحو میں آپ کی حیثیت امام النحو کی تھی۔ ایک بار حضرت سے ملنے کے لئے بائسی موبیہ پہنچا۔ ایک شخص نے حضرت سے انگریزی میں بات کی حضرت نے خندہ پیشانی کے ساتھ انگریزی ہی میں ان کو جواب دیا اور مسائل شرعیہ سمجھایا۔ اس کے چلے جانے کے بعد میں نے عرض کیا ۔حضرت آپ تو انگریزی میں بخوبی کلام فرمالیتے ہیں۔ آپ نے سن کر صرف مسکرادیا۔ میری سمجھ میں بات آگئی کہ یہ آپ کی باکمال کرامت تھی۔ حضرت نے مجھے اظہار العلوم اشرفیہ ماچھی پور بھاگلپور میں تدریس کے لئے بحال فرمایا تھا۔ حالاں کہ میں پھلواری شریف سے مرید تھا۔ وہاں اعلیٰ حضرت اشرفی میاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سالانہ عرس ہوتا ہے حضور سرکارکلاں بھی جلوہ افروز تھے۔ مجھے ہمت نہیں ہوئی کہ سرکار کلاں سے ملوں۔ حضرت سے عرض کیا کہ میں آپ کی معیت میں سرکارکلاں سے ملوں گا۔ یہ سن کر حضرت نے فرمایا کہ ابھی تمہاری قسمت اوج پر ہوگی۔ چنانچہ آپ کے ساتھ میں ملنے گیا۔ سرکارکلاں نے دیوبندیت سے متعلق خط وکتابت کے بارے میں پوچھا۔ حالاں کہ یہ کسی کو معلوم نہیں تھا میں نے مختصر طور پر سرکارکلاں کو سنایا۔ حضرت نے فرمایا تمہاری اردات صحیح نہیں ہے۔ مجھے ایسا معلوم ہوا کہ مجھے کسی نے کھینچ لیا۔ کسی شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے۔

کسی کے ہاتھ نے مجھکو سہارا دے دیا ورنہ
کہاں میں اور کہاں یہ راستے پیچیدہ پیچیدہ

توبہ وانابت کے بعد مجھے مرید کر کے شرف غلامی سے نوازا اور واقعی میری قسمت اوج پر پہونچ گئی۔

جامع اشرف میں تدریسی خدمات کے لئے ایک بار میرے محبّ مکرم حضرت مولانا محمد غلام مجتبیٰ اشرفی رحمۃ اللہ علیہ کو میری تقرری کے لئے حضرت نے بھیجا تھا مگر شومی قسمت کہ پہلی بار مدرسہ حمیدیہ بالوگنج کٹیہار میں پرنسپل کی ذمہ داری کی وجہ سے اور دوسری بار سانس اور ہارڈ کی بیماری کے پیش نظر نہ کچھوچھہ شریف پہونچ سکا اور نہ میری تقرری ہوسکی جس کا بیحد صدمہ اور افسوس ہے کہ آپ کی دعوت پر لبیک نہیں کہہ سکا۔ اب آپ کے جمال جہاں آرا کا دیدار انشاءاللہ تعالیٰ آخرت میں نصیب ہوگا۔

مولائے کریم حضرت شیخ اعظم رضی اللہ عنہ کے کرم بے پایاں اور فیضان بے نہایت سے مستفیض فرمائے آمین۔ ان دنوں اپنی بیماریوں کے پیش نظر بیحد معذور ہوں لکھ نہیں سکتا بہت مشکل سے یہ چند سطور ترقیم کر سکا چھاپ کر مجھے حضرت کے نام لیوا غلاموں میں شریک کرلیں۔

مفتی عبد الشکور مصباحی

شیخ الحدیث الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور

آلِ رسول حضرت سید اظہار اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ شہزادۂ مخدوم سمنانی، خانوادۂ اشرفیہ کے چشم و چراغ سرکار کلاں حضرت مختار اشرف صاحب علیہ الرحمہ کے نور نظر خلف اکبر سچے جانشین تھے اور الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور کے نامور مصباحی فاضل تھے، شریعت وطریقت کے سنگم اور مرشد کامل تھے، پوری زندگی ارشاد وتبلیغ، خلق خدا کو راہِ حق دکھانے، ان کے عقائد واعمال کی اصلاح کرنے، ظاہر کو سنوارنے کے ساتھ باطن کو روشن و پاکیزہ بنانے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس سنتوں کو اپنانے کی تلقین کرنے میں گزری، بلاشبہ آپ سیرت وصورت میں اپنے سلف کے آئینہ دار تھے اور اپنی ذات وصفات اور خوبی وکردار میں اپنے بزرگوں کے نمونہ تھے آپ کے مریدین ومتوسلین کی فہرست طویل ہے ملت کے گوشہ گوشہ وبیرون ملک میں آپ کے چاہنے والے اور آپ سے اکتساب فیض کرنے والے کثیر ہیں۔

آپ کی دینی خدمات جلیلہ میں معروف دانش گاہ جامع اشرف عظیم خدمت ہے اس کی روز افزوں ترقی میں مشائخ اشرفیہ کی دعاؤں کے ساتھ آپ کی صدارت وقیادت کا دخل ہے، اس میں قابل وفاضل اساتذۂ کرام کی جماعت تعلیم وتربیت کا کام بحسن وخوبی انجام دے رہے ہیں۔ یہ دینی ادارہ آپ کی بہتر یادگار ہے۔

خیر الغافرین آپ کی قبر پر انوار وغفران کی بارش برسائے آمین۔ آپ کے شہزادۂ اکبر ولیعہد حضرت محمود میاں صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ گوناگوں خوبیوں کے مالک ہیں یہ آپ کے نائب صادق اور اپنے بزرگوں کی روایات کے حافظ ہوں گے انشاءاللہ تعالیٰ۔ وصلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ اجمعین وبارک وسلم۔

☆☆☆☆

مفکر اسلام علامہ قمر الزماں اعظمی

جنرل سکریٹری ورلڈ اسلامک مشن (لندن)

شیخ اعظم سیدی علامہ سید اظہار اشرف صاحب رحمۃ اللہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ اشرفیہ حسنیہ سرکار کلاں کا سانحۂ ارتحال عالم اسلام کے لیے ایک انتہائی المناک واقعہ ہے۔ اس وقت پوری ملت اسلامیہ بالخصوص شرق تا غرب پھیلے ہوئے وابستگانِ سلسلۂ اشرفیہ غم واندوہ میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ صرف اہل خانہ ہی نہیں بلکہ وہ لاکھوں افراد تعزیت کے مستحق ہیں جو اس وقت سیدی علامہ اظہار اشرف رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کو شدت سے محسوس کر رہے ہیں۔

علامہ سید اظہار اشرف کا وصال علم وتصوف کی دنیا کا ایک نا قابل تلافی نقصان ہے اور یہ خلا شاید کبھی پُر نہ ہو سکے۔ صاحب سجادہ اپنے علم وفضل اور پرہیزگاری وتقویٰ میں اپنے اسلاف کرام بالخصوص مرشد گرامی سرکار کلاں علیہ الرحمۃ والرضوان کے نقش قدم پر تھے۔ وہ اپنے پہلو میں ملت اسلامیہ کے لیے ایک دردمند دل رکھتے تھے۔ وابستگانِ سلسلہ کے علاوہ بھی جو لوگ مسلک حق اہل سنت وجماعت کی ترویج واشاعت میں کوشاں ہیں ان کے لیے ہمیشہ دست بہ دعاء رہے۔ ملت کی خیر خواہی اور اس کی فلاح وبہبود کے حوالے سے سعی مسلسل اور جہد پیہم میں ان کی پوری زندگی گذری۔ ملک وبیرونِ ملک کی سینکڑوں درسگاہوں، خانقاہوں اور اداروں کی سرپرستی کرتے رہے اور ان اداروں کی ترقی ان کی سرپرستی کی مرہونِ منت تھی۔

برصغیر ہندوپاک کی جملہ خانقاہوں میں خانقاہ اشرفیہ کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ یہاں کے سجادہ نشیں ہمیشہ علماء رہے ہیں صدیوں تک علم کی روایت کو باقی رکھنا انتہائی مشکل کام ہے مگر یہ عظیم روایت ہنوز باقی ہے اور ان شاءاللہ صبح قیامت تک باقی رہے گی۔

ایک طرف جہاں صاحب سجادہ کے سانحۂ ارتحال کا غم ہے وہیں اس بات پر اطمینان بھی ہے کہ نئے سجادہ نشین ان تمام خوبیوں کے حامل ہیں جو اس خانقاہ کا طرّہ امتیاز رہی ہے۔ امید ہے کہ شہزادۂ گرامی وقار حضرت علامہ سید محمود اشرف صاحب اپنے عظیم والد اور جد کریم کی طرح خانقاہی علمی وفکری قیادت کے اہل ثابت ہوں گے۔ یقیناً ان کے کاندھوں کو ذمہ داریوں کا بارِ گراں اٹھانا ہے مگر وہ یقیناً اس میں سُرخرو ہوں گے۔

ایک بات جو مجھے ذاتی طور پر عرض کرنی ہے وہ یہ ہے کہ حضور سرکار کلاں اور حضرت علامہ سیدی اظہار صاحب علیہما الرحمۃ والرضوان اشرفی اور رضوی اختلافات کے حوالے سے بہت زیادہ غم زدہ تھے اور جب بھی ان کی بارگاہوں میں نیاز مندانہ حاضر ہوا تو انہوں نے اس سلسلے میں اپنے شدید غم کا اظہار کیا اور اس بات کے لیے کوشاں رہے کہ یہ فاصلے جلد از جلد مٹ جائیں۔ انہیں اس بات کا احساس تھا کہ اگر یہ فاصلے نہ مٹے اور وہی اتحاد باہم قائم نہ ہوا جو حضور سیدی اعلیٰ حضرت اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ اور حضور سیدی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اور ان کے بعد ان کے عظیم تلامذہ اور مریدین بالخصوص صدرالافاضل، علامہ ظفرالدین فاضل بہاری، مولانا احمد یار خاں نعیمی، علامہ عبدالعلیم صدیقی، مولانا قطب الدین برہمچاری، امین شریعت مولانا شاہ رفاقت حسین، صدرالعلماء علامہ سید غلام جیلانی میرٹھی، رئیس اڑیسہ حضرت مجاہد ملت (علیہم الرحمۃ والرضوان) کے دور میں تھا ایک آدھ نسلوں کے گذر جانے کے بعد یہ اختلاف طرفین کے بزرگوں کی وراثت بن جائے گا اور کبھی ختم نہیں ہوگا ان کی حیثیت دو متحارب فرقوں کی ہو جائے گی۔ اس لئے میری درخواست نئے سجادہ نشین سے یہ ہے کہ اس اختلاف کو جلد از جلد ختم کرنے کی کوشش جاری رکھیں اور اس کے ذریعہ ایک اہم اور تاریخ ساز کارنامہ انجام دیں۔ ملت اسلامیہ صبح قیامت تک ان کی احسان مند رہے گی۔

اک ستارہ فلک سے ٹوٹ گیا

علامہ عبیداللہ خاں اعظمی، سابق ممبر آف پارلیمنٹ

دنیا میں انسان کی آمدورفت کا سلسلہ کل بھی جاری تھا اور آج بھی چل رہا ہے۔ زندگی اپنی مقررہ منزل پر آتی ہی اس لئے ہے کہ وہاں موت اس کے لئے ایک سفرِ نو کا سامان لئے منتظر رہتی ہے۔ مگر ہست و بود کے اس مسلسل سفر میں کچھ افراد ایسے بھی ہوتے ہیں جن کی زندگی کا اختتام ان کے وجود وشہود کو تو عام نگاہوں سے مخفی کر دیتی ہے لیکن ان کی تعلیمات وخدمات اور روحانی اقدار عدم سے پرے ہر روز ایک زندگی کو نئی جلا بخشتی ہیں۔ شیخ الاعظم سید اظہار اشرف رحمۃ اللہ علیہ، سجادہ نشین خانقاہِ کچھوچھہ شریف کا شمار بھی ایسے ہی صاحبانِ فضل وکمال اور شمع فروزاں شخصیتوں میں ہوتا تھا جن کی مومنانہ نگاہوں سے بہت سے تقدیریں بدلی ہیں اور نہ جانے کتنے ظلمت کدوں کو لبادہ نور سے آراستہ کیا ہے۔

۲۲ فروری کو ممبئی میں ان کا وصال دنیائے سنیت کے لئے ایک جانکاہ صدمہ تھا۔ ایک ایسا سانحہ جس کا احساس جاتے جاتے جائے گا بلکہ میرا تو یہ ماننا ہے کہ ہمارے بزرگ اپنی موت کے بعد بھی ہمارے لئے اتنے ہی محترم اور لائقِ ذکر ہوتے ہیں جتنا کہ وہ اپنی ظاہری زندگی میں ہوا کرتے ہیں۔ میں نے تو یہ بھی محسوس کیا ہے کہ شیخ الاعظم رحمۃ اللہ علیہ جیسے قدسی صفات بزرگوں کی زندگی کی معنویت ان کی رحلت کے بعد پہلے سے کہیں زیادہ نمایاں ہو جاتی ہے اور اسی ایک خلاء سے افادیت وفیضان کے اس بارانِ نور کی طرف انتہائی حسرت ویاس کے عالم میں ہماری نگاہیں لوٹتی ہیں جو ان کے دامنِ جود وکرم سے ہر لمحہ برستا رہتا تھا۔

حضور شیخ الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد میرے دل کی کیفیت بعینہ یہی تھی اور میں اپنی ہتھیلیوں کو اس احساس کے ساتھ تا دیر ملتا رہا تھا کہ ایک چشمہ نور نگاہوں سے اوجھل ہو گیا اور میں سیرابی تو درکنار اس کے چند قطراتِ صافی تک سے اپنا دامن تر نہ کر سکا۔ بلاشبہ آپ کی ذات میں افاضہ وافادہ کے اتنے امکانات پوشیدہ تھے کہ اگر کوئی پہلو نہ کر کے بیٹھ جاتا تو ایسے ایسے بے بہا خزانے ہاتھ آتے کہ ان کے سامنے یہ دنیا بیضۂ مور سے بھی چھوٹی نظر آتی۔ یہاں تفصیل میں جانے کی گنجائش نہیں کہ مخدوم سمناں علیہ الرحمۃ والرضوان کے خانوادے یا بالفاظِ دیگر کچھوچھہ شریف نے شریعت و سنیت کی کیسی گراں قدر خدمت انجام دی ہیں اور کفر کے سیاہ خانوں میں ایمان کے چراغ جلانے میں کتنی فراخدلی سے اپنا خونِ جگر صرف کیا ہے تاہم اتنا کہنا اپنی عقیدتمندانہ ذمہ داری تصور کرتا ہوں کہ برِ صغیر ہند و پاک میں اہل سنت وجماعت کے چند نمایاں مراکز میں ایک نام کچھوچھہ کا بھی ہے اور شریعت کے شانہ بشانہ اسرارِ طریقت کی تہیں بھی بڑی بے جگری سے یہاں کے

بزرگوں نے کھولی ہیں اور ایک عالم کو معارف وحقائق کی چاشنی سے لذت یاب کیا ہے۔سید اظہار اشرف رحمۃ اللہ علیہ کا وصال پوری ملتِ اسلامیہ کے لئے ایک ناقابلِ تلافی نقصان ہے۔ایسی شخصیتیں گردشِ زمانہ کی انگنت کروٹوں کے بعد افلاک کے پردے سے نمایاں ہوتی ہیں۔آپ کی زندگی پابندی شریعت،خوش عقیدگی، عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور حبِ اولیاء کرام کی تبلیغ و اشاعت میں صرف ہوئی اور اس کا ہی نتیجہ ہے کہ وہ بنگال ہو یا اتر پردیش، گجرات ہو یا مہاراشٹرا پورے ملک کے ہی طول وعرض میں آپ کے عقیدت مندوں کی ایک کثیر تعداد موجود ہے۔پڑوسی ملک بنگلہ دیش سے لے کر دیگر بیرونی ممالک میں بھی معتقدین ومریدین بھرے پڑے ہیں۔غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد کے چاہنے والوں کی کثرت کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔خدا کی خدائی ہی ان کی گرویدہ ہے۔اس خانوادے کا اصل کمال اس کے مذہبی کردار کی وہ انفرادیت ہے جس میں شریعت وطریقت کی باہمدیگر امتزاج وآمیزش اپنے معراج پر نظر آتی ہے اور اسی طرزِ مومنانہ وعارفانہ کا مظہر تھی حضور شیخ الاعظم سید اظہار اشرف رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی۔آج وہ اپنے ظاہری وجود کے ساتھ ہمارے درمیان نہیں ہیں لیکن فکر ونظر کی دنیا میں آج بھی زندہ ہیں اور موت ان سے آدابِ حیات مومنانہ کا درس حاصل کر رہی ہے۔

ز شمارِ دو چشم یک تن کم
ز شمارِ خرد ہزاران بیش

☆☆☆☆

شب برأت کے نوافل ووظائف

شب برأت: شعبان کی ۱۵ ویں تاریخ کو شبِ برأت کہا جاتا ہے اس لئے کہ یہ رات گنہ گاروں کی نجات ومغفرت کی رات ہے۔

(۱) صلوٰۃ الخیر

وقت: نمازِ عشاء کے بعد سے لے کر فجر سے پہلے تک۔

طریقہ: صلوٰۃ الخیر کی نیت سے دو دو رکعت کر کے سو رکعت نماز پڑھیں، ہر رکعت میں الحمد کے بعد ۱۰ بار قل ہو اللہ شریف پڑھیں۔

فضیلت: حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے تیس صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے سنا کہ جو شخص اس رات کو یہ نماز پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کی طرف ستر بار نظر رحمت فرمائے گا اور ہر نظر کے بدلے اس کی ستر حاجتیں پوری فرمائے گا۔سب سے کم تر درجے کی حاجت مغفرت ہے۔

(۲) صلوٰۃ المغفرہ

وقت: نمازِ عشاء کے بعد سے لے کر فجر سے پہلے تک۔

طریقہ: نفل کی نیت سے دو رکعت کر کے دس رکعت نماز پڑھیں، ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد ۱۱ بار قل ہو اللہ شریف پڑھیں۔

فضیلت: گناہ معاف ہوں گے اور عمر میں برکت ہوگی۔

مولانا خلیل احمد

شیخ الجامعہ جامعہ نظامیہ حیدرآباد

اخبارات کے ذریعہ یہ غمناک اطلاع ملی کہ حضرت مولانا سید اظہار اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ خلف اکبرو جانشین حضرت ابوالمسعود سید مختار اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ سجادہ نشین کچھوچھہ شریف و بانی جامع اشرف کا وصال ہوگیا"انا للہ و انا الیہ راجعون"

اس حقیقت سے سب آگاہ ہیں کہ دنیا ایک سرائے فانی ہے اور چند روزہ قیام کے بعد اس کو خیر آباد کہنا ہے ایک مؤمن کا حقیقی ٹھکانا آخرت میں جنت ہے جو ابدالآباد سے متصف ہے، دنیا دار العمل ہے اور آخرت میں عمل خیر ہی کی قدرو قیمت ہے۔ مؤمن کی زندگی حرکت وعمل سے بھرپور ہوتی ہے جس سے وہ خود بھی فائدہ اٹھاتا ہے اور اس کے کار خیر سے دوسرے انسان بھی استفادہ کرتے ہیں۔ حضرت علیہ الرحمہ نے ایک علمی، روحانی اور خانقاہی خانوادہ میں آنکھیں کھولی تھیں۔ اپنے بزرگوں کے شب وروز کا مشاہدہ کیا تھا۔ چنانچہ اپنے خانوادہ کی قدیم اور دیرینہ روایات جو ان کو سینہ بسینہ اکابر خانوادہ سے حاصل ہوئی تھیں بڑی سختی سے اس پر وہ عمل پیرا رہے۔ روحانیت کے فروغ اور خانقاہی نظام کے استحکام کے ساتھ انہوں نے علم کی توسیع واشاعت کو اپنی زندگی کا گویا مقصد وحید بنالیا تھا۔ چنانچہ جامع اشرف کے نام سے ایک تعلیمی ادارہ کی داغ بیل ڈالی، خون جگر سے سینچا، شبانہ روز اس کی ترقی کے لئے محنت و جستجو فرماتے رہے اور اسے شمالی ہند کے عظیم اداروں کی صف میں لاکھڑا کیا۔ معیار تعلیم کو بلند کرنے کی فکر کی۔ ظاہری طور پر اس کی وسیع وعریض عمارات کے تصور سے تعمیر تک اس کی بنفس نفیس نگرانی فرمائی اور اس کے مقصد اصلی تعلیم اور تحقیق کے معیار کو اعلیٰ سے اعلیٰ بنانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ درسگاہ کے ساتھ ایک کتب خانہ کی اساس بھی رکھی جو ہزارہا کتب اور نادر مخطوطات کے ذریعہ طلبہ، شعراء، ادباء و محققین کی تعلیمی وتحقیقی ضرورتوں کی تکمیل کررہا ہے۔ دنیا کے مختلف ممالک کا دورہ کرتے ہوئے علم کی اہمیت کے ساتھ جامع اشرف کی اہمیت وافادیت کو اجاگر کیا۔ یہ ادارہ آپ کی خدمات کا نشان اور ثواب جاریہ کا بہترین وسیلہ ہے۔ مجھے امید ہے کہ حضرت علیہ الرحمہ کے جانشین مولانا سید محمود اشرف اشرفی جیلانی حفظہ اللہ اپنے والد ماجد کے لگائے ہوئے اس باغ کو سرسبز وشاداب بنائے رکھنے میں اپنی بھرپور صلاحیتوں کا مظاہرہ کریں گے اور اس کے اعتبار واعتماد کو برقرار و بحال رکھیں گے۔

اللہ پاک حضور پاک علیہ الصلوۃ والسلام کے طفیل حضرت علیہ الرحمہ کو مقام اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور جملہ وابستگان خانوادہ وسلسلہ کو صبر جمیل کی توفیق فرمائے، آمین والحمد للہ رب العلمین۔

علامہ محمد اشرف رضا قادری

مفتی وقاضی ادارہ شرعیہ مہاراشٹرا (ممبئی ۸)

شیخ اعظم معمار ملت، علماء ومشائخ کے محبوب اور شہرہ آفاق خطیب و پیر طریقت تھے۔ آپ نے اپنے آباء واجداد کی طرح اپنی حیات مستعار کو خدمت دین، تبلیغ اسلام وسنیت اور بندگانِ خدا کے رشد و ہدایت کا سامان فراہم کرنے کے لئے وقف کر رکھا تھا۔ نابغۂ روز گار ہستیوں سے تحصیل علم وفن کے بعد خدا رسیدہ بزرگوں کی صحبت سے منازل سلوک طے فرمایا۔ کچھو چھہ مقدسہ میں علمی یادگاریں قائم کیں، ادارہ جامع اشرف ومختار اشرف لائبریری کے فروغ واستحکام اور انہیں بہتر سے بہتر بنانے میں سیماب کی طرح بے قرار رہتے تھے، قوم وملت کا درد سینہ میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا، ان کی صلاح و فلاح کے لئے ''علماء و مشائخ بورڈ'' کے قیام کا مشورہ دیا، اپنی بساط بھر کام کرتے رہے، پھر اس عظیم کام کے لئے اپنے بالغ نظر شہزادوں کی تربیت فرمائی اور اسی راہ پر لگا دیا۔

میں جب اپنے مادر علمی، ازہرِ ہند الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور میں زیر تعلیم تھا تو سکھٹی جلسہ کے موقع سے اسٹیج پر کئی مشائخ کی زیارت حاصل ہوئی، ان میں شیخ اعظم اپنے ظاہری جمال وکمال اور شاہانہ کروفر میں نمایاں تھے، انہیں دیکھ کر آدمی مسحور ہو جاتا تھا۔ سیوڑھی ممبئی میں علامہ سید غلام جیلانی صاحب بانی دار العلوم غوث اعظم اور ناسک میں الحاج میر مختار اشرفی کے ساتھ ملاقات ہوئی۔ علماء سے مل کر مسرت وشادمانی کا اظہار فرماتے دیکھا۔ آپ واقعی اسم بامسمّٰی اظہار اشرف تھے۔ پاسبان ملت، خطیب مشرق علامہ مشتاق احمد نظامی قدس سرہٗ السامی اپنی مجلسوں میں فرمایا کرتے تھے ''پورنیہ وبھاگلپور وغیرہ'' کے سیکڑوں جلسوں میں برسوں اظہار میاں میرے ساتھ ہوتے، میں تقریر کرتا، ذہن بناتا، جب جلسہ شباب پر ہوتا تو ایسے وقت میں اظہار میاں کو بلواتا۔ شہزادۂ شاہ سمناں کا نعرہ لگواتا، ہر طرف دھوم مچ جاتی۔ مجمع عقیدت سے ان پر ٹوٹ پڑتا۔ ہزاروں افراد داخل سلسلہ ہوتے، سنّیت کا ماحول بنتا، مسلک اعلیٰ حضرت کی خوب خوب اشاعت ہوتی، اس علاقے سے وہابیت و دیوبندیت کا جنازہ نکل جاتا'' حضرت پاسبان ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ حکمتِ عملی وخردہ نوازی تھی، باہمی اتحاد ومحبت کا سنہرا ماحول تھا، سنّی ہر طرف شیر وشکر تھے۔ اللہ عز وجل ان حضرات کی تربتوں پر بے شمار رحمت وانوار کی بارشیں نازل فرمائے،

آمین یاارحم الراحمین یا خیر الرحمین بحرمۃ حبیبہ ومحبوبہ سید المرسلین شفیع المذنبین علیہ و علیٰ آلہ و صحبہ وازواجہ و ذریاتہ وعشرتہ وعشیرتہ و اھل بیتہ و انصارہ و اصھارہ واشیاعہ و اطباعہ و اصولہ وفروعہ و علینا معھم افضل الصلوۃ واشرف التسلیم الف الف مرۃفی کل لمحۃالیٰ یوم الدین۔

☆☆☆☆

شیخ اعظم مشاہدے کے آئینہ میں

مولانا محمد حبیب اختر شاہدی، خلیفۂ حضور اشرف العلماء علیہ الرحمہ
وجانشین حضور شاہد ملت علیہ الرحمہ شیخ الحدیث دار العلوم شاہ اعلیٰ قدرتیہ جاجمئو کانپور یوپی

حضور شیخ اعظم کی ذات با برکات اور ستودہ صفات سے اس وقت سے آشنا ہوں جب مرکز علم الجامعۃ الاشرفیہ میں جماعت سادسہ میں طلبِ علم کے لئے داخل ہوا تھا کہ فیضانِ اشرفی کے فیض سے اشرفیہ جیسی درسگاہ سے شعور وآ گاہی کے کچھ موتی چنوں۔ یہ ایک حقیقت ہے جو کام پوری جماعت سے مکمل ہونا ناگزیر ہو وہ کام تن تنہا شیخ اعظم حضرت علامہ سید اظہار اشرف صاحب قبلہ سجادہ خانقاہ اشرفیہ سرکارکلاں علیہ الرحمہ بہت آسانی سے انجام دے دیا کرتے تھے جس کا انکار حقائق سے چشم پوشی ہوگی۔ شیخ اعظم کی خدمات کی کئی جہتیں ہیں اور ہر جہت مثل گوہر آبدار روشن ومنور اور تاباں ہے اگر صاحب قلم اپنے قلم کو اس پر جنبش دے تو ہزاروں صفحات تحریر کر سکتے ہیں۔

حقیر بغیر مبالغہ کے کہتا ہے کہ شیخ اعظم ایک فرد، ایک شخص کا نام نہیں ہے بلکہ ایک انقلابی تحریک کا نام ہے حضور شیخ اعظم کی انقلابی تحریک ہی کا یہ اثر جو بشکل جامع اشرف رشد وہدایت کا مرکز معرض شہود میں آیا جس میں نظر وفکر کے صحیح زاویے، تعلیمی وتنظیمی شعور، مثبت اور سنجیدہ فکر، علم وعرفان، ظاہر وباطن کی صفائی، ملت اسلامیہ کا درد اور جذبۂ اخلاص عطا کیا جاتا ہے۔ اگر چہ برصغیر ہندو پاک میں سینکڑوں مرکز قائم ہیں مگر جو امتیاز واعتبار اور اہمیت ومعنویت خانقاہ اشرفیہ اور جامع اشرف کچھوچھہ مقدسہ کو حاصل ہے وہ کسی اور کو نہیں۔

اس حقیقت کو کوئی تسلیم کرے یا نہ کرے مگر میں فخر اور دعوے کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ سلطان العارفین، سراج السالکین، عمدۃ الواصلین، منبع البرکات، دافع آفات، قاطع شرک وبدعات، مخدوم الآفاق محبوب سبحانی میر سید سلطان اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ عنہ کی نگاہ فیض نے شیخ اعظم کو منفرد بنا دیا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

ہزراروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

حضور شیخ اعظم جہاں میدان علم وعمل کے بحر ذخار اور زہد وتقویٰ کے شہسوار تھے وہیں کرم نوازیوں اور شفقتوں کے کوہ سار تھے۔ جس کو آپ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوتا وہ آپ کا گرویدہ اور مداح ضرور بالضرور ہو جاتا۔ حضور شیخ اعظم شیخ العرفاء والعشاق، قطب الاقطاب، خواجہ خواجگاں سرکار غریب نواز کے ایسے شیدائی تھے کہ جب کوئی بارگاہ غریب نواز میں منقبت پیش کرتا تو ساون بھادوں کی طرح چشم پر جلال وپر وقار سے گوہر آبدار بکھر نے لگتے۔ یہ منظر میں نے اپنے ماتھے کی آنکھوں سے دیکھا ہے

ایک مرتبہ میں اپنے والد بزرگوار فقیہ العصر حضرت علامہ مفتی الحاج محمد احمد شاہدی غازی پوری علیہ الرحمہ کے ہمراہ ماچھی پور بھاگلپور کے جلسے میں گیا تو معلوم ہوا کہ شیخ اعظم بھی تشریف لائے ہیں۔ بغرض

شرف لقا جہاں حضرت کا قیام تھا وہاں پہونچا تو دیکھا کہ ایک شخص مرغ بسمل کی طرح تڑپتا اور چلاتا ہوا آیا اور شیخ اعظم کی نگاہ پر وقار و پر جلال کا اس پر پڑنا تھا کہ مسکرانے لگا۔ جس قدر تکالیف تھیں سب کی سب کافور ہو گئیں، کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

جہاں آپ کی شخصیت گونا گوں اوصاف حمیدہ کی حامل تھی وہیں آپ درسیات پر بھی مہارت تامہ رکھتے تھے جس کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ حضور سرکار کلاں علیہ الرحمہ کے وصال شریف کے بعد سے ہی آپ جامع اشرف میں ختم بخاری شریف تسلسل کے ساتھ کراتے رہے۔ تقریباً ۸ سال قبل میری شرکت جامع اشرف کے سالانہ اجلاس میں ہوئی۔ ختم بخاری شریف کا پر کیف سماں تھا جامع اشرف کے طلباء اور ہندوستاں کے مایہ ناز علماء کرام ومشائخ عظام اس تقریب میں شریک تھے جن کے سامنے چند کلمات بولنے کے لئے اچھے اچھوں کی زبان جنبش نہیں کر پاتی ہے لیکن جب حضور شیخ اعظم مسند ختم بخاری پر جلوہ افروز ہوئے تو تمام شرکائے مجلس پر وجد کی کیفیت طاری ہوگئی اور لبہائے مبارک سے گوہر نایاب بکھرنے لگے۔ بخاری شریف کی آخری حدیث پر ایسی بسیط اور تصوفانہ اسرار ورموز پر مشتمل گفتگو فرمائی کہ حاضرین دم بخود ہو گئے اور تمام آنکھیں پرنم ہو گئیں اور نانا جان کے ارشاد گرامی کی تو آپ نے ایسی تشریح فرمائی کہ سامعین عالم بے خودی اور عرفان الٰہی کے سمندر میں غوطہ لگانے لگے۔ الغرض ایسا لگا کہ حضور شیخ اعظم روایت ودرایت کے عظیم شہسوار ہیں۔ یہ سچ ہے کہ حضور شیخ اعظم ہمارے درمیان نہ رہے مگر اپنے ملی کارناموں کی وجہ سے ہمیشہ زندہ رہیں گے اور اپنی قبر رشک جناں سے تا قیام عالم اہل بصارت وبصیرت کو مستفیض کرتے رہیں گے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل قبر انور کو رحمت ونور سے بھر دے اور ساتھ ہی ساتھ قائد ملت حضرت علامہ سید محمود اشرف صاحب قبلہ مدظلہ العالی کو حضور شیخ اعظم کی صحیح نیابت اور ان کے افکار ونظریات کی اشاعت وفروغ کی توفیق عطا فرمائے اور جملہ برادارن کو ان کے نقش قدم پر گامزن فرمائے۔

☆☆☆☆

نسخۂ شفاء

ایک بار استاذ ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ کے ایک صاحبزادے بیمار ہوئے، یہاں تک کہ ان کے بچنے کی کوئی امید نہ رہی، استاذ انتہائی پریشان ہوئے، خواب میں انہیں رب تعالیٰ کا دیدار ہوا۔ انہوں نے رب کے حضور بیٹے کی بیماری کا ذکر کیا، اللہ تعالیٰ نے قرآن کی تمام آیاتِ شفا کو جمع کر کے پڑھنے اور بیمار بیٹے کو دم کرنے اور ایک برتن پر لکھنے اور انہیں دھوکر پلانے کا حکم دیا یہاں تک کہ ان کے صاحبزادے کچھ ہی دنوں میں شفایاب ہو گئے۔

آیات شفاء

(١) ویشف صدور قوم مؤمنین (٢) شفاء لمافی الصدور (٣) فیہ شفاء للناس (٤) وننزل من القرآن ماھو شفاء ورحمۃ للمؤمنین (٥) واذامرضت فھو یشفین (٦) قل ھو للذین امنو اھدی وشفاء۔

خون روتے ہوئے آتے ہیں نظر ماہ و نجوم

مولانا محمد ممتاز احمد اشرفی، خلیفۂ حضور سرکارِ کلاں علیہ الرحمۃ والرضوان
پرنسپل وانچارج مدرسہ اشرفیہ اظہار العلوم، ماچھی پور، بھاگلپور، بہار

زباں پر بارِ خدایا یہ کس کا نام آیا
کہ میرے نطق نے بوسے میری زباں کے لئے!

آہ حضور شیخ اعظم!

۲۲ فروری ۲۰۱۲ء بمطابق ۲۹ ربیع النور ۱۴۳۳ھ رات کے ۱۱ بج کر ۴۵ منٹ پر آپ کے سانحہ ارتحال کی خبر سن کر دل رنج و غم میں ڈوب گیا۔ ہر چہار سو رنج و غم کے بادل چھا گئے۔ ہر چہرہ سوگوار اور ہر آنکھ نمناک ہوگئی۔ ملک اور بیرونِ ملک کے وابستگانِ سلسلہ اشرفیہ اپنے شیخ و مرشد کی آخری زیارت کے لئے کچھوچھہ مقدسہ کے لئے روانہ ہوگئے۔ آپ کی نماز جنازہ کی امامت حضور قائد ملت ولیعہد سجادہ نشین حضرت مولانا العلام سید محمد محمود اشرف میاں صاحب مدظلہ العالی نے ہزاروں ہزار وابستگانِ سلسلہ اشرفیہ کی معیت میں ادا فرمائی۔ اس کے بعد آپ کی تدفین آستانۂ شیخ المشائخ میں ان کے پائنتی میں ہوئی۔

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

آپ کی شفقت محبت اور ذرہ نوازی بے مثال تھی۔ آپ کی خدمت میں رہنے کا بارہا موقع ملا۔ پر کشش نورانی چہرہ، متانت و سنجیدگی اور عفو درگذر اور بردباری کی خوبی وزیبائی دیکھائی دیتی تھی۔ آپ کی ذات میں عشق کی ہزاروں جلوہ سامانیاں تھیں۔ جس کی وجہ سے لوگ آپ کی طرف کھینچے چلے آتے تھے۔

زفرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم
کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجا است

آپ کو اللہ نے انفرادی امتیازی شان عطا فرمایا تھا کہ ہزاروں کے مجمع میں بھی ہوتے تو منفرد و ممتاز نظر آتے صاحب علم و فضل کا مجمع ہو، شعر و سخن کی محفل ہو، فقہ و حدیث کی درسگاہ ہو مناظرہ و مباحثہ کا اسٹیج ہو، پوری دنیائے اشرفیت میں آپ ہی صدر نشین نظر آتے ہیں۔

ہزاروں مجمع خوباں و ماہ رو ہوگا
نگاہ جس پر ٹھہر جائے گی وہ تو ہوگا

آپ کی پوری زندگی قوم و ملت کی خدمت اور دین اسلام کی آبیاری میں گذری۔ آپ عشق رسالت پناہی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے سرشار تھے۔ طبیعت کی ناسازی وعلالت کے باوجود قوم و ملت کی فکر آپ کو ستاتی تھی۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ عشق ہی جملہ تخلیق و عمل کا حقیقی محرک ہے۔

عشق میں بے پناہ قوت پائی جاتی ہے۔ عشق جب انسان کے رگ و پے میں سماجاتا ہے تو اسے بلندیاں عطا کرتا ہے اور اسے دوام بخشتا ہے۔

ہے مگر اس نقش میں رنگ ثبات و دوام
جس کو کیا ہو کسی مردِ خدا نے تمام
مردِ خدا کا عمل عشق سے صاحب فروغ

عشق ہے اصلِ حیات موت ہے اس پر حرام

ان کے تمام صفات وکمالات کو لفظوں میں کوئی کیا بیان کرسکتا ہے۔

نرم دمِ گفتگو گرم دمِ جستجو
رزم ہو یا بزم ہو پاک دل و پاکباز

مرد مومن کی تمنائیں عام انسانوں کے مقابلہ میں کم ہوتی ہیں اوراس کے عزم وحوصلے اور نیک مقاصد بلند ہوتے ہیں۔ وہ اللہ ہی کی خاطر جیتا ہے اور اللہ ہی کی خاطر دنیا سے کوچ کرتا ہے۔ اس کی موت اس کے وجود کو نقصان نہیں پہنچاتی اس کی اداؤں میں عشق آفرینی اور اس کی نگاہوں میں دل نوازی ہوتی ہے۔ وہ اپنے اغراض ومقاصد پر قوم وملت کے اغراض ومقاصد کو مقدم رکھتا ہے۔

سردیٔ مرقد سے افسردہ ہوسکتا نہیں
خاک میں دب کر بھی اپنا سوز کھوسکتا نہیں
ہے لحد اس قوت آشفتہ کی شیرازہ بند
گردن گردوں پر جو ڈالتی ہے اپنی کمند
موت کیا ہے تجدید لباس زندگی کا نام ہے
خواب کے پردے میں بیداری کا ایک پیغام ہے

اخیر میں دعا ہے کہ مولا تعالی صاحبزادگان و پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ بالخصوص حضور قائد ملت کو حوصلہ عطا فرمائے کہ وہ ان تمام کاموں کو انجام تک پہنچائیں جن کی تکمیل کی تمنا شیخ اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کو تھی۔ ایں دعا از من و جملہ جہاں آمین۔

☆☆☆☆

شیخ عبد الحق محدث دھلوی علیه الرحمه کی دعا

اے اللہ!

میرا کوئی بھی عمل ایسا نہیں جسے تیرے دربار میں پیش کرنے کے لائق سمجھوں۔ میرے تمام اعمال فسادِ نیت کے شکار ہیں، البتہ مجھ فقیر کا ایک عمل محض تیری ہی عنایت سے اس قابل اور لائق التفات ہے اور وہ یہ ہے کہ مجلس میلاد کے موقع پر کھڑے ہوکر سلام پڑھتا ہوں اور نہایت عاجزی وانکساری اور محبت وخلوص کے ساتھ تیرے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجتا ہوں۔

اے اللہ!

وہ کون سا مقام ہے جہاں میلاد پاک سے بڑھ کر تیری طرف سے خیر وبرکت کا نزول ہوتا ہے؟

اس لئے اے ارحم الراحمین مجھے یقین ہے کہ میرا یہ عمل کبھی رائیگاں نہیں جائے گا۔ بلکہ یقیناً تیری بارگاہ میں قبول ہوگا اور جو کوئی درود وسلام پڑھے اور اس ذریعے دعا کرے وہ کبھی مستر د نہیں ہوگا۔

وحشت کدہ بنا ہے گلستاں تیرے بغیر

مولانا محمد شمیم اشرفی مصباحی، ناظم اعلیٰ دار العلوم اہل سنت اشرفیہ ضیاء العلوم خیرآباد مئو یوپی

دنیا حکم الٰہی اور اسرار ربانی کی ایک عظیم الشان جلوہ گاہ ہے، اس کے دامن پر زندگی کے نقوش اسی لئے ظہور میں آتے ہیں کہ خود کو مٹا کر قادر مطلق کی ہستی کا پتہ دیں بلکہ سچ تو یہ کہ ساز ہستی کی ہر صدا اسی وجود کل کا ایک نغمۂ عبرت ہے۔ آنکھیں اگر دیکھنے والی ہوں تو دیکھ سکتی ہیں کہ کائنات کے ہر ہر ذرہ کی پیشانی پر ”کل من علیھا فان“ کا نوشتۂ اجل موجود ہے جو نہ کبھی مٹا ہے اور نہ مٹے گا۔ جو دنیا میں آیا اس نے یہی شہادت دی کہ ”کل نفس ذائقة الموت“ یہ ایک آنے والی خبر ہے اس کا کوئی مانع نہیں، سنت الٰہی ہے جس میں تبدیلی اور اختلاف کا امکان نہیں۔ موت وحیات کا یہ رشتہ ایسا رشتہ ہے کہ اعلیٰ اور ادنیٰ کوئی بھی اس سے مستثنیٰ نہیں۔ ہر جاندار کو اس منزل سے گزرنا ہے حتیٰ کہ انبیاء ورسل بھی اس سے آزاد نہیں رہ سکے۔ موت جب زندگی کا انجام بن کر سامنے آتی ہے تو چاہے وہ اپنے ساتھ کتنی ہی کربنا کی اور تلخی لے کر آئے یہ ایک ایسی سچائی اور حقیقت بھی ہمارے سامنے پیش کر دیتی ہے جس پر پہلے ہماری نگاہ تک نہیں پہونچی یعنی وہ ہمارے سامنے ایک ایسا آئینہ کھڑا کر دیتی ہے جس پر ہم مرنے والے کو اس کی صحیح عظمت اور اس کی حقیقی قدر و قیمت کو اپنے اصل رنگ و روپ میں دیکھنے کے اہل ہو جاتے ہیں ورنہ پچاسوں سال پر اس کی پھیلی ہوئی زندگی کبھی بھی اپنی عظمت اور شان وشوکت کا وہ سکہ لوگوں کے دل و دماغ پر نہ بیٹھا سکی جس کی وہ صحیح معنوں میں مستحق تھی۔ یہ صرف موت کا آہنی پنجہ ہے جس نے ایک لمحہ میں ان سارے پردوں کو چاک کر کے رکھ دیا جو اس کی ساری زندگی پر چھائے ہوئے تھے۔ غالباً یہی حقیقت ہے جس کو محمد علی جوہر نے کہا ہے۔

جیتے جی تو کچھ نہ دکھلایا مگر
مر کے جوہر آپ کے جوہر کھلے

کچھ ایسا ہی حادثہ مخدوم العلماء شیخ اعظم حضرت العلام سید شاہ محمد اظہار اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ کے سانحۂ ارتحال پر پیش آیا۔ حضور شیخ اعظم علیہ الرحمہ اسی دنیا کے رہنے والے انسان تھے لہٰذا آپ کے لئے بھی وہ وقت آیا کہ قدرت کے مقرر کردہ اس مرحلے کو طے کریں جسے اب تک سب طے کرتے آئے ہیں چنانچہ ۲۲ فروری ۲۰۱۲ء بروز بدھ رات دس بج کر پچاس منٹ پر اسماعیلیہ اسپتال ممبئی میں شیخ اعظم علیہ الرحمہ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر کے اس عالم میں جا پہونچی جہاں اس کا حقیقی نشیمن تھا ”انالله و انا اليه راجعون“

کچھ ایسے بھی اٹھ جائیں گے اس بزم سے جن کو
ہم ڈھونڈھنے نکلیں گے مگر پا نہ سکیں گے

حضور شیخ اعظم علیہ الرحمہ کے متعلق مشیت الٰہی یہی تھی کہ آپ اپنے دور کے سچے وارث النبی ثابت ہوں چنانچہ پروردگار عالم نے جہاں ایک طرف آپ کو عالم شریعت بنایا تھا وہیں دوسری طرف آپ کو میدان طریقت کا ایک بہترین شہسوار بھی بنایا تھا تا کہ طریقت و

شریعت ہر دو میدان میں آپ مسلمانوں کی بہترین رہبری اور صحیح رہنمائی فرمائیں۔

آپ کا جذبۂ اخلاص اور لائحۂ عمل قوم وملت کے لئے ایک بے بہا نعمت ہے۔ آپ کے مواعظ وخطابات، آپ کے تبلیغی دورے اور سنت کی اشاعت کے لئے بدمذہبوں اور گمراہوں سے مقابلے یقیناً یہ آپ کے ایسے عظیم کارنامے ہیں کہ ملت اسلامیہ ہمیشہ اس احسان سے گراں بار رہی گی۔

ملت اسلامیہ کی آنے والی نسلوں کو ان کی ہدایت کے لئے رہتی دنیا تک نہ ختم ہونے والا سرمایۂ عظیم جو آپ نے جامع اشرف اور مختار اشرف لائبریری کی شکل میں دیا ہے اور جس میں طلباء، علماء، عوام اور اسلامیات کے ریسرچ اسکالرس کی سہولت کے لئے ہر طرح کا سامان، فوٹو اسٹیٹ مشین، قیام کے لئے عمدہ بلا معاوضہ انتظام، فن واری اور ابجدی کیٹ لاگ وغیرہ موجود ہیں۔ یہ گرانقدر کارنامے ہمیشہ یاد کئے جائیں گے اور آپ کا نام ان علمی کارناموں کی وجہ سے ہمیشہ زندہ جاوید رہے گا۔

شیخ اعظم کے اخلاق کریمانہ نہایت ہی عمدہ اور پاکیزہ تھے۔ ہر ایک شخص سے اس کے رتبے کے موافق محبت وشفقت اور خندہ پیشانی کے ساتھ ملتے تھے۔ آپ کے پاس بکثرت لوگوں اور ضرورت مندوں کا ہجوم لگا رہتا تھا۔ جب آپ تبلیغی دورے سے یا لکھنؤ سے کچھوچھہ اور اپنے دولت کدہ پر تشریف لاتے تو ضرورت مند حضرات اپنی اپنی ضرورت لے کر آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوجاتے۔ آپ ہر ایک سے اس کی ضرورت دریافت فرماتے اور پھر اسے مناسب طریقے سے پوری کرتے تھے اور کتنے لوگ ایسے بھی ہوتے جو بے ڈھنگے پن کا مظاہرہ کرتے جس کی وجہ سے شیخ اعظم کبھی خفا ہوجاتے۔ لیکن آپ کی ناراضگی اور خفگی سریع الزوال ہوتی، حلیم وبردبار ایسے تھے کہ اپنے مخالفوں اور دشمنوں کو بھی معاف کردیا کرتے تھے اور انتقام کا تصور بھی دل میں نہ لاتے تھے۔ البتہ دین کے معاملات میں کسی کی پرواہ نہ کرتے تھے اور بلا جھجھک تنبیہ فرمایا کرتے تھے۔ اخلاقی طور پر شیخ اعظم علیہ الرحمہ کا یہ خاص وصف تھا جو بہت ہی اونچا تھا کہ ظاہر وباطن میں یکسانیت تھی، وہ اپنے قلبی جذبات چھپانے یا ان کے برخلاف اظہار پر قدرت نہ رکھتے تھے۔ اگر کسی سے خوش ہیں یا ناخوش ہیں تو اعلانیہ اس کا اظہار چہرہ بشرہ سے ہوجاتا تھا اور کہہ بھی دیتے تھے۔

خلاصہ یہ کہ شیخ اعظم کی ذات بابرکات تا حیات ہمیشہ دینی وعلمی اور قومی وملی اجتماعات کی پاسبان رہی ہے۔ آہ صد آہ! کہ علم وعمل کا پیکر، ملت کا پاسبان، مدرسوں کا سرپرست، ہزاروں مریدوں کا مرشد باصفات، جامع اشرف کا بانی، خانقاہ اشرفیہ حسنیہ سرکارکلاں کچھوچھہ مقدسہ کا معمار، اب ہمارے درمیان نہیں ہے جس کے دم سے جامع اشرف کی بلڈنگ، مختار اشرف لائبریری جو آپ کے تعمیری ذوق کا آئینہ دار ہے۔ وہ عمارتیں جو ابھی زیر تعمیر ہیں سب کی سب جب تک ان کا وجود رہے گا آپ کی یاد تازہ کرتی رہیں گی۔ افسوس صد افسوس ایسی ہستیاں کم وجود میں آتی ہیں۔ نہیں معلوم پھر ایسی ذات بابرکات جس کے سایہ میں جامع اشرف کے اساتذہ وطلباء پلتے تھے کبھی میسر آئے گی یا نہیں۔ ایسی خوددار ہستی جس نے اپنی زندگی جامع اشرف کے لئے وقف کر رکھی تھی، وہ باشعور انسان جس نے زندگی کے ہر پہلو کا بنظر غائر مطالعہ کیا تھا ان کے رخصت ہوجانے کے بعد اب یہ کہنا ہی پڑتا ہے کہ

راحت کا نہیں اب ساماں تیرے بغیر
وحشت کدہ بنا ہے گلستاں تیرے بغیر

رنگت گلوں میں ہے نہ ہے غنچوں میں انبساط　　　گلشن میری نظر میں ہے ویراں تیرے بغیر

رب قدیر مخدوم العلماء شیخ اعظم حضرت علامہ مولانا سید شاہ محمد اظہار اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور حرماں نصیبوں کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین فصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ مولانا محمد وّو آلہ و اصحابہ اجمعین

ابر رحمت ان کے مرقد پر گہر باری کرے　　　حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

☆☆☆☆

مولانانیاز الرحمن، ڈھاکہ بنگلہ دیش

حضور شیخ اعظم علیہ الرحمہ کے وصال کی خبر سن کر از حد صدمہ ہوا۔ بارگاہ رب العزت میں یہ حقیر دعا گو ہے کہ اللہ تعالی انہیں اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور اعلیٰ سے اعلیٰ مقام سے نوازے اور آپ کے فیوض و برکات سے ہم سب کو مالا مال کرے۔ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ اللہ تعالی نے مجھے آپ کے غلامی سے نوازا۔ حضور شیخ اعظم علیہ الرحمہ ایک صحیح النسب سید اور ایک کامل ولی تھے جن کا نسب حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا ملتا ہے۔ حضور شیخ اعظم علیہ الرحمہ کی شخصیت کا کیا کہنا وہ صرف روحانیت کے عالم ہی نہیں تھے بلکہ علم شریعت کے بھی جامع تھے۔ جہاں تک مجھے علم ہے کہ حضور شیخ اعظم علیہ الرحمہ نے اپنی ظاہری زندگی میں جو دینی خدمات انجام دی ہیں وہ نا قابل فراموش ہیں۔

مختلف مدرسے کے علاوہ ایک بہت بڑی لائبریری (مختار اشرف لائبریری) قائم کی جو جدید تاریخ میں ایک نمایاں کردار کی حیثیت رکھتی ہے۔

بنگلہ دیش کی سرزمین پر بھی مختلف تعمیری خدمات کے علاوہ ایک ایسا ادارہ قائم کیا ہے جس میں دینی تعلیم کے ساتھ جدید تعلیم کا بھی انتظام فرمایا ہے۔ اعلیٰ درجے کے اساتذہ بھی فراہم کیے ہیں بایں وجہ تا قیامت حضور شیخ اعظم علیہ الرحمہ کو خراج تحسین اور ہدیہ تبریک پیش کرتے رہیں گے۔ حضور شیخ اعظم علیہ الرحمہ کے بارے میں یہ حقیر اپنے خیالات کا کیا اظہار کرے میرے خیالات کا اظہار سورج کو چراغ دیکھانے کے مصداق ہے۔ اللہ تعالی اس خاندان کی نعمتیں ہم سب کو دنیا و آخرت میں نصیب کرے۔ (آمین)

☆☆☆☆

احساس دل

مولانا عبدالغفار اعظمی مصباحی، استاذ دارالعلوم اہل سنت اشرفیہ ضیاء العلوم خیرآباد۔ ضلع مئو

فروری ۲۰۱۲ء کی ۲۳ تاریخ جمعرات کا دن تھا۔ صبح صبح فاضل جلیل گرامی قدر حضرت مولانا الحاج نصر اللہ مصباحی، استاذ مدرسہ عربیہ فیض العلوم محمد آباد گوہنہ ضلع مئو نے فون پر اطلاع دی کہ "شیخ اعظم پیر طریقت حضرت علامہ سید شاہ اظہار اشرف اشرفی جیلانی مصباحی علیہ الرحمہ کا ممبئی کی سرزمین پر انتقال ہو گیا" اتنا سننا تھا کہ میں دم بخود رہ گیا، زبان پر کلمۂ ترجیع جاری ہوا۔ یقین نہیں ہو رہا تھا کہ ایسا ہوا ہوگا۔ مگر فرمان خداوندی پر یقین و ایمان کامل ہے کہ "ہر نفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے" اسی فرمان عالی شان کے مطابق ہر ایک کو اس گھاٹ پر اترنا ہے۔

موت سے کس کو رستگاری ہے
آج وہ کل ہماری باری ہے

موت سے کسی کو مفر نہیں جس پر طاری ہوئی وہ اس کے وقت مقررہ ہی میں ہوئی اور جو بچے ہیں ان پر بھی وقت مقررہ میں طاری ہوگی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

کل من علیھا فان ☆ویبقیٰ وجہ ربك ذوالجلٰل والاکرام ☆ایک ذات خدائے وحدہ لاشریک کی ہے جو واجب الوجود ہے۔ جس کے لئے فنا نہیں، وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی۔

میں ابھی سکتہ کے عالم میں تھا کہ "حضرت رضوی صاحب" نے دوسری اطلاع دی کہ "کل یکم ربیع الآخر ۱۴۳۳ھ مطابق ۲۴ فروری ۲۰۱۲ء بعد نماز جمعہ شہر اولیاء کچھوچھہ مقدسہ میں نماز جنازہ ادا کی جائے گی" پھر میں اپنے اسٹاف و اساتذۂ دارالعلوم اہل سنت عربیہ اشرفیہ ضیاء العلوم خیرآباد کو یہ دل دوز و دل سوز خبر سنائی تو جو جہاں تھا وہیں حزن وملال کا پیکر بن گیا۔ جیسے کوئی بجلی تھی جوان پر گر پڑی۔

یقیناً "شیخ اعظم" کی ذات عالی صفات ہی ایسی تھی کہ جس نے ان کو ایک نظر دیکھ لیا ان کا دیوانہ ہو گیا۔ ہمیشہ کے لئے ان کی یاد دل میں بس گئی۔ کبھی ہم نے بھی ان کی زیارت کی تھی اور ان کا سراپا ہمارے خیالوں میں رچا بسا تھا۔ وہ ہمارے لئے غیر مانوس نہ تھے۔ چہرے پر جلال و جمال کی لکیریں صاف نظر آتی تھیں۔ خالق کائنات نے "شیخ اعظم" کو حسن ظاہری و باطنی سے نوازا تھا۔ وہ علم شریعت و علم طریقت کے جامع تھے۔ تعلیم و تبلیغ ان کا شیوہ تھا۔ ان کا دل دردمند اور آنکھیں یاد الٰہی میں نم رہا کرتی تھیں۔

انہوں نے علم دین کی تبلیغ و اشاعت کے لئے ایک عظیم الشان دینی ادارہ بنام "جامع اشرف" کی بنیاد ڈالی اور تاحیات اس کی تعمیر و ترقی کے لئے کوشاں رہے اس پر بھی دل کو قرار نہ آیا تو "مختار اشرف لائبریری" کے نام سے ایک بے مثال لائبریری قائم کی۔ جس میں ہزاروں کی تعداد میں قلمی و مطبوعہ دینی وادبی اور اصلاحی و تاریخی ہر فن میں کتب و رسائل عربی، فارسی، اردو، ہندی اور انگریزی زبانوں میں دستیاب ہیں جو محققین و مصنفین کے لئے بیش بہا اور نادر تحفہ ہیں۔

"شیخ اعظم" شعر وشاعری کا بھی ذوق سلیم رکھتے

تھے۔ آپ کا مجموعۂ کلام ''اظہار عقیدت'' اہل فن سے داد وتحسین حاصل کر چکا ہے۔

اوراد و وظائف میں مشغول، عابد شب زندہ دار شخصیت کا دوسرا نام ''شیخ اعظم'' ہے۔ ہند و بیرون ہند میں آپ کے مریدوں اور عقیدت مندوں کی ایک کثیر تعداد ہے جن کی آنکھیں آپ کی جدائی کے باعث اشک بار ہیں۔

یہ غم ناک منظر ہم نے اپنے سر کی آنکھوں سے سر زمین کچھوچھہ مقدسہ میں دیکھا ہے جب آپ کے جنازے میں شریک ہونے کے لئے ہر چہار جانب سے لوگ کھنچے چلے آرہے تھے۔ جن میں علماء، صلحاء، صوفی، پیر، طلباء، امراء، فقراء اور عوام ہر قسم کے لوگ تھے۔ یکم ربیع الآخر ۱۴۳۳ھ مطابق ۲۴ فروری ۲۰۱۲ء کو نماز جمعہ سے پہلے کچھوچھہ مقدسہ کے صحن، گلی کوچے اور بازار غم گساروں سے بھر گئے۔ مسجدیں نمازیوں کے لئے تنگ ہوگئیں۔

نماز جمعہ کے بعد انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر پیر کامل، شیخ اعظم کے جنازے کے انتظار میں صف بستہ سراپا انتظار بنا رہا۔ جذبۂ شوق میں کوئی اپنی جگہ سے ہٹنے کو تیار نہ تھا۔ شدہ شدہ یہ خبر گشت کرنے لگی کہ حضرت کا جنازہ ان کے مکان سے ۳ بجے کے بعد نکلے گا۔ تب منتظرین میں سے کچھ لوگ اپنی ضرورتوں کے لئے نکلے۔ لیکن جنازے میں شرکت کا شوق اتنا غالب تھا کہ وہ جلد ہی پلٹ آئے اور مناسب جگہ لے کر بیٹھ گئے اور جنازہ آنے کے منتظر رہے۔

کثرت ہجوم کے سبب جنازہ آنے میں غیر معمولی تاخیر ہوگئی۔ تقریباً ۴ بج کر ۲۰ منٹ پر شیخ اعظم کا جنازہ ''مسجد اعلیٰ حضرت اشرفی'' کے دروازے پر رکھا گیا اور بے قرار مجمع صف بستہ نماز جنازہ ادا کرنے کے لئے کھڑا رہا۔ تقریباً پانچ بجے حضور قائد ملت سید محمود اشرف اشرفی جیلانی جانشین شیخ اعظم نے نماز جنازہ کی امامت فرمائی۔ بعدۂ زیارت شیخ اعظم کا سلسلہ شروع ہوا جو وقت عشاء تک جاری رہا۔ زیارت سے فارغ ہونے کے بعد ''خانقاہ اشرفیہ حسنیہ'' میں والد ماجد مخدوم المشائخ سرکار کلاں حضرت علامہ سید شاہ محمد مختار اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ کے پائنتی حضرت کا جسد خاکی سپرد خاک کیا گیا۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

یہ تھے میرے قلبی تاثرات جو میں نے سپرد قلم کئے۔ موت برحق ہے۔ سب مرتے ہیں اور مرتے رہیں گے۔ لیکن کچھ موتیں وہ ہیں جن میں مرنے والا مر کر بھی زندہ رہتا ہے صرف اس کا جسد خاکی سپرد خاک کیا جاتا ہے مگر اس کے روحانی تصرفات زندوں کی طرح مصروف عمل رہتے ہیں۔

کچھو چھہ مقدسہ شہر اولیا ہے خصوصا شہنشاہ سمناں غوث العالم محبوب یزدانی سید اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ عنہ کا آستانہ پاک ایسا با فیض آستانہ ہے جہاں ہمہ وقت منگتوں کی بھیڑ لگی رہتی ہے۔ ایک آتا ہے ایک جاتا ہے اور بارگاہ مخدوم پاک سے اپنی دلی مرادیں پاتا ہے۔ یہ شہنشاہ سمناں سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ عنہ کی زندہ کرامت ہے جسے ہر خاص وعام اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے اور تصرفات اولیا کا معترف ہوتا ہے۔

پروردگار عالم ان محبوبان بارگاہ کی قبروں پر رحمت وانوار کی بارش نازل فرمائے۔ آمین بجاہ نبیہ الامین

☆☆☆☆

صحن چمن سے جان بہاراں چلا گیا

ڈاکٹر محبّ الحق قادری، بی یو ایم ایم ایس علیگ، گوشہ برکات، گھوسی، مئو۔

پھولوں کے بادشاہ ''گلاب'' کی خاصیت یہ ہے کہ کلی ہو یا کھل کر پھول ہو جائے ہر حال میں رنگ، ڈھنگ، لہک، مہک سے چمن میں اس کی سطوت قائم رہتی ہے۔ مرجھا کر بکھر جاتا ہے۔ تب بھی اس کی خوبو باقی رہتی ہے۔ جو قریب رہتا ہے وہ اس کی خوشبو سے مستفیض و معطر ہوتا رہتا ہے۔ شیخ اعظم حضرت سید شاہ اظہار اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ کی پوری زندگی گلاب کی عطر بیز خوشبو کی طرح اہل سنت و جماعت کے مشام جان کو معطر کرتی رہی وہ ہم سب سے رخصت ہو گئے۔ وہ محرک تھے اور تحریک چھوڑ گئے۔ وہ گلشن رسالت کے مہکتے ہوئے پھول تھے بوئے محبت وفا چھوڑ گئے۔

ماضی قریب میں ہندوستان میں تین ایسی برگزیدہ ہستیاں گذری ہیں جو رشد و ہدایت اور دینی فکر و آگہی کی حیثیت سے ممتاز ہیں۔

(۱) اعلیٰ حضرت حضور سید شاہ علی حسین اشرفی میاں۔ انکی ذات مقدس سے سے سلسلہ اشرفی کو جو عروج و کمال ملا ان سے قبل و بعد اس کی مثال نہیں ملتی۔

(۲) مرشدی و مولائی حضور مصطفیٰ رضا خان ''مفتی اعظم ہند'' ان کی ذات مقدس سے سلسلہ قادری کو جو عروج کمال حاصل ہوا وہ بے مثال ہے یہ دونوں بزرگ ایسے حسین و جمیل کہ جس نے دیکھا ان کا والہ و شیدا ہو گیا۔

(۳) جلالۃ العلم حضور عبدالعزیز ''حافظ ملت'' نے اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کی سرپرستی میں ''الجامعۃ الاشرفیہ'' مبارکپور کے ذریعہ تحریک ادارہ اور درسی علوم کو جو فروغ و استحکام بخشا وہ بھی بے مثال ہے۔ کچھوچھہ مقدسہ میں عظیم مذہبی ادارہ نہیں تھا اس تحریک کے مؤسس اعلیٰ شیخ اعظم کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ سب سے پہلے عظیم مذہبی ادارہ ''جامع اشرف'' کو نئی سج دھج اور انتظام و انصرام کے ساتھ قائم فرمایا۔ اس کے بعد کچھوچھہ مقدسہ میں اداروں کے قیام کی ہوڑسی لگ گئی۔

ناچیز حصول علم کے بعد ۱۹۸۰ء تا ۱۹۸۴ء اپنے مخلص دوست حضرت مولانا کوثر نعیمی صاحب مرحوم صدر المدرسین جامعہ اظہار العلوم جہانگیر گنج امبیڈکر نگر کی ایما پر بسلسلہ مطب جہانگیر گنج مقیم تھا۔ کچھوچھہ شریف قریب ہونے کی وجہ سے گاہے بگاہے علماء کے ساتھ بارگاہ مخدوم قدس سرہٗ میں حاضری کا شرف ملتا رہا۔ اسی درمیان یہ خوشخبری ملی کہ حضرت شیخ اعظم نے جامع اشرف کی نئی عمارت نئے ڈھنگ سے بنوائی ہے اور شیخ معقولات حضرت علامہ معین الدین صاحب فتحپوری مرحوم بحیثیت صدر المدرسین تشریف لائے ہیں۔ حضرت مولانا سلطان احمد صاحب جو اس وقت جامعہ اظہار العلوم میں شیخ الحدیث تھے۔ حضرت موصوف کے شاگرد رہ چکے تھے۔ ان کی زیادتی علم و فضل، انداز تدریس و تفہیم کی تعریف سن چکا تھا۔ میں علماء کے ساتھ بارگاہ مخدوم رضی اللہ عنہ میں حاضری کے لئے پہنچا تو شیخ صاحب سے ملاقات اور جامع اشرف کو دیکھنے کا شوق پیدا ہو۔ جامع اشرف میں نئی عمارت کے ایک کمرے میں حضرت آرام فرما رہے تھے ہم لوگ کمرے میں داخل ہوئے بیدار ہو گئے، کہنے لگے آیئے، آیئے۔ یہ حضرت سے میری پہلی ملاقات تھی دبلی، پتلی، گمبھیر شخصیت۔ حضرت نے فرمایا، حضرت

صاحب سجادہ نے جامعہ کی عمارت نئے ڈھنگ سے بنوائی ہے۔ دیکھئے یہ آرام کا کمرہ ہے متصل ہی درسگاہی کمرہ الگ، عظیم الشان ادارہ کے قیام کا ارادہ ہے۔طلباء موجود مگر تعداد کم، ملاقات کے بعد کمرے سے باہر نکلے صحن میں حضرت شیخ اعظم سے شرف ملاقات حاصل ہوا۔حضرت نے بڑے اعتماد و یقین کے ساتھ اپنے عزائم کا اظہار فرمایا وہ جگہ بھی دیکھائی کہ دیکھئے، یہاں پر میں ایک عظیم الشان لائبریری قائم کرنا چاہتا ہوں۔ الحمدللہ آج وہاں عظیم الشان مختار اشرف لائبریری قائم ہے۔بد قسمتی ہے کہ میں جب بھی گیا لائبریری بند ملی۔ظاہر ہے کہ لائبریری کے کھلنے اور بند ہونے کے اوقات مقرر ہیں اور میں بے وقت پہونچا۔مگر شاندار عمارت دیکھی اور اپنے مخلص دوست مولانا ڈاکٹر محمد عاصم صاحب سے جو ہندوستان کی بڑی بڑی لائبریری کی خاک چھان چکے ہیں اور مولانا ممتاز عالم صدر المدرسین مدرسہ شمس العلوم گھوسی سے ذخائر کتب، ترتیب اور حسن انتظام کی تعریف سنی تو شیخ اعظم کا فرمان یاد آ گیا۔

مولانا معین الدین صاحب کے جانے کے بعد خواجہ علم وفن حضرت علامہ خواجہ مظفر حسین صاحب بحیثیت صدرالمدرسین تشریف لائے۔ابا حضور کے شاگرد رشید ہونے کی حیثیت سے ان سے متعارف تھا۔ان دونوں حضرات کا شمار صف اول کی فہرست میں ہوتا ہے۔دونوں حضرات کی جامع اشرف میں تقرری اس بات کی غماز ہے کہ حضرت شیخ اعظم ادارے میں بہترین تعلیم کے خواہاں تھے۔

علماء کے ساتھ بارگاہ مخدوم میں حاضری کے بعد خواجہ صاحب سے ملنے کا اشتیاق ہوا۔خواجہ کی خدمت میں باریاب ہوئے، اخاہ، اخاہ۔آیئے آیئے۔بہت خوش ہوئے، پرتکلف ناشتہ کے بعد فرمایا۔یہاں کوئی مہمان آتا ہے بہت خوشی ہوتی ہے۔حضرت نے نہایت معقول انتظام فرمایا ہے اور یہ بھی فرمایا کہ خواجہ صاحب! اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم ہونی چاہئے۔اس کے لئے جو بھی ضرورت ہو کہئے پوری کی جائے گی۔

۱۹۸۴ء کے بعد میں وطن آ گیا اور بعد میں ادارہ میں تعمیر و ترقی ہوئی۔حضرت شیخ اعظم کی جہد مسلسل اور کارناموں کو مختلف ذرائع سے سنتا رہا۔اسمبلی کے الیکشن کے سلسلے میں مرادآباد میں مقیم تھا۔مولانا رئیس اشرف صاحب اشرفی سے ملاقات کے لئے گیا تو انہوں نے حضرت شیخ اعظم کے سانحہ ارتحال کی خبر سنائی۔وہ لوگ بھی نماز جنازہ میں شرکت کے لئے پابرکاب تھے۔میرے دل میں بھی تڑپ پیدا ہوئی اور رات میں کچھوچھہ شریف کے لئے روانہ ہوا۔نماز جمعہ صحن جامعہ میں ادا کی۔علماء ومشائخ عظام، مریدین اور متوسلین کا سوگوار اژدہام نماز جنازہ میں شرکت کے لئے موجود تھا۔عصر کے وقت نماز جنازہ میں شرکت کی سعادت حاصل ہوئی۔ وہاں جدید وقدیم عمارتوں کا سلسلہ نظر آیا۔حضرت نے نہ صرف سلسلۂ طریقت کو پروان چڑھایا بلکہ شریعت ومعرفت کے لئے اداروں کے قیام کی جدوجہد فرمائی شاید حضرت کی دوررس نگاہوں نے دیکھ لیا تھا کہ اب صرف کلاہ بلند اور چمکیلے، بھڑکیلے جبہ ودستار سے خانقاہوں کا بھرم باقی نہیں رہ سکتا اور نہ ہی پیری مریدی باقی رہ سکتی ہے۔اب خانقاہوں کے ساتھ نئی طرز وفکر کے اداروں کا قیام بھی ضروری ہے۔چنانچہ شاندار خانقاہ، عظیم ادارہ اور مسجد بھی تعمیر فرمائی کہ

خوشا مسجد ومدرسہ وخانقاہے کہ دروے بود قیل وقال محمد

جان بہاراں رخصت ہو گیا۔مگر اس کی بہاریں باقی ہیں اب ان کے صاحب فضیلت ومرتبہ صاحبزادگان والا تبار حضرت مولانا سید شاہ محمود اشرف صاحب اور حضرت سید شاہ محمد اشرف صاحب حضرت شیخ اعظم کے مشن اور تحریک کو بخوبی آگے بڑھا رہے ہیں۔

خوب کی سیر چمن پھول چنے شاد رہے
باغباں جاتا ہوں میں گلشن مرا آباد رہے

جیسے بدلی چھاگئی

مولانا انیس عالم سیوانی، فاضل بغداد لکھنؤ۔ موبائل: ۹۸۳۹۶۴۵۰۱۲

خانوادۂ کچھوچھہ مقدسہ کی عظیم المرتبت شخصیت، اہل سنت و جماعت میں قائدانہ حیثیت کی حامل ذات، سلسلہ اشرفیہ کے بلند رتبہ مبلغ و ناشر احقاق حق وابطال باطل کرنے والا عالم سنت وشریعت، مرشد برحق، منبع فیض وکرامت، سراپا رشد وہدایت، روح سنیت، جان اشرفیت، اسلاف کے طرز حیات کی جیتی جاگتی تصویر، اخلاف کے لئے کامل دلیل، اپنے آبائے کرام اور اجداد عظام کی علمی، دعوتی وراثت کا حقیقی جانشین، علم وعمل کا کوہ گراں، فضل وکمال کا جبل شامخ، مجد وشرف کا پیکر مجسم، مکارم اخلاق ومحاسن حیات کا بحر موجزن، شیخ کامل، شیخ اعظم، ابوالمحمود علامہ سید شاہ اظہار اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ کی بلند مرتبہ شخصیت جماعت اہل سنت کے لئے گراں قدر سرمایہ تھی، وہ اپنی ذات میں کامل واکمل تھے، شرافت وبزرگی ان کی ذات کے نقش ونگار تھے، وہ جتنے بڑے تھے ان کا اخلاق اتنا ہی دلکش وحسین تھا، ان کا ظاہری حسن ان کے باطن کا پتہ دیتا تھا اور ان کی زندگی کی معنویت روزمرہ کے احوال میں صاف نمایاں تھی، موجودہ دور میں وہ خانوادۂ اشرفیہ کی سب سے بااثر اور مقبول شخصیت ہونے کے ساتھ مشائخ اہل سنت میں اپنا ایک منفرد اور جداگانہ مقام رکھتے تھے۔

خانوادۂ مخدوم سمنانی کی یہ محترم المقام اور لائق صد احترام شخصیت اپنی علمی، دعوتی، تبلیغی اور اخلاقی محاسن میں بے مثال تھی، تعلیمی اعتبار سے باضابطہ درس نظامیہ سے فارغ التحصیل تھے، جامعہ اشرفیہ مبارکپور کے قابل فخر اکابر اساتذۂ کرام سے حصول علم فرمایا اور کم وبیش چار سال اہل سنت کی ممتاز درسگاہ جامعہ نعیمیہ مرادآباد میں فریضۂ تدریس ادا کرکے تدریسی صلاحیتوں کو اجاگر کیا، تدریسی لحاظ سے ایک عمدہ اور ذی استعداد استاذ تھے۔ رشد وہدایت اور تصوف وسلوک تو آپ کو اپنے اجداد سے وراثت میں ملی تھی، ذہنی اور فکری طور پر ایک معمار اور پلانر کی خوبیاں رکھتے تھے۔

ایک ہنگامہ برپا تھا کہ خانقاہوں سے علم اٹھتا جا رہا ہے ایسے ماحول میں آپ نے خانقاہ اشرفیہ کو مراسم عرس وفاتحہ اور بیعت وارادت تک محدود نہیں رکھا بلکہ ایک عظیم الشان دارالعلوم جامع اشرف کے نام سے قائم فرمایا اور پوری زندگی اس عظیم علمی ادارہ کی تعمیر وترقی میں سرگرم رہے، اس خواب کی تعبیر ڈھونڈھتے رہے کہ جہاں ایک طرف تصوف وسلوک کا غلغلہ ہو وہیں دوسری جانب قال اللہ وقال الرسول کی صدائے دلنواز معمولات متصوفین کی دلیل فراہم کرنے والے افراد کی تعمیر وتسکین کرسکے۔ شیخ اعظم کا لگایا ہوا پودا بہت کم مدت میں اہل سنت کے معروف اداروں کی فہرست میں نمایاں نظر آتا ہے۔ جتنی بلند رتبہ اور قدیم یہ خانقاہ ہے اسی لحاظ سے یہ

ادارہ بھی اہمیت کا حامل ہے، دارالعلوم کی فلک بوس عمارت، کمروں کی کثرت اور طالبان علوم نبوت کا جم غفیر آپ کی بلندی فکر اور وسعت ذہنی کی دلیل ہے۔

مختار اشرف لائبریری بھی آپ ہی کی کاوشوں کا ثمرہ ہے کئی سال پیشتر لائبریری کی زیارت کا موقع ملا دیکھ کر طبیعت باغ باغ ہوگئی۔ جس وقت اہل سنت کے اداروں میں لائبریری کا تصور نہیں تھا اور شاید بیشتر لوگ اس کی ضرورت واہمیت سے ناواقف تھے۔ ایک بڑے دارالعلوم کے ذمہ دار سے کسی نے کہا کہ حضرت آپ کے یہاں لائبریری نہیں ہے حالاں کہ لائبریری کسی ادارہ کے لئے قلب کی حیثیت رکھتی ہے تو انہوں نے کہا کہ ہمارے یہاں اس کی ضرورت نہیں ہے یا طلبہ اس قابل نہیں ہے۔ اللہ کا شکر ہے اس وقت شیخ اعظم نے علمی اور حقیقی دنیا کی ضرورت کا احساس کیا اور اپنے والد گرامی مخدوم المشائخ علامہ سید مختار اشرف اشرفی جیلانی کے نام سے ایک عظیم الشان لائبریری قائم کر کے علمائے اہل سنت کے لئے ایک مثال قائم فرمائی، یہ لائبریری جدید عصری طرز کی ہے، ہر طرح کی سہولیات محققین کو حاصل ہیں، ہزاروں دینی، درسی، ادبی اور نایاب کتب و رسائل پر مشتمل یہ لائبریری اہل علم کو دعوت مطالعہ پیش کر رہی ہے، اس لائبریری میں بہت سارے مخطوطات ونوادرات بھی ہیں اور بزرگان سلسلہ کے تبرکات بھی جو علم ونظر کے ساتھ ساتھ قلب وروح کو زندگی بخشتے ہیں۔

علامہ سید اظہار اشرف صاحب علیہ الرحمہ کی طبیعت میں سادگی تھی، اخلاق کے پیکر تھے، علماء ومشائخ کی عزت افزائی فرماتے، کوئی بناوٹ اور تصنع نہیں تھا، سادگی کا یہ عالم کہ جو دل میں ہوتا اس کا برملا اظہار فرماتے، ایک مرتبہ بانی دارالعلوم وارثیہ وقاری ابوالحسن قادری علیہ الرحمہ، الحاج قاری محمد صابر علی رضوی اور راقم الحروف کو کچھوچھہ شریف میں آپ سے ملنے کا اتفاق ہوا شام کا وقت تھا ہم لوگ لکھنؤ میں شہید اعظم کانفرنس کے لئے رابطہ مہم پر نکلے تھے، حضرت شیخ اعظم نے اپنے کریمانہ اخلاق سے سرفراز فرمایا، ضیافت فرمائی اور برجستہ فرمایا کہ ''ہمارے خانقاہ کا اشرفی رضوی اختلاف سے کوئی لینا دینا نہیں، ایک صاحب کا نام لیا اور فرمایا کہ میں نے ہمیشہ منع کیا کہ اس خانقاہ کو اختلاف کا حصہ نہ بناؤ، ہمارے مراسم ہر سنی خانقاہ اور ادارے سے ہیں آپ نے پھر فرمایا کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اور حضور اشرفی میاں، مفتی اعظم اور محدث اعظم علیہم الرحمہ کے تعلقات اور آپسی خاطر داریاں ہمارے سامنے ہیں، آپ نے فرمایا اس اختلاف سے اہل سنت کا بڑا نقصان ہو رہا ہے، یہ باتیں جماعت کے حق میں قطعاً مفید نہیں، آپ کی گفتگو کا لب ولباب یہ تھا کہ ہر سلسلے والے کو دوسرے کا احترام کرنا چاہئے اس لئے کہ یہ چیز خانقاہوں کو دیگر تحریفات سے ممتاز کرتی ہے۔

حضرت شیخ اعظم علیہ الرحمہ کی حیات طیبہ ہی سے جامع اشرف، مختار اشرف لائبریری اور خانقاہ اشرفیہ کی مکمل ذمہ داری علامہ سید محمود میاں صاحب نبھا رہے ہیں۔ ۲۰۰۲ء میں جب میں جامعہ صدام بغداد شریف میں زیر تعلیم تھا، حضرت شیخ اعظم بغرض زیارت بغداد شریف تشریف لائے تھے، آپ کے ساتھ خلف اکبر محمود میاں اور شرف اشرفیہ علامہ سید محمد اشرف صاحب

وغیرہم بھی تھے۔اس دوران جب بھی موقع ملا علامہ سید محمود میاں صاحب قبلہ جامع اشرف اور مختار اشرف لائبریری ہی کی ترقی اور فروغ کے لئے طلبۂ جامعہ صدام سے باتیں کرتے نظر آئے۔

آپ کے جملہ صاحبزادگان خصوصاً علامہ سید محمود میاں صاحب ،آل انڈیا علما مشائخ بورڈ کے روح رواں علامہ سید اشرف میاں (علیگ) اور پریس لکھنؤ کے مالک جناب محترم سید حماد میاں کو اللہ تعالیٰ آپ کا پرتو بنائے ،حماد میاں صاحب سے اکثر ملاقاتیں ہوجاتی ہیں ،نہایت سادہ مزاج اور اخلاق کے دھنی ہیں۔اللہ تعالیٰ ان سب کو مخدومی فیضان سے ملت کو فیضیاب فرمانے کی بھرپور قوت وہمت عطا فرمائے۔

علامہ سید اظہار میاں صاحب علیہ الرحمہ کے وصال سے پوری دنیائے سنیت کو تنہائی کا احساس ہوا، وقت کا شیخ اعظم ،حلقۂ مریداں کا مربی اعظم ،مرشد برحق ،عالم ربانی ،سلسلۂ اشرفیہ کا سربراہ معظم اس دار فانی سے تنہا نہیں گیا بلکہ عقیدت مندوں کا روحانی سکون چلا گیا ،جماعت سونی ہوگئی ،امیر کارواں جاتا رہا،فیض کا دریا اور اخلاق ومروت کا سالار رخصت ہوگیا،سورج گہن میں آ گیا، چاند کی چاندنی نے چہرے پر نقاب ڈال لی،سورج کی کرنیں بادلوں کی اوٹ میں چلی گئیں ،وہ گئے جیسے بدلی چھا گئی۔اللہ ان کی قبر پر رحمت ونور کی بارش فرمائے ،ان کے منصوبوں کو پایۂ تکمیل تک پہونچائے اور حلقۂ عقیدت مندوں کو صبر کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

☆☆☆☆

ان کی محبت کا اعلان کردو

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت رکھتا ہے تو جبرئیل سے فرماتا ہے: میں فلاں سے محبت رکھتا ہوں۔ لہٰذا تو بھی اس سے محبت رکھ۔ چنانچہ جبرئیل بھی ان سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں۔ پھر جبرئیل آسمان دنیا میں ایک آواز لگاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت کرتا ہے بس تم بھی اس سے محبت کرو، پھر وہ دنیا میں مقبول ہوجاتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے ناراض ہوتا ہے تو مالک (راوی حدیث) فرماتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ناراضگی کے بارے میں اسی طرح کی بات کہی ،جس طرح محبت کے بارے میں کہی تھی۔

شیخ اعظم ایک جامع کمالات بزرگ

مولانا حضور احمد منظری، پرنسپل دارالعلوم غوث الوریٰ وخطیب وامام شاہی جامع مسجد، شاہجہاں پور

کتنے لوگ ایسے ہیں جو اس دارِ فانی سے کوچ کرتے ہیں ان کو دنیا چند روز یاد رکھتی ہے پھر بھلا دیتی ہے۔ دوست اور رشتہ دار چند قطرات آنسو بہاتے ہیں پھر انہیں بھلا کر اپنے کاموں میں مصروف ہوجاتے ہیں لیکن کچھ ایسے بھی خوش نصیب لوگ ہوتے ہیں کہ جب وہ اس دارِفانی سے رخصت ہوتے ہیں تو ان کو دنیا ایک مدتِ دراز تک یاد رکھتی ہے اور ان کا نقش قدم دنیا کے لیے مشعلِ راہ کا کام کرتا ہے۔ گلزارِ اشرفیت کے گل سر سَبَد شیخ طریقت حضرت علامہ سید محمد اظہار اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمۃ والرضوان ایسے ہی خوش نصیب اور باکمال بزرگ تھے جو آج ہمارے درمیان تو نہیں رہے لیکن دینی وملی کارناموں کی بنیاد پر ان کا نام تاقیامت باقی رہے گا اور ان کی یادوں کے نقوش اربابِ عقیدت ومحبت کے دلوں سے کبھی محو نہ ہوں گے۔

گذشتہ دنوں جب اخبارات کے ذریعہ شیخ طریقت کے وصال پُر ملال کی خبر ملی تو ایسا لگا جیسے میرے اوپر کوہِ غم ٹوٹ پڑا۔ مجھ پر ایک سکتہ سا طاری ہوگیا۔ آنکھوں کے کٹورے آنسوؤں سے لبریز ہوگئے اور آپ کی دلربا شخصیت کا ایک ایک نقش نظروں کے سامنے آنے لگا۔

تقریباً تین دہائی قبل سمناں گیسٹ ہاؤس اکبر پور، امبیڈکر نگر میں آپ سے کئی بار ملاقات کا شرف حاصل ہوا اور قدم بوسی کا موقع نصیب ہوا اور مختلف موضوعات پر ہمکلامی کی سعادت حاصل ہوئی۔ امر واقعہ یہ ہے کہ ہر دفعہ شیخ طریقت سے ان کی خوش اخلاقی، خوش مزاجی اور تعمیری فکر وذہن کے سبب میری عقیدت بڑھتی ہی گئی۔ میری نظریں جب آپ کے روئے زیبا پر پڑتیں تو جی چاہتا کہ بس دیکھتا رہوں۔ گفتگو فرماتے تو دل میں یہ تمنا پیدا ہوتی کہ آپ یوں ہی لب کشا رہیں اور میں آپ کی حکمت بھری باتوں کو اپنے دامن میں سمیٹتا رہوں۔ دارز قامت، کشادہ پیشانی، مثلِ گلاب حسن و لطافت سے معمور چہرہ، گھنی داڑھی، سر پر اشرفی کلاہ یہ تھا حضرت شیخ طریقت کا دیدہ زیب سراپا کہ دیکھنے والا دیکھتا ہی رہ جاتا آپ کو دیکھ کر مجھے بے ساختہ امام اہلِ سنت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ کا یہ شعر یاد آجاتا کہ ؎

تیری نسلِ پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نورِ تیرا سب گھرانا نور کا

حضرت شیخ طریقت کا تعلق ایک عظیم خانوادے سے تھا۔ ولی ابن ولی تھے۔ ردائے سیادت واشرفیت کے حامل تھے۔ علم ظاہر وباطن کے زیور سے آراستہ تھے۔ بحر معرفت کے غواص تھے۔ آپ کی ذات سے سلسلۂ اشرفیہ کو خوب فروغ حاصل ہوا۔ آپ کے پند وموعظت کے ابر کرم سے نہ صرف ہندوستان کا گوشہ گوشہ سیراب ہوا بلکہ دیگر ممالک کے لوگ بھی فیضیاب ہوئے۔ نہ

جانے کتنے گم کردگانِ راہ صراطِ مستقیم پر گامزن ہوئے۔ اگر آپ چاہتے تو اپنے دائرۂ تبلیغ ورشد وہدایت کو مروجہ خانقاہی رسوم کی ادائیگی تک محدود رکھتے مگر آپ علوم اسلامیہ کے فروغ، پرچمِ اسلام کی سربلندی اور سنیت کے استحکام کا پاکیزہ جذبہ رکھتے تھے۔ کچھوچھہ شریف میں تارک اسلطنت حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ عنہ کے جوار میں عظیم دینی درسگاہ ''جامع اشرف'' کا قیام ''مختار اشرف لائبریری'' کا قیام اور دیگر عمارات کی تعمیر آپ کی حیات کے وہ تعمیری کارنامے ہیں جن کو علمی دنیا کبھی فراموش نہیں کرسکتی۔ آج آپ کے تعمیر کردہ ادارہ جامع اشرف سے اسلام وسنیت کی جو ہمہ گیر خدمت انجام دی جا رہی ہے اس سے کون ناواقف ہے؟

الغرض حضرت شیخ طریقت بلا مبالغہ ایک عالی نسب، نہایت با اخلاق، پابند شریعت، صاحبِ علم، پیکر اخلاص، صوفی باصفا اور جامع کمالات بزرگ تھے۔ آپ خوش بیان خطیب صاحبِ طرز قلمکار ہونے کے ساتھ ساتھ بلند پایہ مفکر بھی تھے۔ آپ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ مریدین کے تزکیۂ نفس، عامۃ المسلمین کی ہدایت اور اسلام وسنیت کے فروغ واستحکام کے لیے وقف تھا۔ ایسی باکمال، ستودہ صفات اور جامع کمالات ہستیاں کبھی کبھی منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوتی ہیں اور ان کے قدم کی برکتوں سے ذکر وفکر کی محفلیں رونق پذیر ہوتی ہیں۔ یقیناً حضرت شیخ طریقت جب تک ہمارے درمیان رونق افروز رہے ان کے دم قدم کی برکتوں سے ایک دنیا مستفض ہوتی رہی اور آپ کے ابر کرم سے اپنے اور بیگانے سبھی فیض یاب ہوتے رہے اب جب کہ آپ زیر زمیں آسودۂ خواب ہیں، دنیا تا قیامت آپ کی روحانیت سے فیضیاب ہوکر شاد کام ہوتی رہے گی۔ مجھے اُمید ہی نہیں بلکہ یقین کامل ہے جس طرح شیخ طریقت نے اپنے آباء کرام کے مشن کو پوری تندہی کے ساتھ زندہ رکھا آپ کے صاحبزدگانِ والا تبار بھی آپ کے مشن کو اسی تندہی کے ساتھ زندہ رکھیں گے۔ نہ صرف یہ کہ زندہ رکھیں گے بلکہ اسے مزید آگے بڑھائیں گے اور امت مسلمہ کی صلاح وفلاح کا مقدس فریضہ انجام دیں گے۔

زندگانی تھی تری مہتاب سے تابندہ تر
خوبتر تھا صبح کے تارے سے بھی تیرا سفر
مثلِ ایوانِ سحر مرقد فروزاں ہو ترا
نور سے معمور یہ خاکی شبستاں ہو ترا

☆☆☆☆

فرمان الٰہی

اے لوگوں تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا، میرا شکر کرو، میری ناشکری نہ کرو (القرآن) ایمان والو! اپنی آواز کو نبی کی آواز پر بلند نہ کرو ان کی بارگاہ میں اونچی آواز میں باتیں نہ کرو جس طرح آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو کہ ناگاہ تمہاری اعمال غارت ہوجائے اور تمہیں اس کی خبر بھی نہ ہو (القرآن) تم لوگ میرے رسول کو اس طرح نہ بلاؤ جس طرح آپس میں ایک دوسرے کو بلاتے ہو (القرآن) تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے، کیا کوئی شخص پسند کرے گا کہ وہ اپنے مرے بھائی کا گوشت کھائے، نہیں ہرگز نہیں۔ (القرآن)

خراجِ عقیدت

ڈاکٹر محمد حیدر علی اشرفی، بیت السمناں دار السلام روڈ نمبر کیمپس، وہائٹ ہاؤس گیا (بہار)

شیخ اعظم سید محمد اظہار اشرف رحمۃ اللہ علیہ ایک ہمہ گیر شخصیت تھے۔ ان کی تمام زندگی قرآن وسنت کی آئینہ دار نظر آتی ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے اکابرین کی اتباع کریں اور ان کے وقار کو ہمیشہ بلند رکھیں۔

آپ صرف ایک شخصیت نہیں بلکہ ایک تحریک تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ کی شخصیت ایسی تھی کہ مسند کو آپ کی ذات سے زینت ملتی تھی۔ آپ کی زندگی مکمل عمل سے عبارت تھی۔ جب آپ کو معلوم ہوا کہ دین کی پرانی کتب میں تحریف ہو رہی ہے تو فیصلہ کر لیا کہ ایسی لائبریری قائم کریں گے جس میں تمام کتب اصلی شکل میں موجود ہوں تاکہ مستقبل میں کوئی قوم گمراہ نہ کر سکے۔ آپ نے ہمیشہ ملت کے اتحاد کو اہمیت دی۔

☆☆☆☆

مفتی محمد شمس القمر قادری فیضی،
استاذ دار العلوم بہار شاہ فیض آباد

باسمہٖ تعالیٰ

آہ! آج مؤرخہ ۲۴ فروری بروز جمعہ مبارکہ آفتاب معرفت ماہتاب طریقت منبع علم وحکمت سرچشمۂ ہدایت حضرت علامہ الحاج سید اظہار اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ سجادہ نشین خانقاہ حسنیہ سرکار کلاں کچھوچھہ شریف عصر و مغرب کے درمیان سپرد خاک کر دیے گئے۔ نماز جنازہ میں تقریباً پچاس ہزار سے زائد علماء، مشائخ، مدارس کے مدرسین وطلباء وعوام اہل سنت نے شرکت کی۔ بحمدہ تعالیٰ ناچیز راقم کو بھی یہ شرف حاصل ہوا۔ بعدۂ سوگوار ماحول میں رخصت ہوئے حضور شیخ اعظم علیہ الرحمہ کی دینی، ملی، سماجی، رفاہی، خدمات کو دیکھ کر بلا شبہ زبان سے یوں نکلا کہ

ابر رحمت ان کے مرقد پر گہر باری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

شیخ اعظم ہمہ گیر شخصیت کے مالک تھے

مفتی محمد محبوب عالم اشرفی مصباحی کٹیہاری، استاذ و مفتی جامعہ شمسیہ تیغیہ، بھدوہی

فقید اہل سنت جانشین غوث العالم نقیب خانوادۂ اشرفیہ شیخ اعظم حضرت علامہ الحاج سید شاہ اظہار اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ کی ذات گونا گوں صفات کی حامل تھی۔آپ زبردست متبحر عالم باعمل، جامع شرائط حقیقت ومعرفت، شیخ طریقت، ادیب وخطیب اور مدرس، قوم و ملت کے سچے غمگسار و ہمدرداور ذمہ دار و بااصول قائداور ہادی ورہنما تھے۔آپ قوم وملت کے ایک عظیم مفکر و مدبر تھے۔آپ کی نشست و برخاست اور گفت وشنید سے جو حضرات آگاہ ہیں ان پر یہ بات عیاں ہوگی کہ دینی، ملی، قومی، سماجی درد سے آپ بے چین رہتے اوراس کے مداوا کے لئے ہر ممکن کوشش فرماتے، کسی کو مفکر ملت کہہ دینا اور لکھ دینا آسان ہے مگران کے روز وشب اوراقوال واحوال سے اس کو ثابت کرنا آسان نہیں ۔حضرت شیخ اعظم کی زندگی کو قریب سے دیکھنے والے میری بات کی تائید و تصویب کرتے ہوئے کہیں گے کہ آپ واقعی مفکر قوم و ملت تھے۔آپ کی شہرت ومقبولیت صرف اس لئے نہیں تھی کہ آپ شہنشاہ کشور ولایت، غوث العالم، سلطان سید اشرف جہانگیر علیہ الرحمہ کے جانشیں تھے اور نہ صرف اس لئے کہ آپ ولی کامل سرکارکلاں سیدنا مختار اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ کے نورنظر اور لخت جگر تھے اور نہ صرف اس لئے تھی کہ آپ کچھوچھہ شریف جیسی عالمی شہرت رکھنے والی سرزمین میں پیدا ہوئے بلکہ ان اعلیٰ وعظیم نسبتوں کو رکھنے کے ساتھ ساتھ آپ کی ذاتی خوبیوں اور ہمہ گیرو بے لوث خدمات جلیلہ کو بھی آپ کی شہرت ومقبولیت میں اچھا خاصا دخل تھا، آپ آفاقی ذہن وفکر کے مالک تھے آپ صرف جامع اشرف کی ترقی کے خواہاں نہیں تھے بلکہ اہل سنت وجماعت کے جملہ مدارس کے تحفظ وبقا کے لئے فکر مند رہتے، صرف سلسلہ عالیہ اشرفیہ ہی کا فروغ وارتقاء آپ کے پیش نظر نہیں رہتا بلکہ آپ جملہ سلاسل حقہ کے فروغ وارتقاء کی تمنار کھتے اوراسی میں اہل سنت وجماعت کی کامیابی وکامرانی کو مضمر جانتے، آپ نے ہند و بیرون ہند میں پچاسوں دینی ادارے قائم کیے، سیکڑوں مساجد کی بنیاد ڈالیں، ہر جگہ ہر موقع وہی ذہنی وفکری وسعت کام کرتی، غرض کہ آپ کی ذات انقلاب آفریں اورعہد ساز ذات تھی، آپ جیسی دینی وعلمی شخصیت کا اٹھ جانا صرف خانوادۂ اشرفیہ ہی کا نہیں بلکہ پوری دنیائے سنیت کا بھی عظیم نقصان ہے، آپ جیسی پرفیض شخصیات ہی کے تعلق سے حضرت بابا فریدالدین گنج شکر علیہ الرحمہ کا فرمانِ عالیشان ہے کہ دنیا میں مشائخ وعلماء کی موت سے بڑھ کر کوئی حادثہ نہیں ۔ جب مشائخ وعلماء میں سے کوئی فوت ہوتا ہے تو آسمان وزمین اور جو کچھ اس میں ہے سب روتے ہیں

(بحوالہ افضل الفوائد مترجم)

ابر رحمت تیری تربت پر گوہر باری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے
ورق تمام ہوا مدح باقی ہے
سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

محمد اطہر علی صابری

نمائندہ روزنامہ فاروقی تنظیم پٹنہ۔موبائل: ۹۹۳۴۸۱۱۸۰۵

اس خاک دان گیتی میں اللہ عز وجل کے چند ایسے مخصوص بندے ہیں جو اپنے فضائل وکمالات و خدمات کے سبب تا قیامت فراموش نہیں کئے جا سکتے۔ سرزمین ہند و پاک کے جو خطے ان مردان خدا کے وجود مسعود سے بقعۂ نور بنے ہیں ان میں کچھوچھہ مقدسہ تاریخی اہمیت کا حامل ہے۔کچھوچھہ مقدسہ حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کے روضۂ انور اور ان کے خاندان کے جلیل القدر علماء،صوفیاء، پیران طریقت اور فقہاء کا مولد و مسکن ہونے کے سبب عالمی نقشہ میں امتیازی حیثیت حاصل ہے ۔اس خانوادۂ اشرفیہ میں جن ہستیوں نے اپنے عظیم کارناموں سے عالمی تاریخ میں ایک نمایاں مقام حاصل کیا ہے ان میں شیخ اعظم حضرت علامہ الحاج سید شاہ اظہار اشرف اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں جنہوں نے عالمی منظر نامے پر ایک غیر فانی نقش چھوڑا ہے اور مذہب، تعلیم، معاشرت، ادب اور صحافت کے میدان میں بڑے بڑے انقلابی کارنامے انجام دیے۔وہ مصلح و مفکر، مدبر و معلم اور سرگرم مجاہد تھے انہوں نے اپنی خداداد صلاحیت اور علمی قیادت سے ملت کو راہ راست پر گامزن کیا۔شیخ اعظم نے جامع اشرف کے ذریعہ علم وادب کے ہزاروں ماہ و نجوم تیار کئے اور اپنی روحانی تربیت کی بدولت بہتوں کو پاکبازوتقویٰ شعار بنایا جو بین الاقوامی سطح پر دین وملت کی خدمات میں مصروف عمل ہیں۔

دنیائے سنیت کا یہ آفتاب اپنی تمام تر تابانیوں کے ساتھ برصغیر میں اپنی ضیاء بار کرنیں بکھیر تا رہا اور ۳۰ ربیع الاول ۱۴۳۳ھ مطابق ۲۲ فروری ۲۰۱۲ کو جمعرات کی شب ۱۰ بج کر ۱۵ منٹ پر ہمیشہ کے لئے غروب ہو گیا اور نماز جنازہ کچھوچھہ مقدسہ میں ادا کی گئی۔شیخ اعظم کی نماز جنازہ میں لاکھ سے زائد عوام کا جم غفیر اس بات کا بین ثبوت ہے کہ آپ کی رحلت پر پورا علمی وادبی حلقہ سوگوار ہے۔آپ کی رحلت سے اہل سنت و جماعت کا بہت بڑا خسارہ ہوا ہے جس کا پر ہونا ممکن نہیں تو مشکل ضرور نظر آتا ہے۔

فنا کے بعد بھی باقی ہے شان رہبری تیری
ہزاروں رحمتیں نازل ہوں اے میر کارواں تجھ پر

☆☆☆☆

زمیں کھاگئی آسماں کیسے کیسے

مولانا محمد ہاشم مصباحی، سربراہ اعلیٰ جامعہ مدینۃ العلوم مظفر پور (بہار)

نورالمشائخ شیخ اعظم حضرت علامہ سید شاہ محمد اظہار اشرف اشرفی جیلانی سجادہ نشیں آستانہ عالیہ اشرفیہ حسنیہ سرکارکلاں کی ذات ستودہ صفات ان نفوس قدسیہ میں سے ہے جن کی شان جلالت ،عظمت و بزرگی ،تقویٰ وطہارت اور فضائل وکمالات کا ایک عالم معترف ہے۔

شیخ اعظم رضی اللہ عنہ نے جہاں اپنے کو دینی وروحانی تعلیمات سے مزین فرمایا وہیں حقانی تعلیمات اور ایمانی نظریات کو عام کرنے ، مذہب حقہ کے آفاقی پیغامات کو کافۃ المسلمین تک پہونچانے ،انہیں تزکیۂ نفس اور تصفیۂ قلب کی لازوال نعمتوں سے مالا مال کرنے کے لئے متعدد دینی درسگاہیں اور پاکیزہ خانقاہیں قائم فرمائیں۔

چمن میں پھول کا کھلنا کوئی کمال نہیں
زہے وہ پھول جو گلشن بنائے صحرا کو

حضور نور المشائخ کی تعلیمی یادگاروں میں سے ایک عظیم الشان اور قابل ذکر دانش کدہ جامع اشرف کچھوچھہ مقدسہ ہے جس کی بنا ۱۹۷۸ء میں صاحب تذکرہ بزرگ حضور شیخ اعظم نے قوم وملت کی اہم ترین ضرورتوں اور سلسلۂ عالیہ اشرفیہ کے فیوض وبرکات سے مسلمانان عالم کو مستفیض کرنے کے لئے حضور سرکارکلاں کی سرپرستی میں ڈالی جس نے اپنی ۳۴ سالہ مدت قیام میں ایسے ہزاروں علماء ،فضلاء ،ادباء اور حفاظ وقراء قوم وملت کے حوالے کئے جو اپنی جہد مسلسل اور عمل پیہم سے ایک عالم کو فیض یاب کررہے ہیں۔

جو ابر یہاں سے اٹھا ہے وہ سارے جہاں پہ برسا ہے
جو ابر یہاں سے اٹھے گا وہ سارے جہاں پہ برسے گا

آج کے اس ہوش ربا اور پرفتن دور میں جبکہ دجل وفریب سے مسلح نام نہاد پیروں کی کمی نہیں ۔ رہزنوں نے رہبروں کا لبادہ اوڑھ رکھا ہے ۔اپنی ولایت وبزرگی کے اثبات کے لئے نت نئے ہتھکنڈے استعمال کئے جارہے ہیں ۔اپنی ذات سے سرزد ہونے والے اتفاقی واقعات وحادثات کو کرامتوں کا نام دے کر اپنے حلقۂ ارادت کو وسیع وعریض بنانے کی سعی لاحاصل کی جارہی ہے۔

مگر الحمد للہ والمنہ شیخ اعظم کی ذات گرامی ان عیوب ونقائص سے بالکل منزہ اور صاف ستھری تھی ۔ مفتی شہاب الدین اشرفی بھاگلپوری شیخ الحدیث وصدر شعبہ افتاء جامع اشرف رقم طراز ہیں ’’شیخ اعظم ایک بار بہار کے کسی علاقے کے دورہ پر تھے ایک شخص آپ کو ایک قبر کے پاس لے گیا اور کہا اس جگہ قبر ہونے کے بارے میں لوگوں کی آراء مختلف ہیں ۔بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس جگہ کسی ولی کی قبر موجود ہے اور بعض لوگ اس جگہ پر قبر ہونے کا انکار کرتے ہیں ۔آپ فیصلہ کردیجئے کہ اس جگہ پر کسی ولی کی قبر ہے یا نہیں ؟ آپ نے اس

مرید سے فرمایا کہ اگر تم مجھ سے یہ گمان رکھ کر مرید ہوئے ہو کہ میں قبر کے احوال کو جان لیتا ہوں تو میرا شجرہ واپس کر دو، قبر کے احوال کا جاننا ہر شخص کے اختیار میں نہیں ہے'' اگر کوئی دوسرا پیر ہوتا تو شاید اپنی عظمت و بزرگی اور ولایت و کرامت کی دھونس اپنے مرید پہ جمانے کے لئے ایسی بات کہہ دیتا جس سے اس کی عقیدت کو تسکین کا سامان فراہم ہو جاتا اور اس کے حلقۂ ارادت میں اصحاب ظواہر کا جم غفیر شامل ہو جاتا۔ شیخ اعظم کا یہ کردار ان نام نہاد پیروں کے لئے تازیانۂ عبرت ہے جو اپنی ولایت و بزرگی کو ثابت کرنے کے لئے ایسے حربے استعمال کرتے ہیں جن سے انسانیت شرمسار ہو جاتی ہے۔

آسمان رشد و ہدایت کا یہ نیر تاباں ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۹۳۵ء کو طلوع ہو کر اپنے علم و عمل، زہد و تقویٰ، خلوص وللّٰہیت، ایثار و قربانی اور محاسن و کمالات سے ایک عالم کو روشن و منور کر کے ۲۹ ربیع النور ۱۴۳۳ھ مطابق ۲۲ فروری ۲۰۱۲ء کو غروب ہو گیا۔

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے — حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے
فنا کے بعد بھی باقی ہے شان رہبری تیری — ہزاروں رحمتیں ہو ں اے امیر کارواں تم پر

☆☆☆☆

دنیا کے اوقات کو غنیمت جان کر عمل کر لو

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مثال اس شخص کی جو اپنے رب کو یاد کرتا ہے اور جو اپنے رب کو یاد نہیں کرتا زندہ اور مردہ کی سی ہے۔ کتنے ہی ان راتوں کے جاگنے والے ایسے ہیں جو اللہ کی عبادت میں مصروف ہیں اپنی قبر کے اندھیرے میں اس جاگنے پر خوشی کا اظہار کر رہے ہوں گے اور کتنے ہی آج کی راتوں میں سونے والے ہیں کل یعنی روز محشر جب وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عبادت گزاروں کا اعزاز و اکرام دیکھیں گے تو اپنی طویل نیند پر شرمندہ ہوں گے۔ پس تم شب و روز اور ان کی تمام ساعتوں کو غنیمت جان لو اللہ تم پر رحم کرے۔ حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہے کہ رات اور دن راستے میں اترنے کی جگہ ہیں ہر آدمی کے پاس آگے پیچھے یہ مرحلے آتے رہتے ہیں یہ تمام مراحل (اترنے کی جگہیں) یہاں تک کہ اس سفر کے اخر میں یہ ختم ہو جائینگی۔ پس اگر تو یہ کر سکتا ہے کہ ہر مرحلے میں اپنے آگے لئے کوئی توشہ بھیج دے تو ایسا کر لے کیوں کہ سفر کا انقطاع قریب ہے اور امر اس سے بھی زیادہ جلد ہے۔ پس تو توشہ تیار کر اپنے سفر کیلئے جو کچھ تو نے اپنے کام کے لئے کرنا ہے کر لے کہ تیرا انجام تیری امید کے خلاف بھی ہو سکتا ہے

شیخ اعظم بزرگوں کے ارشادات کی روشنی میں

مولانا محمد فیصل حسین اشرفی، صدر المدرسین جامعہ شمسیہ تیغیہ، بھدوہی

شیخ اعظم کسی معمولی شخصیت کا نام نہیں بلکہ شیخ اعظم مخدوم اشرف کے عالمگیر مشن کا نام تھا، شیخ اعظم پرتوِ مخدوم اشرف کا نام تھا، شیخ اعظم مخدوم اشرف کی امانت کے محافظ کا نام تھا، شیخ اعظم اکابر اسلام کے معتمد علیہ کا نام تھا، شیخ اعظم غیر معمولی ذات کا نام تھا، شیخ اعظم ہم شبیہ غوث اعظم مجدد سلسلہ عالیہ اشرفیہ مخدوم الاولیاء ممدوحِ مشائخ طریقت وعلماء شریعت حضرت سید علی حسین اشرفی میاں علیہ الرحمہ کی دعاء اور مخدوم المشائخ سرکار کلاں سید نا مختار اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ کی تربیت سے اخلاق حسنہ کے پیکر اور بے شمار خوبیوں کے مالک تھے۔ دین وسنیت کو آپ کی ذات سے فروغ حاصل ہوا جیسا کہ اشرف العلماء مرشد انام دار العلوم محمدیہ ممبئی کے بانی، مدیر اعلیٰ اور شیخ الحدیث حضرت علامہ ومولانا مفتی سید حامد اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اظہار میاں نے جو کام انجام دیئے ہیں وہ لائق ستائش ہیں۔

جس وقت حضرت شیخ اعظم علیہ الرحمہ کی ولادت با سعادت ہوئی اس وقت آپ کے جدامجد حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ مدینہ شریف میں تھے آپ کے ہمراہ حضرت مولانا مفتی یونس اشرفی علیہ الرحمہ تھے آپ مولانا محترم سے مخاطب ہوئے اور فرمایا۔ مولانا میرے یہاں پوتا پیدا ہوا ہے فقیر ان کا نام ”اظہار اشرف“ رکھتا ہے میرے اس پوتے سے اشرف کا اظہار ہوگا۔

حضرت اشرف میاں علیہ الرحمہ کی پیشین گوئی صحیح ثابت ہوئی واقعی حضرت شیخ اعظم سے اشرف کا اظہار ہوا، اشرفی مشن کا فروغ آپ کا اوڑھنا بچھونا تھا، تبلیغی مشن کے اظہار وفروغ کے لئے ادارہ جامع اشرف اور مختار اشرف لائبریری کے علاوہ ہندو بیرون ہند میں مدارس کی شکل میں سیکڑوں دینی قلعے قائم کئے ہیں۔

مخدوم المشائخ سرکار کلاں حضرت سید شاہ محمد مختار اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ حضرت شیخ اعظم سید شاہ اظہار اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ کی امانت سے متاثر ہوکر فرمایا کہ اظہار میاں! میں کل قیامت میں تمہاری امانت کی قسم کھا سکتا ہوں۔

میرے پیرو مرشد سرکار اشرف الاولیاء مجتبیٰ اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمۃ والرضوان کے برادر اصغر شیخ ملت اشرف العلماء حضرت علامہ مفتی الحاج سید حامد اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ اپنی ایک مجلسی گفتگو میں شیخ اعظم کی خدمات سے متاثر ہوکر فرمایا تھا کہ ”میں عمر میں بڑا ہوں اور عزیزم اظہار میاں منصب میں بڑے ہیں وہ اس منصب جلیلہ پر فائز ہیں جہاں کبھی میرے جد کریم غوث العالم سلطان سید اشرف جہانگیر علیہ الرحمہ جلوہ افروز تھے۔ اس منصب عالیہ کا احترام مجھ پر بھی لازم وضروری ہے بفضلہ تعالیٰ میرے خاندان میں بڑے بڑے باکمال علماء ومشائخ پیدا ہوئے لیکن اظہار میاں نے وہ تاریخ ساز عظیم الشان کارنامہ انجام دیا ہے کہ میرے خاندان کی آبرو رکھ لی“ یہ اعتراف اس ذات گرامی کا ہے جس نے خود بھی دین ومذہب کا ناقابل فراموش کارنامہ انجام دیا ہے آج ممبئی میں دین واسلام کے جتنے چراغ روشن ہیں ان میں سے اکثر کو آپ کے روشن کیے ہوئے چراغ سے روشنی ملی ہے۔

شیخ اعظم اسلاف کرام کی یادگار اور ان کی شان اور حق کی پہچان تھے آپ کا انتقال پر ملال ایک بڑا سانحہ ہے رب تعالیٰ آپ کی تربت انور پر گہرباری فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

ورق تمام ہوا مدح باقی ہے
سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

مولانا محمد قاسم مصباحی

استاذ مدرسہ غوثیہ رؤفیہ دھام نگر شریف ضلع بھدرک (اڑیسہ) فون نمبر 9040314133

خانوادۂ اشرفیت کا ایک کوہ گراں، علم ومعرفت کا بطل جلیل، شیخ اعظم حضرت علامہ الحاج سید شاہ محمد اظہار اشرف اشرفی جیلانی علیہ رحمۃ الباری ان پاک باز شخصیتوں میں سے ہیں جنہوں نے اپنی عمر گراں مایہ عشق ومحبت، رشد وہدایت، علم ومعرفت اور ایمان وایقان کی شمعیں فروزاں کرنے میں تمام کردی، گم گشتگان راہ کو جادۂ مستقیم کا سراغ بخشا اور بیعت وارادت کے ذریعہ ان گنت عقیدت کیشوں اور ارادت مندوں کو بادۂ توحید ورسالت سے سرشار فرمایا۔ خالق کائنات نے آپ کو ایسا اسم بامسمّٰی بنایا تھا کہ باطل کے سامنے اظہار حق سے کبھی دریغ نہیں فرماتے۔ آپ راسخ الاعتقاد، متصلب فی الدین اور متبع شریعت ہونے کے ساتھ طریقت کے شیخ اعظم بھی تھے۔ نسبی شرافت نے جہاں آپ کو عروج وارتقاء عطا کیا تھا وہیں علمی لیاقت اور خداداد قابلیت نے آپ کو رفعت وبلندی کا خوبصورت مینار بنادیا تھا۔ حق گوئی وبے باکی آپ کا طرۂ امتیاز تھی۔ مجھے ۱۹۸۶ء کی وہ شب اچھی طرح یاد ہے جب آپ راجستھان کی مرکزی درس گاہ دارالعلوم اسحاقیہ جودھ پور کے سالانہ اجلاس میں تشریف لائے تھے، آپ کی خطابت مکمل تفسیر عالمانہ اور تفسیر صوفیانہ کی آئینہ دار تھی جو نکات آفرینی سے مرصع ومزین تھی۔ یہ وہ دور تھا جب بعض ناعاقبت اندیشوں اور عصبیت پرستوں نے "اشرفیت ورضویت" کے درمیان بغض وعناد کی چنگاری بھڑکا رکھی تھی۔ ایسے پر آشوب ماحول میں دوران خطابت جب آپ نے امام اہل سنت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے اشعار پڑھے تو خواص وعوام ہر ایک کی زباں سے صدائے دادو تحسین بلند ہوئی اور پوری فضا نعروں سے گونج اٹھی اور ہر کسی نے سمجھ لیا کہ خانوادۂ اشرفیہ کی اس عظیم شخصیت کا ذہن وفکر ماحول کی آلودگی سے بالکل پاک وصاف ہے۔

۱۹۸۷ء میں جب جامع اشرف درگاہ کچھو چھہ شریف میں احقر کا تقرر ہوا اور درس وتدریس شروع ہوئی تو گرد وپیش سے احقر کی استعداد کا پتہ لگاتے رہے اور ایک دن اثنائے درس اس وقت درس گاہ میں تشریف لے آئے جب احقر مسلم شریف کا درس دے رہا تھا۔ قد آور شخصیت کی سطوت وحشمت اور جاہ وجلال سے جہاں ذرہ ذرہ لرزہ براندام رہتا تھا وہیں راقم الحروف مع جملہ اساتذہ وطلبہ بھی اس درجہ مرعوب تھے کہ نظر سے نظر ملا کر کسی کو بات کرنے کا یارانہ ہوتا۔ درس حدیث احقر نے موقوف کردیا۔ مگر آپ نے مسند پر جلوہ فگن ہوکر فرمایا "مولانا! سبق چالو رکھیے"۔ بہر حال احقر نے حسب سابق تدریسی بحث شروع کی پھر کتاب بند کردی گئی اور طلبہ کلاس سے باہر چلے گئے۔ تب حضور والا نے احقر سے فرمایا کہ مولانا! گرد وپیش سے آپ کی بابت جو کچھ تدریسی جائزہ حاصل کیا اس پر مجھے یقین نہیں آیا۔ چنانچہ آج از خود آپ کے پاس بیٹھ کر آپ کا تدریسی جائزہ لیا، یوں تو کسی کی تعریف اس کے منہ پر نہیں کرنی

چاہئے مگر ''اظہار'' یہ اظہار حقیت کر رہا ہے کہ آپ کی بابت جتنا کچھ میں نے غائبانہ طور پر سنا تھا، آج الحمدللہ اس سے سوا میں نے آپ کو پایا اور میں خوشی سے آپ کی تنخواہ میں دوسو کا اضافہ کرتے ہوئے اب آپ کی تنخواہ گیارہ سو روپے ماہوار کر رہا ہوں'' یہ تھا اس ذات ستودہ صفات کا انداز کریمانہ اور اوصاف مشفقانہ جنہوں نے ایک حقیر ذرے کو نظر کرم سے نوازا اور اسے آگے بڑھنے کا عزم وحوصلہ بخشا۔اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ شیخ اعظم ''جامع اشرف'' کے اساتذہ کے تقرر میں کس درجہ محتاط تھے اور درس نظامی کے جملہ کتب کے مباحث پر آپ کی کتنی نظر تھی اور اصاغر نوازی کا وصف آپ کے اندر کتنا تھا۔

سچ پوچھئے تو شیخ اعظم کے محاسن وکمالات کا استقصاء اور احاطہ کرنا فقیر بے مایہ کے بس میں نہیں۔اگر کوئی صاحب علم ومجد لکھے تو دفتر کا دفتر تیار ہو جائے۔ آج ان کی عظیم شخصیت ہمارے درمیان نہیں رہی مگر ''جامع اشرف'' کی بے زباں اینٹ بھی ان کے کارہائے نمایاں اور اخلاق کریمانہ کو یاد کر کے برسوں آنسو بہاتی رہے گی۔اب جامع اشرف کی باگ ڈور آپ کے خلف اکبر ولیعہد حضرت علامہ الحاج سید شاہ محمود اشرف اشرفی جیلانی کے دست میں ہے۔بحمدہٖ تعالیٰ موصوف نے ادارہ کی تعلیمی سرگرمی اور ترقی میں چار چاند لگایا ہے خبریں سننے کو مل رہی ہیں۔بہت اچھی پیش رفت ہو رہی ہے۔احقر دعاء کرتا ہے کہ شیخ اعظم کو مولیٰ تعالیٰ بے شمار بلندی درجات عطا فرمائے اور جملہ ارادت مندوں اور عقیدت کیشوں پر ان کی نظر عنایت اور سایہ عاطفت جاری وساری رہے۔ایں دعاء از من واز جملہ جہاں آمین باد۔

☆☆☆☆

شیخ عبدالقادر جیلانی
رضی اللہ عنہ کی تعلیمات

اس پر نظر رکھو جو تم پہ نظر رکھتا ہے،اس کے سامنے رہو جو تمہارے سامنے رہتا ہے،اس سے محبت کرو جو تم سے محبت کرتا ہے،اس کی بات مانو جو تم کو بلاتا ہے،اپنا ہاتھ اسے دو جو تم کو گرنے سے سنبھالے گا اور تم کو جہل کی تاریکیوں سے نکالے گا، ہلاکتوں سے بچائے گا،نجاستیں دھوکر میل کچیل سے پاک کرے گا،جو شیاطین،خواہشیں اور تمہارے جاہل دوست ہیں،خدا کی راہ کے رہزن اور تم کو ہر نفیس و عمدہ اور پسندیدہ چیز سے محروم رکھنے والے،کب تک عادت؟ کب تک خلق؟ کب تک خواہش؟ کب تک رعونت؟ کب تک دنیا؟ کب تک آخرت؟ کب تک ماسوائے حق؟ کہاں چلے تم؟اس خدا کو چھوڑ کر جو ہر چیز کا پیدا کرنے والا اور بنانے والا ہے،اول ہے،آخر ہے،ظاہر ہے،باطن ہے،دلوں کی محبت،روحوں کا اطمینان،گرانیوں سے سبکدوشی،بخشش واحسان ان سب کا رجوع اسی کی طرف سے ہے اور اسی کی طرف سے اس کا صدور ہے۔

☆☆☆☆

شیخ اعظم ہیں شیخ اعظم

مولانا سراج الدین احمد نظامی، استاذ دارالعلوم بہار شاہ فیض آباد

یہ زندہ ہے کرامت اے میر کارواں تیری
فنا کے بعد بھی باقی ہے شان رہبری تیری

وجود عالم سے لے کر آج تک نہ جانے کتنے لوگ اس دار فانی میں آئے اور رخصت ہو گئے۔ ان جانے والوں میں کچھ ایسے بھی ہیں جن کا نام صفحۂ ہستی سے ہمیشہ کے لئے مٹ گیا۔ لیکن کچھ ایسی عبقری شخصیتیں بھی ہیں جو اپنے عظیم کارناموں اور دینی وتبلیغی خدمات کے باعث جب تک زندہ رہتے ہیں لوگوں کے مرکز عقیدت بنے رہتے ہیں اور پردہ فرمانے کے بعد بھی ان کے عظیم کارنامو ں اور دینی خدمات کی بنیاد پر لوگ انہیں جانتے اور پہچانتے ہیں اور ان کے فیوض وبرکات سے مالا مال ہوتے ہیں۔

ان عظیم وباوقار ہستیوں میں حضور شیخ اعظم حضرت علامہ الحاج سید شاہ محمد اظہار اشرف اشرفی جیلانی قدس سرہ النورانی کی بھی ذات بابرکات تھی جو عوام وخواص کے درمیان شیخ اعظم سے مشہور ہوئی۔

شیخ اعظم کی ذات پاک شریعت وطریقت اور حقیقت ومعرفت میں کامل اور تقویٰ وطہارت، ہدایت وطر یقت، حق وصداقت اور امانت ودیانت کی مکمل آئینہ دار تھی۔

حضور شیخ اعظم کئی سالوں سے مسلسل علیل چل رہے تھے، چلنا پھرنا دشوار تھا لیکن شدید مرض کی حالت میں بھی آپ نے اپنے قیمتی اوقات کو ضائع نہیں ہونے دیا، نماز پنج گانہ اور تمام معمولات اورا وراد و وظائف پر حسب دستور بڑی سختی سے عمل پیرا رہے۔ شیخ اعظم نے اپنی حیات کا ہر لمحہ اور ہر آن خدمت دین متین، احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کے لئے وقف کر رکھا تھا۔

آپ کی ذات متعدد اوصاف کی حامل اور مختلف فضائل وکمالات کی جامع تھی۔ آپ ایک مشہور ومعروف خانوادہ کے چشم وچراغ اور ایک عظیم خانقاہ کے سجادہ نشین ہونے کے ساتھ ایک جلیل القدر عالم دین، ایک نکتہ سنج خطیب، ایک بلند پایہ شاعر، ایک عظیم داعی ومبلغ اور ایک بہترین مفکر تھے، جاہ وجلال، حسن وجمال اور رعب ودبدبہ میں تو آپ کی ایک انفرادی شان تھی۔ دین وسنیت کی ترویج واشاعت آپ کی زندگی کا نصب العین تھا۔ چنانچہ کچھوچھہ شریف میں دین ودانش کی عظیم درسگاہ جامع اشرف اور علوم اسلامیہ کا قیمتی سرمایہ مختار اشرف لائبریری کا قیام آپ کی علم دوستی کا واضح ثبوت ہے۔

حضور شیخ اعظم نے سچے مرشد ہونے کا حق ادا کر دیا کیوں کہ آپ کے قلب میں عوام کا درد، طالبان علوم نبویہ کی تشنگی کا احساس اور دین متین کی خدمت کا جذبہ مو جزن تھا جس کی تکمیل کے لئے آپ نے اپنی پوری زند گی صرف کر دی نتیجتاً آپ کے اس سعی پیہم سے ہزار ہا ہزار طالبان علوم نبویہ علوم دینیہ سے سرفراز اور ہزار ہا ہزار گم گشتگانِ راہ صراط مستقیم پر گامزن ہوئے اور انشاء المو لیٰ تعالیٰ یہ حضور شیخ اعظم کے روحانی فیوض وبرکات سے مالا مال ہوتے رہیں گے۔

یہ بات مبنی برحقیقت ہے کہ شیخ اعظم اپنے عہد کے مشائخ میں شیخ اعظم تھے۔ چنانچہ انہیں عظمتوں کی بنیاد پر خانوادہ اشرفیہ کی یہ عظیم ہستی شیخ اعظم کے لقب سے جانی اور پہچانی گئی اور رہتی دنیا تک یہ ہستی اسی لقب سے جانی اور پہچانی جائے گی۔

افسوس صد افسوس حضور شیخ اعظم کے سانحۂ ارتحال سے جو خلاء پیدا ہو گیا ہے اس کا پر ہونا مشکل نظر آتا ہے لیکن یہ بات باعث تسکین ہے کہ آپ کے لائق و فائق صاحبزادے حضرت علامہ سید شاہ محمود اشرف اشرفی جیلانی آپ کے صحیح وارث و جانشین اور آپ کی ظاہری و معنوی تصویر ہیں انشاء اللہ یہ صحیح جانشینی کا حق ادا فرمائیں گے۔

آخر میں ہم بارگاہ رب العزت میں دعاء گو ہیں کہ مولیٰ تعالیٰ ہم تمام امت مسلمہ پر حضور شیخ اعظم قدس سرہ النورانی کے روحانی فیوض و برکات کی بارش نازل فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

دن و رات کی پکار

ابن ابی الدنیا نے اپنی اسناد سے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے جس کا مفہوم ہے ”کوئی دن ایسا نہیں ہے جو یہ نہ کہتا ہو کہ ابن آدم میں تجھ پر داخل ہوا ہوں اور آج کے بعد دوبارہ تیرے پاس نہ آؤنگا پس تو خود دیکھ لے کہ میرے اندر کیا عمل کر رہا ہے۔ جب وہ دن گزر جاتا ہے تو اس پر مہر کر دی جاتی ہے اور وہ مہر اس وقت تک نہیں ہٹائی جاتی جب تک کہ خود اللہ تبارک وتعالیٰ ہی قیامت کے دن اس مہر کو توڑے گا اور دن جب تمام ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے کہ جس نے مجھ کو اس دنیا اور دنیا والوں سے نجات دے کر راحت دی اسی طرح سے رات بھی لوگوں پر داخل ہو کر یہی کچھ کہتی ہے۔ ابن ابی الدنیا نے اپنی اسناد سے حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ لیل و نہار نگہبان ہے پس تم کو چاہیے کہ تم رات دن کے اعمال پر نظر رکھو کہ تم ان رات اور دن میں کیا عمل کر تے ہو اور یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ رات میں وہ کام کرو کہ جس کام کے لئے رات کو پیدا کیا گیا اور دن میں وہ کام کرو جس کے لئے دن بنایا گیا ہے۔ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں دنیا کے ایام میں سے کوئی دن ایسا نہیں آتا جو کلام کرتے ہوئے یہ نہ کہے اے لوگو! میں دنیا میں نیا دن ہوں اور جو کچھ میرے اندر کام کیے جائیں گے اس بارے میں گواہ ہوں اور جب سورج غروب ہو جائے گا تو قیامت تک تمہاری طرف لوٹ کر نہ آؤنگا۔ انہیں سے روایت ہے فرمایا کہ دن یہ بھی کہتا ہے اے آدم کے بیٹے! آج کا دن تیرا مہمان ہے اور مہمان لوٹ جایا کرتا ہے یا تو وہ تیری تعریف کرے گا یا تیری مذمت کرے گا اس طرح سے تیری رات بھی تجھ کو یہی کچھ کہتی ہے۔ ابن ابی الدنیا نے اپنی اسناد سے بکر المزنی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ کوئی دن کہ جس کو اللہ تعالیٰ اہل دنیا کے لئے نکالتا ہے ایسا نہیں ہے جو پکار کر یہ نہ کہتا ہو اے آدم کے بیٹے! مجھ کو غنیمت جان لے شاید میرے بعد تیرے کوئی دن باقی نہ ہو اسی طرح سے رات بھی یہی پکارتی ہے۔ اے آدم کے بیٹے! مجھے غنیمت جان لے شاید آج کے بعد کوئی اور رات تیرے نصیب میں نہ ہو۔ حضرت عمر بن ذر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے اس رات کی تاریکی میں اپنی جانوں کے لئے عمل کر لو کیوں کہ نقصان اور خسارہ پانے والا وہ شخص ہے جو رات اور دن کے خیر سے خسارہ پا جائے اور محروم یہی ہے جو ان دونوں کی خیر سے محروم رہ جائے یہ رات اور دن تو مؤمنین کے لئے ان کے رب کی فرمانبرداری کا راستہ ہیں اور دیگر دوسرے لوگوں پر وبال ہیں جو اپنی جانوں سے غافل ہے پس اللہ کو یاد کر کے اپنی جانوں کو زندہ کرو کہ دن تو اسی اللہ عزوجل کے ذکر سے زندہ ہوتے ہیں۔

آہ ! شیخ اعظم

مولانا یحییٰ رضا مصباحی، صدرالمدرسین۔ جامعۃ المدینہ (دعوت اسلامی ہند) کھڑک بمبئی

سرزمین ہند میں بہت سی نابغۂ روزگار اور عبقری شخصیات کا ظہور ہوا جن کے علم و عمل، زہد و تقویٰ، محبت واخلاص، عفت و پاکیزگی سے ایک طویل عرصہ تک فائدہ حاصل کیا جاتا رہا ہے۔ انہیں نادر روزگار شخصیت کی فہرست میں نور نظر مخدوم سمناں، جانشین حضور اعلیٰ حضرت اشرفی میاں، شہزادۂ سرکار کلاں حضور شیخ اعظم حضرت علامہ مولانا الشاہ سید اظہار اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ سجادہ نشین خانقاہ اشرفیہ حسنیہ سرکار کلاں وبانی جامع اشرف کچھوچھہ شریف کی ذات مقدسہ ہے جن سے نہ صرف اہلیان ہند مستفیض ہوئے بلکہ ان کے فیضان کرم کے چشمے سے اقوام عالم بھی خوب خوب سیراب ہوئے، چنانچہ شیخ اعظم کے متعلق حضرت مولانا مفتی رضاء الحق راج محلی تحریر فرماتے ہیں: ''بیل گاڑی اور پیدل دیہاتوں کا سفر کر کے گاؤں گاؤں جا کر آپ نے دین و سنیت کی جو خدمات انجام دی ہیں ان کے بے شمار شواہد ملک کے مختلف حصوں خصوصاً صوبۂ بہار کے مختلف اضلاع مثلاً کٹیہار، پورنیہ، کشن گنج و مضافات میں آج بھی موجود ہیں۔ ان علاقوں میں بیشتر سنی مدارس کے قیام میں سب سے اہم بنیادی رول آپ ہی کا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ان علاقون میں آج سنیت کی اکثریت ہے اور وہاں پر کثیر تعداد میں سنی علماء پائے جاتے ہیں جن کے ذریعہ سنیت کو مزید فروغ حاصل ہو رہا ہے''۔ (معارف شیخ اعظم)

محبّ گرامی حضرت مولانا عبدالخبیر مصباحی حضرت کے درس حدیث کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

بخاری شریف کی آخری حدیث پاک پر شیخ اعظم جس انداز میں اپنا علمی جوہر بکھیرتے ہیں وہ ان ہی کا حصہ ہے۔ بخاری شریف کی آخری حدیث یہ ہے:

''عن ابی هريره رضی الله عنه قال:قال النبی ﷺ كلمتان حبيبتان الیٰ الرحمٰن،خفيفتان علی اللسان،ثقيلتان فی الميزان:سبحان الله وبحمدهٖ سبحا ن الله العظيم'' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا دو کلمے ہیں جو رحمان کو محبوب ہیں، زبان پر ہلکے ہیں، میزان میں بھاری ہیں۔ اللہ کی پاکی ہے اس کی حمد کے ساتھ جو ہر عیب سے پاک ہے، عظمت والا ہے۔ نفس حدیث کی توضیح وتشریح اس کے نکات ومسائل کے بیان سے پہلے شیخ اعظم حدیث کی تعریف، اس کی ضرورت واہمیت پر گفتگو فرماتے ہیں۔ چنانچہ آپ نے اس موقع پر فرمایا تھا کہ رسول کریم ﷺ کی ہر بات وحی الٰہی ہے جیسا کہ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا ہے'' وما ينطق عن الهویٰ ان هو الاوحی يوحیٰ'' وہ اپنی خواہش سے کچھ نہیں فرماتے جو کچھ بھی فرماتے ہیں وہ وحی الٰہی ہوتی ہے۔ اب اس امین وصادق رسول نے اپنی باتوں میں جسے قرآن کہہ دیا قرآن ہے، اور جسے حدیث کہہ دیا وہ حدیث ہے۔ لہٰذا قرآن وحدیث دونوں وحی الٰہی ہیں۔ شیخ اعظم کی اس لطیف بات کی تائید حضرت علامہ ملا جیون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ استاد مغل شاہ اورنگ زیب عالمگیر کی اس

عبارت سے ہوتی ہے"الوحی اما متلو وھو الکتاب اوغیرہ وھو السنۃ" حدیث پر حاصل گفتگو فرمالینے کے بعد شیخ اعظم نے مذکورہ حدیث پاک پر ایسی دلنشیں تقریر فرمائی تھی کہ اسٹیج پر رونق افروز علماء ومشائخ بھی عش عش کرنے لگے تھے۔

اللہ عزوجل نے شیخ اعظم علیہ الرحمہ کو علم حدیث میں کتنا بلند مقام عطا فرمایا ہے اور الفاظ کی گیرائی و گہرائی سے معانی حدیث کو سمجھنے کا کتنا بڑا ملکہ انہیں نصیب ہوا ہے۔(معارف شیخ اعظم)

لہٰذا ان کی خدمات کا جائزہ لیا جائے تو بات ظاہر ہوگی کہ وہ جب مسند تدریس پر رونق افروز ہیں تو رئیس التدریس ہیں، جب درس بخاری دیں تو عظیم نکتہ آفریں محدث ہیں، مسند خطابت پر ہیں تو خطابت کے تاجدار اور جب مسند طریقت پر ہیں تو شیخ اعظم۔ ولی عہدی کے دور ہی سے آپ نے دینی، روحانی، علمی خدمات انجام دی، دین کی اشاعت کی خاطر ہند و بیرون ہند کا دورہ فرمایا، خطابت وروحانیت کے ذریعے اصلاح عقائد و اعمال فرمایا، خانقاہ اشرفیہ کی تعمیر وتوسیع فرمائی۔ کچھوچھہ مقدسہ میں جامع اشرف کی تاسیس فرمائی۔ بنگلہ دیش میں مدرسے کا قیام فرمایا۔ اور سب سے بڑا کارنامہ جامع اشرف کے قریب "مختار اشرف لائبریری" کا قیام ہے۔ جس میں مختصر مدت میں مختلف علوم وفنون کی ہزار ہا ہزار کتابیں آپ نے جمع فرمادیں اور تادم حیات مآخذ و مراجع کو جمع کرنے کے لئے کوششیں جاری رکھیں، شیخ اعظم اسے ایشیاء کی اسلامیات پر مشتمل سب سے بڑی لائبریری بنانے کا عزم وارادہ لے کر اٹھے تھے جس میں کافی حد تک کامیاب بھی رہے اور اب ہمارے لئے ضروری ہے کہ ان کے عزائم کی تکمیل کر کے بہترین خلف ہونے کا ثبوت دیں۔

۲۲ فروری رات ۱۲ بجے حضرت مولانا منظر حسین صاحب قبلہ نے فون کے ذریعے حضرت کے وصال پر ملال کی خبر سنائی، دل مضطرب ہوگیا، قلب رنجیدہ ہوگیا۔ آہ! وہ کیا گئے اہل سنت کے عظیم پیشواء چلے گئے، اکابر کی یادگار چلے گئے، اصاغر کے مشفق ورہنما چلے گئے، متوسلین ایک عظیم سرپرست سے محروم ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ میں فوراً قاضی مہاراشٹر، حضرت مفتی اشرف رضا قادری صاحب قبلہ کے ہمراہ پرنس علی خاں ہاسپٹل حاضر ہوا، وہاں ایک جم غفیر موجود تھا۔ حضرت محمود میاں وحضرت اشرف میاں صاحبان وغیرہ سے ملاقات کر کے تعزیت پیش کی۔

دوسرے دن تبلیغ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوت اسلامی کے زیر اہتمام چلنے والے ادارے جامعۃ المدینہ، فیضان مدینہ میں قرآن خوانی و ایصال ثواب کی محفل کا انعقاد ہوا اور حضرت شیخ اعظم کی مغفرت وبلندئ درجات کے لئے دعا کی گئی۔ مولیٰ تعالیٰ شیخ اعظم کے فیضانِ کرم سے ہم تمام معتقدین کو مالا مال فرمائے۔ اوران کی روحانی سایہ کو ہم پر قائم ودائم فرمائے۔ امین! بجاہ النبی الامین ﷺ

☆☆☆☆

ان کے رخ صفا کی صفا کچھ نہ پوچھئے
آئینۂ خدا باخدا کچھ نہ پوچھئے
اپنے کو دے دیا ہمیں خواجہ کی شکل میں
میرے نبی کی شان عطا کچھ نہ پوچھئے
(حضور محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ)

زندگی تھی تری مہتاب سے تابندہ تر

مولانا محمد قمر الدین مصباحی گریڈیہ، استاذ جامعہ عبداللہ بن مسعود پنچو گرام کولکاتا

یہ اس زمانے کی بات ہے کہ جب میں الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور میں زیر تعلیم تھا اور اپنے ہم درس رفیقوں کے ساتھ کچھوچھہ مقدسہ کے سالانہ عرس مخدومی میں حاضری کی سعادت حاصل کی یہ میری زندگی کا پہلا موقع تھا۔ میں نے وہاں بہت سے پر کیف مناظر دیکھے کچھ خانقاہی مراسم میں نے پہلے بھی دیکھا تھا اور کچھ سے ناواقف تھا انہیں میں سے وہ روح پرور منظر بھی تھا جو میں نے دیکھا کہ ایک بارعب، پر وقار چہرہ اور عالمانہ وقائدانہ وجاہت سے متصف شخصیت کو ایک خوش نما پالکی میں بٹھا کر عقیدت کیشوں کے خوش نصیب کاندھے اپنی متعینہ منزل کی طرف لے جا رہے ہیں۔ اپنے رہنما کے ساتھ عقیدتوں کا یہ خراج اس سے پہلے کبھی دیکھنے کو نہ ملا تھا اور نہ ہی میں پالکی سوار سے واقف تھا، عقیدت مندوں کے جلو میں چلنے والی پالکی کے جھروکوں سے دکھنے والا مجسم نیر تاباں کی تابانیوں سے آنکھیں کبھی خیرہ ہوتیں اور کبھی کثرت ہجوم کے سحاب ارضی آنکھوں کے لیے حجاب بن جاتے۔ میں نے اپنے ایک قریبی دوست سے پالکی سوار کے متعلق پوچھا تو انہوں نے حیرت زدہ نگاہوں سے دیکھا اور کہا تم ان کو نہیں جانتے ہو؟ یہی شیخ اعظم ہیں جو جامع اشرف اور مختار اشرف لائبریری کے بانی اور خانقاہ معظم کے سجادہ نشین ہیں اتنی سی جانکاری سے میرے دل کی کلکل دور نہ ہوئی اور مزید جانکاری کا اشتیاق ہوا جس کا اظہار میں نے مذکورہ دوست سے کیا تو انہوں نے حضرت موصوف کی علمی شخصیت سے متعلق لکھی گئی تحریروں پر مشتمل ایک رسالہ میرے ہاتھوں میں تھما دیا میں اپنے وقت موعود پر قلبی اضطراب کے ساتھ جامعہ واپس ہوا اور ایک پرسکون گوشہ میں بیٹھ کر مضمون پڑھنا شروع کر دیا جیسے جیسے سطریں سمٹتی جاتیں دل کا اضطراب تھمتا جاتا اور بالآخر پورے مضمون کے مطالعہ کے بعد زبان حال سے یہ کہے بغیر نہ رہ سکا کیوں نہ دنیا اسے سروں کا تاج اور آنکھوں کا سرمہ بنانے کے لئے اپنا سارا مال ومتاع قربان کرنے پر فخر محسوس کرے جو فقہ وتصوف کا بحر بے کراں اور علم ظاہر وباطن کا حسین سنگم ہے اور جن کی قائدانہ صلاحیت، تعمیری ذہانت، تبحر علمی اور ژرف نگاہی کا ایک زمانہ معترف ہے میں نے جب کلکتہ میں ان کے ارتحال کی خبر جاں گسل سنی تو وہی دل آویز اور روح پرور مناظر اور حضرت موصوف کی عالی صفات پر مبنی تحریریں ذہن وفکر میں موجیں مارنے لگیں۔

بلا شبہ شیخ اعظم پیر طریقت حضرت علامہ سید اظہار اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ ایک بلند پایہ خطیب، بے نظیر اور مسلک وملت کے معاملے میں بے پناہ ہمدرد تھے جن کی پوری زندگی احقاق حق اور ابطال باطل کے لئے وقف تھی، جو دشمنوں کے لئے "اشدّاء علی الکفّار" اور دوستوں کے لئے "رحماء بینھم" کی مجسم تفسیر تھے۔ ان تمام صفات کمالیہ کے باوجود وہ نہایت خوش اخلاق، حد درجہ ملنسار اور قابل تمثیل متواضع شخصیت کے مالک تھے۔ ریاکاری اور خود نمائی سے دور کا بھی واسطہ نہ تھا، علماء وطلباء سے یکساں سادگی کے ساتھ ملتے تھے۔ اس قدر سادگی کے باوجود علمی رعب ودبدبہ ایسا تھا کہ کوئی آپ کے سامنے دم مارنے کی مجال نہیں رکھتا تھا حق گوئی، حق پرستی اور زہد وورع میں اپنی مثال آپ تھے یہ سارے کمال وخوبی اس بات پر منحصر ہیں اور بس۔

لیس بمستنکرٍ من اللہ تعالی ان یجمع العالم فی واحدٍ

بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

مولانا غلام آسی رضوی مصباحی، خطیب وامام جامع مسجد، ملک بازار کولکاتا

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

کتنی بار سورج افق مشرق سے نمودار ہو کر آغوش مغرب میں روپوش ہوتا ہے، کتنے لیل ونہار کی گردشیں چشم فلک کا نظارہ کرتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی کتنی برگزیدہ ہستیاں نالۂ شب اور التجائے سحر گاہی میں احکم الحاکمین کے باب کرم کو دستک دیتی ہیں۔ تب کہیں جا کر منصۂ شہود پر قدسی صفات انسانوں کا وجود مسعود ہوتا ہے۔

گل گلزار اشرفیت تاجدار کچھوچھہ شیخ اعظم حضرت علامہ سید شاہ اظہار اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمۃ و الرضوان کا ان عظیم شخصیتوں میں شمار ہوتا ہے جن کے قدم مبارک کی برکت سے گلشن ہستی میں بہار آئی۔ بڑے باپ کے عظیم سپوت نے نہ صرف اپنے والد گرامی کے ادھورے خوابوں کو شرمندۂ تعبیر کیا بلکہ خدمت اسلام، خدمت دین اور خدمت خلق کی نئی شاہراہیں بھی متعین کیں۔

حیات مستعار کے چند روشن گوشوں کو اگر اجاگر کرنے کے لئے خامہ فرسائی کی جائے تو صفحات قرطاس کا دامن تنگ ہو جائے گا مگر خدمات کا ایک باب بھی پورا نہ ہو سکے گا۔ دیار ہند سے لے کر دیار غیر اور بیرون ممالک تک شیخ اعظم کی خدمات کا لامتناہی سلسلہ نظر آتا ہے بنگلہ دیش ہو یا دیگر ممالک حضرت نے اسلامی خدمات کے ایسے انمٹ نقوش چھوڑے ہیں جنہیں عالم اسلام رہتی دنیا تک یاد رکھے گا اور عقیدت مند اور وابستگان سلسلہ تاحیات اکتساب فیض کرتے رہیں گے۔ جامع اشرف ہو یا مختار اشرف لائبریری یا کروڑوں کی لاگت سے بننے والی بنگلہ دیش کی وہ عظیم الشان مسجد یہ سب آپ کی بلند ہمتی اور بلند عزائم کا خطبہ پڑھ رہے ہیں۔

تبلیغی معیار کا عالم یہ ہے کہ وہ سرزمین جہاں تبلیغی جماعت کا سالانہ اجتماع ہوتا تھا۔ بے پناہ تگ ودو اور جدوجہد کے بعد اس زمین کو حاصل کر کے خوبصورت جامع مسجد بنوانا یقیناً وہ قابل فخر کارنامہ ہے جو کبھی بھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ مریدین ومتوسلین کی تعداد کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ بنگلہ دیش کی پی۔ ایم شیخ حسینہ جیسی ہستی آپ کی عقیدت کیشوں میں شامل ہے۔

مگر صد افسوس کہ ابھی تک بہت سارے عزائم و مقاصد تشنہ کام ہی تھے کہ داعی اجل کو لبیک کہہ کر اپنے ماننے والوں کو اور تمام عقیدت مندوں کو روتا بلکتا چھوڑ کر عالم جاودانی کی طرف کوچ کر گئے۔

اللہ تعالیٰ ان کے مرقد انور کو رحمت وتجلیات کا گہوارہ بنائے۔

ابر رحمت تیرے مرقد پر گہرباری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے
فنا کے بعد بھی باقی ہے شان رہبری تیری
خدا کی رحمتیں ہوں اے امیر کارواں تم پر

☆☆☆☆

کیا لوگ تھے جو راہ وفا سے گذر گئے

مولانارکن الدین اشرفی مصباحی، خلیفہ حضور سرکارِکلاں متولی زین المساجد ردولی سیتامڑھی بہار

بعض شخصیتیں اتنی ہمہ جہت اور آفاقی ہوتی ہیں کہ انہیں جس رخ سے دیکھئے مکمل نظر آئیں گی۔ انہی تاریخ ساز ہستیوں میں وہ ذات گرامی وقار بھی ہے جس کے تقویٰ وطہارت، تفقہ فی الدین، عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، علمی تبحر، روحانی فیضان اور دینی وملی کارناموں کا عالم بھر میں چرچا ہے جن کو مخدوم العلماء جانشین غوث العالم شیخ اعظم کے القاب سے یاد کیا جاتا ہے۔

حضور شیخ اعظم حضرت علامہ الحاج سید شاہ اظہار اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں، شریعت وطریقت، علم وعمل، زہد وورع، تقدس وتقویٰ اور اس طرح کے سینکڑوں کمالات اس دور میں جس ذات میں مجموعی طور پر پائے جاتے تھے وہ مخدوم العلماء شیخ اعظم کی مقدس شخصیت تھی۔ رب العزت نے شیخ اعظم کو بے شمار علمی فضائل ومحاسن اور دینی کمالات ومناقب سے مشرف فرمایا تھا۔ آپ اپنے وقت کے ولی کامل، عالم باعمل اور علم وفن کی ان مقتدر شخصیتوں میں سے ایک تھے جن کے قدم سے علم وعمل کی بہاریں ہر چہار جانب جلوہ ریز ساہیں۔ جنہوں نے اپنے پیچھے امت مسلمہ کی فلاح و بہبود کے لئے جامع اشرف، مختار اشرف لائبریری، مولانا احمد اشرف ہال، نورالعین پارک، اشرف حسین میوزیم، مسجد اعلیٰ حضرت اشرفی کی شکل میں ایسا عظیم سرمایہ چھوڑا جو صبح قیامت تک قوم مسلم کے کام آئے گا۔ اس ذات گرامی کا تذکرہ اور اس کی یاد انجمن در انجمن رواں رہے گی اور اس کی محبت کے نقوش ہر دل میں ابھرتے رہیں گے۔

شیخ اعظم جامع اشرف سے اپنے قلبی لگاؤ کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے تھے ''میں نے جامع اشرف کو پھولوں کی سیج پر بیٹھ کر نہیں بلکہ کانٹوں کی راہ پر چل کر تعمیر کیا ہے۔ موسم گرما کی چلچلاتی دھوپ کی تمازت اور گرم ہوا کے جھونکوں میں موسم سرما کی سرد ہواؤں میں دن دن بھر کھڑے ہو کر اس کی تعمیر کروائی'' یہ آپ کے خلوص وللّٰہیت، جذبۂ صادقہ اور پیہم کوششوں کا نتیجہ ہے کہ آج خانقاہ اشرفیہ اور جامع اشرف اپنی عظمت وبلندی کے اوج ثریا پر ہے۔ یقیناً جامع اشرف علم شریعت و طریقت کا سنگم ہے جہاں سے علم شریعت بھی بٹتا ہے اور علم طریقت بھی۔ اصلاحِ فکر واعتقاد کے تعلق سے بھی آپ کے یہاں کوئی لچک نہیں تھی، اپنے ہوں یا بیگانے جہاں بھی انہیں دینی بے راہ روی اور مذہبی بے ضابطگی نظر آتی آپ خاموش نہیں رہتے۔

میدان خطابت میں بھی آپ منفرد مقام کے حامل تھے۔ ایک عرصۂ دراز تک ہند و بیرون ہند میں آپ کا خطاب سکۂ رائج الوقت کی طرح کھنکتا رہا۔ ہر اجلاس و کانفرنس کی کامیابی کی ضمانت آپ کی شرکت ہوتی، معانی و مطالب، اسرار ومعارف، حقائق ودقائق کے دفتر کھولتے نظر آتے، آپ کی تقریر میں عالمانہ وقار، محدثانہ انداز، مفکرانہ شان، مفسرانہ اسلوب ہوتا۔ کوثر وسلسبیل سے دھلے

ہوئے الفاظ اور مقناطیسی اثر رکھنے والے پاکیزہ کلمات سے متاثر ہوکر بہت سے بدمذہب وہابی ودیوبندی حتیٰ کہ تبلیغی جماعت کے بعض مبلغوں نے بھی اپنی بدعقیدگی سے توبہ کی اور جماعت اہل سنت میں داخل ہوئے۔

آہ! آج حضور شیخ اعظم ہمارے درمیان نہ رہے، وہ ہماری نگاہوں سے اوجھل ہوگئے، آنکھیں انہیں دیکھنے کو ترسیں گی لیکن ان کا نام ہمیشہ رہے گا، ان کے کارنامے زندہ رہیں گے، ان کے چھوڑے ہوئے نقوش جگمگاتے رہیں گے، ان کی یاد سے دل ہمیشہ آباد رہیں گے۔

کیالوگ تھے جوراہ وفا سے گذر گئے　　　جی چاہتا ہے نقش قدم چومتا چلوں

مولانامحمد عتیق الرحمٰن نوری

خلیفۂ حضور شیر بہار خانقاہ رضویہ رحمٰنیہ بھیموال سیتامڑھی

گلستان علم کا یہ پھول کیا مرجھا گیا　　　سارے باغ سنیت پرغم کا بادل چھا گیا

بلا شک وشبہ گل گلزار اشرفیت، مخدوم العلماء حضور شیخ اعظم کی شخصیت ایک انجمن کی حیثیت رکھتی تھی۔ جہاں بیٹھ جاتے ہزاروں کی بھیڑ لگ جاتی، زبان کھلتی تو علم وعرفان ورحمت وانوار کی موسلا دھار بارش ہونے لگتی۔ جس راہ سے گزر جاتے قریب کی آبادیاں زیارت کے لیے ٹوٹ پڑتیں۔ دیوانوں کا میلہ اور عاشقوں کا ہجوم لگ جاتا۔ جس پر ہاتھ رکھ دیتے اسے شفامل جاتی۔ دعائیں دے دیتے تو مقدر سنور جاتا جس پر نگاہ کرم ڈال دیتے وہ دل کاغنی اور قسمت کا دھنی بن جاتا۔

افسوس صد افسوس کہ ۲۲ فروری ۲۰۱۲ء کو علم وعرفان کا وہ عظیم پیکر ہماری نگاہوں سے چھپ گیا جو علمی درسگاہوں کا قیمتی سرمایہ، خانقاہوں کا مسند نشیں، بزم خطابت کا صدر نشیں اور خاندانِ رسالت کا ایک مہکتا ہوا پھول تھا۔ جس کی عطر بیز خوشبوؤں سے ہم ہمیشہ کے لئے محروم ہوگئے۔ آہ! وہ ہم سب سے رخصت ہوگیا جو ملک وملت کا ساحر البیان خطیب اور دین وسنیت کا ذیشان نقیب تھا جس کے نالہ حقانیت کی گونج نہ صرف سمع نواز تھی بلکہ اس کا لفظ لفظ کلمۃ الحق کا تیر بن کر دل کی گہرائیوں میں پیوست ہو جاتا تھا۔ ہم اور ہم جیسے لاکھوں معتقدین، مریدین اور متوسلین آپ کے غم میں اشک بار ہیں بلکہ پوری دنیائے سنیت آپ کی رحلت پر سوگوار ہے۔ ہم سب کی دعائیں، التجائیں ہیں کہ رب قدیر آپ کی قبر کو انوار وتجلیات کا گنجینہ بنائے اور اللہ تعالیٰ پردۂ غیب سے ہم سب کے لئے تسکین قلب کا سامان فراہم کرے ورنہ کلیجہ پھٹ جائے گا اور آنسوؤں کا سیل رواں لے ڈوبے گا۔

زمانے بھر میں تیری چاہت کا اِظہار دیکھا ہے

مفتی عارف حسین اشرفی جامعی (نیا اسلام، پورہ، مالیگاؤں ناسک)

اس عالم رنگ وبو میں عظیم المرتبت اور فقید المثال شخصیتیں جلوہ گر ہوئیں جن میں ایک نام بانی جامع اشرف گل گلزار اشرفیت حضرت علامہ الحاج سیّد شاہ اظہار اشرف اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔آپ کی پیدائش کچھو چھہ مقدسہ میں ہوئی ولادت کی خبر مدینہ منورہ میں آپ کے دادا جان ہم شبیہ غوث اعظم اعلیٰ حضرت سیّد شاہ علی حسین اشرفی میاں نے اپنے ساتھیوں کو سنائی۔آپ کی ابتدائی تعلیم کچھو چھہ مقدسہ کے جامعہ اشرفیہ میں ہوئی پھر اعلیٰ تعلیم کے لئے الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور گئے۔مختلف علوم وفنون میں دسترس حاصل کی اور فارغ التحصیل ہوئے وہاں سے صدر الفاضل مولانا سیّد نعیم الدین مرادآبادی (خلیفہ اعلیٰ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ) کے قائم کردہ ادارہ جامعہ نعیمیہ میں چندسال تدریسی خدمات انجام دیں۔آپ کے اساتذہ میں خلیفہ سرکارکلاں حضرت علامہ حبیب اللہ اشرفی نعیمی، حضرت علامہ سید سلیمان اشرف، حضرت علامہ حافظ عبدالرؤف بلیاوی شامل ہیں۔راقم الحروف جس وقت تحصیل علم کے لیے جامع اشرف حاضر ہوااور اپنا عریضہ حضور شیخ اعظم علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں پیش کیا۔حضرت نے عریضہ پڑھنے کے بعد تبسم فرمایا اور کہنے لگے ’’مجھے خوشی ہو رہی ہے کہ ہمارے مدارس کے طلبہ میں اعلیٰ درجے کی تعلیم کے حصول کا جذبہ پیدا ہو رہا ہے۔میں نہ صرف خوش ہوں بلکہ بابو! یہاں رہ کر علم وفن میں خوب مہارت حاصل کرو۔‘‘

حضور شیخ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے علم وتحقیق کے میدان میں کام کرنے والوں کے لیے ’’مختار اشرف لائبریری‘‘ قائم فرمائی جہاں مختلف عناوین وموضوعات پر نادر ونایاب کتابیں اور قلمی نوادرات موجود ہیں اس لائبریری میں اسکالرس حضرات کے لئے خصوصی سہولیات وانتظامات حضور والا کے ایماء پر کئے گئے ہیں۔خانقاہ چشتیہ ردولی شریف کے سجادہ نشیں شاہ عمار احمد احمدی نیر میاں قبلہ فرماتے ہیں ’’مختار اشرف لائبریری شمالی ہندوستان کے خطے میں سب سے بڑی مطالعہ گاہوں میں شمار کی جائے گی۔‘‘تعلیم وتعلم کے حوالے سے ’’جامع اشرف‘‘ ایک عظیم شاہکار ہے۔روحانی مشن کی وسعت کے لئے آپ نے افریقہ جیسی سنگلاخ زمین پر بھی کام کیا ہے۔علامہ مشتاق احمد نظامی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بیل گاڑی پر بیٹھ کر شیخ اعظم رحمۃ اللہ علیہ گاؤں گاؤں، قصبہ قصبہ اور قریہ قریہ جاتے اور عشق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ فرماتے باطل قوتوں نے جب عقائد حقہ پر یلغار کی تو شیخ اعظم رحمۃ اللہ علیہ مرد مجاہد کی طرح بانگ دہل میدان میں اُترے اور تمام فتنوں کا قلع قمع کیا۔

زمانے بھر میں تیری چاہت کا عجب اظہار دیکھا ہے
تیری آنکھوں میں مَیں نے دوجہاں کا پیار دیکھا ہے

مخدوم المشائخ سرکار کلاں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔اس زمانے میں سب سے بڑا ولی وہ ہے جو حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد پر عمل پیرا ہو اس قول کی روشنی میں دیکھیں تو حضور شیخ اعظم رحمۃ اللہ علیہ خانوادہ اشرفیہ میں مثل مینارہ نور روشن اور منور تھے۔علماء ومشائخ کے مربی ورہنما تھے۔طالبان سلوک ومعرفت اور اہل علم وفضل کے قائد ورہبر تھے۔مدارس کے طلباء اساتذہ مدرسین منتظمین کے بہی خواہ تھے۔پروردگار حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں شیخ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی تصرفات سے ہم سب کو مالا مال فرمائے۔

بعد از وفات تربتِ مادر زمیں مجو

مفتی محمد شارف خان جامعی مدنا پوری، پرنسپل مدرسہ عربیہ رضویہ اشاعت العلوم اودھم سنگھ نگر

دنیائے علم وادب کے مہر تاباں، غواصِ بحر معرفت، جن کی جلوت وخلوت ذکر الٰہی اور عشق رسول سے مزین رہتی تھی، بار ہا جن کی محفلوں میں شرکت کی سعادت نصیب ہوئی، انہیں رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہوئے قلم پر عجیب کیفیت طاری ہے۔

انہیں مرحوم میں لکھ تو رہا ہوں ۔۔۔ مگر ہاتھوں میں لرزش ہو رہی ہے!

شیخ اعظم کی حیات طیبہ کا ہر گوشہ مشک بار اور ہر پہلو ضیا بار تھا، آپ کا علمی تبحر، زہد وتقویٰ، دینی شغف اور خوش خلقی ضرب المثل بن چکی تھی۔ علم ومعرفت کے اس بحر بیکراں سے نہ جانے کتنے افراد سیراب ہوئے، آپ کا سحابِ کرم اتنا برسا کہ ہر ایک نے اپنے دامن کی تنگی کی شکایت کی۔

توقع سے تیرے لطف وکرم کو بیش پایا ۔۔۔ میں خود شرما گیا جب اپنا دامن مختصر پایا!

آہ! علوم ومعارف کا یہ تاجدار دارِ فانی سے دار بقا کی طرف کوچ کر گیا۔ سرکار کلاں کے پہلو میں ایک گوشے کو اپنی آخری آرام گاہ بنا لینے والے اس مردِ حق آگاہ کی تربت سے یہ صدا آ رہی ہے۔

بعد از وفات تربت ما در زمین مجو ۔۔۔ در سینہ ہائے مردم عارف مزار ماست!

وہ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے

مولانا محمد قمر الدین اشرفی ، استاذ مرکزی دار العلوم عمادیہ منگل تالاب پٹنہ سیٹی (بہار)

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے ۔۔۔ بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

خالق کائنات نے تحفظ اسلام کی ذمہ داری خود اپنے ذمۂ کرم میں لی ہے۔ اس لئے ہر دور اور ہر قرن میں کچھ ایسے نفوس قدسیہ کو وجود بخشا جنھوں نے دین متین کی حفاظت کی ذمہ داری بحکم خداوندی بدرجۂ اتم پوری فرمائی۔ سرزمین ہند بھی ان پاک ذاتوں سے لبریز نظر آتی ہے۔ انہیں نفوس قدسیہ میں ایک ذات شیخ اعظم مخدوم العلماء حضرت علامہ الحاج سید شاہ محمد اظہار اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ کی ہے۔ آپ عالم باعمل، صوفی باصفا، مرشدِ کامل اور ہادی طریقت تھے۔ آپ کی ذات تنہا ایک انجمن تھی اور نہ جانے آپ کتنی انجمنوں کے لئے شمع فروزاں تھے۔ کتنے بیماروں نے آپ سے دوائے شفاء پائی اور کتنے دل کے مریضوں کو آپ کی توجہ سے ہدایت وجلا نصیب ہوئی۔ کتنے اداروں میں آپ کے دم سے زندگی تھی اور کتنی خانقاہوں میں آپ کے وجود سے بہار کا سماں تھا۔ آپ کی زندگی کے نقوش طالبان علوم نبوت اور سالکانِ راہ معرفت کے لیے قندیل راہب ہیں جن کی تابانیاں تا حشر باقی رہیں گی۔

حضور شیخ اعظم علیہ الرحمہ

مولانا محمد ناظر حسین خاں اشرفی جالوی، خطیب وامام مسجد محبوب رحمانی وبانی مدرسہ اشرفیہ قطبیہ (کولکاتا)

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

یہ حقیقت ہے کہ خردمندوں کی جماعت ہمیشہ ان نفوس قدسیہ کی گرویدہ ہوتی ہے جن کی حیات طیبہ اپنی جاہ وحشمت، شان وشوکت کے لئے وقف نہیں بلکہ دوسروں کی خیر خواہی میں گزرتی ہے اور زندگی کا ہر لمحہ احکام خداوندی وپیغام مصطفوی کی نشرو اشاعت اور ضلالت وگمراہی کے عمیق دلدل میں پھنسے ہوئے انسان کو راہِ راست پر لانے کئے وقف ہوتی ہے۔ وہ اپنے پیچھے بطور یادگار ایسے ایسے کارنامے چھوڑ جاتے ہیں کہ ان کے چلے جانے کے بعد بھی آنے والی نسلوں کے لئے مینارۂ نور رہتے ہیں۔

سورج ہوں زندگی کی رمق چھوڑ جاؤں گا
گر ڈوب بھی گیا تو شفق چھوڑ جاؤں گا

ان خدا رسیدہ بندوں میں ایک عظیم شخصیت جنہیں دنیا علم وعرفان کا شہسوار، فکر وفن کا امام مخدوم العلماء حضور شیخ اعظم سید شاہ محمد اظہار اشرف اشرفی جیلانی کے نام سے جانتی ہے۔ جو مؤرخہ ۲۹ ربیع النور ۱۴۳۳ھ چہارشنبہ ۱۰ بج کر ۵۰ منٹ پر ''الموت جسر یوصل حبیب الیٰ حبیب'' کے چشمۂ شیریں سے سرشار ہوگئے ''انا للہ وانا الیہ راجعون''

حضرت کی ذات ستودہ صفات ہند وبیرون ہند میں عوام خاص کے مابین محتاج تعارف نہیں ''عیاں راچہ بیاں''، شیخ اعظم بظاہر تنہا گئے لیکن جب بھی کوئی خدا رسیدہ واہم شخصیت، ولی کامل اور عالم ربانی نگاہوں سے اوجھل ہوتے ہیں تو ان کا جانا تنہا نہیں ہوتا بلکہ پورے عالم یعنی مخلوق کا جانا ہے ''موت العالِم موت العالَم'' عالم کی موت عالَم کی موت ہے۔

نباتاتی وحیوانی مخلوق کا دارو مدار بارش پر ہے اور اسی کی بدولت ہری بھری کھیتیاں اور سرسبز شاداب باغات کا وجود ہے اور یہی چیزیں انسانی وحیوانی زندگی کی خوراک ہیں۔

ونزلنا من السماء ماء مبارکا فانبتنابه (الایة) اور آسمان سے برکت والا پانی اتارا، اس سے باغ وبستان اگائے اور کھیتی کے اناج۔

وانزلنا من السماء ماء طهورالنحی به بلدةمیتة ونسقیه مماخلقنا انعاما واناسی کثیرا''

اور ہم نے آسمان سے پانی اتارا پاک کرنے والا تاکہ ہم اس سے زندہ کریں کسی مردہ شہر یعنی جہاں کی زمیں خشکی سے بے جان ہوگئی اور اس سے پلائیں اپنے بنائے ہوئے بہت سے چوپائے اور آدمیوں کو۔

بارش کا نزول علماء ربانیین کی پاک زندگی کی برکت سے ہوتا ہے اس لئے تو آسمان وزمین کی مخلوق ان کے حق میں دعائے مغفرت کرتی ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ان العالم یستغفر لهٗ من فی

السمٰوٰت ومن فی الارض حتی الحیتان فی جوف الماء" آسمان وزمین کی مخلوق عالم کے حق میں دعائے مغفرت کرتی ہے حتی کہ مچھلیاں جو پانی میں رہتی ہیں۔

حضرت شیخ علی الاطلاق عبد الحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات میں تحریر فرماتے ہیں ''ولیکن تحقیق بہ ذکر ماہیان اشارت باں است کہ آب ز آسماں ببرکت علامی آید کہ معیشت ماہیان در آں است چنانچہ واقع شدہ وبھم یمطرون وبھم یرزقون '' حضرت شیخ علیہ الرحمہ کی تحقیق سے یہ واضح ہوگیا کہ مخلوق کے لئے بارش کا ہونا اور رزق کا ملنا علمائے ربانیین کی حیات کا فیض ہوتا ہے اس لئے ان کی موت عالم کی موت ہے۔

خلیفۂ ثانی حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں'' موت الف عابد قائم اللیل وصائم النھار اھون من موت عالم بصیر بحلال اللہ وحرامہ" ایک ہزار شب زندہ دار اور روزے دار عابدوں کی موت اتنی اہم نہیں جتنا کہ ایک ایسے عالم باعمل کا وصال کرنا جسے حلال وحرام کا علم ہو۔

حضرت شیخ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی مینارۂ نور اور مرجع خاص تھی۔ زندگی کی ایک ایک ساعت دین متین کی خدمت وحفاظت میں گزری۔ پورے سال سفر میں رہ کر وعظ ونصیحت اور دل پزیر بیانات سے مخلوق کو مستفیض اور نور ایمانی سے مستنیر فرماتے رہتے ہزاروں علماء کے سروں پر دستار فضیلت باندھی اور جبۂ قادری سے سرفراز فرمایا۔

احقر مولائے کریم کی بارگاہ میں دعا کرتا ہے کہ شیخ اعظم کے درجات میں مزید بلندی عطا فرمائے اور جامع اشرف ومختار اشرف لائبریری کو دن دونی رات چوگونی ترقی عطا فرمائے۔ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد!

☆☆☆☆

رات کو عمل نہ کرسکنے والا دن میں عمل کرے

فرمایا جو شخص رات کو عاجز ہو اس کو چاہئے کہ دن کے شروع میں اللہ کو راضی کرلے اور جو شخص دن میں عاجز ہو تو اسے چاہئے کہ رات میں اپنے رب کو راضی کرلے۔حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مؤمن اگر رات کو بھول جائے تو دن میں اپنے پروردگار کو یاد کرلیتا ہے اگر دن میں بھول جائے تو رات میں یاد کرلیتا ہے۔ایک صاحب حضرت سلمان فارسی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں رات کو قیام نہیں کرسکتا آپ نے جواب دیا کہ پھر دن میں تو عاجز نہ بن۔حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے لئے آج کی رات اور دن میں اچھے اعمال کرکے دکھلاؤ کیونکہ یہ دونوں یعنی رات اور دن دو سواریوں کی مانند ہیں جو لوگوں کو ان کی اجل کے قریب کررہی ہیں اور ہر دور کو قریب کررہی ہیں ہر نئے کو پرانا کررہی ہیں۔ہر وعدے کو سامنے لارہی ہیں یہاں تک کہ قیامت آجائے۔

☆☆☆☆

آہ اک چراغ اور بجھا!

مولانا محمد مختار اشرف سہسرامی، مدرس دار العلوم محی الاسلام انٹاپ ہل ممبئی ۳۷

۲۳ فروری ۲۰۱۲ء بروز جمعرات نماز فجر پڑھ کر جیسے ہی گھر میں داخل ہوا موبائل فون کی گھنٹی بجی حافظ محمد صادق اشرفی نے روح فرسا خبر سنایا کہ شیخ اعظم حضرت علامہ الحاج سید شاہ اظہار اشرف اشرفی جیلانی کا وصال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! بے ساختہ زبان سے نکلا آہ! اک چراغ اور بجھا آنکھیں نمناک ہوگئیں، آپ کا پر نور چہرہ دلکش آواز اور آپ کی پر کیف مجلس کا نقشہ سامنے گھومنے لگا کافی دیر تک عجیب سی کیفیت طاری رہی۔

ان کا سایہ ایک تجلی ان کا نقش پا چراغ
وہ جدھر گزرے ادھر ہی روشنی ہوتی گئی

دنیا کے رنگ وبو میں قدرت نے وجود وعدم کا سلسلہ جاری رکھا ہے، لوگ آتے جاتے رہیں گے، موت وحیات کا قافلہ رواں دواں رہے گا لیکن کچھ شخصیتیں جانے کے بعد بھی اپنا نقش چھوڑ جاتی ہیں جو آنے والی نسل کے لئے خضر راہ کا کام کرتی ہے۔

ماضی قریب میں جماعت اہل سنت کی بہت سی قدآور اور نابغۂ روزگار شخصیتیں یکے بعد دیگرے رخصت ہوگئیں جو جماعت اہل سنت کے لئے ستون تھے، جن کی دینی، ملی، تبلیغی، علمی وروحانی خدمات، صوبائی، ملکی وغیر ملکی سطح پر پھیلے ہوتے ہیں۔ ان کی حیات وخدمات کے دائرے سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ انہیں شخصیتوں میں حضور شیخ اعظم نور المشائخ مقتدائے اہل سنت، گل گلزار اشرفیت، عامل شریعت، رہبر شریعت شہزادۂ سرکار کلاں علامہ الحاج سید شاہ اظہار اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ کی ذات اقدس تھی جو اہل علم وعقل وعوام اہل سنت وجماعت کے درمیان محتاج تعارف نہیں، شیخ اعظم علیہ الرحمہ کی دینی وعلمی، مذہبی وروحانی خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ فراغت کے بعد سے آخری ایام تک مصروف عمل رہے جسے زمانہ فراموش نہیں کرسکتا۔ اس حقیقت سے سبھی آشناء ہیں کہ ہندوستان کی سرزمین پر دین متین اور مسلک حق کی ترویج واشاعت میں اولیائے کاملین علمائے ربانیین کا بڑا اہم رول رہا ہے۔ ان کی دینی خدمات، پاکیزہ نظریات اور مذہبی افکار کی خوشبو سے معطر ہے بلا شبہ ان میں خانوادۂ سادات اشرفیہ کچھوچھہ مقدسہ کی خدمات نمایاں ہیں جس کا زمانہ معترف ہے۔

چنانچہ مخدوم المشائخ شہزادۂ شہ سمناں سرکار کلاں حضرت علامہ الحاج مفتی سید شاہ مختار اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ نے خانوادۂ اشرفیہ کی علمی، دینی اور روحانی کارہائے نمایاں کو ان الفاظ میں بیان فرمایا۔

قدوۃ الکبریٰ مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ العزیز نے رشد وہدایت کے مراکز کی تعمیر کے لئے عالمگیر سیاحت کا پروگرام بنایا اور مصر، عراق، شام، روم، ترکستان اور بلاد شرقیہ کے بے شمار علاقوں کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے شرفیاب فرمایا اور علم وہدایت کے ایسے گہرے نقوش چھوڑے جنہیں گردش زمانہ آج تک نہ مٹا سکی غیر منقسم ہندوستان تو آپ کی توجہات اور

نوازشات کا خاص مرکز رہا۔شمالی ہند کو دیکھئے یا جنوبی ہند کو، مشرق کی طرف جائیے یا مغرب کی طرف ہر جگہ اشرفی خانقاہیں اور اشرفی آستانوں کے فلک بوس منارے علم و ہدایت کی روشنی بکھیرتے نظر آئیں گے۔ یہ مخدوم اشرف کا ہی فیضان تربیت تھا کہ آپ کے پردہ فرمانے کے بعد بھی آپ کے جلیل القدر وابستگان آپ کے علمی اور روحانی مشن کو آگے بڑھاتے رہے خاص کر آپ کے خانوادے پر آپ کی خاص التفات رہی۔ جس کا ہر دور میں نتیجہ برآمد ہوتا رہا کہ آپ کا آستانہ ہر دور کے علماء و مشائخ، عوام و خاص کی محبت اور عقیدت کا مرکز رہا۔

بلا شبہ شیخ اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کی پوری زندگی خدمت دین متین میں صرف ہوئی۔ ملک و بیرون ملک درجنوں مدارس کی بنیاد رکھی، سیکڑوں اداروں اور تنظیموں کے سربراہ و بانی رہے۔ اس کے علاوہ بے شمار خدمات ہیں لیکن شیخ اعظم کے دو اہم زندہ و جاوید علمی کارنامے جسے دنیا فراموش نہیں کر سکتی، ایک جامع اشرف کا قیام اور دوسرے مختار اشرف لائبریری کی تعمیر۔

ابر رحمت ان کے مرقد پہ گہر باری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

☆☆☆☆

آج کا کام کل پر نہ ٹال

محمود بن حسین رحمہ اللہ علیہ نے دنیا کے بارے میں کچھ اشعار کہے ہیں جن کو ابی الدنیا نے ذکر کیا ہے ان اشعار ترجمہ مندرجہ ذیل ہے:

’’گزر گیا تیرا گزشتہ کل گواہ اور انصاف کرنے والا ہوگا اور اس کے بعد تجھ پر ایک نیا دن آیا ہے پس آج کا دن اگر تو اس سے بے پرواہ ہو جائے تو اس کا نفع لوٹ جائے گا اور گزشتہ کل واپس نہیں آئیگا پس اگر تو نے کل گناہ کمایا تھا تو آج کے دن کوئی نیکی کر لے تا کہ تیرے تعریف کی جائے نیکی کے کام کو کل کے لئے مت چھوڑ شاید کہ تیری زندگی میں آئندہ کل نہ آئے‘‘۔

عبد بن عبید رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر اور اس کے علاوہ دوسری مستند تفاسیر میں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول ﴿وَھوالذی جعلَ الیلَ وَالنھارَ خلفۃً لِّمن ارادَ ان یذّکراَواَرادَ شکورًا﴾ ’’وہی تو ہے جس نے رات اور دن کو ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے والا بنایا (یہ باتیں) اس شخص کیلئے ہیں جو غور کرنا چاہے یا شکر گزاری کا ارادہ کرے (سوچنے اور سمجھنے کی ہیں) کے بارے میں‘‘۔ علیہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے اس رات کی تاریکی میں اپنی جانوں کے لئے عمل کر لو کیوں کہ نقصان اور خسارہ پانے والا وہ شخص ہے جو رات اور دن کی خیر سے خسارہ پا جائے اور محروم یہی ہے جو ان دونوں کی خیر سے محروم رہ جائے یہ رات اور دن تو مؤمنین کے لئے ان کے رب کی فرمانبرداری کا راستہ ہیں اور دیگر دوسرے لوگوں پر وبال ہیں جو اپنی جانوں سے غافل ہے پس اللہ کو یاد کر کے اپنی جانوں کو زندہ کرو کہ دن تو اسی اللہ عزوجل کے ذکر سے زندہ ہوتے ہیں۔

مولانامحمد خورشید جمال اشرفی جامعی

جامعہ اہل سنت برہان العلوم جتوار پور شیخ پورا پوسٹ بلیابلون وایا سالماری کٹیہار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سلسلۂ اشرفیہ کے ممتاز بزرگ، جلیل القدر عالم، ہادی شریعت وطریقت، شمع بزم قادریت وچشتیت، گلبن اشرفیت پیر کامل بانی جامع اشرف شیخ اعظم سیدی ومرشدی الحاج الشاہ سید محمد اظہار اشرف صاحب اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سجادہ نشیں خانقاہ عالیہ حسنیہ اشرفیہ کچھوچھہ شریف نے اپنی مکمل حیات طیبہ میں احیاء دین، مذہب اہل سنت وجماعت اور مسلک امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نشر واشاعت میں ہر آن لگے رہے۔ مذہب اہل سنت اور مسلک حنفیت کی نشر واشاعت کے لیے ایسی تحریک چلائی جس سے یزیدیت ووہابیت اور دیوبندیت ونجدیت کوشکست کا منہ دیکھنا پڑا، حق کا اظہار ہوا اور باطل اپنے انجام کو پہونچا۔ بالخصوص بہار وبنگال میں وہابیت کو شکست دے کر سنیت کو فروغ دینے میں آپ کا اہم کردار ہے۔ شیخ اعظم کے قائم کردہ مدارس وجامعہ سے مسلمان کے الجھے ہوئے مسائل حل ہورہے ہیں اور رشد وہدایت کا کام بخوبی انجام پارہا ہے۔ تشنگان علوم وفنون ان مدارس وجامعہ میں رہ کر اپنی علمی پیاس بجھارہے ہیں۔

یہ ناچیز اشرفی شیخ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زیر عاطفت جامع اشرف کی عمارت کے معرض وجود میں آنے کے ایک سال بعد شرح جامی کا طالب علم تھا۔ اس وقت شمس العلماء مفتی غلام مجتبیٰ صاحب اشرفی، مفتی عبدالجلیل صاحب اشرفی مفتی اعظم پورنیہ اور مفتی محمد ادریس صاحب اشرفی رحمہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں زیر تعلیم تھا۔ والد بزرگوار مفتی عبد الجبار صاحب اشرفی نے مفتی غلام مجتبیٰ اشرفی کی سرپرستی میں مجھے حصول علم کے لئے بھیجا تھا اور دوسال تک فیضان کچھوچھہ شریف سے بندۂ ناچیز مالا مال ہوتارہا اور آج تک رنگ اشرفیت وفیض اشرفیت سے شرفیاب ہے۔

کچھوچھہ شریف رشد وہدایت، علم وعمل کا سرچشمہ ہے یہی وہ مرکز ہے جہاں لاکھوں عقیدت مندوں کی روزانہ بھیڑ لگی رہتی ہے۔ یہ خانوادۂ اشرفیہ اپنی خصوصیات کی وجہ سے ہر دور میں چمکتا ہے اور چمکے گا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جملہ اہل سنن وبالخصوص ان کے وارثین اور معتقدین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور تادیر شیخ اعظم کے فیوض وبرکات ہم سب پر جاری رکھے۔ آمین۔ بجاہ سید المرسلین

بر ومند دار از درخت امید　　　　سرش سبز وریش برحمت سفید

☆☆☆☆

بے پناہ قوت ارادی کے حامل

مولانا مظفر حسین اشرفی سہرساوی، پرنسپل مدرسہ قادریہ گلشن مدینہ پارہ غازی پور یوپی

ابتدائے آفرینش سے لے کر آج تک لاکھوں کروڑوں انسان نے جنم لیا اور سفر حیات طے کر کے روپوش ہوگئے۔ ۱۹۳۵ء کو رونما ہونے والی عظیم وعبقری شخصیت حضور شیخ اعظم حضرت علامہ سید اظہار اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ جو اپنی بے پناہ قوت ارادی، بے پایاں صلاحیتِ کارکردگی کے لئے پوری دنیا میں مشہور ہوئے ،وہ ذات جو روحانی خزانہ کا حامل، اخلاق حسنہ کا پیکر، سنت نبوی کا مظہر، عشق الٰہی کے اسیر، دین مصطفوی کے نصیر، گوہر بے نظیر اور کامل پیر تھے۔ اک طرف اہل صفا تو دوسری طرف ولی خدا ،حیات طیبہ حقیقت ومعرفت کا آئینہ اور وصول الی اللہ کا زینہ تھی۔ جن کی زندگی دین وسنیت کی خدمت کے لئے وقف تھی، جن کے دبدبہ وتمکنت کے آگے بڑی سے بڑی علم وفن کی شخصیتیں بھی دست بستہ کھڑی دکھائی دینے لگیں، جن کی دینی مذہبی حقانیت وصداقت کے آگے نجدیت وو ہابیت کی مطلق العنان سرگرمیاں سرنگوں ہوکر رہ گئیں اور خود انہوں نے بھی یقیں محکم اور عمل پیہم کا عزم مصمم کر لیا کہ قدموں کی ایک ایک جنبش خدمت دین متین کے لئے وقف ہو، جن کی الوالعزمی اور نہ ہارنے والی ہمت کا عظیم شاہکار اور علم وآگہی کا گلستاں سدا بہار ''جامع اشرف'' ہے جو علم کے پیاسوں کے لئے بحر بیکراں، جس پر بے شمار علماء و مشائخ نازاں جسے دیکھ کر جناب نفیس زمزمہ خواں ہیں۔

یہاں اک نگار ہے خیمہ زن، یہ حریم حسن نگار ہے
یہاں محو جلوۂ سرمدی و ہزار رشک بہار ہے
یہاں قدسیوں کا نزول ہے یہ دلیل حسن قبول ہے
کہ نفس نفس کو جو ہے سکون تو نظر نظر کو قرار ہے

بالآخر ﴿کل من علیھا فان﴾ کے مطابق ان کی زندگی میں ایک ایسی روح فرسا ساعت آگئی جس میں واقع ہونے والے سانحہ نے لاکھوں دلوں کو پاش پاش کر دیا، جسے سن کر کلیجہ منھ کو آنے لگا اور ایک عالم نے خون کے آنسوں بہائے۔ حسرت ویاس کے عالم میں بجائے اس کے اور کیا کہا جاسکتا ہے کہ

آسماں تیری لحد پہ شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

☆☆☆☆

مولانا عبد المصطفےٰ صدیقی حشمتی

خادم دارالعلوم مخدومیہ رضانگر ردولی شریف، فیض آباد

نحمدہ و نصلی علی حبیبه الکریم

ہر عہد میں خدا اور رسول اور بزرگان دین کی مقدس بارگاہوں میں اہل عقیدت نے مختلف زبانوں میں منظوم خراج عقیدت پیش کرنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ ساتھ ہی بارگاہ خدا اور رسول کے گستاخوں کی ہجو اور ان کا رد بھی ان پاکیزہ شاعروں نے کیا۔ جس پر حضرت حسان بن ثابت، کعب بن زہیر اور امام شرف الدین بوصیری وغیرہم رضوان اللہ علیہم اجمعین کے کلام شاہد عدل ہیں جو عربی نظم میں لائق تقلید اور نمونۂ عمل بھی ہیں اگر اردو نعتیہ شاعری کا جائزہ لیا جائے تو اس میدان میں بھی بڑے بڑے شہسوار اپنے اپنے عہد میں ابھر کر سامنے آئے جن میں مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز کا نام مبارک سرفہرست ہے۔ کیوں کہ ان کی نعتیہ شاعری مکمل اطاعت خداوندی اور عشق رسول کے قالب میں ڈھلی ہوئی تھی۔ خود ارشاد فرماتے ہیں "جب سرکار دوعالم ﷺ کی یاد تڑپاتی ہے تو میں نعتیہ اشعار سے بے قرار دل کو تسکین دیتا ہوں ورنہ شعر وسخن میرا مذاق طبع نہیں" (سوانح اعلیٰ حضرت) اعلیٰ حضرت کے بعد بھی عشاقان نبوت نے نعت گوئی کے سلسلہ کو قائم رکھا اور صبح قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہے گا" ورفعنالك ذكرك"

کچھوچھہ مقدسہ کے متبحر عالم دین شیخ اعظم مولانا سید شاہ اظہار اشرف اشرفی جیلانی نور اللہ مرقدہ کے کلام کا حسین مجموعہ "اظہار عقیدت" بھی اسی سلسلے کی ایک عظیم کڑی ہے۔ حضرت شیخ اعظم نے ملک و بیرون ملک میں دین وسنیت کی نشر واشاعت کے لئے کارہائے نمایاں انجام دیے، کئی جگہوں پر آپ کی تبلیغ کے ذریعہ وہابی، دیوبندی عقائد سے متأثر افراد نے اپنے باطل عقائد سے توبہ کر کے مذہب حق قبول کیا۔

ہر دور میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ عنہ اور ان کی تعلیمات کو خانوادۂ کچھوچھہ کے مشائخ کی تائید حاصل رہی ہے گل گلزار جیلانی، گلبن خیابان سمنانی مولانا سید ابو احمد علی حسین چشتی اشرفی رحمۃ اللہ علیہ نے اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے حسام الحرمین کی تصدیق میں فرمایا "مولانا احمد رضا خان صاحب عالم اہل سنت کے فتووں پر عمل کرنا واجب ہے" اور اپنے دوسرے مفاوضۂ عالیہ میں فرمایا "مولانا بریلوی اور فقیر کا مسلک ایک ہے۔ ان کے فتوؤں پر میں اور میرے مریدان عمل کرتے ہیں" (الصوارم الہندیہ ص ۸۷،۸۸) شیخ اعظم کا مجموعۂ کلام "اظہار عقیدت" آپ کے عشق وعقیدت کی روشن دلیل ہے اور اہل محبت کے لئے بہترین تحفہ ہے۔ دعاء ہے کہ مولیٰ عزوجل اسے شرف قبولیت بخشے اور اس کے ذریعہ لوگوں کو آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء عظام کی سچی عقیدت ومحبت عطا فرمائے اور صاحب کتاب کو اس کی بہتر جزاء عطا فرمائے۔ آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین۔

☆☆☆☆

اندھیری رات سونی تھی چراغ لے کے چلے

مولانا مسیح الزماں مصباحی، اسلامپور اتر دیناجپور،
استاذ دار العلوم علی حسن اہلسنت ساکی ناکہ ممبئی۔۷۲

اس کائنات کے پردۂ زنگاری سے نہ معلوم کتنے عظیم شخصیتوں نے جلوے دکھائے ہیں اس پھیلی ہوئی زمین پر نہ معلوم کیسے کیسے افراد نے نازک خرامی کی ہے تاہم ان میں کتنی شخصیتیں اور کتنے افراد ہیں جنہیں زمانہ نے یا درکھا ہے یا کائنات کے دامن میں جن کے انمنٹ اثرات ونقوش ہیں۔ پردۂ عدم میں چھپ جانے کے بعد بھی ان کی یادوں سے محفل محفل جگمگا رہی ہو۔ ان کا نام آتے ہی عقیدت سے پیشانی جھک جاتی ہو۔ ان کے ذکر و تذکرے سے وادی وادی گونج رہی ہو جن کی یاد آنکھوں کا نور اور جن کی بات دل کا سکون بن کر چھا جاتی ہو جو چھپ کر بھی جلوہ نما ہو۔ اگر دفینۂ کائنات میں کچھ ہستیاں ایسی ہیں اور یقیناً ہیں تو ان کی فہرست میں مخدوم العلماء شہزادۂ سرکار کلاں بانی جامع اشرف حضور شیخ اعظم حضرت علامہ مولانا مفتی الحاج الشاہ سید اظہار اشرف اشرفی جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام بھی روشن اور نمایاں ہے۔ وہ چھپ گئے مگر جلوہ نما ہیں۔ وہ چلے گئے مگر موجودگی کا احساس چھوڑ گئے۔ بظاہر وہ اب ہم میں نہیں ہیں مگر علم وفن کا وقار اور عشق واخلاص کا خمار بانٹ رہے ہیں۔ ایمان واعتقاد کی زلف برہم کے لئے آج بھی ان کے بنائے ہوئے نقوش رحمت کونین کا پتہ دے رہے ہیں۔ ان کی مقدس ذات سے علوم ومعارف کے پھوٹتے ہوئے چشموں اور حکمت ودانائی کے بہتے ہوئے دریاؤں سے بالواسطہ یا بلا واسطہ اپنی روحانی وفکری پیاس بجھانے والے علمائے کرام، صوفیائے عظام اور دانشوران قوم وملت کی اتنی لمبی قطار ہے کہ فہرست بنانا مشکل ہے۔ حضور شیخ اعظم کی ذات تو وہ ذات ہے جو مومن کا سرمایۂ حیات ہے اور اس کی اخروی فیروزمندیوں کی بہترین ضمانت ہے۔ کسی زبان پر اسلام کا کلمہ اور دل میں پیغمبر اسلام کے مخصوص فضائل وکمالات کا جذبۂ انکار، اس کی ابدی شقاوتوں اور بدبختیوں کی منہ بولتی تصویر ہے۔ خوش نصیب ہے وہ دل جو محبوب خدا علیہ التحیۃ والثنا کا مسند ناز اور فیروز بخت ہے، وہ روح جو آقائے کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا محرم راز ہے۔ یوں تو حضور شیخ اعظم کچھوچھوی کے دامن حیات پر تبحر علمی، ندرت خیالی، اخلاص وللّٰہیت، شخصیت کی عبقریت کے بے شمار پھولوں نے میناکاری کی ہے تاہم ان میں ایک گل شاداب بھی ہے جس کی دل آویزی ودلکشی اور شمیم بیزی ونکہت ریزی سب سے جدا، ممتاز اور نرالی ہے اسی حسین پھول کا نام عشق رسول ہے، مجمع وتنہائی، حال وقال، جلوت وخلوت، رزم وبزم، سب کی سب عشق رسول کی نغمگی سے مست وسرشار ہے۔ ان کی سیرت کا قاری قدم قدم پر ان کے جذبوں کے اس لالہ زار سے متأثر ومتحیر ہوتا ہے۔ وہ چاہے جس فن اور موضوع پر علمی وفکری گلکاری کر رہے ہوں۔ محبت رسول کا دامن کہیں بھی ان کے ہاتھ سے چھوٹنے نہیں پاتا۔ بات چاہے اعتقاد کی ہو یا اعمال کی، گفتگو چاہے فقہ پر ہو یا منطق پر، موضوع چاہے جدید سائنس

ہو یا قدیم فلسفہ، ہر جگہ وہ ایک عاشق رسول کی حیثیت سے نمایاں نظر آتے ہیں ۔ان کی فکر میں عشق رسول کا عنصر اور عظمت مصطفیٰ کا خمیر ضرور شامل رہا ہے اور کیوں نہ رہے جب کہ وہ اسی نسل نور سے ہیں ؎

نبی کے ہیں نور نظر شیخ اعظم
علی کے ہیں لخت جگر شیخ اعظم

اورحسن یہ پایا ہے کہ؎

ہیں قربان تم پر فلک کے ستارے
تمہارا ہے چہرہ قمر شیخ اعظم

اوراچانک نظروں سے ظاہرا اوجھل ہوگئے تو حال یہ ہے کہ ؎

یہ فرقت تمہاری ستانے لگی ہے
چلے بھی تو آ ؤ ادھر شیخ اعظم

حضور شیخ اعظم کے معیار عشق کا اندازہ باب مدینۃ العلم حضرت علی مشکل کشا کے اس قول سے لگایا جا سکتا ہے انہیں کی زبانی ملاحظہ ہو،،امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں "الا عداء ثلثة عدوك وعدو صديقك وصديق عدوك" دشمن تین ہیں ایک تیرا دشمن ،ایک تیرے دوست کا دشمن ،اور ایک تیرے دشمن کا دوست ،اللہ عزوجل کے دشمن تینوں قسم کے ہیں ایک تو ابتداءً اس کے دشمن ،دوسرے وہ جو محبوبان خدا کے دشمن ہیں ۔تیسرے وہ جو ان دشمنوں میں کسی کے دوست ہیں ہر مسلمان پرفرض ہے کہ اللہ کے سب دوستوں سے محبت رکھے اور اس کے سب دشمنوں سے عداوت رکھے جس پر ہمارا عین ایمان ہے۔ یہ حضرت علی مشکل کشا کا فرمان تھا اور انہیں کے لخت جگر حضور شیخ اعظم نے بکمالہٖ وبتمامہٖ اپنے اعمال واقوال سے ،اپنی عادات و اطوار سے ،اپنی رفتار وگفتار سے،اپنی خلوت وجلوت سے،اپنی نشست و برخاست سے،اپنے کردار وافعال سے،اپنی زندگی کی ہر ہر سانس سے،اپنے دل کی آواز سے،جب تک دنیا میں رہے اس فرمان علی کو نبھاتے رہے اور جب اس دنیا سے ظاہری طور پر گئے تو اس شعر کے مصداق بن کر گئے ۔

لحد میں عشق رخ شہ کا داغ لے کے چلے،
اندھیری رات سونی تھی چراغ لے کے چلے
کلک رضا ہے خنجر خونخوار برق بار
اعداء سے کہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں

زندگی کا نتیجہ موت ہے اور موت ہر ذی روح کو آنی ہے۔دونوں ایک دوسرے کے لازم وملزوم ہیں۔قرآن کریم کے عددی اعجاز پرغور کریں تو دونوں کی تعداد بھی برابر نظر آئے گی لفظ حیاۃ وموت اور ان کے مشتقات دونوں ۱۴۵، ۱۴۵ بار آئے ہیں۔حضور شیخ اعظم ایسے مشفق مربی اور عظیم رہبرورہنما تھے جن کی جدائی سے ممبئی کا پورا مسلم ماحول سوگوار ہوگیا۔خصوصاً دارالعلوم علی حسن اہل سنت اپنے تمام اساتذہ وطلبا اور اراکین کے ساتھ یتیمی کی خاموش فضا میں سسکتا رہا۔ یہ سانحہ صرف ممبئی کے مسلمانوں کے لئے نہیں بلکہ دنیائے سنیت کے لئے ایک عظیم صدمہ جانکاہ ہے۔ جہاں بھی ان کے وصال کی خبر سنی جاتی وہیں غم واندوہ کے ساتھ ترجیع پڑھی جاتی ارشاد ربانی ہے"الذين اذا اصابتهم مصيبة قالوا انالله وانااليه راجعون"(سورہ بقر آیت ۱۵۶) جب ان پر کوئی مصیبت آن پڑے تو کہیں ہم اللہ کے ہیں اور ہمیں اسی کی طرف لوٹ جانا ہے۔ حضرت عثمان بن حسن شاکرالخوبوی(جو تیرھویں صدی کے عالم دین ومحدث ہیں) سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں

"مامن مومن یحزن بموت عالم الا کتب اللّٰہ لہ ثواب الف عالم والف شہید" جو بندہ مومن کسی عالم دین کی موت سے غمگین ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک ہزار عالم اور ایک ہزار شہید کا ثواب لکھ دیتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب کو وہی کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے جس میں اللہ، اس کے رسول اوراس کے تمام محبوب بندوں کی رضا ہو ہم اس شعر پر عمل کریں تو یہی ہماری نجات کا سامان بن سکتا ہے۔

اپنے مرشد اپنے دلبر کی خوشی بن جایئے
یار کو جو روپ بھائے بس وہی بن جایئے

☆☆☆☆

میرے پیر میرے مرشد

محمد فتح الرحمن، سکریٹری سنی جامع مسجد، سالکی پوسٹ گاچھپارہ تھانہ وضلع کشن گنج (بہار)

انتہائی غم کی بات ہے کہ مورخہ ۲۲ نومبر ۲۰۱۲ بروز بدھ کو تقریباً گیارہ بجے رات میں یہ انتہائی المناک خبر ملی کہ پیر طریقت، رہبر شریعت، عارف اسرارِ حقیقت، مخدوم العلماء شیخ اعظم بانی جامع اشرف ابوالمحمود الحاج شاہ سید اظہار اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ اپنے مالکِ حقیقی سے جا ملے۔ خبر ملتے ہی آنکھوں سے آنسوؤں کے قطرات ٹپک پڑے اور زبان نے "انا للہ وانا الیہ راجعون" کہا۔

حضور شیخ اعظم کی وفات دنیائے سنیت کے لئے بہت بڑا نقصان ہے اور کیوں نہ ہو جب کہ آپ کی ذات خاندانِ اشرفیہ میں ایک نمایاں حیثیت رکھتی تھی۔ آپ ملت اسلامیہ کے ایک عظیم رہبر تھے۔ آپ نے جو علمی وملی اور روحانی ودینی خدمات انجام دی ہیں اسے لوگ رہتی دنیا تک یاد کریں گے۔ آپ نے لوگوں کی اصلاح اور اشاعتِ دین مصطفوی کی خاطر ایسے ایسے تبلیغی دورے کئے جن میں آپ کو بڑی تکلیفیں جھیلنی پڑیں۔ خود ہمارے علاقے کے اکثر گاؤں میں آپ بیل گاڑی، رکشہ وغیرہ پر سوار ہو کر مشقتیں برداشت کر لیتے تھے مگر دورے جاری رکھتے جس کا ثمرہ یہ نکلا کہ ہزاروں کی تعداد میں لوگ غلط عقائد سے تائب ہو کر سنی صحیح العقیدہ ہوئے۔ ہندو بیرون ہند بالخصوص صوبہ بہار کے چند اضلاع مثلاً خود ہمارا ضلع یعنی کشن گنج، پورنیہ کٹیہار اور اررریہ سپول وغیرہ ایسے علاقے ہیں جہاں وہابیوں کا دور دورہ اور دیو بندیت کا شہرہ تھا۔ ان علاقوں میں آج سنیت کا بول بالا ہے جو آپ ہی کی مقدس کاوشوں اور پُراثر دوروں کا نتیجہ ہے۔

آپ تبلیغی دورے کے ساتھ ساتھ ترویجِ علم دین میں بھی خاص توجہ رکھتے تھے۔ جامع اشرف، مختار اشرف لائبریری اور جگہ جگہ سنی ادارے مثلاً اظہار العلوم، مختار العلوم کے نام جتنے بھی تعلیمی ادارے ہیں وہ سب آپ ہی کی خدمات شاقہ کا نتیجہ ہے۔

بارگاہِ اقدس میں دعاء گو ہوں کہ رب تعالیٰ میرے مرشد کی تربت مقدس پر رحمت ونور کی بارش برسائے اور ان کے لگائے ہوئے باغات کو خوب ہرا بھرا کر دے اور ان کی مقدس اولاد کو طویل عمر عطا فرمائے اور تمام گدایانِ اشرف کو بزرگان دین کا صدقہ عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

مولانا عبدالباری رضوی، سربراہ اعلیٰ و مہتمم دارالعلوم نوریہ مدینۃ الرسول آشیانہ بلڈنگ مرول ناکہ ممبئی ۵۹۔

اس خاکدان گیتی میں ہزارہاانسان آئے اوراپنی اپنی بولیاں بول کر ہمیشہ ہمشیہ کیلئے پردہ عدم میں چھپ گئے مگران چھپنے والوں میں کچھ ایسی بھی ہستیاں ہیں جواپنی گونا گوں خصوصیتوں کے ساتھ پردہ باطن میں رہ کربھی ظاہروباہر ہیں،ان عظیم ہستیوں کے کردار وگفتار اخلاق وعادات اوران کے فنانہ ہونے والے عظیم کارنامے انسانوں کے لئے مشعل راہ اورمنارۂ نورکاکام دیتے ہیں انہی ہستیوں میں ایک عظیم ہستی اورمنفرد ذات گرامی پیرطریقت رہبرشریعت حضرت علامہ ومولانا الحاج الشاہ سیدمحمداظہاراشرف اشرفی جیلانی کچھوچھوی سجادہ نشین آستانۂ عالیہ اشرفیہ قادریہ چشتیہ کچھوچھہ علیہ الرحمہ کی ہے جواپنی گوناگوں خصوصیت کے ساتھ لوگوں کے دل ودماغ پر چھائے ہوئے ہیں۔آپ اپنے دور کے بہترین عالم،مفتی اور بےباک خطیب تھے۔آپ کی خطابت اپنی مثال آپ تھی،میدان خطابت کے ایسے شہ سوار تھے جن کی خطابت کالوہا اپنے اورغیر سبھی مانتے تھے۔آپ کاخطاب نایاب ایمانی زندگی میں دم عیسیٰ کاکام کرتا تھا،ہم نے بارہا آپ کاخطاب سناساحرانہ بیان پورے مجمع کومسحور کردیا کرتا تھا۔کیاشان وجاہت پائی تھی آپ نے۔قدرت کے فیاض ہاتھوں نے آپ کوہروہ کمال عطاکیا تھاجس کی زمانے کوشدید ضرورت تھی۔روحانی دنیا کے آپ ایک حکیم حاذق سے کم نہ تھے آپ کے روحانی فیض سے ہرخاص وعام مستفیض ہوتے رہتے تھے۔جس محفل میں آپ کی جلوہ گری ہوتی وہاں ایسا لگتا تھا جیسے علم وعرفاں کی بارش ہورہی ہو۔پوری محفل میں ایک روحانی کیفیت طاری رہتی تھی آپ کے حسن خداداد کودیکھ کرکئی غیرمسلم مسلمان بھی ہوگئے آپ کاانداز کلام انتہائی درجہ کامنکسرانہ اورکلام میں حددرجہ کی مٹھاس اورشیرینی ہوا کرتی تھی۔آپ سے ہم کلام ہوکرلوگ باغ باغ ہوجایا کرتے تھے۔ہم نے یہ کیفیت بارہا دیکھی ہے،میرے غریب خانے ممبئی میں ایک مرتبہ تشریف لائے تھے کثیر تعداد میں لوگ سلسلۂ عالیہ اشرفیہ میں مرید ہوئے اور بےشماردعاؤں سے محفل کونوازا اور چلتے وقت ہمیں بھی بےشماردعاؤں اورشفقتوں سے نوازا۔دکھ بھرے شعور کے ساتھ یہ کہناپڑتا ہے کہ ایسی منفرد ذات گرامی شاید کہ ہندوستان میں پھرپیدا ہو،جتنی جگہیں خالی ہوتی ہیں اب تک وہ خالی پڑیں ہیں۔محدث اعظم علیہ الرحمہ گئے اب تک ان کی جگہ خالی ہے،شیربیشہ اہل سنت گئے عرصہ گزرا کوئی دوسرا شیربیشہ اہل سنت اب تک ان کی جگہ نہ لے سکا،حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ گئے کوئی دوسراان کی جگہ نہ لے سکا۔حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ تشریف لے گئے کوئی دوسرا اب تک ان کی جگہ پیدانہ ہوا،نظامی علیہ الرحمہ گئے کوئی دوسرانظامی اب تک ان کی جگہ نہ لے سکا،علامہ ارشدالقادری علیہ الرحمہ گئے کوئی دوسراارشداب تک پیدانہ ہوا،مجاہدملت علیہ الرحمہ گئے میدان سنیت میں اب تک دوسراکوئی مجاہد پیدانہ ہوا،مجاہددوراں علیہ الرحمہ گئے کوئی مجاہددوراں ان کی جگہ نہ لے سکا،۔کہنے کامطلب یہ ہے کہ ہماری دنیائے اہل سنت میں ہزاروں عبقری شخصیتیں آئیں اورراہ عدم کے مسافربن کرپردۂ عدم میں چھپ گئےتوان کی جگہیں اب تک خالی ہیں۔

یہی حالت خانوادۂ مخدوم سمناں کے چشم وچراغ پیرطریقت رہبرشریعت جامع حقیقت ومعرفت عالم نبیل فاضل جلیل حضرت علامہ مولانا مفتی الشاہ سیدمحمداظہاراشرف اشرفی جیلانی کی ذات گرامی ہے۔ان کی جگہ کاپُرہوناممکن نہیں تومشکل ضرورہے۔

نرگس اپنی بےنوری پہ روتی ہے   بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

تمہارے صدموں کی تاب کس کو ہے

مولانا وصال احمد اعظمی مصباحی، دارالعلوم غوثیہ تبلیغیہ رسول آباد سلطان پور

قائد ملت حضرت مولانا الحاج سید شاہ محمود اشرف اشرفی جیلانی ناظم اعلیٰ جامع اشرف وسجادہ نشیں آستانۂ عالیہ اشرفیہ حسنیہ سرکار کلاں کچھوچھہ شریف

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

حضرت علامۂ عصر پیر طریقت جامع علوم وفنون سید شاہ اظہار اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمۃ والرضوان کے انتقال کی خبر صاعقۂ رنج والم بن کر ٹوٹی، ہمارے دارالعلوم کی در ودیوار اُداس ہو گئے، ہر طرف سناٹا چھا گیا۔ ''وائے برحال ما'' کہ ہمارے کتنے اکابر علماء ومشائخ آج ہماری نگاہوں سے مستور ہو رہے ہیں۔ تصور میں جن کی یادیں ہمارے قلوب کو مضطرب کر دیتی ہیں۔ نیاز مند اساتذہ نے اپنے شدید وغم ودکھ کا اظہار کیا اور آپ کے والد گرامی علیہ الرحمہ کی رحلت کو جماعت کا عظیم نقصان قرار دیا۔ کاتب الحروف نے حضور سرکار کلاں علیہ الرحمہ کی زیارت کا شرف حاصل کیا ہے مگر افسوس صد افسوس کہ شیخ اعظم بانی جامع اشرف علیہ الرحمہ کی زیارت سے محروم رہا۔ حضرت کے نانا جان شیخ المشائخ حضور سید مصطفیٰ میاں کچھوچھوی علیہ الرحمہ سے میری والدہ محترمہ بیعت تھیں۔ ہمارے گھر کے بہت سے افراد آپ ہی کے مرید ہیں۔ حضور شیخ المشائخ قدس سرہ العزیز میرے گھر تشریف لا چکے ہیں۔ گھوسی اور کچھوچھہ مقدسہ کا رابطہ ایک عرصۂ دراز سے قائم ہے اور انشاء اللہ ہمیشہ قائم رہے گا۔ حضور اشرفی میاں، سید مصطفیٰ اشرف، حضور سید مجتبیٰ اشرف، حضور سرکار کلاں علیہم الرحمہ اور حضرت مدنی میاں اور حضرت ہاشمی میاں گھوسی تشریف لا چکے ہیں۔ اس وقت شہزادۂ حضور سید مجتبیٰ میاں علامہ سید جلال الدین اشرف (قادری میاں) مدظلہ العالی کبھی کبھار تشریف لاتے رہتے ہیں۔ شہزادۂ حضور سرکار کلاں سید شاہ اظہار میاں علیہ الرحمۃ والرضوان اپنی ذات میں ایک انجمن تھے اور جہان حیرت بھی، بڑی خوبیوں اور نمایاں اوصاف کے مالک تھے ان کی شان تو یہ تھی کہ ''وہ بھیڑ میں بھی جائے تو تنہائی دکھائی دے'' شیخ اعظم اخلاق ومحبت، شفقت ومروت اور تقویٰ وپرہیزگاری کے پیکر جمیل تھے۔

سوکھی ہیں بہت دیر سے پلکوں کی زبانیں
بس آج تو دل بھر کے رلائے کوئی آکر

مولائے قادر وقیوم حضرت کو جوار اقدس میں جگہ مرحمت فرمائے اور ان کی قبر پر رحمتوں کے پھول برسائے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

شیخ اعظم ایک عبقری شخصیت

مفتی محمد خورشید عالم اشرفی، محلّہ جمند، بھدوہی

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم!

وارث انبیاء نائب مصطفیٰ شیخ اعظم کی عبقری شخصیت آج کے دور قحط الرجال میں ایک شمع فروزاں اور نیر تاباں کی سی تھی آپ مثالی دینی حمیت وغیرت اور آفاقی فکر وتدبر کے مالک تھے آپ تاحیات جام عشق وعرفان اور صالح فکر وتدبر سے لوگوں کو نوازتے رہے۔

آپ ہمارے درمیاں سے چلے گئے مگر آپ کا اسوہ، آپ کا پیغام اور آپ کے قائم کردہ ادارے ہمارے لئے منارۂ نور ہیں۔ عزیزی مفتی محمد محبوب عالم اشرفی مصباحی مدرس جامعہ شمسیہ تیغیہ بھدوہی کے توسط سے حضرت شیخ اعظم نوراللہ مرقدہٗ کے وصال پر ملال کی خبر ملی۔ رب تعالیٰ آپ کو غریق رحمت فرمائے۔

ابر رحمت تیری تربت پر گہر باری کرے　　　حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

☆☆☆☆☆

مولانامحمد نوشاد عالم مصباحی،

پرنسپل دارالعلوم مجاہد ملت ادھام نگر شریف اڑیسہ

حامداومصلیا ومسلما

بانی جامع اشرف شیخ اعظم حضرت علامہ الحاج سید شاہ محمد اظہار اشرف اشرفی جیلانی سجادہ نشیں آستانہ عالیہ اشرفیہ حسنیہ سرکارکلاں کچھوچھہ شریف ہندوستان کی مشہور ومعروف خانقاہ اشرفیہ کچھوچھہ شریف کے عظیم بزرگ اور فیوض وبرکات کے سرچشمہ تھے۔ بلند پایہ خطیب اور بافیض پیر تھے۔ زہد وتقویٰ اور اخلاص میں بلند رتبہ تھے۔ فکر ونظر میں قابلِ اعتماد شخصیت کے مالک تھے۔ زندگی بھر مسلمانوں کے ایمان وعقائد کی حفاظت، فکر ونظر میں پاکیزگی اور قلب وروح میں نور ونکہت عطا کرتے تھے۔

خدائے لم یزل آپ کے مرقد انور پر انوار وغفران کی بارش برسائے آمین اور آپ کے چھوڑے ہوئے مشن کو ہم غلامانِ اشرف کو عام اور تام کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور آپ کے وارثین کو صبر جمیل عطا کرے۔

مولانا رفاقت علی ثقلینی نعیمی

ناظم تعلیمات دارالعلوم فیضان شاہ ثقلین، قصبہ ککرالہ ضلع بدایوں شریف،
سرپرست آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ ضلع بدایوں

مخدوم العلماء شیخ اعظم حضرت علامہ سید محمد اظہار اشرف اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال پر ملال کی خبر سن کر بہت صدمہ ہوا، انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔

جامعہ نعیمیہ مرادآباد میں دوران تعلیم مخدوم المشائخ حضور سرکارکلاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت اور قدم بوسی کا متعدد بار موقع نصیب ہوا۔ سفر وحضر میں بھی آپ کے ساتھ رہ کر آپ کے معمولات کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا جس سے اسلاف کرام کی یاد تازہ ہو جاتی تھی اسی وقت سے اب تک متعدد بار شیخ اعظم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا اور یہ امر مشاہدہ میں آیا کہ حضور شیخ اعظم علیہ الرحمہ اپنے والد ماجد حضور سرکار کلاں علیہ الرحمہ کے سچے جانشین اور علم وعمل، زہد وتقویٰ میں عکس جمیل تھے۔ راقم کی نظر میں حضور شیخ اعظم علیہ الرحمہ کا سب سے نمایاں وصف یہ تھا کہ آپ کے مزاج میں بے حد خودداری اور بے نیازی تھی۔ امراء و روساء میں اگر تمکنت کا شائبہ محسوس کرتے تو ان سے ملاقات کے وقت استغناء اور بے نیازی کا مظاہرہ کرتے لیکن جب خلق خدا سے ملتے تو بڑی انکساری، نرم گفتاری سے ملتے، بڑوں کے احترام اور چھوٹوں پر شفقت کے وہ ایک قابل تقلید نمونہ تھے۔ نہایت بلند اخلاق، بڑے کشادہ دل اور اعلیٰ ظرف تھے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ حضور ﷺ کے صدقہ میں مخدوم اشرف کے طفیل شیخ اعظم کے درجات بلند فرمائے اور اپنے حبیب ﷺ کا جنت میں پڑوسی بنائے۔ قائد ملت مولانا سید محمود اشرف صاحب کو ان کا سچا جانشین بنائے، آمین بجاہ النبی الامین الکریم علیہ افضل الصلوٰۃ و التسلیم۔

☆☆☆☆

فنا کے بعد بھی باقی ہے شانِ رہبری تیری

صدر اراکین دار العلوم اہل سنت عظمت مصطفیٰ اشرفیہ فاؤنڈیشن،
مولانا سید احمد اشرف عیدگاہ ٹرسٹ عائشہ نگر قبرستان مالیگاؤں

۲۹ ربیع الاول شریف بروز بدھ کو شب ساڑھے گیارہ بجے شہر مالیگاؤں میں یہ درد بھری المناک خبر ملی کہ مرشد روحانی پیر طریقت جانشین غوث العالم حضور شیخ اعظم بانی جامع اشرف سیدی مرشدی حضرت علامہ مفتی الشاہ سید محمد اظہار اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ اس دنیائے فانی کو چھوڑ کر اپنے مالک حقیقی سے جا ملے انا للہ و انا الیہ راجعون یہ درد بھری المناک خبر سن کر دنیائے سنیت میں غم واندوہ کی لہر دوڑ گئی خصوصاً سلسلۂ اشرفیہ حسنیہ سرکار کلاں سے وابستہ لوگوں کے دلوں پر غم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ ہر چھوٹا، بڑا رنج وغم کی تصویر بنا رہا لیکن مرضی مولیٰ کے آگے ہر کوئی بے بس ہے۔

اس دنیائے فانی سے ہر ایک انسان کو ایک نہ ایک دن جانا ہے، اس اٹل حقیقت پر سر تسلیم خم کرتے ہوئے ہر اشرفی نے اپنے دلوں کو تسلی دی اور اپنے مرشد برحق کے آخری دیدار کے لئے کچھوچھہ مقدسہ کی جانب عازمِ سفر ہوئے۔ عالم سنیت کے تمام مدارس، مساجد اور خانقاہوں میں تعزیتی نشست کا اہتمام ہوا ،شہر مالیگاؤں میں دار العلوم اہل سنت عظمت مصطفیٰ عائشہ نگر قبرستان مولانا سید احمد اشرف عیدگاہ ٹرسٹ کے صدر و اراکین نے بھی حضور شیخ اعظم کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے قرآن خوانی، تعزیتی نشست، صلاۃ وسلام و دعا کا اہتمام کیا اور بارگاہ خداوند عالم میں حضور شیخ اعظم علیہ الرحمہ کی بلندیٔ درجات کی دعا کی۔

حضور شیخ اعظم علیہ الرحمہ نے اپنی ساری زندگی کا ایک ایک لمحہ دین متین کی خدمت میں گزارا، آپ نے قوم وملت کو ایک عظیم سرمایہ دیا اور دنیائے سنیت میں تعلیم کو عام کرنے کے لئے جگہ جگہ مدارس دینیہ کی بنیاد رکھی، مساجد کا قیام عمل میں لایا۔ حضور شیخ اعظم علیہ الرحمہ کی ذات گرامی بڑی اہمیت کی حامل تھی، خاندان کا بچہ بچہ آپ کی عزت کرتا تھا اور آپ کا کرم ہر ایک پہ عام تھا۔ آپ کی شفقت، آپ کی محبت، آپ کا پیار ہر مرید پر ایسا ہوتا تھا کہ کوئی شخص آپ کی عنایتوں سے محروم نہیں ہوتا۔ طویل عرصۂ علالت کے دوران بھی آپ دین متین کی خدمات انجام دیتے رہے۔ علامہ جلال الدین رومی علیہ الرحمہ کی مثنوی شریف کا منظوم ترجمہ بہت اچھے انداز میں فرما کر قوم وملت کو ایک عظیم تحفہ عنایت کیا۔ آپ کی ہر ادا نرالی تھی، آپ کی ہر بات مشعل راہ ہدایت تھی۔ آپ کے وصال سے دنیائے سنیت میں ایک عظیم خلاء پیدا ہو گیا۔ اللہ رب العزت کی بارگاہ کریمی میں دعا ہے کہ مولیٰ کریم اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اور سرکار مخدوم پاک رضی اللہ عنہ کے بطفیل حضور شیخ اعظم علیہ الرحمہ کی لحد مبارک پر رحمت ونور کی بارش فرمائے اور انہیں بلند درجات عطا فرمائے اور خانوادۂ اشرفیہ حسنیہ سرکار کلاں وشہزادگان حضور شیخ اعظم کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

☆☆☆☆

شیخ اعظم پرتوِ غوثِ اعظم

سید محمد تنویر ہاشمی، بانی صدر، جامعہ ہاشم پیر، بیجاپور، کرناٹک
موبائل:09448126876

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ہم نے شبیہ غوثِ اعظم اعلیٰ حضرت حضور اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرے سنے اور پڑھے ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سرکار غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی شبیہ اور وجاہتِ ظاہری اور باطنی میں اپنے اسلاف کی سچی تصویر تھے. وہ لوگ خوش نصیب ہیں جنہیں حضور اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ کے دیدارِ پر انوار کی سعادت حاصل رہی بلاشبہ سرکارِ کلاں حضرت سید محمد اشرف اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتِ گرامی اعلیٰ حضرت حُضور اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ کے سچے جانشین اور اپنے بزرگوں کی آئینہ دار رہی۔ مذکورہ دونوں اکابرین سلسلۂ اشرفیہ کی ظاہری و باطنی خوبیوں کا مرقع ذات والا صفات شیخ اعظم حضرت سید اظہار اشرف صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ بلاشبہ معروف محبوب ومقبول شخصیت کے طور پر مشہور رہی۔ علم وعمل، عاجزی انکساری، شفقت ومحبت، حسنِ اخلاق، حسن صورت وسیرت بقولِ رسولِ اعظم ﷺ ولایت کی تین نشانیاں ہیں جسے دیکھو خدا یاد آ جائے گفتگو کرو علم میں اضافہ ہو جائے صحبت میں بیٹھو آخرت کی یاد تازہ ہو جائے۔ الحمدللہ مذکورہ حدیثِ نبوی ﷺ کے حوالہ سے حضرت شیخ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتِ گرامی میں یہ تینوں خوبیاں موجود تھیں۔ حضرت شیخ اعظم کی ہمہ جہتی ذات مقدسہ کی بنیاد پر یہ کہا جاتا رہا کہ آپ پرتوءِ غوثِ اعظم ہیں۔

حضرت شیخ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا وصال عالمِ اہلِ سنت کے لئے ایک بڑا سانحہ ہے۔ یہ خبر جیسے ہی ملی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور ایک عظیم صوفی عارف باللہ کے انتقال پر قلبی تکلیف پہنچی۔ یہ فقیر سراپا تقصیر حضرت شیخ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں خراج عقیدت ومحبت پیش کرتے ہوئے برادران گرامی قدر حضرت مولانا سید محمود اشرف وحضرت مولانا سید محمد اشرف اشرفی الجیلانی سے اظہار تعزیت کرتے ہوئے دعاؤں کا خواستگار ہے۔

☆☆☆☆

علماء و مشائخ کے درمیان رابطے کی کڑی تھے شیخ اعظم

سید احمد رضا، نائب مہتمم ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ۔٦
موبائل: 09934089492

ماضی میں مدرسہ اور خانقاہ کا کوئی الگ تصور نہیں تھا

ہر خانقاہ میں علم شریعت کے حصول کیلئے باضابطہ طور پر تدریسی شعبے قائم تھے۔ ایسے پاکیزہ ماحول میں خدا ترس علماء پیدا ہوتے تھے۔ جنکا مقصد صرف اور صرف دین متین کی خدمت انجام دینا تھا۔ درس کے اوقات میں اساتذہ اسباق پڑھانے کے ساتھ ساتھ ذہن سازی بھی کرتے رہتے تھے۔

مگر حیف! موجودہ حالات میں اساتذہ صرف گھنٹی کرنے کا پیسہ لیتے ہیں۔ ذہن سازی، جماعتی منصوبہ بندی، خداترسی عنقا ہوکر رہ گئی ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ سرٹی فیکٹ لیکر ٹیچر، پاراٹیچر یا دیگر ملازمتوں کیلئے بھاگ دوڑ کرتے ہوئے سینکڑوں افراد آپ کو، بہار، جھارکھنڈ اور اتر پردیش کی سڑکوں پر نظر آئیں گے۔

شیخ اعظم علیہ الرحمہ مدارس کے ناگفتہ بہ حالات پر گہری نظر رکھتے تھے۔ انہیں اس بات کا اچھی طرح ادراک ہوا کہ عام طور پر مدارس خانقاہی فیضان سے خالی ہیں اور اس کے مضر اثرات پوری جماعت پر پڑ رہے ہیں۔ علماء و مشائخ کے درمیان خلیج بڑھتی جارہی ہے۔ تو انہوں نے اپنی حیات مبارکہ میں اس خلیج کو پاٹنے کا بیڑہ اٹھایا۔

ملک کے طول وعرض میں خانقاہی نظام کے تحت چلنے والے مدارس قائم کئے اور روحانیت کے عظیم مرکز جو آپ کا وطن مولوف کچھوچھہ شریف کو اپنا ہیڈ کواٹر بنا کر جامع اشرف کی شکل میں اہلسنت کا فوجی بیرک عطا کیا کہ جہاں محاذ آرائی ہو جامع اشرف کے جانباز سپاہی وہاں چوکس اور خدمت انجام دیتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

☆☆☆☆

من عزی بمصاب فله اجر مثله

تعزیت

پیر طریقت شاہ عمار احمد احمدی عرف نیّر میاں،

سجادہ نشیں خانقاہ حضرت شیخ احمد عبدالحق علیہ الرحمہ ردولی شریف فیض آباد

حق حق حق

محب گرامی حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب اشرفی جیلانی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

یہ الم ناک خبر جیسے ہی میری سماعت سے ٹکرائی کہ شیخ اعظم حضرت علامہ سید محمد اظہار اشرف اشرفی جیلانی سجادہ نشیں خانقاہ اشرفیہ حسنیہ سرکارکلاں کا وصال ہوگیا ہے مجھ پر گویا رنج وغم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے اور بے ساختہ میری زبان سے ''انا للہ و انا الیہ راجعون'' جاری ہوگیا۔

یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے کہ حضرت شیخ اعظم کی ذات اس عہد میں ملت اسلامیہ کے لئے ایک سائبان کی حیثیت رکھتی تھی۔ آپ کے ذریعہ مسلک اہل سنت خصوصاً سلسلۂ چشتیہ کو جو فروغ واستحکام حاصل ہوا اس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔ میرے نزدیک حضرت سلطان الہند خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کے مشن کو دور دور تک پھیلانے میں عہد حاضر میں جن لوگوں نے کلیدی کردار ادا کیا ان میں حضرت شیخ اعظم سرفہرست ہیں۔

سب سے بڑی اور سچی بات یہ ہے کہ حضرت شیخ اعظم ایک عظیم داعی، متبحر عالم، حقیقی صوفی، سچے عاشق رسول، زبردست متقی بلکہ وقت کے ایک مسلم ومستند ولی کامل تھے۔ آپ کے وصال سے نہ صرف یہ کہ خانقاہی نظام وروایات کے ایک روشن باب کا خاتمہ ہوگیا بلکہ پوری ملت اسلامیہ کو ناقابل تلافی دینی وروحانی نقصان پہونچا اور چوں کہ میرے خاندان سے آپ کے خاندان کا تعلق زمانہ قدیم سے ہے اس لئے یہ حادثہ میرے لئے ذاتی خسارے کا باعث بھی ہے۔

میں بارگاہ رب العزت میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ سب حضرات کو، خانوادۂ اشرفیہ کے جملہ افراد کو اور تمام وابستگانِ سلسلہ کو صبر جمیل ودائمی سکون نصیب فرمائے اور حضرت کے روحانی فیضان سے کبھی محروم نہ کرے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔

☆☆☆☆

پیر طریقت حضرت محمد ثقلین میاں

خلیفۂ حضرت پیرومرشد شاہ شرافت علی میاں علیہ الرحمہ بریلی شریف

ہماری جانیں، ہمارے ماں باپ، اہل وعیال عزیز واقارب سب کے سب اللہ تبارک وتعالیٰ کی عطا کردہ امانتیں ہیں۔ بلکہ ہمارے مشائخ جو ہماری ہدایات کے لئے روشنی کے مینار اور شمع جلوہ بار ہیں اس عالم رنگ وبو میں نہایت اہمیت کے حامل ہیں تجلیات خداوندی میں نہایت اہمیت کے حامل ہیں۔ ان زندگی کا ہر لمحہ مستعار ہے مالک حقیقی جب تک چاہتا ہے اپنے بندوں کو اہم لوگوں کے درمیان رکھ کر ہم لوگوں کو ان سے بہرہ ور اور فیضیاب فرماتا ہے اور جب وقت مقررہ آجاتا ہے واپس لے لیتا ہے۔ ہم پر فرض ہے کہ جب کوئی نعمت ملے اس کا کماحقہٗ شکر بجالائیں اور جب وہ واپس لے لی جائے تو صبر ورضاء سے کام لیں۔

شیخ اعظم کے وصال پرملال سے ملت اسلامیہ سوگوار ہے ان کو مولیٰ عزوجل اپنا قرب خاص عطا فرمائے۔ ان کی پوری زندگی دین کی اشاعت اور خدمت خلق اور عوام کو فیض رسانی میں گزری۔ وہ رب تعالیٰ کی عطا کردہ ایک نعمت تھے ان کا وجود مسعود ملت اسلامیہ کے لئے اس قدر اہم تھا کہ اس کا بدل حاصل ہونا اللہ رب العزت کے فضل عمیم واحسان عظیم کے بغیر غیر ممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب تک چاہا متعلقین کی آنکھوں کو ان کے قرب ودیدار سے ٹھنڈا رکھا اور وقت آنے پر اس عظیم نعمت کو واپس لے لیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اب صبر کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے کیونکہ اجر کا استحقاق اللہ کی رضا پر خوش رہنے اور صبر اختیار کرنے پر موقوف ہے۔ اللہ کی طرف سے حصول اجر وثواب کو کھودینا بڑا خسارہ ہے۔ اللہ کے وعدے پر ثواب کی امید رکھتے ہوئے ہماری نظر میں ہر صدمہ ومصیبت کو برداشت کرنا چاہئے۔ یہ سمجھنا کہ اللہ والے مرتے نہیں زندہ جاوید ہیں۔

ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

تمام اہل خانہ اور متوسلین کو خداوند کریم صبر جمیل نصیب فرمائے اور حضرت شیخ اعظم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆☆☆☆

موت العالم موت العالم

پیر طریقت حضرت سید محمد مقتدا حسین جعفری مداری، سجادہ نشین آستانہ عالیہ مدار العالمین مکن پور شریف

مورخہ ۲۳ فروری ۲۰۱۲ء کا دن المناک دن تھا جو دنیائے سنیت اور خانقاہی نظام حیات کے وارثان کے لئے اندوہ ناک خبر لے کر آیا جب یہ خبر ملی کہ شیخ طریقت، رہبر راہ شریعت و طریقت، گل گلزار رسالت، حضرت علامہ مولانا سید اظہار اشرف صاحب اس دیار فانی سے کوچ فرما گئے۔ تو دنیائے سنیت کا ہر وہ فرد مغموم و ملول ہو گیا جو محبّ اہل بیت اطہار اور سچا عاشق احمد مختار ہے۔ کیوں کہ موت کی پردرد اور غم انگیز ہواؤں نے ایک ایسے چراغ کو بجھا دیا، جس نے لاکھوں تشنگان علم شریعت و طریقت کو سیراب کیا، جس چراغ کی ضیاء بار کرنوں نے ارباب علم و دانش اور وابستگان سنیت کے دلوں میں انوار تجلیات الٰہی، عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور محبت اہل بیت اطہار کے اجالے بھر دیے تھے۔

حضور قبلہ سید اظہار اشرف علیہ الرحمۃ والرضوان سے کئی مرتبہ میری ملاقات ہوئی۔ جب پہلی مرتبہ ان سے ملا تو آپ کی منکسر المزاجی، حق گوئی، صداقت انگیز گفتگو، محبتانہ لب و لہجے نے آپ کی باوقار شخصیت کے جو نقوش میرے ذہن و فکر پر منقش کر دیے تھے وہ آج تک اسی طرح محفوظ ہیں اور میں ان لمحات کا اکثر ذکر خانوادہ کے لوگوں سے کیا کرتا ہوں۔ قصبہ جگدیش پور ضلع سلطان پور کا علاقہ جہاں ایک طرف سلسلۂ اشرفیہ کے مریدین و متعلقین کی آماجگاہ ہے وہیں پورے علاقہ میں میرے نانا محترم ولی کامل عارف باللہ حضور سید مدار رضی اللہ عنہ کا بڑا حلقہ ارادت بھی ہے۔ میں اپنے ماموں محترم عالی جناب علامہ سید نور الانوار صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ ۲۱ اکتوبر ۱۹۸۴ء کو وہاں موجود تھا۔ ایک خصوصی نشست میں حضور قبلہ سید اظہار اشرف علیہ الرحمۃ والرضوان گفتگو فرما رہے تھے لیکن میں اپنی مصروفیات کی وجہ سے ملاقات نہیں کر سکا۔ یہ حقیقت ہے کہ خانوادہ اشرفیہ اور خانوادہ مداریہ کے حضرات گلشن طریقت کے دو پھول ہیں جنہیں منافقت یا مخالفت کی ہوا جدا نہیں کر سکتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے کہ جہاں پر تمام اکابر سلاسل سے خانوادہ اشرفیہ کا تعلق ہے وہیں خانوادہ مداریہ سے یہ تعلق اور بھی بہت مظبوط اور گہرا ہے۔ یہ ربط اور تعلق سیکڑوں برس سے چلا آ رہا ہے اور میں آج اسی طرح فرحت و طرب اور مسرت و شادمانی کا احساس کر رہا ہوں جو ہم کو ہمارے اسلاف سے وراثت میں ملا ہے۔

آج جب حضور قبلہ سید اظہار اشرف علیہ الرحمۃ والرضوان اسی دیار فانی سے ہمیشہ ہمیش کے لئے رخصت فرما چکے ہیں، پورا خاندان اور خانوادۂ مداریہ غمزدہ آنکھوں سے اظہار تعزیت پیش کرتا ہے۔ ہم سب دعا گو ہیں کہ رب کائنات آپ کی بیش بہا علمی اور دینی خدمات کے بدلے میں آپ کو اعلیٰ علیین میں جگہ عنایت فرمائے۔ آمین۔

☆☆☆☆

اک شمع ہے دلیل سحر، سو خموش ہے

پیر طریقت شاہ فرحت احمد جمالی، سجادہ نشین، درگاہ حضرت حافظ جمال اللہ شاہ علیہ الرحمہ رامپور، یوپی

پیر طریقت حضرت علامہ سید محمود میاں صاحب قبلہ مدظلہ العالی صاحب سجادہ خانقاہ اشرفیہ حسنیہ کچھوچھہ شریف

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

حضور مخدوم العلماء شیخ اعظم علامہ سید اظہار اشرف اشرفی جیلانی سجادہ نشین آستانہ حضرت مخدوم اشرف کا سانحۂ وصال اہل سنت و جماعت کے لئے اور خاص طور سے ہمارے لیے ایک ایسا حادثہ ہے جس کا اثر ایک مدت تک ہمارے دل و دماغ پر چھایا رہے گا۔ حضرت شیخ اعظم کی متحرک و فعال شخصیت نہ صرف بیعت وارادت اور تصنیف وتالیف تک محدود تھی بلکہ آپ کی ہمہ جہت ذات نے زندگی کے ہر شعبہ کو اپنی انقلاب آفرینی سے متأثر کیا۔

مدرس، مفکر، مقرر، مبلغ، خوش فکر شاعر، صوفی با صفا، مربی، مؤسس اور مصلح وقوم ملت کے تمام تر کمالات آپ کی شخصیت میں موجود تھے، یہی وجہ ہے کہ آپ کے دور میں خانقاہ اشرفیہ جس طرح تعمیری تصنیفی اور تبلیغی عروج و ارتقاء کی بلندیوں تک پہونچی وہ خانقاہوں کی تاریخ کا سنہرا باب ہے۔

حضرت شیخ اعظم اور خانقاہ اشرفیہ سے ہمارا بہت پرانا اور گہرا تعلق رہا ہے۔ خانقاہ حافظ شاہ جمال اللہ علیہ نے خانقاہ اشرفیہ کے علمی اور تعمیری اقدام کی نہ صرف تائید کی ہے بلکہ اس کی تقلید میں تعمیری کوشش جاری رکھی ہے۔ حضور شیخ اعظم کے انتقال کے بعد اگر علامہ محمود میاں صاحب قبلہ اپنے شیخ مربی اور صاحب سجادہ سے جدا ہو گئے، اشرف میاں ایک اچھے اور مشفق باپ سے الگ ہو گئے تو امت مسلمہ بھی ایک جلیل القدر اور عالم مرد حق آگاہ عہد ساز شخصیت اور پیکر شریعت وطریقت کی عظیم خدمات سے محروم ہو گئی۔

ایسے پر آشوب اور فتنہ انگیز دور میں جہاں خانقاہ اور اہل خانقاہ کے خلاف محاذیں قائم کی جارہی ہیں۔ ان کی تعلیمات ونظریات اور رسومات کو کالعدم قرار دینے کی مہم چلائی جارہی ہے، خانقاہوں کا متحد ہو کر اپنے بزرگوں کی روشن تحریک و مشن کے لئے اٹھ کھڑے ہونے کی ضرورت ہے۔ حضور شیخ اعظم نے ہمارے لئے نمونۂ عمل چھوڑا ہے اور معترضین کے سوال کا جواب اپنے کارناموں سے دیا یہی راستہ ہمیں ظفر وکامرانی سے ہم کنار کر سکتا ہے۔ اللہ ہمارا حامی وناصر ہے۔

☆☆☆☆

راشد علی مینائی

متولی و جانشین۔ مینائی ایجوکیشنل ویلفیر سوسائٹی، درگاہ حضرت مخدوم شاہ مینا رحمۃ اللہ علیہ لکھنؤ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گرامی قدر محبّ ذی وقار حضرت علامہ سید محمود میاں صاحب قبلہ مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پیر طریقت مخدوم العلماء حضور شیخ اعظم حضرت علامہ سید اظہار اشرف اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ صاحب سجادہ خانقاہ اشرفیہ حسنیہ سرکار کلاں کچھوچھہ مقدسہ کا سانحۂ ارتحال ہم تمام اہل خانقاہ کو سوگوار کر گیا ہے۔ موجودہ دور میں شخصیتیں تو بہت ہیں مگر انقلاب آفریں اور عہد ساز شخصیتیں بہت کم پائی جاتی ہیں۔ حضرت مخدوم العلماء کی ذات تعلیمی، تبلیغی، تصنیفی، تعمیری اور شعر وسخن کے میدان میں اپنا ایک خاص مقام اور شناخت رکھتی تھی۔ آپ نے جہاں اپنے کارناموں سے اہل سنت وجماعت کو عمل کے میدان میں آگے رہنے کا درس دیا ہے وہیں اہل خانقاہ کو اتحاد واتفاق اور اسلاف کے روشن اخلاق، خردہ نوازی اور بندہ پروری کے راستوں پر گامزن رہنے کی تلقین فرمائی۔

حضرت شیخ اعظم سے ہمارا رشتہ بہت پرانا اور گہرا ہے۔ خانوادۂ اشرفیہ کے اکابر علماء اور پیران طریقت نے ہمیشہ حضرت مخدوم شاہ مینا رحمۃ اللہ علیہ کے متولیان کے ساتھ خوشگوار تعلقات قائم رکھا ہے۔ حضور سرکار کلاں سید مختار اشرف کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ اور میرے والد گرامی پیرزادہ شیخ شاہد علی مینائی رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان جو گہرے تعلقات تھے، ان کے اثرات آج بھی ہم اہل خانقاہ کے ذہن ودل پر منقش ہیں۔ حضرت شیخ اعظم کے وصال سے مجھے ایک گہرا دھچکا لگا ہے کیونکہ وہ خانقاہی معمولات، بندہ نوازی اور تعمیراتی عمل میں میرے آئیڈیل تھے۔

اللہ سے دعاء ہے کہ وہ اہل خانقاہ میں ان کے نیک جذبات اور بےلوث خدمات کا فیضان عام کر کے سنیت کا بول بالا کر دے۔

☆☆☆☆

پیر طریقت حضرت حافظ احمد حسین

سجادہ نشیں حضرت حافظ عباس علی امروہہ

عظیم المرتبت قائد ملت حضرت سید محمود اشرف صاحب دام ظلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کے والد ماجد شیخ اعظم حضرت سید محمد اظہار اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے سانحۂ ارتحال کی خبر سن کر دل مغموم ہوا۔ حضرت بیک وقت شریعت وطریقت کا سنگم تھے اور رب کائنات کے محبوب کے محبوب تھے۔

انہوں نے تارک السلطنت حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر قدس سرہٗ کے آستانے پر جامع اشرف جیسا علمی ادارہ قائم کر کے ایک مثال قائم کیا نیز مختار اشرف لائبریری ان کی حیات کا شاہ کار ہے۔ اللہ رب العزت ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کو ان کی خدمات عالیہ کا بہتر سے بہتر صلہ عطا فرمائے۔

یہ حقیر آپ کے غم میں برابر کا شریک ہے اور بارگاہ ایزدی میں ملتجی ہے کہ وہ آپ کو صبر جمیل عطا فرمائے اور آپ کے ذریعہ حضرت مخدوم کے قائم کردہ ادارہ وغیرہ کو دوامی فروغ حاصل ہو۔

☆☆☆☆

مولانا سید شاہ انتخاب عالم شہبازی

سجادہ نشین خانقاہ عالیہ شہبازیہ ملا چک شریف بھاگلپور

حضرت مولانا سید شاہ محمود اشرفی جیلانی

سلام رحمت!

شیخ اعظم حضرت مولانا سید شاہ محمد اظہار اشرفی جیلانی کی رحلت پر حسرت ملت اسلامیہ کے لئے ایک عظیم سانحہ ہے آپ کی رحلت سے ہم لوگوں کو جو دلی صدمہ لاحق ہوا ہے اس کو میں بیان نہیں کر سکتا۔

مولیٰ کریم اپنے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے صدقے میں شیخ اعظم کو اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور آپ سب کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

اظہار تعزیت

پیرطریقت حضرت سیداظہرعلی منظری قادری مداری،

سجادہ نشین آستانہ عالیہ وقاریہ مداریہ، دارالنور مکن پور شریف ضلع کان پور۔ یوپی

زمانہ بڑے غور سے سن رہا تھا ہمیں سو گئے داستاں کہتے کہتے

محسن قوم وملت قائد اہل سنت قاسم فیضان اشرفیت حضرت مولانا الحاج الشاہ سید ابوالمحمود اظہار اشرف اشرفی جیلانی قدس سرّہ العزیز کی ذات ستودہ صفات امت مسلمہ کے لئے ایک بے بہا گوہر تھی جہاں آپ کی ذات علوم شریعت مطہرہ سے مزین تھی۔ وہیں اسرار غیبیہ سے مملو تھی۔ آپ میدان عبادت وریاضت کے ایک عظیم شہسوار تھے۔ آپ کے دل میں قوم مسلم کی ہمدردی، خدمت دین متین، تبلیغ اسلام اور طالبان علوم نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشنگی بجھانے کا جذبہ موجزن تھا جس کی غمازی دنیائے سنیت کا مشہور ومعروف ادارہ جامع اشرف کی فلک بوس عمارت اور اس کی دیگر شاخیں کررہی ہیں نیز جامع اشرف سے منسلک کتب نادرہ سے مملو ایک عظیم الشان لائبریری بنام "مختار اشرف" ہے جس سے متعلمین ومحققین اپنی علمی تشنگی بجھاتے ہیں اور صبح قیامت تک بجھاتے رہیں گے۔ آپ کی ذات گرامی ہر اعتبار سے لائق تحسین تھی خواہ وہ میدان درس وتدریس ہو یا وہ میدان تحریر وتقریر ہو یا وہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر ہو۔ آپ نے مدارس اسلامیہ کی شکل میں دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی شمعیں فروزاں فرمائی ہیں جس کی ضیاباد کرنوں سے فرزندان ملت اسلامیہ اپنے قلوب واذہان کو منور ومجلی کرتے رہیں گے ان تمام کار خیر کا ثواب آپ کی روح پاک کو صبح قیامت تلک پہنچتا رہے گا۔

جب مورخہ ۲۴ فروری ۲۰۱۲ء کو بذریعہ سیل فون عزیزم محمد شعیب اختر سلمہ القدیر آپ کی وفات حسرت آیات کی خبر ملی ذہن فکر مندیوں کے عمیق سمندر میں غوطہ زن ہو گیا اور کشتی دل رنج والم کے تلاطم میں ہچکولے کھانے لگا۔ بے ساختہ لبوں سے یہ جملہ نکلا کہ آج قوم مسلم کا قائد اعظم اور مفکر اعظم ہمیشہ کے لئے اس دارفانی کو داغ مفارقت دے گیا! ہم نے چاہا کہ دیار حضور سیدنا مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ عنہ میں شرف حضوری حاصل کرتے ہوئے شہزادگان سید اظہار اشرف علیہ الرحمہ کو تسلی وتشفی دوں لیکن ہائے رے وقت کی بدنصیبی کہ خانوادۂ مداریہ کا مجاہد اعظم قاسم فیضان مداریت پیکر اخلاص ومحبت شہزادۂ قطب المدار حضرت علامہ الحاج سید شارق الانوار جعفری مداری جو کافی دنوں سے زیر علاج تھے ۲۵ فروری ۲۰۱۲ء کو داعی اجل کو لبیک کہا اور اپنے مالک حقیقی سے جا ملے جس کی وجہ سے میں کچھوچھہ مقدسہ حاضر نہ ہوسکا۔ پورا خانوادۂ مداریہ شہزادگان مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ عنہ کو تعزیت پیش کرتا ہے اور آپ کے غم میں برابر کا شریک ہے اور آپ حضرات کو بھی اپنے غم میں برابر کا شریک سمجھتا ہے۔

ہماری نسبتیں شہزادگان مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ عنہ سے ویسے ہی ہیں جیسے حضور سیدنا بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ عنہ سے حضور سیدنا مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ عنہ کی تھی۔

پورا خانوادۂ مداریہ اللہ رب العزت کی بارگاہ ناز میں بچشم نم دست بدعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ بطفیل رسول مختار والہ الاطہار واصحابہ الکبار واولیاء الاخیار بوسیلہ قطب المدار دونوں حضرات کے اہل خانہ، مریدین ومعتقدین ومتوسلین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور دونوں حضرات کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین! بجاہ سید المرسلین۔

ایک عظیم مخلص و مربی چلا گیا

مولانا محمد شاکر علی نوری، امیر سنّی دعوتِ اسلامی ممبئی

حضرت مخدوم العلماء شیخ اعظم علیہ الرحمہ کا وصال عالم اسلام کے لئے ایک غم اندوہ خبر ہے جو ایک صاحب تقویٰ اور ملک وملّت کا درد رکھنے والے ایک عظیم رہنما تھے۔ حضرت سرکارکلاں علیہ الرحمہ کی جانشینی کے کماحقہٗ فرائض انہوں نے انجام دیے۔ مریدین ومتوسلین اور عوام اہل سنّت کی تعلیم وتربیت نیز فروغ سنّیت کے لیے ان کا رول ایک کلیدی رول تھا۔ یقیناً آج ان کا خلا امت مسلمہ محسوس کررہی ہے۔

اللہ پاک ان کی قبرانور پر رحمت وانوار کی بارش فرمائے اور کروٹ کروٹ جنت کے جلوے نصیب فرمائے۔

☆☆☆☆

پرویز اشرفی سہسرامی،

شعبۂ تعلیمات، جماعت اسلامی ہند، نئی دہلی۔۱۱۰۰۲۵

لائق صد احترام حضرت پیرومرشد

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

شیخ اعظم حضرت مولانا سید شاہ ابوالمحمود محمد اظہار اشرف اشرفی جیلانی سجادہ نشین آستانہ اشرفیہ حسنیہ سرکارکلاں کے سانحۂ ارتحال کی خبر بذریعہ فون آئی۔ مرحوم سراپا ''موت العالم موت العالم'' کے مصداق تھے۔

موصوف کا وصال صرف خویش واقارب ہی کا نقصان نہیں ہے بلکہ ملت کا عظیم خسارہ ہے جس کی تلافی مستقبل قریب میں ممکن نہیں ہے۔

ہم تمام اہلِ خانہ ان کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ دعا گو ہیں کہ بارالٰہی انہیں کروٹ کروٹ جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆☆

علامہ مفتی عبدالحلیم اشرفی رضوی

سرپرست دعوت اسلامی ناگپور

آہ! درچشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدیم بہار آخر شد

مخدوم گرامی وقار حضرت مولانا سید محمود اشرف صاحب قبلہ اشرفی جیلانی مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

حضور شیخ اعظم جانشین حضور سرکار کلاں سجادہ نشین حضور شاہ سمناں حضرت مولانا سید اظہار اشرف صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان کے وصال کی خبر نے دل کو غم زدہ ،آنکھوں کو اشکبار اور زندگی کو سوگوار کیا۔ آہ! شیخ اعظم چلے گئے ،وہ کیا گئے چمنستان اشرف کی بہار چلی گئی ،شبستان قادریت کا چراغ گل ہوگیا ''اناللہ وانا الیہ راجعون!''

اس دور قحط الرجال میں حضرت کی ذات اسلاف کا نمونہ تھی۔ آپ کی اداؤں کو دیکھ کر بزرگوں کی یاد تازہ ہوجاتی ،جن کا چہرۂ زیبا دیکھنے سے اللہ کی یاد آجائے، جن کی زیارت سے بے قرار دل کو قرار آجائے۔

حضرت شیخ اعظم کے سینے میں ایک دل تھا جو سنیت کے درد سے بھرا تھا، جنہوں نے تبلیغ دین واشاعت سنیت کے لئے شب وروز ایک کردیا، جس کی زندہ مثال جامع اشرف اور مختار اشرف لائبریری ہے۔

خطیب مشرق، پاسبانِ ملت علامہ مشتاق احمد نظامی علیہ الرحمہ نے ایک سفر میں پورنیہ، دیناجپور کے حالات بیان کرتے ہوئے فرمایا: ان علاقوں پر وہابیت کا تسلط تھا، میرا دورہ شروع ہوا، ہر شہر، ہر قصبہ میں بیانات ہونے لگے، بدلتے حالات کو دیکھ کر وہابیوں نے قدم قدم پر رکاوٹیں پیدا کردیں، جب اس پر کامیاب نہیں ہوئے تو اسلام پور میں سنیما فری کرادیا اور عوام کو ذہن دیا گیا، مشتاق نظامی کی تقریر سننے سے سنیما دیکھنا بہتر ہے۔ حق کی راہ میں باطل کب تک حائل رہتا، بدعقیدگی کا تاج محل مسمار ہوکر رہ گیا۔ میں نے محسوس کیا تقریر کے ساتھ ساتھ سنیت پر استقامت کے لئے کسی پیر کی ضرورت ہے، چنانچہ ایک دو سفر سرکار مفتی اعظم ہند کا کرایا، مگر اس زمانے میں راستہ ناہموار ہونے کی وجہ سے مزید زحمت دینا مناسب نہیں سمجھا، اب تلاش ایک ایسے پیر کی تھی جو جواں سال پیر طریقت بھی ہو اور رہبر شریعت بھی ، جو تقویٰ وعبادت کا پیکر بھی ہو اور فضل وکمالات کا جامع بھی ، جس میں ایثار وقربانی کا جذبہ بھی ہو اور راہ کی کلفتوں اور صعوبتوں کو مسکرا کر برداشت کرنے کا حوصلہ بھی ، جو روحانیت کا تاجدار بھی ہو اور چہرے میں جاذبیت بھی، ان جامع شرائط پیر کے لئے نظر انتخاب حضرت مولانا سید اظہار اشرف اشرفی جیلانی پر پڑی۔ انہیں اس کام کے لئے آمادہ کیا اس علاقے کا کافی دورہ کرایا۔ سیکڑوں، ہزاروں کی تعداد میں لوگ داخلِ سلسلہ ہونے لگے اور مخدومی فیضان سے مالامال ہونے لگے۔ آج اس علاقے میں سنیت کی جو بہار نظر آرہی ہے اس میں حضرت شیخ طریقت مولانا سید اظہار اشرف صاحب قبلہ کی بے لوث خدمات کا بڑا دخل ہے۔

فقیر راقم الحروف عرض کر رہا ہے وہ تو ان کی جوانی تھی، جب بوڑھاپا آ گیا اور ضعف نے ہر طرف سے گھیر لیا ایسے وقت میں بھی حضرت نے اپنی صحت کا خیال نہ رکھتے ہوئے جہاں ضرورت محسوس کی دین وسنیت کے لئے زندگی کے آخری لمحات تک اپنا سفر جاری رکھا۔ بقول حضور سیدی سرکار محدث اعظم ہند:

جسم اگر چہ گھٹ گیا، روح کا زور بڑھ گیا
راہ تلاش یار کی ماندگی ماندگی نہیں

مشیت ایزدی کے سامنے کس کو دم مارنے کی مجال، وقت پورا ہو گیا، بلاوا آیا، چلے گئے۔ وہ تو مسکراتے ہوئے چلے گئے، مگر اپنے پیچھے لاکھوں دلوں کو سوگوار اور آنکھوں کو اشکبار کر گئے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ کی زبان میں ؎

عرش پر دھومیں مچیں وہ مومن صالح ملا
فرش پر ماتم اٹھا وہ طیب وطاہر گیا

مولائے کریم ان کے مرقد اطہر پر رحمت ونور کی بارش نازل فرمائے، ان کے صاحبزادگان وپسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے اور امت مسلمہ کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

☆☆☆☆

آہ! میرے مرشد

ابوالحسن خان اشرفی، صدر اعلیٰ دار العلوم علی حسن اہل سنت ساکی ناکہ ممبئی

محترم حضور قائد ملت صاحب قبلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مرشد برحق حضور شیخ اعظم قبلہ علیہ الرحمہ کا سانحۂ ارتحال یقیناً ملت اسلامیہ کا ایک عظیم حادثہ ہے جس کا غم اسلامی شعور رکھنے والے ہر فرد کو ہے۔ دینی خدمات کے جذبے کے ساتھ عملی کردار اور قوم وملت کی صحیح رہنمائی فرما کر آپ نے شیخ ہونے کا ذمہ دارانہ حق ادا کر دیا ہے۔ رہتی دنیا تک آپ کے گہرے نقوش کو تاریخ محفوظ رکھے گی۔ آپ نے سیکڑوں مدارس اسلامیہ اور مذہبی تنظیموں کی سرپرستی فرمائی۔ بالخصوص دار العلوم علی حسن اہل سنت (ساکی ناکہ ممبئی) اور جامعہ علی حسن اہل سنت (اترولہ بلرام پور، یوپی) میں ہر سال آغاز تعلیم کے وقت پہلی حدیث مبارک کا روح پرور اور ایمان افروز درس دیکر افتتاح بخاری شریف فرماتے اور سالانہ جلسۂ دستار بندی میں آخری حدیث پاک پڑھا کر ختم بخاری شریف فرماتے۔ دونوں اداروں کی ہمیشہ خبرگیری فرماتے اور نیک خواہشات پیش کرتے ہوئے اپنی دعاؤں سے نوازتے۔ آپ کی علمی شخصیت سے ایک جہاں متاثر تھا۔ مولائے قدیر سرکار مخدوم پاک شاہ سمناں کے صدقے ان کے جانشین مطلق حضور شیخ اعظم قبلہ علیہ الرحمہ کے درجات کو بلند فرمائے، آپ کا فیض عام سے عام تر فرمائے۔ شہزادگان اور ہم مریدین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

تعزیت نامہ

پیر طریقت سید شعیب علیمی بقائی، سجادہ نشین خانقاہ مشہودیہ، صفی پور، ضلع اناؤ

بخدمت اقدس برادر گرامی قدر عالی جناب محمود اشرف صاحب اشرفی کچھوچھوی مدظلہ العالی و جملہ اہل خاندان وخانوادۂ اشرفیہ کچھوچھہ شریف

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

فخر خاندان اشرفیہ نمونۂ خلف و یادگار سلف جانشین حضور سرکار کلاں علیہ الرحمہ شیخ اعظم حضرت سید اظہار اشرف اشرفی جیلانی اعلی اللہ مقامہٗ کی وفات حسرت آیات کی غمناک خبر سن کر نہایت رنج وملال ہوا اور دارالعلوم یتیم خانہ صفویہ میں ایصال ثواب کا اہتمام کیا گیا۔ حضرت سید اظہار اشرف علیہ الرحمۃ والرضوان کی شخصیت گوناں گوں صفات عالیہ کی حامل تھی جس میں تقویٰ وطہارت زہد وورع، عرفان وتصوف، عشق ومحبت، ذکر واذکار، عزم ویقین، خلوص وللّٰہیت، استقامت واہتمام سنت، نگہداریٔ شریعت، علم وعمل، رہنمائی ومنزل شناسی، خوبی ودل آویزی، کشش وجذب، صبر وتوکل، حسن تبسم وانداز تکلم، اصلاح مردم ورجوع الی اللہ جیسی عالی قدریں وصفات حسنہ اللہ معطی وحکیم نے یکجا فرما دیا تھا جو نایاب نہیں تو کمیاب ضرور ہے۔

بلاشبہ آپ اس سلسلہ کے روشن وتابناک کڑی تھے جس کا مبارک آغاز تارک السلطنت مخدوم الانام حضور سید مخدوم اشرف سمنانی وروح آبادی علیہ الرحمۃ والرضوان کے قدوم میمنت لزوم سے ہوا۔ بقول شاعر۔

ایں سلسلہ طلائے ناب است　　　ایں خانہ ہمہ آفتاب است

اور اس خانوادۂ عالیہ کے بزرگوں نے ہر دور وہر عہد میں بلا انقطاع رشد وہدایت، دعوت وتبلیغ، توحید ورسالت، مساوات ومحبت کا نہ صرف پیغام دیا بلکہ شخصیت سازی ومردم سازی اور بندوں کا رشتہ خدائے واحد سے استوار کرنے میں وہ کارہائے نمایاں انجام دیے جو برصغیر کی تاریخ میں ایک روشن باب ہے ان شاءاللہ یہ سلسلہ تا قیام قیامت جاری وساری رہے گا اور قیامت کا معاملہ یہ ہے کہ۔

از صد سخن میرم اک نکتہ مرا یاد است　　　عالم نشود ویراں تا میکدہ آباد است

راقم السطور حضرت والا کے انتقال پُر ملال کو پوری ملت اسلامیہ وبالخصوص اہل سنت وجماعت کے لئے خسارۂ عظیم تصور کرتا ہے۔ بارگاہ ایزدی میں دعاء ہے کہ اللہ ربّ العزت حضرت والا کو اپنے جوار رحمت میں درجات عالیہ عطا فرمائے اور حضرت کے فیوض وبرکات سے جملہ وابستگان وعقیدت مندان کو مالا مال فرمائے۔ نیز جملہ اہل خاندان وخانوادہ اشرفیہ وجملہ وابستگان وعقیدت مندان کو صبر جمیل کی توفیق ارزانی فرمائے اور آپ کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ حبیبہ سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

ان کاسایہ اک تجلی ان کانقش پاچراغ

مفتی سید بشارت حسین رضوی برکاتی، خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند
دارالعلوم رضویہ سلطانیہ جامع مسجد۔ سرنکوٹ جموں وکشمیر

سب کہاں کچھ لالہ وگل میں نمایاں ہوگئیں　　خاک میں صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہوگئیں

۳۰ ربیع الاول بروز جمعرات ۲۰۱۲ کو ایک بجے دن میں محترم جناب مفتی توصیف رضا مصباحی کے ذریعہ یہ روح فرسا خبر موصول ہوئی کہ صدر العلماء الحاج الشاہ سید اظہار اشرف اشرفی جیلانی سجادہ نشیں آستانۂ عالیہ اشرفیہ حسنیہ سرکارکلاں ممبئی میں طویل علالت کے بعد وصال فرما گئے یہ روح فرسا خبر سنتے ہی دل و دماغ کا عالم زیروزبر ہوگیا! ایک سرد آہ کے ساتھ زبان پر" انا لله وانا اليه راجعون" کے کلمات جاری ہوگئے! پردۂ ذہن پر طرح طرح کے خیالات ابھر رہے تھے اور ختم ہو رہے تھے۔ آہ! اب ملت کے الجھے ہوئے مسائل کو حل کون کرے گا، آہ! اب تشنگانِ معرفت کو سیراب کون کرے گا، آہ! اب علمائے اہلسنت کی دست گیری کون کرے گا، آہ! اب مشائخِ اہل سنت کی سرپرستی کون کرے گا، آہ! اب مخدومِ سمناں کی شراب عشق و معرفت کے جام کون پلائے گا، آہ! اب تصوف کے اسرار ورموز کون سمجھائے گا، آہ! اب جامع اشرف کا محبت بھرا تعارف کون کرائے گا۔ یہ سوچتے سوچتے مجھ پر سیمابی کیفیت طاری ہوگئی، دل نے یہ آواز دی کہ تمہارے دل ودماغ کی یہ مضطربانہ کیفیت شیخ اعظم کو واپس نہیں لاسکتی دلوں کی ناشکیبائی نے کبھی قدرت کا نظام بدلا ہے جو آج بدلے گا "فاذا جآء اجلهم لايستأخرون ساعة ولايستقدمون" (سورۂ اعراف: آیت ۳۴)

حضرت شیخ اعظم علیہ الرحمہ کی ذات بابرکات دنیائے سنیت کے لیے نعمت بیکراں تھی آپ کے سانحۂ ارتحال سے جو خلا پیدا ہوگیا ہے اس کی بھرپائی ناممکن تو نہیں لیکن مشکل ضرور ہے "لعل الله يحدث بعدذلك امرا" بارگاہ رب قدیر میں التجا ہے کہ حضرت قبلہ گاہی کے درجات کو بلند تر فرمائے، ملت کو آپ کا نعم البدل عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل اور اجر جزیل مرحمت فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین۔

☆☆☆☆

بزم عطائے اشرف، کراچی (پاکستان)

واجب الاحترام عزت مآب پیر طریقت، رہبر شریعت، جگر گوشۂ اشرفیت قائد ملت حضرت علامہ مولانا سید محمود اشرف اشرفی جیلانی دامت برکاتہم العالیہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ اشرفیہ حسنیہ کچھوچھہ مقدسہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

بعد سلام عرض ہے کہ۔۔۔۔۔۔۔۔

بزم عطائے اشرف کے سرپرست اعلیٰ حاجی محمد ابرہیم اشرفی المعروف بھولے بابا خلیفہ مجاز مخدوم المشائخ سرکار کلاں رحمۃ اللہ علیہ اور خلیفۂ مجاز محمد اسحاق اشرفی (فرزند بھولے بابا) بانی وسرپرست وتمام اراکین بزم عطائے اشرف واحباب طریقت اشرفیہ کی جانب سے آپ کے سرپرست خاص والد بزرگوار اور سلسلہ اشرفیہ کی مرکزی روحانی ہستی استاذ العلماء شیخ اعظم پیر طریقت، رہبر شریعت، آفتاب ولایت جگر گوشۂ اشرفیت علامہ مولانا الحاج ابوالمحمود سید شاہ محمد اظہار اشرف اشرفی جیلانی رضی اللہ عنہ سجادہ نشیں آستانہ عالیہ اشرفیہ حسنیہ کی رحلت کے سبب جس تکلیف دہ اور افسوسناک حالات سے آپ کو اور آپ کے اہل خانہ کو دوچار ہونا پڑا ہے وہ یقیناً نا قابل تلافی نقصان کا صدمہ ہے جو پورے سلسلہ عالیہ اشرفیہ کے لئے ایک بڑا اور عظیم نقصان ہے۔

کیوں کہ! حضرت قبلہ استاذ العلماء شیخ اعظم کی شخصیت ایک منفرد حیثیت کی حامل تھی جو یقیناً اللہ رب العزت کی جانب سے گراں قدر، نایاب رہبر کے روپ میں تمام اشرفیوں کو انمول نعمت عطا کی گی۔حضرت قبلہ نے اللہ اور اس کے رسول کی خوشنودی اور اس کی رضا پر راضی رہتے ہوئے اپنی زندگی کو وقف کر دیا تھا۔ان کی اس عظیم خدمت کے سبب قرب الٰہی کی نعمت عظمیٰ حاصل ہوئی اور بالآخر فنا سے بقا کی جانب سفر کر گئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون!

ہم تمام اشرفیوں کی اللہ کی بارگاہ میں التجاء ہے کہ استاذ العلماء شیخ اعظم کی زندگی کی تمام خدمات کو قبول فرمائے اور ان کے ایک ایک عمل کے عوض درجات کو بلند فرمائے اور آپ کو ان صبر آزما حالات میں ہمت واستقامت کے ساتھ مخدومی مشن کو جاری رکھنے کی توفیق مرحمت فرمائے اور آپ کو ہر مشکل گھڑی میں ثابت قدم رکھے۔آمین ثم آمین

☆☆☆☆

عبد القدوس مصباحی

اساتذہ، طلبہ، واراکین مخدوم اشرف مشن، خانقاہ جلالیہ علائیہ اشرفیہ پنڈوہ

شہزادگان حضور شیخ اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان

سلام مسنون وقدم بوسی

حضور شیخ اعظم حضرت علامہ الحاج سید شاہ محمد اظہار اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ سابق سجادہ نشین و بانی جامع اشرف کے وصال پر ملال کی خبر سن کر مخدوم اشرف مشن پنڈوہ شریف میں صف ماتم بچھ گئی۔

اساتذہ وطلبہ اس اندوہناک خبر سے بے حد رنجیدہ ہیں، اس خبر کے فوراً بعد مشن میں قرآن خوانی کا انتظام واہتمام کیا گیا اور ادارہ میں تعطیل کر دی گئی۔ مولائے رحمٰن ورحیم اپنے رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل حضرت کی قبر میں رحمت ونور کی برکھا برسائے اور جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔

آپ حضرات، پورے خانوادۂ اشرفیہ خصوصاً وابستگان خانوادۂ اشرفیہ کو صبر جمیل اور جزائے جزیل عطا فرمائے۔

مخدوم اشرف مشن کے اراکین، منتظمین واساتذہ آپ حضرات کے اس غم واندوہ میں برابر کا شریک وسہیم اور سوگوار ہیں۔

مولانا محمد شہادت حسین مصباحی، جھار کھنڈ

موت حق تعالیٰ کا ایک ایسا اٹل فیصلہ ہے جسے ہر ذی حیات کو خواہی نخواہی قبول کرنا ہے۔ یہی موت واصلین کے لئے وصل محبوب کا ایک خوبصورت ذریعہ ہے، خدا رسیدہ ہستیاں موت کے تلخ جام سے گھبراتی نہیں بلکہ ''شرابا طھورا'' سمجھ کر نوش فرمالیتی ہیں اور فراق وجدائی کی خلیج کو پاٹ دیتی ہیں اور پیام اجل کو لبیک کہتے ہوئے حاضر درگاہ محبوب ہو جاتی ہیں۔

انہیں واصلین میں سے بقیۃ السلف حضرت علامہ سید اظہار اشرف علیہ الرحمہ کی پاکیزہ ذات تھی جو اہل حق کے لئے محتاج تعارف نہیں۔ آپ کا وصال یقیناً دنیائے سنیت کے لئے ایک بہت بڑا خلا ہے۔ آپ حضور سرکار کلاں رحمۃ اللہ علیہ کے بے نظیر جانشین تھے۔ آج وہ ہمارے درمیان نہ رہے لیکن ان کی یادیں تا قیامت باقی رہیں گی۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعاء ہے کہ اپنے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ان کے مرقد انور کو بقعۂ نور بنائے اور روز وشب باران رحمت سے شاداب رکھے۔ آمین۔

شبیر المحمود حسن

قانون اسسٹینٹ کمشنر انکم ٹیکس گوپی پورہ

عزت مآب حضور محمود میاں صاحب دامت برکاتہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

بالخیر طالب الخیر

سیدی شیخ اعظم علیہ الرحمہ کا وصال پر ملال اہل سنت کے لئے عموماً اور خانوادۂ اشرفیہ کے لئے خصوصاً وہ خلا ہے جس کی تلافی ممکن نہیں۔ والد گرامی کی خدمت کا جذبہ عملاً قابل تحسین ہے۔ حضور والا کے وصال پر میرے اہل خانہ بالخصوص ناچیز شبیر والمحمود واہل وعیال، نیاز محمد، نسرین فاطمہ اور معین وغیرہ آپ کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ دعاء ہے کہ اللہ رب العلیٰ بطفیل حضور نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم وبفیض حضور اشرف سمناں رحمۃ اللہ علیہ مرحوم کو خاص جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور وابستگان سرکار کلاں کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین۔

حضور شیخ اعظم کے بعد خانقاہ حسنیہ کی سجادگی کی تمام ذمہ داری آپ کی ہے۔ امید قوی ہے کہ حضور کے عظیم ''Predecessor'' کی صحبت ومحبت سے جو جامع رہنما اصول حاصل کی ہیں اسے بروئے کار لاتے ہوئے خوش اسلوبی سے ساری ذمہ داری ادا فرمائیں گے۔ خانقاہ سرکار کلاں کے حاسدین آپ پر مخفی نہیں۔ احقر مدعی ہے کہ مدبرانہ نگاہ اور مخلص عمل سے خانقاہ کی رونق میں اضافہ ہوگا اور ایک خوش اخلاق مربی کی طرح پورے خاندان کے جذبات کا احترام کرتے ہوئے اتحاد باہمی کے ساتھ خانقاہ کی کفالت ہوتی رہے گی۔ انشاء اللہ مولیٰ تعالیٰ چند جملہ دل کی آواز تھی جو ثبت تحریر کیا بار خاطر ہو تو معاف فرمائیں۔

جناب اشرف میاں اور حماد میاں وغیر ہم کو دعا سلام۔ کار لائق کی تکمیل ہمارے لئے باعث سعادت ہوگی۔

☆☆☆☆

وہ پھول تھے تم جس پہ چمن رشک کرتا تھا

مولانا غلام جابر شمس مصباحی پورنوی، مرکز برکات رضا میرا روڈ ممبئی

خانوادہ اشرفیہ کچھوچھہ مقدسہ اور شہر سلونہ پورنیہ کا بڑا قدیمی رشتہ ہے۔ یہ رشتہ کوئی چھ سات صدیوں پرانا ہے۔ تاریخ کی پرت اٹھا کر دیکھئے تو ایک خوشگوار سی حیرت ہوگی۔ جب مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ ترک بادشاہت فرما کر اپنے پیرومرشد حضرت مخدوم علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں پنڈوہ شریف پہونچے تو اس وقت کا پنڈوہ قدیم سرکار پورنیہ کا اٹوٹ انگ تھا۔ پھر وہاں سے مخدوم پاک کو ان کے پیرومرشد نے کچھوچھہ روانہ کیا کچھوچھہ اس وقت کچھ اچھا نہیں تھا بلکہ ایک غیر معلوم نامشہور دیہاتی جنگلاتی خطہ تھا۔ حضرت مخدوم اشرف کی آمد نے اس کی شہرت پاتال سے اٹھا کر آکاش تک پہونچا دی۔ مخدومی فیضان سے سارا جہاں سارا زمانہ فیضیاب ہوا۔ حضرت شیخ اعظم علیہ الرحمہ اسی خانوادۂ اشرفیہ کے چشم و چراغ تھے۔

ہمارے علاقے مثلاً کٹیہار، کشن گنج، اتر دیناجپور، پورنیہ وغیرہ میں پاسبانِ ملت علامہ مشتاق احمد علیہ الرحمہ کی خطابت اور شیخ اعظم کی تربیت وارشاد نے بڑا کام کیا۔ یہ ۱۹۶۲ء تا ۱۹۷۵ء کی بات ہے پورنیہ، کٹیہار، کشن گنج، اتر دیناجپور میں آج بھی سرکار محدث اعظم ہند اور حضور شیخ اعظم سید شاہ اظہار اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ کے مریدین بکثرت موجود ہیں۔ اور بزبان حال یہ کہہ رہے ہیں۔

وہ ہستیاں کہاں گئیں یارب جن کے دیکھنے کو آنکھیں ترستی ہیں۔

المختصر حضرت شیخ اعظم کے وصال سے جہاں اہل سنت کا ہر کنبہ، ہر قبیلہ، ہر خانقاہ، ہر درسگاہ نڈھال ہے، اہل پورنیہ، کٹیہار، کشن گنج، اتر دیناجپور بھی شدید سوگوار ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں ان کا نعم البدل عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆☆

اظہار تعزیت

خواجہ محمد کلیم اشرف سرپرست غریب نواز ٹرسٹ، خواجہ محمد وصی اشرف صدر غریب نواز ٹرسٹ

آقائی ومولائی ومخدومی حضور قائد ملت دامت برکاتہٗ

ہدیۂ سلام ورحمت!

صاحب سجادۂ شاہ سمناں، جانشین سرکار کلاں، رہبر سالکاں، عالی مرتبت حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اظہار اشرف صاحب قدس سرہٗ کا سانحۂ رحلت دنیائے سنیت بالخصوص وابستگانِ سلسلۂ اشرفیہ کا وہ عظیم خسارہ ہے جس کی تلافی تقریباً ناممکن ہے۔

ان کی سیرت وکردار میں مخدوم المشائخ اعلیٰ حضرت شاہ علی حسین اشرفی رضی اللہ عنہ کے متصوفانہ مجاہدات کی جھلک، عالم ربانی مناظر اہل سنت حضرت مولانا احمد اشرف قدس سرہٗ کے علمی کمالات کا عکس اور آقائے نعمت جامع شریعت وطریقت حضور سرکار کلاں سید محمد مختار اشرف علیہ الرحمۃ و الرضوان کے روحانی تصرفات کا پرتو بدرجۂ اتم موجو تھا۔ وہ اس دور میں ''مخدومی مشن'' کے سپہ سالار اعظم تھے۔ انھوں نے اپنے اسلاف سے حاصل شدہ امانتوں اور وراثتوں کو کمال حسن وخوبی سے اگلی نسل تک منتقل کیا گویا وہ اپنے اسلاف واخلاف کے درمیان ایک مضبوط کڑی تھے۔

جامع اشرف کے قیام وترقی کا سہرا ان کے سر ہے۔ خانقاہ اشرفیہ حسنیہ کی توسیع، بنائے مسجد اعلی حضرت اشرفی ومختار اشرفی لائبریری ان کی تعمیراتی زندگی کا عظیم شاہکار ہے۔

شیخ اعظم کی حیات وخدمات پر مستقل کام کی ضرورت ہے تاکہ نئی نسل کو ان کے عظیم کارناموں سے روشناس کرایا جاسکے۔ امید قوی ہے کہ شیخ اعظم کے لائق وفائق جانشین جنہیں اللہ رب العزت نے بہت سے اوصاف وکمالات سے متصف فرمایا ہے اس سلسلے میں کلیدی رول ادا کریں گے۔ غریب نواز چیری ٹیبل ٹرسٹ کے زیر اہتمام سنبھل کے مدارس اہلِ سنت وجماعت میں قرآن خوانی وسوئم کا انعقاد ہوا۔ دعا ہے کہ رب قدیر شیخ اعظم کے درجات بلند فرمائے اور ان کے فیوض و برکات سے ہم فقیروں کے دامنوں کو مالا مال فرمائے اور ان کی آل کا سایہ ہمارے سروں پرتا دیر قائم و دائم رکھے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

حضور والا! اپنی دعاؤں میں غلاموں کو ہمیشہ یاد رکھیں۔

☆☆☆☆

موت اس کی ہے کرے جس پہ زمانہ افسوس

مولانا قاری محمد رمضان نعیمی اشرفی، امام وخطیب جامع مسجد کیکر بازار، بھٹنڈا (پنجاب)

یہ دنیا فانی ہے، یہاں ہر چیز فنا ہوجانے والی ہے، صرف اللہ کی ذات باقی رہے گی ''ویبقیٰ وجہ ربك ذوالجلال والاکرام'' انسانی آبادی میں نہ جانے کتنے لوگ آئے اور چلے گئے اور کتنے آئیں گے اور چلے جائیں گے مگر کچھ ایسے لوگ ہیں جن کی زندگی کے نقوش دل ودماغ پر چھائے ہوئے ہیں اوروہ ہمارے بیچ نہ رہ کر بھی موجود ہیں۔ ان ہی عظیم اور زندہ شخصیتوں میں تارک السلطنت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ عنہ کے جانشیں حضور سیدی ومرشدی مخدوم العلماء شیخ اعظم سید اظہار اشرف اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی پروقار شخصیت ہے جو مالک حقیقی کے جوار رحمت میں خوابیدہ ہیں مگر ان کی یادیں ہمارے ذہن وفکر میں بسی ہوئی ہیں اور دین وسنیت کے لئے ان کی عظیم خدمات ہمیشہ ہمیشہ ہمارے درمیان زندہ وتابندہ رہیں گی۔

یقیناً ان کی ذات نے تن تنہا موجودہ عہد میں وہ گراں قدر اور حیرت انگیز کارناموں کوانجام دیا جس کی مثال ممکن نہیں۔ آپ نے اپنی معرفت کے نور سے ہزاروں دلوں کومنور کیا سینکڑوں غیر مسلموں کو اسلام سے روشناس کرایا۔ خاص کر ہمارے خطے راجستھان میں بدمذہبوں، بے دینوں اوروہابیوں کے تمام تر حملوں کوناکام بناتے ہوئے مسلمانوں کے دین وعقائد کا تحفظ فرمایا اور ساتھ ساتھ اہل سنت وجماعت کوعلم وفن اور ٹکنالوجی کے اس عہد میں ایمان پر مضبوطی سے قائم رہتے ہوئے زمانہ سے ہم آہنگ ہوکر چلنے کا حوصلہ دیا ہے۔

آپ نے دینی علوم کے ساتھ ساتھ عصری علوم کے حصول کے لئے طلباء میں طلب وجستجو کی روح پھونک دی اوران کی ترقی کے لئے ہر ممکن وسائل مہیا فرمادیا۔ مختار اشرف لائبریری، اظہار اشرف کمپیوٹر سینٹر اس بات کا بین ثبوت ہے جو ہزاروں طلباء کونفع پہونچا رہا ہے۔ آپ کا یہ اقدام نہ صرف خانقاہ اشرفیہ اوراہل سلسلہ کے لئے مفید تر ثابت ہوا بلکہ پورے سلاسل کی خانقاہوں پر اس کے مثبت اثرات مرتب ہوئے۔ یقیناً آپ کی ذات محرک وفعال تھی۔ اللہ آپ کے فیوض وبرکات سے ہم سب کو مالا مال کرتا رہے۔

☆☆☆☆

تعزیت نامہ

حاجی عبدالرحمٰن یوسف انجاریہ اشرفی، ممبر مشاورتی کونسل جامع مسجد دہلی وصدر اسلامک ڈیفنس سائبر سیل

بحضور قائد ملّت جانشین شیخ اعظم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آفتاب علم وحکمت، ماہتاب چرخ ولایت، مخدوم العلماء حضور شیخ اعظم علامہ الحاج الشاہ سیّد محمد اظہار اشرف اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال پرملال صرف آپ کا یا اہل خانہ ہی کا یا صرف سلسلے کا ہی نہیں بلکہ تمام قوم مسلم کا ایک نا تلافی نقصان ہے۔ عالم، فقیہ، مفتی، محدث، پیراور بزرگ تو ہر دور میں آتے رہیں گے مگر اب ایسی شخصیت کہاں جنہیں میں شیخ اعظم کہہ سکوں کیوں کہ حضور شیخ اعظم صرف عالم، فقیہ، مفتی، محدث، پیراور بزرگ ہی نہیں بلکہ سنّت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی چلتی پھرتی عملی تصویر تھے۔ یقیناً آپ کو دیکھ کر خدا یاد آجاتا تھا۔ لوگ تقریر وتحریر کے ذریعے دین کی خدمت کرتے ہیں مگر حضور شیخ اعظم کا کسی مجلس میں تشریف لا کر مسکرا دینا ہی مسلک اہل سنّت کی تبلیغ واشاعت کے لئے کافی تھا۔ آج کے اسلامی معاشرے میں تعلیمی فقدان سے ہر کوئی واقف ہے اور ہر ایک اس کا رونا روتے ہیں کہ کس طرح تعلیم کو عام سے عام تر کیا جائے مگر حضور شیخ اعظم نے صرف کہا ہی نہیں بلکہ اظہار اشرف کمپیوٹر سینٹر، احمد اشرف ہال، مسجد اعلیٰ حضرت اشرفی، مختار اشرف لائبریری، جامع اشرف اور سیکڑوں دینی ادارے اور مذہبی تنظیمیں قائم فرما کر علم کی روشنی سے ایک جہاں روشن فرما دیا اور صبح قیامت تک یہ روشنی ان شاء اللہ تعالیٰ باقی رہے گی۔

حضرت شیخ اعظم علیہ الرحمہ میرے غریب خانہ پر بھی ۱۰ محرم الحرام ۱۴۳۳ھ کو تشریف لائے۔ انہوں نے مجھ پر خاص کرم فرمایا۔ آج بھی ان کی دعاؤں اور محبتوں کا اثر میرے دل ودماغ پر قائم ہے۔ صرف میں ہی نہیں بلکہ تمام اہل سنت آپ کے غم میں شریک ہیں۔ اللہ پاک ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کے فیوض وبرکات سے ہم سب کو مالا مال فرمائے۔

ایسا کہاں سے لائیں کہ تم سا کہیں جسے

مولانا محمد کوثر رضا اشرفی مصباحی، استاذ دارالعلوم رضویہ سلطانیہ جموں وکشمیر

سب کہاں کچھ لالہ وگل میں نمایاں ہوگئیں
خاک میں صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہوگئیں

دنیا یقیناً سرائے فانی ہے اور اس عالم رنگ وبو میں بڑے بڑے بادشاہوں اور سورماؤں نے جنم لیا جن کی شہرت وسر بلندی کا ستارہ اوج ثریّا سے باتیں کر رہا تھا، گردش لیل ونہار نے گمنامی کی ایسی دبیز چادر اوڑھادی کہ ان کا نام ونشاں بھی باقی نہ رہا، کچھ ایسے بھی گزرے کہ صدیاں بیت جانے کے باوجود دل عشاق زندہ ہیں۔خانوادۂ اشرفیہ بڑا مردم خیز خانوادہ ہے جہاں سے ہر دور میں نابغۂ روزگار اور صاحب کمال شخصیتیں جلوہ گر ہوئیں، جن کے علم وہنر کا لوہا اپنے وقت کے بڑے بڑے صاحبانِ فکر ونظر نے تسلیم کیا ہے۔مخدوم العلماء شیخ اعظم بانی جامع اشرف بھی اسی خانوادہ کے نیرِ تاباں تھے، آپ کی ذات ہنر پرور اور ادب نواز تھی۔ ساری زندگی محبت رسول کی خوشبو پھیلانے، عشق مصطفیٰ کا چراغ جلانے اور دین نبی کی آبیاری کرنے میں لگا دی، کہیں دین مصطفیٰ کی حفاظت کے لئے مدرسوں کا قیام کیا، کہیں اپنے معبودِ حقیقی کے آگے سر بسجود ہونے اور اظہارِ بندگی کے لئے مسجدوں کی تعمیر فرمائی۔ اگر دین مصطفیٰ کو کسی نے اپنے اعتراضات کا نشانہ بنایا تو اپنی ساری توانائیوں کو بروئے کار لا کر اس کا مقابلہ کیا اور دشمنان دین کو خاموشی اختیار کرنے پر مجبور کر دیا گویا کہ اپنے آقا ومولیٰ کی ذات پر اپنا تن من دھن سب یہ کہہ کر قربان کر دیا۔

ناکام ہوں مجبور ہوں پرواہ نہیں ہے
ہر غم تیری الفت میں ہے شاداں میرے آقا

شیخ اعظم بانی جامع اشرف نوراللہ مرقدہٗ نے دین مصطفیٰ کی نشر واشاعت کے لئے دور دراز ممالک اور ہندوستان کے مختلف صوبوں کا سفر فرمایا جس سے ہزار ہا لوگ غلط عقائد سے تائب ہو کر سنیت میں داخل ہوئے۔ بہار، بنگال، بنگلہ دیش کے بعض علاقوں میں سنیت کی اشاعت آپ کی کاوشوں کا ہی نتیجہ ہے خاص طور سے پورنیہ، کشن گنج، کٹیہار، سہرسہ، بھاگل پور، اور اس کے مضافات پر آپ کا خاص کرم ہے غالباً ۲۰۰۲ میں ڈھاکہ، سید پور، چٹگام کا دورہ فرمایا، لوگوں نے بتایا کہ جس علاقے میں حضرت مخدوم العلماء نے خطاب فرمایا تھا وہ علاقہ پوری طرح وہابیت کے زیر اثر تھا وہاں سنیوں کا اب تک کوئی اجلاس نہیں ہوا تھا، مخدومی فیض سے آپ کے روحانی وعرفانی بیان سن کر پورے علاقے کے لوگوں کے دل کی دنیا بدل گئی اور وہاں کے سرکردہ لوگ بھی بد عقیدگی سے توبہ کر کے سچے پکے سنی ہوگئے اور حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے۔

حضرت مخدوم العلماء شیخ اعظم علیہ الرحمۃ نے شریعت نبویہ کی ترویج واشاعت کے لئے جامع اشرف کے نام سے ۱۹۷۸ میں خانقاہ اشرفیہ حسنیہ سرکار کلاں میں ایک عظیم مرکزی ودینی ادارہ قائم فرمایا جس کا سنگ بنیاد آپ کے والد گرامی مخدوم المشائخ پروردۂ چہار محبوباں حضرت

سید شاہ محمد مختار اشرف اشرفی الجیلانی سرکارکلاں علیہ الرحمہ کے مقدس ہاتھوں سے رکھا گیا۔اس ادارے کومخدوم العلماء نے خونِ جگر سے سیراب کر کے ترقی کے منازل سے ایسا ہمکنار فرمایا کہ جامع اشرف سلسلۂ اشرفیہ کا مرکزی علمی نشان بن گیا اور خانوادۂ اشرفیہ کے لئے قابل فخر ہو گیا۔حضرت مخدوم العلماء شیخ اعظم کی دوررس نگاہوں نے محسوس کرلیا کہ دین متین کی حفاظت کے لئے مبلغین کی ایک ایسی جماعت تیار کی جائے جو وقت کے حالات سے بخوبی نبرد آزما ہو سکے،لہذا آپ نے اپنے والد گرامی کے حکم سے خانقاہ معلّٰی میں مولانا احمد اشرف ہال کے نام سے نہایت عالیشان خوبصورت عمارت کی بنیاد ڈالی اور دیکھتے ہی دیکھتے پر کشش دیدہ زیب سہ منزلہ عمارت تیار ہوگئی جس کی دوسری منزل میں حضرت مخدوم المشائخ علیہ الرحمہ کے اسم گرامی سے منسوب،مختار اشرف لائبریری ہے۔یہ لائبریری مختصر سی مدت میں لازوال شہرت کی حامل بن چکی ہے اور ترقی کی شاہراہ پر تیزی کے ساتھ گامزن ہے۔خانقاہ اشرفیہ حسنیہ سرکارکلاں کی پر شکوہ عمارت عجب شانِ دلبری رکھتی ہے اور ناظرین کو دعوت نظارہ دیتی ہے ایک طرف مسجد اعلیٰ حضرت اشرفی میاں اپنی تمام تر جلوہ سامانیوں کے ساتھ شیخ اعظم کے اعلیٰ تعمیری ذوق کی گواہی دے رہی ہے تو دوسری طرف نور العین پارک زبان حال سے کہہ رہا ہے کہ مخدوم العلماء کو نمازیوں کا کس قدر خیال تھا۔حضور شیخ اعظم کے کارناموں کی ایک لمبی فہرست ہے جسے میرے جیسا کم علم بیان کرنے سے قاصر ہے۔آپ کے نمایاں کارنامے دیکھ کر اشرف العلماء حضرت علامہ سید شاہ حامد اشرف اشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ نے بہت پہلے فرمایا تھا عزیزی سید اظہار اشرف سلمہ (علیہ الرحمہ) نے خانقاہ اشرفیہ حسنیہ سرکارکلاں میں جو نمایاں کارنامے انجام دئے ہیں وہ قابل ستائش وشکر ہیں۔احمد اشرف ہال کی تعمیر اپنے وقت کی سب سے اہم تعمیر ہے،جس کے مختلف شعبہ جات میں سب سے اہم شعبہ مختار اشرف لائبریری ہے،شیخ اعظم کے کارنامے کو ملاحظہ کرنے کے بعد ہم بلا خوف تردید کہہ سکتے ہیں کہ خانوادۂ اشرفیہ کی تاریخ اس وقت تک مکمل نہیں ہوسکتی ہے جب تک مخدوم العلماء شیخ اعظم کے دینی وملی کارناموں کا ذکر نہ کیا جائے گا یا یہ کہ خانوادۂ اشرفیہ میں آپ کی ذات کو وہی حیثیت حاصل تھی جو سلطنت مغلیہ میں شاہ جہاں کو حاصل تھی اس کے باوجود حضرت کی زبان پر بس یہی جاری رہتا تھا۔

گزری ہے میری زندگی افکار والم میں
دامان کرم میں وہ چھپائیں تو عجب کیا

حضور شیخ اعظم کو زندہ رکھنے کے لئے یہی کارنامے کافی ہیں حضور شیخ اعظم کی موت ”موت العالِم موت العالَم“ کی صحیح مصداق تھی آپ کے سانحۂ ارتحال سے پوری جماعت اہل سنت متاثر ہوکر رہ گئی ملک بھر میں تعزیتی جلسوں کے سلسلے جاری ہیں جموں وکشمیر کا مرکزی ادارہ دارالعلوم رضویہ سلطانیہ جامع مسجد سرنکوٹ میں بھی حضرت کا تعزیتی جلسہ منعقد ہوا جس میں دارالعلوم ہٰذا کے جملہ اساتذہ وطلباء نے حصہ لیا اور آپ کی ذات کو خراج عقیدت پیش کیا مگر سچائی تو یہ ہے کہ اللہ کے ولی مرتے نہیں بلکہ ایک لمحے کے لئے ان پر موت طاری ہوتی ہے پھر ہمیشہ کے لئے زندہ ہوجاتے ہیں اور ان کا روحانی فیضان حیات ظاہری سے ہزاروں گنا بڑھ جاتا ہے دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ ان کی قبر انور پر رحمت وغفران کی بارش فرمائے۔

جمال اس کا چھپائے گی کیا بہار چمن
گلوں پہ دب نہ سکی جس کی بوئے پیرہن

☆☆☆☆

وابستگانِ سلسلہ اشرفیہ

ڈھالیہ ضلع ہنومان گڑھ راجستھان

حضور قائد ملت حضرت علامہ الحاج سید شاہ محمود اشرف اشرفی جیلانی مدظلہ النورانی سجادہ نشین آستانہ عالیہ حسنیہ اشرفیہ سرکارکلاں کچھوچھہ مقدسہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

ہم وابستگان سلسلۂ اشرفیہ کو یہ جانکاہ خبر ملی کہ حضور شیخ اعظم ،بقیۃ السلف ،عمدۃ الخلف ، پاسبان اشرفیت، پیرطریقت، رہبرشریعت، حضرت علامہ الحاج الشاہ ابوالمحمود سید اظہار اشرف اشرفی جیلانی مدظلہ النوارنی بسبب علالت زیرعلاج رہ کر بروز بدھ رات ۲۹ ربیع النور ۱۴۳۳ھ ۲۲ فروری ۲۰۱۲ء دس بج کر پچاس منٹ پر اپنے مالک حقیقی سے جا ملے اناللہ وانا الیہ راجعون!

یقیناً حضور شیخ اعظم کی ذات بابرکات حضور شیخ المشائخ سرکارکلاں رضی اللہ عنہ کے بعد پوری اہل سنت وجماعت پر ایک تابندہ ماہتابِ ولایت تھی،اس کی پاکیزگی ودلکش ضیاء سے عالمِ سنیت فیض یاب ہورہا تھا، افسوس صد افسوس وہ روشن و پرضیاء آفتاب ولایت ہمیشہ کے لئے ہم سے مخفی ہوگیا اور ہم سب کو روتا بلکتا چھوڑ کر بہشت بریں میں استراحت گزیں ہوگیا۔

وابستگان سلسلہ اشرفیہ، ڈھالیہ ضلع ہنومان گڑھ راجستھان حضور شیخ اعظم نوراللہ مرقدہٗ کے تمام صاحبزادگان، اہل خانہ ،عزیز واقارب، جملہ مریدین ومتوسلین ومحبین بالخصوص حضور قائدملت ،حضور اشرف ملت اور حضرت سید حماد میاں صاحب قبلہ سے تعزیت کناں ہیں اور اس غم والم میں برابر کے شریک ہیں اور دعاء گو ہیں کہ اللہ رب العزت حضور شیخ اعظم کے درجات کو بلند فرمائے اور اعلیٰ علیین میں جگہ عنایت فرمائے اور آپ کے فیضان کو جاری وساری فرمائے اور جملہ اہلِ خانہ واقرباء کو صبرِ جمیل عطاء فرمائے۔آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

☆☆☆☆

MOHSINA KIDWAI,
MEMBER OF PARLIAMENT, RAJYA SABHA
80,Lodhi Estate,New Delhi.Tele Fax : 24694785,24694787

Dear Shri Syed Mehmood Ashroff

I am grieved to know the sad demise of your father Shri Syed Izhar Ashroff yesterday.Please accept my heartfelt condolences.

May Allah give you the strength to bear this irreparable loss.May his soul rest in peace.

Yours sincerely,
(MOHSINA KIDWAI)

To,
Shri Syed Mehmood Ashroff
Jame Ashraf, Kichhauchha Sharif
Tehsil-Tanda, Dist-Akbarpur
(U.P.)

حاجی زین اللہ اشرفی چودھری

حضور محدث اعظم مشن، برانچ ممبئی

جانشین شیخ اعظم حضور قائد ملت

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

حضور شیخ اعظم کا وصال پر ملال ملت اسلامیہ کا عظیم نقصان ہے۔ اس دور پر فتن میں جہاں ہر طرف لوگ اسلام اور اہل سنت کے عقائد پر حملہ کر رہے ہیں اور بھولے بھالے مسلمانوں کو بزرگوں کے دیے ہوئے عقائد حقہ سے دور کرنے کی ناپاک سازشیں کر رہے ہیں۔ ایسے وقت میں ایک ایسی شخصیت جو صرف پیر ہی نہیں بلکہ اسلام وسنّیت کی چلتی پھرتی تحریک تھی، حضور شیخ اعظم علیہ الرحمہ کے رخ زیبا کو دیکھ کر لوگ اہل سنّت و جماعت کی حقانیت کے قائل ہو جاتے تھے۔ بدمذہب اور مذبذب لوگ آپ کی زیارت کر کے ہی اہل سنّت کے دامن سے وابستہ ہو جاتے تھے۔ ہم سے حضرت کا رخصت ہو جانا یقیناً اہل سنّت کا بہت بڑا خسارہ ہے مگر ہمیں یقین ہے کہ انہوں نے اپنا جانشین آپ کو منتخب فرمایا ہے آپ حضور شیخ اعظم کے چھوڑے ہوئے مشن کو ضرور پورا کریں گے اور ان کی کمی کو پورا کرنے کی بھی سعی بلیغ فرمائیں گے۔

اس صدمۂ عظیم کے غم میں ہم آپ کے برابر کے شریک ہیں اور دعا گو ہیں کہ مولائے قدیر حضور شیخ اعظم کے درجات بلند فرمائے اور جانشینی کے فرائض کما حقہٗ ادا کرنے کے لیے آپ کو حوصلہ و ہمت عطا فرمائے اور ہم سب کو حضور شیخ اعظم کے فیوض و برکات سے مالا مال فرمائے۔ (آمین)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تعزیتی خط

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے معاذ بن جبل کے نام:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

تمام تعریفیں اُس اللہ کے لیے ہیں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اما بعد! اللہ تعالیٰ تم کو اس تکلیف پر اجر عظیم، صبر جمیل اور ہم سب کو شکر کی توفیق مرحمت فرمائے۔ ہماری جانیں، اہل وعیال اور اموال واسباب سب اللہ کا مبارک عطیہ اور امانت ہیں جن سے ہم ایک مقررہ وقت تک فائدہ اٹھاتے ہیں اور وقتِ معین پر یہ امانت واپس لے لی جاتی ہے۔ ہر انسان پر ان نعمتوں کے ملنے کے وقت شکر اور واپسی پر صبر ضروری ہے۔ تمہارا بیٹا بھی بطورِ امانت تمہارے پاس تھا اللہ نے نہایت مسرت وخوشی کے ساتھ تم کو دیا تھا اور اجر عظیم کے وعدہ کے ساتھ واپس لے لیا۔

اے معاذ! جزع فزع نہ کرنا، ایسا نہ ہو کہ یہ رونا دھونا تمہارے ثواب کو ضائع کر دے۔ اس سے نہ تو مرنے والا ہی واپس آسکے گا اور نہ غم کم ہوگا۔ اس مصیبت کو اس تصور سے ہلکا کرو کہ کل کو مجھے بھی مرنا ہے۔

تعزیت

مفتی اشفاق شیخ الجامعہ وجملہ اساتذۂ کرام، دارالعلوم اسحاقیہ جودھپور

حضرت علامہ الشاہ سید محمد محمود اشرف اشرفی جیلانی مدظلہ العالی، صدر علماء و مشائخ بورڈ، کچھوچھہ مقدسہ وجملہ شہزادگان گرامی مرتبت

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ کے والد گرامی سرکار اعلیٰ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ کے چمن کے پھول، حضرت سرکار کلاں علیہ الرحمہ کے خلف اکبر، جامعہ نعیمیہ مرادآباد کے فاضل جلیل، شیخ طریقت، رہبر شریعت، جلال وجمال کے پیکرِ جمیل، مجمع البحرین، گلستان اشرفیت کے مہکتے ہوئے پھول، حضرت علامہ صدرالافاضل علیہ الرحمہ جیسی عبقری شخصیت کے پروردہ، تاج العلماء حضرت علامہ محمد عمر صاحب علیہ الرحمہ، مفکر اسلام حضرت علامہ محمد یونس صاحب علیہ الرحمہ سابق مہتمم جامعہ نعیمیہ کے ارشد تلمیذ، باکمال سیادت وقیادت کے مرکزِ عقیدت حضرت علامہ الشاہ سید اظہار اشرف اشرفی جیلانی صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان کے سانحۂ وصال کی خبرِ جانکاہ سن کر بیحد رنج وملال ہوا۔ دارالعلوم اسحاقیہ کا پورا ماحول غم و اندوہ میں ڈوب گیا ''اناللہ وانا الیہ راجعون!''

رب العزت نے حضرت صاحب سجادہ علیہ الرحمہ کو بے انتہا محاسن وکمالات سے نوازا تھا، شکل وصورت ایسی تابندہ کہ اول نظر میں دیکھنے والا محوِ حیرت رہ جاتا تھا، جمال وجلال کی درخشانیاں ناظر کو مبہوت کردیتی تھیں، گفتار وکردار اتنا بلند وشیریں کہ ماضی کے اکابر کی یاد تازہ ہوجاتی تھی۔

آپ کی دینی وملی اور تعلیمی وتبلیغی خدمات اہل سنت ہمیشہ یاد رکھیں گے۔ آپ کی خطابت وقیادت اپنی مثال آپ تھی۔

اللہ رب العزت اپنے محبوب پاک ﷺ کے صدقے میں حضرت کو بلند درجات سے نواز کر اعلیٰ علیین میں مقام بلند عطا فرمائے اور آپ سبھی فرزندانِ گرامی قدر، اعزاء واقارب، جملہ متوسلین ومریدین اور عقیدت کیشوں کو صبر جمیل مرحمت فرمائے۔ حضرت والا جاہ کی دینی، تبلیغی اور ملی خدماتِ جلیلہ کو شرفِ قبولیت بخش کر محبوبانِ خاص کے زمرہ میں شمولیت نصیب فرمائے۔ آمین

دارالعلوم کے دارالحدیث میں حضرت شیخ الجامعہ، بابائے قوم نعیمی چمنستان کے گل معطر حضرت مفتی محمد اشفاق حسین صاحب قبلہ نعیمی رضوی اشرفی مفتی اعظم راجستھان کی سرپرستی میں ایک تعزیتی نشست ہوئی، جس میں قرآن خوانی ونعت خوانی کے بعد حضرت مفتی اعظم راجستھان قبلہ نے اپنی زبان مبارک سے حضرت کی دینی، تعلیمی خدماتِ جلیلہ اور زندگی مبارکہ پر تفصیلی روشنی ڈالی اور آخر میں نائب مفتی مولانا شیر محمد خان صاحب قبلہ رضوی نے قرارداد تعزیت پیش کرکے حضرت کی روح پر فتوح کے لئے ایصال ثواب ودعا کی درخواست کی، جس پر حضرت شیخ الجامعہ قبلہ نے دعا فرمائی اور صلوٰۃ وسلام پر تعزیتی مجلس برخواست ہوئی۔

ومن سر اھل الارض ثم بکیٰ اسی
بکیٰ بعیون سرھا وقلوب

☆☆☆☆

اظـــــہــار غــم

مولانااحمد اشرف اشرفی

ناظم اعلیٰ جامعہ اشرفیہ اظہارالعلوم برہان پور

حضور شیخ اعظم حضرت سید محمد اظہار اشرف اشرفی جیلانی کا وصال دین وسنّیت کا ایک عظیم خلا ہے۔ہمیں حضور قائد ملت سے اس بات کی پوری پوری امید ہے کہ وہ اس خلا کو پُر کریں گے۔ہم ہر وقت ان کی آواز پر ہر کام کے لئے تیار ہیں۔

مولاناسید جمال احمد

مدرسہ فیضان مصطفٰے زہرہ باغ، علی گڑھ

شیخ اعظم حضرت علامہ سید شاہ اظہار اشرف علیہ الرحمۃ والرضوان کے سانحۂ ارتحال سے دین وسنّیت کا عظیم خسارہ ہوا ہے۔اللہ تبارک وتعالیٰ انہیں اپنے جوار میں جگہ عنایت فرمائے،ان کے صاحبزادگان وبرادارن اور تمام پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

محمد عزیر احمد اشرفی

سکریٹری اشرفی ویلفیر سوسائٹی مدھو پور جھارکھنڈ

حضور شیخ اعظم بیسویں صدی کے ایک منفرد عالم دین اور عارف باللہ تھے۔آپ کی ذات اقدس سے یورپ و ایشیاء میں سنّیت کو کافی فروغ ملا۔آپ کے وصال سے دنیائے سنّیت میں ایک عظیم خلاء پیدا ہوگیا ہے جسے پُر ہونے میں صدیوں لگ سکتا ہے۔

حضور قائد ملت کی ذاتِ مقدس سے ہم سب امید رکھتے ہیں کہ حضور شیخ اعظم کی جانشینی کا حق پورے طور سے ادا کریں گے اور ہم سبھوں کی رہبری فرماتے رہیں گے۔

حضور شیخ اعظم ایک ایسے آئینہ تھے جس میں لاکھوں لوگوں نے اپنا چہرہ دیکھا اور بگڑی ہوئی صورت کو سنوارا۔

شیخ اعظم کی خدمات کو بیان کرنا گویا کہ سورج کو چراغ دکھانا ہے۔آپ کے وصال سے دنیائے اسلام کو گہرے صدمے کا سامنا کرنا پڑا ہے۔

قاری محمد عامر رضا اشرفی

ضلع جنرل سکریٹری آل انڈیا علماء و مشائخ بورڈ ضلع مراد آباد

حضور شیخ اعظم اپنے وقت کے بہترین عالمِ دین،شاندار مفتی،عظیم مفکر،عارف باللہ ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے آپ میں ایک زبردست تحریک تھے۔عالمِ اسلام کو بے شمار خوبیوں سے مزیّن بحرِ معرفت سے ہاتھ دھونا پڑا ہے جس پر پوری دنیائے اسلام کو گہرے دکھ کا سامنا کرنا پڑا ہے۔

محمد محی الدین ادیب اشرفی شیڈول

خانوادۂ اشرفیہ کے عظیم المرتبت مایۂ ناز بزرگ آبروئے ملت یادگارِ سلف شیخ اعظم حضرت علامہ الحاج سید شاہ محمد اظہار اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمۃ والرضوان کی رحلت سے ایک بہت بڑا خلا پیدا ہو گیا ہے۔ آپ کی شخصیت سے امیر، غریب چھوٹے، بڑے سبھی
فیضیاب ہوتے تھے۔ آپ نہایت ہی مہربان اور مشفق تھے۔ آپ کی زندگی کا عظیم الشان کارنامہ جامع اشرف کچھوچھہ شریف ہے جو اہل سنت و جماعت کا مرکز ہے۔ آپ کے اندر علم دین کی اشاعت اور سلسلۂ اشرفیہ کے فروغ کا بے انتہا جذبہ تھا۔ مختار اشرف لائبریری، اشرف حسین میوزیم، اعلیٰ حضرت اشرفی مسجد اور نور العین پارک یہ سب ہمیشہ آپ کی یاد دلاتے رہیں گے۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کے جانشین حضور قائد ملت حضرت علامہ سید شاہ محمود اشرف اشرفی جیلانی کی طرف پوری ملت اسلامیہ کی نگاہ مرکوز ہے اور آپ کی ذات سے مریدین و متوسلین اور اہل سنت و جماعت کی بے پناہ امیدیں وابستہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضور قائد ملت کا فیض ملتِ اسلامیہ پر تا دیر قائم و دائم رکھے اور حضور شیخ اعظم پیر طریقت حضرت سید محمد اظہار اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ کے مراتب و درجات بلند فرمائے۔ آمین

مولانامحمد یٰسین اشرفی

ماریشش بحر ہند

حضرت شیخ اعظم تاجدار اشرفیت امام اہلِ سنت شہزادۂ غوثِ اعظم میر ما پیرِ ما دستگیر ما سیدی حضرت علامہ مولانا مفتی الحاج الشاہ سید ابوالمحمود اظہار اشرف اشرفی جیلانی وارثِ محبوبِ ربانی قدس سرہ النورانی کے ارتحال پرملال میں کیا لکھوں، یوں تو ناچیز اشرفی سولہ سال سے یتیم تھا مگر اتنا تنہا نہیں تھا۔ سیدی مرشدی حضور سرکار کلاں علیہ الرحمہ کے وصال کے وقت آپ نے شفقت فرماتے ہوئے کہا تھا ''یٰسین! اپنے آپ کو کبھی تنہا مت سمجھنا،، یہ میری خوش بختی ہے کہ اسی سال عرس مخدومی کے موقع پر سندِ خلافت نواز کر اس حقیر کو اپنے سلسلہ کے فروغ کے لئے منتخب فرمایا۔ قوی طور پر میں ان کا خادم ہوں اور تاعمر ان کی غلامی میں زندگی بسر کرنا اپنے لئے معراج سمجھوں گا۔

مولیٰ تعالیٰ حضور قائد ملت، اشرف ملت، سید حماد اشرف اور جملہ پسماندگان کو صبر عظیم عطا فرمائے اور ان کے طفیل مجھے بھی صبر جمیل عطا فرمائے (آمین)

ایس۔ ایم۔ نفیس کچھوچھوی

استاذ اقراء پبلک اسکول درگاہ کچھوچھہ شریف امبیڈکر نگر

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

اقبال کے اس شعر میں جو حقیقت پنہاں ہے، حضور شیخ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت اس کی آئینہ دار تھی۔ شیخ اعظم کی پروقار وجیہ و شکیل شخصیت، ان کی نرم و شیریں رفتار و گفتار میرے ذہن کے کینوس پر ایسے نقوش بنا چکی ہے جو انمٹ ہی نہیں بلکہ اس وقت تک میرے دل و دماغ پر ایک ایسی ہلچل اور ارتعاش قائم رکھیں گے جب تک میں آغوش لحد میں ابدی نیند نہ سو جاؤں۔

حضور شیخ اعظم رحمۃ اللہ علیہ جیسی نادرونابغۂ روزگاراور برصغیر ہندو پاک کی لامثال جوسرکارکلاں رحمۃ اللہ علیہ کے اوصاف ومحاسن سے مزین اوراس ذات گرامی کے اعمال حسنہ کا پرتو ہوجس کی ذات گرامی باعث تکوینِ کائنات ہے۔

سرزمین کچھو چھہ صدیوں سے علم وادب کا ایسا مرکز ومحور رہی ہے جس سے معلوم نہیں ایسی کتنی نادرروزگار شخصیات عالم وجود میں آئیں اوراپنے صریرِ خامہ سے صفحات قرطاس پرلافانی نقوش بنا کرحیات جاویداں کی مستحق بنیں۔

میں حضور شیخ اعظم حضرت علامہ مولانا مفتی الحاج سید شاہ محمد اظہار اشرف اشرفی جیلانی سجادہ نشیں خانقاہ اشرفیہ حسنیہ سرکار کلاں رحمۃ اللہ علیہ کی ہمہ جہت حیات کے کس پہلو کا ذکر کروں اس لئے کہ نا میں اتنا باشعور وباصلاحیت ہوں اور نہ ہی میرے کشکول علم میں ایسے الفاظ ہیں جواس ذات کی شایان شان ہوں جوشیخ اعظم کے لقب سے سرفراز ہوں۔

شیخ اعظم زندگی بھرمخدومی مشن کے فروغ واستحکام کے لیےکوشاں رہےاوراپنے پیچھے مختلف علمی یادگار چھوڑ گئے۔شیخ اعظم کی سعی پیہم اور جہد مسلسل نے علمی راہ میں کام کرنے والوں کوایک نئی سمت،ایک نئی جہت اورایک نئی زندگی عطا کی۔

محمد اشفاق احمد صدیقی یار علوی شفق بستوی

بانی دار لعلوم محمدیه اهل سنت فیض غوثیه بیر اگل بستی

چمن میں پھول کا کھلنا تو کوئی بات نہیں　　　　زہے وہ پھول جوگلشن بنادے صحرا کو

پندرہویں صدی کی ایک ایسی تاریخ ساز شخصیت جسے دنیائے سنیت شیخ اعظم ،مخدوم العلماء کے لقب سے ملقب کرتی ہےاورسید اظہار اشرف کے نام سے جانتی پہچانتی ہے۔آپ ایسے خاندان کے تھے جن کے اباء واجداد ساری کائنات سے نرالے تھے۔صبغۃ اللہ کے رنگ میں ایسے رنگے تھے کہ اسی رنگ میں ساری دنیا کورنگ دیا۔شیخ اعظم کی ذات گرامی جو پوری زندگی اسلام پراپنے آپ کوقربان کرتے رہےاور پوری دنیا میں حسینی کردار کا پیغام پہنچاتے رہے۔وہابیوں، دیوبندیوں ،رافضیوں ،قادیانیوں ،خارجیوں دیگر باطل فرقوں کودنداں شکن جواب دیتے رہےاورخدا ورسول کی محبت کا جام پلاتے رہے۔یہی وہ جذبۂ حق تھا کہ کچھوچھہ مقدسہ کی سرزمین پردین حنیف کا ایک ایسا قلعہ تیار کیا جسے دنیا جامع اشرف کے نام سے جانتی ہے۔ جہاں قال اللہ وقال رسول کا ترانہ ہمہ وقت گنگنایا جاتا ہے۔ جہاں سے ہزاہاہزار کی تعداد میں دین کے محافظ پیدا ہوئے اور مذہب اہل سنت وجماعت کی خدمت کر رہے ہیں۔

تاابد قائم رہے یہ گلشن اشرف خدا　　　　آج جوعلم وعمل کا ایک حسیں گلزار ہے

جامع اشرف دیکھنے کے بعد ہرفرد بشر یہ کہنے پرمجبور ہوگا کہ یہ ادارہ علم وعمل کا ایک شہر ہے لائبریری دیکھیے تو دنیا کی ہرفن کی کتابیں موجود ہیں راقم نے اپنی آنکھوں سے خود دیکھا ہے کہ مکمل انتظام مطالعہ کرنے والوں کے لئے موجو دہےاور تمام تشنگان علم کی پیاس اس لائبریری سے بجھ رہی ہے یہ زندہ کارنامہ حضور مخدوم العلماء دنیائے سنیت کے شیخ اعظم سید اظہار اشرف کی جوصبح قیامت تک باقی رہے گا۔

کتنے عالم جوغنچوں کے گزرجاتے ہیں　　　　تب کہیں جا کر وہ رنگین قبا ہوتا ہے

اسیرِ زلف مخدوم المشائخ ،محمد سلطان احمد اشرفی

راجپور سبور ۔بھاگلپور (بہار)

محترمی ومکرمی جناب ناظم اعلیٰ جامع اشرف صاحب قبلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

بہت ہی افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ مربی الروح مخدوم العلماء حضور شیخ اعظم کا وصال مبارک ۳۰ ربیع الاوّل بروز بدھ رات ۱۰ بج کر ۵۰ منٹ پہ ہوا جسے سن کر تمام اشرفی بھائیوں کے ہوش گم ہوگئے فقیر اشرفی ان کے غم میں اپنے فرزندار جمند محمد سراج الحق اشرفی ومحمد علاء الحق اشرفی اور اپنے والد بزرگ اور جملہ احباء واقربا کے ساتھ شریک ہے۔

شیخ اعظم کے وصال پر ملال کو سن کر میں اپنے جذبات پہ قابو نہ رکھ سکا اور اپنے جذبات کو چند الفاظ کا جامہ پہنائے بغیر نہ رہ سکا۔کہ روزانہ صبح کا اجالا مجھے تیری یادوں کے کچوکے لگاتا ہے، ہر شام اس کا غروب مجھے بکل وبیقرار کردیتا ہے، بادِ بہاری کے جھونکے مجھے تیری یاد میں تڑپادیتے ہیں، ہائے یہ کیسی بے بسی ہے! آہ کیسا رنج وغم ہے۔

واہ کس شان سے حاصل ہوا وصل مولیٰ　　روئے روشن پہ تجلّی کی رداء تان گیا
اشرفی تاج پہن کر جو چلے خلد بریں　　پیشوائی کو در خلد پہ رضوان گیا

اللہ رب العلاء سے دعا ہے کہ اللہ تعالی اپنے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے آپ کو اور تمام ورثاء وپس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے ۔آمین۔

☆☆☆☆

فساد کی جڑیں

ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مخلوق میں چھ چیزوں سے فساد پیدا ہوا۔

(۱) انسانوں کی آخرت کے عمل میں نیت کی کمزوری سے۔

(۲) ان کے بدن خواہشات کے تابع ہیں۔

(۳) موت قریب ہونے کے باوجود بڑی بڑی امیدیں لگائے رہتے ہیں۔

(۴) یہ لوگ اللہ کی رضا پر مخلوق کی رضا کو ترجیح دیتے ہیں۔

(۵) اپنی خواہشوں کی تابعداری کرتے ہیں اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو پس پشت ڈال دیتے ہیں۔

(۶) اسلاف کی معمولی لغزش کو اپنے لئے حجت سمجھ لیتے ہیں اور ان کے بیشتر نیک کاموں کو چھپاتے ہیں۔

تعزیتی اجلاس

شیخ اعظم کی یاد میں تعزیتی نشستوں کی ضیا باریاں

شیخ اعظم کے انتقال پر ملال پر الجامعۃ الاشرفیہ میں تعزیتی جلسہ

اہل سنت کی مایہ ناز عظیم علمی درسگاہ الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور میں مورخہ ۲۳ فروری ۲۰۱۲ء کو عزیز المساجد میں مؤقر اساتذہ وطلبۂ جامعہ کی موجودگی میں خانقاہ اشرفیہ کے چشم وچراغ شیخ اعظم حضور سید اظہار اشرف کے انتقال پر ملال پر فاتحہ خوانی کا انعقاد کیا گیا۔قرآن خوانی ونعت خوانی کے بعد مولانا زاہد علی سلامی نے حضرت کی حیات وخدمات پر اختصار کے ساتھ روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ حضرت شیخ اعظم نے اپنی پوری زندگی احقاق حق وابطال باطل اور اسلام کی ترویج واشاعت کے لئے وقف کردی۔آپ کے دل میں قوم وملت کی سچی تڑپ تھی،خدمت خلق کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا تھا۔آپ نے ملک وبیرون ملک میں علمی ومذہبی ادارے قائم کئے۔جامع اشرف اور مختار اشرف لائبریری کا قیام آپ کا قابل قدر کارنامہ ہے۔آج اس ادارے سے کثیر تعداد میں تشنگان علم سیراب ہورہے ہیں۔اہل سنت کے یہ عظیم معمار ۲۲ فروری جمعرات کی شب اس عالم سے جدا ہوگئے اور ہم جیسے بے شمار عقیدت مندوں کو داغ مفارقت دے کر روتا بلکتا چھوڑ گئے۔اللہ تعالیٰ ان کو اپنی جوار رحمت میں جگہ عنایت فرمائے اور اس کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔آمین۔

(رپورٹ) مولانا غلام محمد مصباحی شعبۂ ٹریننگ کورس الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور

ممبئی میں مختلف مقامات پر میں تعزیتی اجلاس

(۱) دار العلوم علی حسن اہلسنّت، انیس کمپاؤنڈ لنک روڈ ساکی ناکہ

بتاریخ 1 اپریل 2012 بروز اتوار کو آپ کا عرس چہلم منایا گیا۔صبح ۱۱ بجے قرآن خوانی، ۱۲ بجے نعت ومنقبت اور فاتحہ خوانی ہوئی جس میں جانشین حضور شیخ اعظم قائد ملت کی خصوصی دعا ہوئی اور بعد نماز ظہر لنگر عام (مردوں کے لئے چشتی ہال میں اور خواتین کے لئے قادری ہال میں) کا انتظام رہا۔کھانا کھلانے کا سلسلہ عصر تک چلتا رہا پھر بعد نماز عشاء فوراً جلسۂ عرس چہلم ہوا جس میں ممبئی کے سیکڑوں معزز علماء کرام اور صوبۂ مہاراشٹر کے مختلف گوشوں سے آئے ہوئے ہزاروں عوام اہل سنت نے شرکت کی۔فقیر اشرفی (راقم الحروف)،مولانا نور القمر ابن رقم مصباحی،مولانا محمد عابد حسین اشرفی،مولانا امان اللہ رضا منظری اور عالی جناب عبد الرحمن انجاریہ (ممبر مشاورتی کونسل جامع مسجد دہلی) نے مختصر وقت میں حضور شیخ اعظم کی حیات وخدمات پر خطاب کیا۔شاعر اسلام جناب اشہر بہرائچی، ان کے صاحبزادے عزیزم ندیم سلمہ، حلیم زینت کٹیہاری اور حافظ معراج الدین اشرفی نے نعت ومنقبت خوانی سے سامعین کو مست وبے

خود کر دیا۔ نظامت کے فرائض مولانا محمد ارشد نظامی اشرفی بخوبی نبھا رہے تھے۔ اسیر مفتی اعظم ہند عالی جناب الحاج سعید نوری صاحب (بانی رضا اکیڈمی) بھی تشریف فرما تھے۔ آخر میں جانشین شیخ اعظم حضور قائد ملت علامہ مولانا الحاج الشاہ سیّد محمد محمود اشرف اشرفی جیلانی دامت برکاتہم العالیہ کا بصیرت افروز اور نصیحت آمیز خطاب ہوا۔ صلوٰۃ وسلام اور دعاؤں پر مجلس اختتام پذیر ہوئی اور سیکڑوں لوگ حضور قائد ملت کے دست اقدس پر بیعت ہوکر سلسلۂ عالیہ قادریہ چشتیہ اشرفیہ میں داخل ہوگئے۔ یہ سارا انتظام حضور شیخ اعظم کے مرید عالی جناب ابوالحسن خان اشرفی صاحب صدر اعلیٰ دار العلوم علی حسن اہل سنت نے کیا تھا۔

(۲) سیوڑی کراس روڈ

بتاریخ ۲ اپریل ۲۰۱۲ء بروز پیر کو بلال مسجد میں بعد نماز عصر قرآن خوانی ہوئی جس میں علماء اور عوام کے ساتھ ساتھ سنی دار العلوم محمدیہ کے طلبہ بھی شریک تھے۔ قرآن خوانی کے بعد فاتحہ خوانی ہوئی۔ حضور قائد ملت نے دعا فرمائی۔ بعد نماز مغرب رضا اپارٹمنٹ کے سامنے لنگر عام کا انتظام تھا اور بعد نماز عشاء مچھلی مارکیٹ میں مولانا محمد ارشد نظامی اشرفی کی نظامت میں جلسۂ عرس چہلم ہوا جس میں محترم شیر خان اشرفی، سیّد عبدالرحمٰن اشرفی اور حافظ محمد معراج الدین اشرفی نے نعت ومنقبت پیش کر کے سامعین کو محظوظ کیا اور فقیر اشرفی (راقم الحروف) کا تعارفی خطاب ہوا۔ آخر میں حضور قائد ملت نے اپنے مسحور کن انداز بیان سے سامعین کے قلوب کو منور ومجلیٰ کیا۔ صلوٰۃ وسلام اور دعاؤں کے ساتھ پروگرام کا اختتام ہوا۔ یہاں بھی سیکڑوں لوگ حضور قائد ملت کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔ یہ سارا اہتمام عالی جناب الحاج ذکر ویرانی اشرفی صاحب کی طرف سے تھا۔

(۳) کھوجہ گلی مسجد ورسوا اندھیری ویسٹ

بتاریخ ۱۹ اپریل ۲۰۱۲ بروز جمعرات کو بعد نماز عصر قرآن خوانی ہوئی۔ بعد نماز مغرب فاتحہ خوانی اور لنگر عام کا اہتمام رہا جس میں ہزاروں لوگ شریک ہوئے اور بعد نماز عشاء مولانا محمد ارشد نظامی اشرفی کی نظامت میں شاندار جلسۂ عرس چہلم کا آغاز ہوا جس میں ممبئی کے سیکڑوں معزز علماء کرام تشریف لائے ہوئے تھے۔ سیّد عبدالرحمٰن اشرفی متعلم دار العلوم علی حسن اہل سنّت نے تلاوت کی۔ فقیر اشرفی (راقم الحروف) اور مولانا عبدالحنان اشرفی صاحب نے حضور شیخ اعظم کی حیات کے مختلف گوشوں پر بھرپور روشنی ڈالی۔ مولانا شاہد نظامی اور حافظ محمد معراج الدین نے نعت و منقبت خوانی سے سامعین کا دل جیت لیا۔

آخر میں جانشین شیخ اعظم حضور قائد ملت کی بصیرت افروز خطابت نے سامعین کو بیخود کر دیا۔ صلوٰۃ وسلام اور دعاؤں پر پروگرام ختم ہوا پھر سیکڑوں لوگ سلسلۂ اشرفیہ میں بیعت ہوئے۔ یہ سارا انتظام آل اشرفی میمن کھوجہ گلی نے

خلفاء حضور شیخ اعظم حضرت مولانا مفتی محمد محمود بوستانی اشرفی (خطیب و امام کھوجہ گلی مسجد) حضرت مولانا محمد نظام الدین اشرفی (مبلغ اعلیٰ دارالعلوم علی حسن اہلسنت) اور حضرت مولانا محمد عابد حسین اشرفی (کمانی، کرلا ویسٹ) صاحبان کی نگرانی میں کروایا تھا۔

(۴) دارالعلوم حجازیہ چشتیہ، قادری سمنانی دارالافتاء گھاٹ کوپر ویسٹ

بتاریخ ۲۳ فروری ۲۰۱۲ء بروز جمعرات (حضور شیخ اعظم کے وصال کرنے کے دوسرے دن) قرآن خوانی کی گئی اور ایک تعزیتی نشست رکھی گئی جس میں فقیر اشرفی (راقم الحروف)، علامہ سیّد نجم الدین قطبی اشرفی، علامہ شاہد رضا رضوی، مولانا صغیر اشرفی اور قاری ریاض الحق اشرفی صاحب کے ساتھ ساتھ درجنوں علماء کرام نے حضور شیخ اعظم علیہ الرحمہ کے تعلق سے اپنے اپنے خیالات وتأثرات پیش کر کے اپنے گہرے رنج وغم کا اظہار فرمایا۔ صلوٰۃ وسلام اور فاتحہ خوانی پر یہ نشست برخاست ہوئی۔ پھر بتاریخ ۲ اپریل بروز پیر کو جانشین شیخ اعظم حضور قائد ملت شام کے وقت تشریف لائے۔ قرآن خوانی ہوئی پھر حضور قائد ملت کی دعا ہوئی۔ اس وقت بہت سے علماء بھی تشریف لائے ہوئے تھے سب نے اپنے اپنے جذبات کا اظہار کیا۔

(۵) محمدی جامع مسجد، غیبن شاہ درگاہ نارائن نگر گھاٹ کوپر ویسٹ

۲۴ فروری ۲۰۱۲ بروز جمعہ بعد نماز مغرب قرآن خوانی ہوئی اور بعد نماز عشاء جلسۂ تعزیت ہوا جس میں سیکڑوں لوگ شریک ہوئے۔ جناب اکبر علی اشرفی اور حافظ محمد کرامت علی اشرفی نے حضور شیخ اعظم کا تحریر کردہ نعتیہ کلام پیش کیا۔ حضرت علامہ مولانا عبدالحنان اشرفی صاحب (خلیفۂ حضور اشرف العلماء) نے حضور شیخ اعظم کی حیات و خدمات پر پُر مغز خطاب فرمایا۔ صلوٰۃ وسلام اور دعاؤوں پر جلسے کا اختتام ہوا۔ بعد جلسہ لنگر اشرفی کا اہتمام تھا۔ یہ سارا انتظام فدائے اشرفیت حضرت علامہ مولانا حافظ وقاری محمد حسن رضا اشرفی صاحب (خطیب و امام مسجد ہٰذا) کی قیادت میں عالی جناب محبوب علی خان صاحب (صدر اعلیٰ) اور عالی جناب اقبال خان اشرفی عرف راجو بھائی صاحب نے کیا تھا۔

(۶) جامعہ فیضانِ مدینہ، کھڑک ممبئی

تبلیغ قرآن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ''دعوتِ اسلامی'' کے ذمہ داروں نے بھی قرآن خوانی ونعت و منقبت اور فاتحہ خوانی کر کے ایصال ثواب کیا اور اپنی عقیدتیں پیش کیں۔

اس کے علاوہ میری معلومات کے مطابق ممبئی کے ان مقامات پر بھی تعزیتی نشست کا انعقاد ہوا۔

(۷) سنّی دارالعلوم محمدیہ، محمد علی روڈ۔ (۸) دارالعلوم فیضانِ غوث الوریٰ کرلا۔ (۹) مکہ مسجد، حضرت پنکھے شاہ بابا کی

درگاہ گھاٹ کوپر۔(۱۰) حضرت سیّد شکر اللہ شاہ بابا کی درگاہ، ورسوا اندھیری ویسٹ۔(۱۱) مدینہ مسجد، پارک سائٹ وکرولی۔(۱۲) سنّی احمدی مسجد، نارائن نگر گھاٹ کوپر ویسٹ۔(۱۳) نور محمدیہ مسجد، کھار۔(۱۴) حسینی مسجد، گنگا واڑی۔(۱۵) بلال مسجد، سیوڑی۔(۱۶) دارالسلام مسجد، اندھیری۔(۱۷) سنّی جامع مسجد، ورسوا۔(۱۸) سنّی مسجد و مدرسہ زینت العلوم، انٹاپ ہل۔(۱۹) انجاریہ ہاؤس، پارک سائٹ وکرولی۔(۲۰) اشرفی منزل، سنجے نگر کمانی کرلا ویسٹ۔(۲۱) گلشنِ رضا مسجد، سنجے نگر۔

(رپورٹ) مفتی محمد منظر حسن خان اشرفی مصباحی بانی دارالعلوم حجازیہ چشتیہ گھاٹ کوپر ویسٹ ممبئی۔

جامعہ شمسیہ تیغیہ بھدوھی میں تعزیتی اجلاس

خانوادۂ اشرفیہ کے چشم و چراغ عالم اسلام کے عظیم پیشوا، فقہ و حدیث کے نکتہ داں، فرزند غوث الوریٰ سیدنا وسندنا حضرت سید اظہار اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ کے سانحۂ ارتحال سے صرف خانوادۂ اشرفیہ نہیں بلکہ پوری ملت اسلامیہ سوگوار ہے۔آپ کی پوری زندگی فروغ سنیت واشاعت دین متین کے لئے وقف تھی۔آپ کے انتقال پر جامعہ شمسیہ تیغیہ، بھدوہی میں قرآن خوانی ہوئی اور ایک تعزیتی اجلاس کا انعقاد ہوا۔جس میں جامعہ کے اساتذہ و طلبہ شریک رہے۔طلبہ نے نعت و منقبت کے گلدستہ پیش کیے اور حضرت مولانا فیصل حسین اشرفی اور حضرت مفتی محمد محبوب عالم اشرفی مصباحی نے حضرت شیخ اعظم کی حیات مبارکہ پر روشنی ڈالی۔محفل میں مولانا قطب الدین مصباحی، مولانا افراد حسین رضوی، حافظ جہانگیر نوری، قاری اسرائیل اشرفی، ماسٹر شاہد صاحب وغیرہم موجود تھے۔ صلاۃ وسلام پر مجلس کا اختتام ہوا۔ (رپورٹ) محمد نور العین اشرفی روحانی کٹیہاری۔متعلم جامعہ شمسیہ تیغیہ، بھدوہی

خانقاہ رشیدیہ مین پوری میں تعزیتی اجلاس

معروف ومشہور بزرگ عالم دین علامہ سید اظہار اشرف اشرفی سجادہ نشین آستانہ عالیہ اشرفیہ حسنیہ سرکار کلاں کچھوچھہ شریف کی رحلت پر خانقاہ رشیدیہ مین پوری میں ایک جلسہ کا انعقاد کیا گیا۔اس پروگرام کی شروعات مجلس بردہ شریف سے ہوئی۔خانقاہ رشیدیہ کے سجادہ نشین عبدالرحمٰن خاں چشتی نے اس جلسہ میں کہا کہ مرحوم ایک عظیم شخصیت کے حامل تھے جن کے انتقال پر برصغیر کے علمی حلقوں میں رنج والم کی لہر دوڑ گئی۔آپ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں آپ کی عظیم یادگار جامع اشرف ومختار اشرف لائبریری کے علاوہ بھی ملک میں بہت سے دینی تعلیمی ادارے چل رہے ہیں۔انھوں نے کہا کہ آپ کا وصال صرف سلسلۂ اشرفیہ کا ہی نقصان نہیں بلکہ پوری قوم وملت کا نقصان ہے جو ناقابلِ تلافی ہے۔اس کے علاوہ اور بھی ذکر اس محفل میں کئے گئے ،اس موقع پر شہر مین پوری کے ہزاروں لوگ شریک رہے، اس جلسہ کی نوعیت حلقۂ ذکر مجلسِ بردہ شریف، اظہارِ تعزیت وخصوصی دعا پر مشتمل رہی۔اس میں بہت سے فرزندان واراکین کے علاوہ علماء کرام، بچے اور عاشقان رسول شریک ہوئے۔اس جلسے

میں حافظ وقاری مہتاب عالم رضوی خانقاہ رشیدیہ مین پوری نے بھی عالمِ دین کی رحلت پر اظہارِ تعزیت پیش کیا آخر میں دعاؤں پر جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

(رپورٹ) پیر طریقت عبدالرحمٰن چشتی قادری، سجادہ نشین خانقاہ رشیدیہ آگرہ روڈ مین پوری

حرمین شریفین و دیگر مقامات مقدسہ پر محفل ھدیہ ثواب کاانعقاد

حضور شیخ اعظم آبروئے اہل سنت، تاجدار اشرفیت سیدی مرشدی سرکار اظہار اشرف صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین کچھوچھہ مقدسہ جب وصال ہوا تو اس وقت فقیر اشرفی گدائے جیلانی محمد منصور عالم اشرفی ناظم اعلیٰ دارالعلوم مجاہد ملت دھنپوری عمرہ شریف وزیارت کے نورانی سفر میں مدینہ شریف میں حاضر تھا اور مدینہ شریف ہی میں حضور شیخ اعظم کے وصال کی خبر ملی تو میں نے اپنے اشرفی قافلہ کے ساتھ ۲۷ فروری ۲۰۱۲ء کو مسجد نبوی شریف میں حضور شیخ اعظم کے نام سے فاتحہ خوانی کا اہتمام کیا اور ان کی روح کو ایصال ثواب کیا گیا۔ مکہ شریف خانہ کعبہ مطاف میں حضور شیخ اعظم کے نام سے فاتحہ خوانی کا اہتمام کیا گیا۔ اس کے بعد ۴ مارچ گیارہویں شریف کو سیدی سرکار غوث پاک کے دربار بغداد شریف میں اور ۵ مارچ کو سیدالشہداء سرکار امام حسین رضی اللہ عنہ کے دربار کربلا میں اور اسی دن سرکار مولائے کائنات حضرت مولیٰ علی کے دربار نجف اشرف میں حضور شیخ اعظم کے نام سے فاتحہ خوانی کا اہتمام کیا گیا۔ مولیٰ عزوجل حضور شیخ اعظم کے درجات کو بلند فرمائے اور آپ کے فیضان کرم کو عام فرمائے۔ آمین بجاہ سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

(رپورٹ) محمد منصور عالم۔ سرکار کلاں اردو ایجوکیشن سوسائٹی دارالعلوم مجاہد ملت دھنپوری شہڈول، (ایم، پی)

چھتیس گڈھ میں عرس چھلم

مؤرخہ یکم اپریل ۲۰۱۲ء بروز اتوار ۱۱ بجے دن سے درکار چھتیس گڈھ مجذوب کامل حضرت سید شیر علی آغاز رحمۃ اللہ علیہ رائے پور کے دربار میں حضور شیخ اعظم آبروئے اہل سنت تاجدار اشرفیت سیدی سرکار اظہار اشرف اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا عرس چہلم آستانہ عالیہ کے سجادہ نشین خلیفۂ حضور سرکار کلاں حضرت الحاج محمد شمیم رضوی اشرفی کی صدارت میں اہتمام کیا گیا جس میں قرآن خوانی، منقبت، تقریر، شجرہ خوانی اور لنگر کا پروگرام ہوا اور حضور شیخ اعظم کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کیا گیا۔ اس نورانی پروگرام میں عالی جناب عبدالحمید حیات اشرفی، حضرت مولانا اکبر علی فاروقی، حضرت سید ارشد میاں اشرفی جیلانی، قاری عمران اشرفی، قاری محفوظ اشرفی، قاری اشفاق انجم، حاجی عبدالجبار چھانگل اشرفی اور شہر کے سبھی معزز علمائے کرام وائمہ مساجد کے ساتھ سیکڑوں مریدین ومحبین شریک ہوکر حضور شیخ اعظم کی بارگاہ میں گلہائے عقیدت پیش کئے۔ نظامت کے فرائض خلیفۂ حضور سرکار کلاں حضرت مولانا منصور عالم اشرفی نے بحسن وخوبی انجام دیا۔

(رپورٹ) مولانا محمد نعیم رضوی اشرفی، ولی عہد آستانہ عالیہ حضرت سید شیر علی آغاز رحمۃ اللہ علیہ، رائے پور

دار العلو م فیضان شاہ ثقلین ککرالہ میں جلسۂ تعزیت

شیخ اعظم حضرت مولانا سید محمد اظہار اشرف کچھوچھوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال پر ملال کی خبر جیسے ہی مولانا مظفر میاں صدیقی اشرفی سکھانوں کے ذریعہ دارالعلوم فیضان شاہ ثقلین ککرالہ موصول ہوئی ایک سناٹا طاری ہو گیا۔اورفوراً قرآن خوانی کا اہتمام کیا گیا۔اس کے بعد حضرت شاہ ثقلین اکیڈمی آف انڈیا کے زیر اہتمام ایک جلسہ تعزیت منعقد کیا گیا۔جس کی صدارت الحاج ممتاز میاں ثقلینی نائب صدر آل انڈیا علماء مشائخ بورڈ اتر پردیش نے کی۔ حافظ ضمیر احمد ثقلینی جنرل سکریٹری آل انڈیا علماء مشائخ بورڈ ضلع بدایوں نے نظامت کے فرائض انجام دیے۔حافظ محمد یونس برکاتی کی تلاوت سے جلسہ کا آغاز ہوا۔مولانا نور احمد ثقلینی نعیمی نے منظوم خراج عقیدت پیش کیا۔مولانا مفتی فہیم احمد ثقلینی ازہری نے اپنے خطاب میں کہا کہ شیخ اعظم سید محمد اظہار میاں علیہ الرحمہ نے اسلام اور سنیت کی نشر واشاعت اور سلسلہ اشرفیہ کے فروغ کے لئے بے شمار کارہائے نمایاں انجام دئے۔آپ جہاں بھی ہوتے شمع محفل، میر مجلس اور رونق بزم ہوتے۔آپ میدان علم وعمل کے شہسوار، روحانیت وتصوف کے تاجدار، اور عزم وحوصلہ کی مستحکم بنیاد تھے۔مولانا رفاقت علی ثقلینی نعیمی نے اپنی تقریر میں کہا کہ میں نے حضور سرکار کلاں کی زیارت کی ہے حضور شیخ اعظم علم و عمل،تصوف وسلوک اور بزرگی وروحانیت میں اپنے اسلاف اور حضور سرکار کلاں کے عکس جمیل تھے۔حقیقت تو یہ ہے کہ آپ کی پشت پر خاندانی عظمت وجلالت کی قندیلیں روشن نہ ہوتیں تب بھی آپ کی ذاتی صلاحیتوں اور خوبیوں کے روشن مینارے آپ کے تعارف کے لئے کافی تھے۔اگر ایک طرف ظاہری علوم ومعارف کا ایک حسین مرقع تھے تو دوسری طرف آپ کی شخصیت پر روحانیت کی بڑی گہری چھاپ تھی۔اور بے شمار خلق خدا بیعت وارادات اور رشد و ہدایت کے ذریعہ آپ کے دامن ارادت سے وابستہ تھی۔صدر اجلاس الحاج ممتاز میاں ثقلینی نے کہا کہ خانوادۂ سرکار کلاں اور خانوادۂ شاہ شرافت کے بہت دیرینہ تعلقات ہیں۔اور بیشتر مشائخ کچھوچھہ خانقاہ شاہ درگاہی محبوب الٰہی ککرالہ (بدایوں) اور خانقاہ شرافتیہ بریلی شریف تشریف لا چکے ہیں۔اور تاہنوز یہ سلسلہ جاری ہے۔

حضرت کے ارتحال پر ملال سے جو خلا پیدا ہوا اس کا اندمال مشکل ہے۔مولیٰ تبارک وتعالیٰ اپنے محبوب کے جوار رحمت میں جگہ نصیب فرمائے اور آپ کے مرقد انور پر رحمت وانوار کی بارش فرمائے۔آمین،صلاۃ وسلام کے بعد صدر مجلس تعزیت کی دعا پر جلسہ کا اختتام ہوا۔

دارالعلوم کے اساتذہ وطلباء کے علاوہ استاذ الشعراء الحاج منتخب احمد نور ککرالوی،حافظ محمد عیاض ثقلینی ،مولانا اظہر علی شرافتی سابق چیرمین ککرالہ،الحاج ضمیر الحسن ثقلینی ،قاری محمد قیس ثقلینی ،حافظ محمد افضال ثقلینی ،مولانا اسرار ثقلینی ، مولانا محمد رحمت ثقلینی ،حافظ محمد کاشف ثقلینی ،حافظ محمد غوثی میاں ثقلینی اور حافظ محمد ادیب ثقلینی نے شرکت کی۔

(رپورٹ) ابوبکر رفاقت ثقلینی ناظم نشر واشاعت حضرت شاہ ثقلین اکیڈمی آف انڈیا۔09837133696

سرزمین سمستی پور میں شیخ اعظم کانفرنس

بتاریخ ۳۰ مارچ ۲۰۱۲ فاتحۂ چہلم کے موقع پر جامعہ مخدومیہ تیغیہ معین العلوم کے زیر اہتمام ایک عظیم الشان اجلاس بنام شیخ اعظم کانفرنس منعقد ہوا جس میں مقرر خصوصی حضرت مفتی مطیع الرحمٰن رضوی نے حضور شیخ اعظم کی حیات وخدمات پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ حضور شیخ اعظم نے جو دین متین کی خدمت کی ہے اس دور میں اس کی مثال ممکن نہیں۔ جامع اشرف، مختار اشرف لائبریری وغیرہ کا قیام ان کی حیات وخدمات کی منہ بولتی تصویر ہے۔ اس کانفرنس کی صدارت حضرت مولانا قاری محمد مطیع الرحمٰن اشرفی مصباحی خلیفہ حضور شیخ اعظم نے کی اور سرپرستی حضرت مولانا انعام الحق اشرفی خلیفہ حضور سرکارکلاں نے فرمائی۔ اس پروگرام میں علاقے کے علماء اورعوام کی کثیر تعداد تھی۔ پروگرام کے اختتام کے بعد محفل سماع کا بھی انعقاد ہوا اور مولانا انعام الحق اشرفی صاحب کی دعا پر یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

(رپورٹ) مولانا فیروز احمد اشرفی صدر مدرس جامعہ مخدومیہ تیغیہ معین العلوم مخدوم نگر سمستی پور

ضلع شہڈول ایم۔پی میں تعزیتی اجلاس

مؤرخہ ۲۶ فروری ۲۰۱۲ء بروز اتوار خانقاہ اشرفیہ اشرف نگر دھنپوری ضلع شہڈول ایم پی میں مخدوم العلماء آبروئے اہل سنت شیخ اعظم حضور سیدی ومرشدی سرکار اظہار اشرف اشرفی جیلانی سجادہ نشین خانقاہ اشرفیہ حسنیہ سرکار کلاں رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے قرآن خوانی، درودخوانی، منقبت وشجرہ خوانی اور تقریر ولنگر کا اہتمام کیا گیا جس میں مقامی علمائے کرام وہزاروں مریدین ومتوسلین شریک ہوکر حضور شیخ اعظم کے فیضان کرم سے مالا مال ہوئے۔ پروگرام کا اہتمام کرنے میں مولانا اسحاق اشرفی صدر دارالعلوم مجاہد ملت دھنپوری، محمد اسلم اشرفی، شیخ فاروق اشرفی، محمد سلیم قادری، محمد اصغر خاں اشرفی، سلام بیگ اشرفی، محمد رمضان چشتی، حاجی داؤد اشرفی، قاری ضیاء الشمس اشرفی وغیرہم کا تعاون قابل ذکر رہا۔ (رپورٹ) عالی جناب غلام مصطفیٰ اشرفی شہڈول

دارالعلوم مجاہدملت دھنپوری میں عرس چہلم شریف

مورخہ ۴ اپریل ۲۰۱۲ء بروز بدھ مرکزی اسلامی سنٹر دارالعلوم مجاہد ملت اشرف نگر دھنپوری میں خلیفۂ حضور سرکار کلاں حضرت مولانا مفتی منصور عالم اشرفی کی صدارت میں حضور شیخ اعظم سیدی ومرشدی سرکار اظہار اشرف اشرفی جیلانی سجادہ نشین خانقاہ اشرفیہ حسنیہ سرکارکلاں کچھوچھہ مقدسہ کے ایصال ثواب کے لئے سرکار کا عرس چہلم شاندار طریقے سے منایا گیا جس میں قرآن خوانی، درودخوانی، منقبت، تقریر ولنگر اشرفی کا شاندار اہتمام کیا گیا خلیفۂ حضور سرکارکلاں مولانا مفتی منصور عالم اشرفی نے حضور شیخ اعظم کی سیرت پر بصیرت افروز خطاب فرمایا اور مولانا غلام مصطفیٰ اشرفی نے منقبت پیش کی۔ مقامی علمائے کرام وائمہ مساجد کے ساتھ سیکڑوں مریدین ومتوسلین شریک ہوکر حضور شیخ اعظم کے فیضان کرم سے مالا مال ہوئے۔ (رپورٹ) عالی جناب غلام مصطفیٰ اشرفی شہڈول

مولانا صابر القادری فلاح ملت کمیٹی مظفر پور کی جانب سے تعزیتی اجلاس

مدرسہ نوریہ معراج العلوم مظفر پور کے بانی حضرت مولانا محمد صابر القادری باڑاوی علیہ الرحمہ کی یاد میں قائم مولانا صابر القادری فلاح ملت کمیٹی مظفر پور کی جانب سے شیخ اعظم حضرت علامہ الحاج الشاہ سید محمد اظہار اشرف اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت پر ایک تعزیتی نشست منعقد ہوئی جس کی صدارت شہزادۂ حضور صابر ملت نے فرمائی۔اس موقع پر شرکائے نشست نے شیخ اعظم کے انتقال پر ملال پر گہرے صدمے کا اظہار کیا۔فخر صحافت حافظ محمد اطہر علی صابری باڑاوی شہزادۂ حضور صابر ملت نے تعزیتی پیغام میں کہا کہ شیخ اعظم کثیر الجہات شخصیت کے مالک تھے انہوں نے زندگی کے تمام شعبوں پر گہرا اثر چھوڑا ہے وہ عظیم پایہ کے بزرگ بھی بھی تھے۔سلسلۂ اشرفیہ کے اس چراغ کے گل ہو جانے سے سلسلۂ اشرفیہ ہی نہیں بلکہ تمام سلاسل غم کدہ بنا ہوا ہے۔ان کا انتقال عظیم دینی و ملی خسارہ ہے۔اللہ رب العزت ان کے درجات کو بلند فرمائے آمین۔نشست میں شریک مولانا ثناء اللہ اختر مصباحی،مولانا لقمان رضا،مولانا قاری نصیر الدین،حافظ رستم رضا،سیٹھ غلام جیلانی باڑاوی،مسیح اللہ خان،محمد سہیل،محمد علی،محمد مظفر علی،محمد امجد حسین کے نام قابل ذکر ہیں۔ (رپورٹ)فخر صحافت حافظ محمد اطہر علی صابری

اشرف نگر خیرہا میں تعزیتی اجلاس

مؤرخہ ۲۶ فروری بروز اتوار بعد نماز ظہر اشرف المساجد اشرف نگر خیرہا ضلع شہڈول ایم پی میں تاجدار اشرفیت آبروئے اہل سنت سیدی مرشدی حضور شیخ اعظم سرکار اظہار اشرف اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کچھوچھہ مقدسہ کے نام سے قرآن خوانی شجرہ خوانی منقبت وتقریری اور لنگر کا پروگرام کیا گیا جس میں ہزاروں مریدین ومتوسلین شریک ہوکر سرکار شیخ اعظم کے فیضانِ کرم سے مالا مال ہوئے۔

(رپورٹ) مولانا صغیر اشرفی صدر انجمن رضائے اشرف،اشرف نگر خیرہا،شہڈول ایم پی

مدرسہ رضویہ سید العلوم چندولی ،یوپی

خانوادۂ اشرفیہ کے چشم و چراغ پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ الحاج سید شاہ اظہار اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمۃ والرضوان کی شخصیّت سے کون واقف نہیں ہے اور ان کی دینی خدمات کو کون نہیں جانتا انہوں نے اپنی زندگی کے ایک ایک لمحہ کو اشاعت دین اور اس کی فلاح کے لئے وقف کر دیا۔اچانک مورخہ ۲۳ فروری ۲۰۱۲ء بروز جمعرات حضور شیخ اعظم کے انتقال پر ملال کی خبر سن کر بڑا صدمہ ہوا جب یہ خبر اطراف واکناف کے گاؤں میں پھیلی تو سارا علاقہ سوگوار ہوگیا۔جملہ معتقدین ومحبین نے موضع مدار گنج پوسٹ سمراہا ضلع ارریہ بہار کی جامع مسجد میں بروز جمعہ بعد نماز عشاء الحاج حافظ وقاری محمد اشتیاق عالم قادری پرنسپل مدرسہ رضویہ سید العلوم موضع ملوکھر مغل سرائے

کی سر پرستی میں ایک تعزیتی جلسہ کا اہتمام کیا سر پرستِ اجلاس نے حضور شیخ اعظم کی دینی خدمات پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ ان کی دینی خدمات کو بیان کرنا ہمارے لئے بالکل ویسا ہی ہے جیسے سورج کو چراغ دکھانا اور انہوں نے یہ بھی کہا کہ حضور شیخ اعظم کی دینی خدمات میں سے جامع اشرف ایک روشن مثال ہے اور دیگر علمائے کرام اور شعرائے عظام نے بھی شرکت فرما کر بارگاہ حضور شیخ اعظم میں خراج عقیدت پیش کی اور پھر صلوٰۃ وسلام پر جلسہ کا اختتام کیا بعد صلوٰۃ وسلام ان کی مغفرت و درجات کی بلندی کے لئے دعائیں کی گئیں۔ (رپوٹ) مولانا محمد نثار احمد قادری

مختلف جگھوں پر تعزیتی محافل کاانعقاد۔

(۱) دارالعلوم قادریہ چک بھکھی کے صدرالمدسین حضرت مولانا اسلم رضا کی صدارت وشعبۂ حفظ کے استاذ حافظ محمد علی اشرفی کی نظامت میں بعد نماز فجر قرآن خوانی بعدۂ متعلمین دارالعلوم قادریہ نے نعت ومنقبت پیش کیا اس کے بعد حافظ محمد علی اشرفی نے حضرت کی زندگی پر مختصر روشنی ڈالی۔

(۲) مدرسہ غوث الوریٰ امرکھ مظفر پور کے صدرالمدرس حضرت مولانا نعیم الحق، قاری محمد اعجاز رفاقتی، قاری محمد مشتاق رضا و متعلمین مدرسہ غوث الوریٰ امرکھ نے حضور شیخ اعظم کو خراج عقیدت پیش کیا

(۳) خلیفۂ حضور اشرف الاولیاء پیر طریقت صوفی محمد سعید مظہر اشرفی کی صدارت میں مدرسہ تبغیہ اشرفیہ قادر پور مہوا ویشالی میں بعد نماز فجر قرآن خوانی اس کے بعد شہزادۂ سعید ملت مولانا محمود اشرفی و حافظ نظیر اکرم ویشالوی، مولانا افضل ویشالوی وغیرہم نے منظوم خراج عقیدت پیش کیا اس کے بعد حضرت صوفی محمد سعید مظہر اشرفی نے دوران تقریر فرمایا کہ حضور شیخ اعظم کی پوری زندگی ہمارے لئے نمونۂ علم ہے آپ سرکار مخدوم سمناں کے سچے جاں نشین تھے۔ آپ نے پوری دنیا میں مخدومی مشن عام کیا۔ اس کے بعد صلوٰۃ وسلام وفاتحہ پر جشن کا اختتام ہوا۔

(۴) شرف الدین پور مظفر پور جناب صوفی محمد منظور اشرفی کے زیر نگرانی بعد نماز فجر قرآن خوانی ہوئی اس کے بعد عالی جناب الحاج محمد یعقوب تیغی صاحب کی دعوت پر مولانا ساجد اشرفی آنتھر کوٹھی نے حضرت شیخ اعظم کی سیرت پر مکمل جامع مانع روشنی ڈالی۔ اور فاتحہ خوانی صلوٰۃ وسلام پر محفل کا اختتام ہوا۔

(۵) خانقاہ عالیہ قادریہ چشتیہ فریدیہ صابریہ سیام پور شریف دربھنگہ میں پیر طریقت جاں نشین سراج الاولیاء حضرت سید نور الدین احمد چشتی صابری صاحب قبلہ کی صدارت میں سیدی مرشدی جاں نشین حضور مخدوم سمناں مخدوم العلماء بانی جامع اشرف شیخ اعظم علیہ الرحمہ کی یاد میں ایک تعزیتی پروگرام کا انعقاد ہوا جس میں ختم قرآن کا اہتمام ہوا بعدۂ جاں نشین سراج الاولیاء نے حضور شیخ اعظم کے اسوۂ حسنہ اور اخلاق کریمانہ پر بھر پور روشنی ڈلی۔ بعدۂ سلام وفاتحہ ودعا پر محفل کا اختتام ہوا۔

(رپورٹ) سید شاہ نواز سیام پور شریف دربھنگہ

(۶) مولانا تسلیم تیغی صاحب کی صدارت میں بروارہ کفین مظفر پور بہار میں حضور سیدی مرشدی شیخ اعظم علیہ الرحمہ کی یاد میں تعزیتی نشست کا انعقاد ہوا۔

بعدۂ نماز فجر ختم قرآن کا اہتمام ہوا اس کے بعد حافظ وقاری محمد قمر الزماں اشرفی خطیب وامام بڑی کربلا مظفر پور نے منظوم خراج عقیدت پیش کرنے کے بعد حضور شیخ اعظم علیہ الرحمہ کی حیات وخدمات پر بھرپور روشنی ڈالی۔

(رپورٹ) محمد سعید الزماں اشرفی متعلم دار العلوم انوار مصطفیٰ مظفر پور

جامعہ لطیفیہ بحر العلوم عملہ ٹولہ، کٹیہار، بہار

۲۴ فروری کو جامعہ ہٰذا میں شیخ اعظم کے ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی کی گئی اور مجلس تلاوت کے بعد مفتی اعجاز اصغر نوری کی صدارت میں ایک تعزیتی اجتماع منعقد ہوا۔ قاری نجم الثاقب نے قرآن کریم کی تلاوت کی۔ محمد صدام حسین جمالی اور حافظ وسیم اختر طلبۂ جامعہ نے نعت ومنقبت پڑھیں۔ مولانا ریحان نے ایک پرمغز خطاب کیا۔ مفتی اعجاز اصغر نوری نے اپنے بیان میں فرمایا کہ شیخ اعظم بے انتہا دینی وملی خدمات کے سبب ملک وبیرون ملک میں اپنی شناخت رکھتے تھے۔ اگرچہ شیخ اعظم بظاہر ہمارے درمیان نہ رہے مگر وہ اپنی دینی وملی خدمات کے آئینے میں تا قیامت ہمارے درمیان جلوہ گر رہیں گے۔ آخر میں صلوٰۃ وسلام اور مولانا سید کاشف رشیدی مصباحی کی دعا پر یہ تعزیتی مجلس اختتام پذیر ہوئی۔

جامعہ اہلسنت برہان العلوم شیخ پورہ، کٹیہار، بہار

۲۳ فروری ۲۰۱۲ء کو جمعرات کے دن مخدوم اشرف مشن پنڈوہ شریف سے یہ جانکاہ خبر موصول ہوئی کہ علم وفضل کا آفتاب اور فکر رازی وغزالی کا پیکر، خاندان فاطمی کا روشن چراغ حضرت علامہ سید شاہ محمد اظہار اشرف اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اس دار فانی سے روپوش ہوگئے۔ یہ خبر سنتے ہی پورا جامعہ حسرت وافسوس میں ڈوب گیا۔ طلبہ واساتذہ سب کی آنکھیں اس مسیحائے نفس کے غم میں اشکبار ہوگئیں۔ ایصال ثواب کے لئے تلاوت قرآن خوانی کا ایک طویل سلسلہ شروع ہوا۔ حضرت ممدوح کے تلمیذ رشید مفتی عبد الجبار اشرفی نعیمی کی صدارت میں ایک تعزیتی پروگرام منعقد ہوا۔ جامعہ کے جملہ طلباء واساتذہ اور اطراف وجوانب کے وابستگان سلسلہ اشرفیہ کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔ حافظ عبد الخالق نے قرآن کریم کی تلاوت کی۔ مولانا غلام غوث نے بارگاہ شیخ اعظم میں منقبت کا نذرانہ پیش کیا۔ مفتی عبد الجبار نے اپنی تقریر میں بیان کیا کہ حضرت شیخ اعظم کے انتقال سے پوری دنیائے سنیت سوگوار ہے۔ مولانا خورشید جمال اشرفی نے اپنے بیان میں کہا کہ حضرت شیخ اعظم کی وفات حسرت آیات سے دنیائے سنیت کا عظیم خسارہ ہوا ہے جس کی تلافی ممکن نہیں۔ شیخ اعظم نے جامع اشرف اور مختار اشرف لائبریری کی شکل میں جو زندہ وجاوید کارنامہ انجام دیا ہے اس کی روشنی میں وہ تا قیامت زندہ وتابندہ رہیں گے۔ خدائے تعالیٰ ان کے روضۂ انور پر رحمت ونور کی بارش برسائے اور ان کے پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

مدرسہ سراج المجتبیٰ دارالحفظ پیران پیر پنڈوہ شریف

۲۳فروری۲۰۱۲ءکو جمعرات کی شب قائد ملت حضرت علامہ سید شاہ محمد محمود اشرف اشرفی جیلانی نے فون کے ذریعے مخدوم اشرف مشن اور مدرسہ سراج المجتبیٰ دارالحفظ پیران پیر کو یہ اطلاع دی کہ دنیائے سنیت کا عظیم شاہکار، علم و حکمت کا تاجدار، خانقاہی و درسگاہی علوم وفنون کا عظیم علمبردار حضرت علامہ سید شاہ محمد اظہار اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ اس دارفانی کو الوداع کہہ گئے۔ یہ جانکاہ خبر سنتے ہی مخدوم اشرف مشن پنڈوہ شریف اور مدرسہ سراج المجتبیٰ دارالحفظ پیران پیر پر غم واندوہ کا ایک بادل ٹوٹ پڑا۔ جملہ اسٹاف اور طلبہ کی آنکھوں میں اشک کی آبدار موتی چشم سیال کی طرح بہنے لگی۔ سربراہ مخدوم اشرف مشن حضرت علامہ سید شاہ محمد جلال الدین اشرف اشرفی جیلانی کے حکم سے مفتی عبدالقدوس صاحب مصباحی نے اس دن تعلیم بند رہنے کا اعلان کیا اور قرآن خوانی وایصال ثواب کا ایک لامتناہی سلسلہ چل پڑا۔ تین دنوں تک وقفے وقفے سے یہ سلسلہ چلتا رہا۔ چوتھے دن یعنی ۲۶فروری بعد نماز مغرب اس مسیحائے نفس کے غم میں ایک تعزیتی اجتماع منعقد ہوا۔ طلبائے مخدوم اشرف مشن اور سراج المجتبیٰ دارالحفظ نے اپنے ممدوح کی بارگاہ میں خراج عقیدت کا نذرانہ منقبت کی سوغات میں پیش کیا۔ مفتی عبدالقدوس صاحب مصباحی نے شیخ اعظم کا آنکھوں دیکھا حال بیان فرمایا اور آپ کے اخلاق وکردار کو اسلاف کا نمونہ اور دینی وملی خدمات کو اشرفیت کا روشن منارہ قرار دیا۔ آخر میں تعزیت کی یہ مجلس صلوٰۃ وسلام اور پس ماندگان شیخ اعظم کی صبر جمیل کی دعا پر اختتام پذیر ہوئی۔

مدرسہ حمیدیہ بالو گنج، کٹیہار، بہار

۲۳فروری کو علم وحکمت کا درخشندہ آفتاب، تاجدار سنیت، بوستان اشرفیت کا مہکتا ہوا پھول اس دارفانی سے راہی ملک عدم ہوا۔ افسوس صد افسوس عالم اسلام اس مسیحائے نفس کی ہدایت سے محروم ہو گیا۔

۲۴فروری کو اس پیشوائے سنیت کے ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی کی گئی۔ پھر اس جان عالم کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے ایک تعزیتی بزم ہوئی۔ حافظ صغیر الدین اشرفی نے قرآن کریم کی تلاوت کی۔ محمد غلام سرور نے نعت پڑھی۔ مولانا منور حسین اشرفی نے اس پیر ہدیٰ اور روشن ضمیر ہستی کی بارگاہ میں منقبت کا نذرانہ پیش کیا۔ مولانا معین الدین اشرفی نے شیخ اعظم کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ ممدوح زندگی بھر طالبان شریعت وطریقت کو عشق ومحبت کا جام پلایا اور بے شمار تاریک دلوں کو نور ایمان وعشق رسول سے سرشار کیا۔ آخر میں صلوٰۃ و سلام اور انہیں کی دعا پر بزم کا اختتام ہوا۔

مدرسہ اظہار العلوم اولیاء ہند بڑا قبرستان راج محل، جھاڑ کھنڈ

گلستان سنیت، بوستان علم وفضل حضرت علامہ سید شاہ محمد اظہار اشرف اشرفی جیلانی کی وفات حسرت آیات سے پورا عالم غمزدہ ہے۔

۲۴فروری کو جامعہ ہذا میں اس پیر ہدیٰ اور روشن ضمیر ہستی کی یاد میں ایک تعزیتی جلسہ منعقد ہوا۔حافظ شمیم کی تلاوت سے جلسہ کا آغاز ہوا۔محمد رضاء الرحمن نے بارگاہ شیخ اعظم میں منقبت کی سوغات پیش کی ۔حافظ نثار احمد اشرفی نے اپنے بیان میں کہا کہ حضرت شیخ اعظم نے اپنی جیتی و جاگتی زندگی میں خانقاہی و درسگاہی فلک بوس عمارتوں کو پائے تکمیل تک پہونچا کر ایک عظیم کارنامہ انجام دیا اور خانقاہ و درسگاہ کے پرانے رشتہ کی احیاء فرمائی ۔خدائے تعالیٰ اس روشن ضمیر ہستی کی تربت کو انوار رحمت سے بھر دے اور جنت الفردوس کے پھولوں سے معطر کر دے ۔پھر صلوٰۃ وسلام اور حافظ عبد الحفیظ اشرفی علائی کی دعاء پر یہ تعزیتی جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

(رپورٹ)مولانا ذاکر حسین اشرفی جامعی استاذ مخدوم اشرف مشن پنڈوہ شریف

مدرسہ تعلیم الاسلام بنارس میں تعزیتی اجلاس

جانشینِ مخدوم اشرف، بانی جامع اشرف ومختار اشرف لائبریری، علامہ مفتی سید محمد اظہار اشرف اشرفی جیلانی کے سانحۂ ارتحال پر تنظیم احباب اہل سنت امیا منڈی بنارس کی طرف سے ایک تعزیتی اجلاس بصدارت مولانا مشتاق احمد اشرفی ۲۶ فروری بروز اتوار بعد نماز ظہر بمقام مدرسہ تعلیم الاسلام بنارس منعقد ہوا، شرکائے اجلاس ممتاز احمد، بدر عالم اشرفی، عبد الحمید قادری، جمال احمد، مختار احمد سراجی، وغیرہ نے شیخ اعظم کے کارناموں کا ذکر کرتے ہوئے اپنے خیالات کا اظہار کیا ۔مولانا مشتاق احمد اشرفی ناظم اعلیٰ مدرسہ تعلیم الاسلام موسس وسرپرست تنظیم احباب اہل سنت نے سیرت شیخ اعظم پر مفصل روشنی ڈالی اور کہا وہ ایک متقی اور پرہیز گار انسان تھے،خوفِ خدا اور عشق رسول ان کا طرۂ امتیاز تھا ایک جیّد عالم دین اور مرشد کامل ہونے کی وجہ سے ان کی ساری زندگی دعوت وتبلیغ کے لئے وقف تھی، مسجد اعلیٰ حضرت اشرفی کی بنیاد، عظیم اسلامی مدرسہ جامع اشرف کا قیام، منفرد لائبریری مختار اشرف کی تاسیس ان کی عظیم اور لاثانی یادگار ہے۔

دعاء ہے کہ مولاتعالیٰ ان کی خدمات کو قبول فرمائے اور غریق رحمت فرما کر اعلیٰ علیّین میں جگہ مرحمت فرمائے۔آمین۔

تعزیتی میٹنگ کی یہ روداد اردو روز نامچہ انقلاب وارانسی مجریہ ۲۸ فروری بروز منگل شائع ہوئی۔

(رپورٹ) مولانا مشتاق احمد اشرفی، بنارس

کٹیہار میں تعزیتی اجلاس

علم وفضل وتقویٰ وطہارت کے جبل شامخ ناشر مسلک اہلسنت و جماعت نقیب سلسلۂ عالیہ اشرفیہ ہادی گمگشتگان راہ جانشین غوث العالم فرزند غوث الوریٰ شیخ اعظم سیدنا وسندنا حضرت سید اظہار اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ کا وصال پر ملال قوم وملت کے لئے نا قابل تلافی نقصان ہے۔حضرت کے انتقال پر ملال پر آشیانہ بہار الدین اشرفی، دھن گاؤں چوکی ہری پور، کٹیہار بہار میں قرآن خوانی ہوئی اور آپ کی روح پرفتوح کو ایصال ثواب کیا گیا۔

رب تعالیٰ آپ کی تربت اقدس کو انوار وتجلیات کی آماجگاہ بنائے۔رپورٹ) محمد جمشید عالم اشرفی، دھن گاؤں

شیخ اعظم مختلف مجلات کے حوالے سے

خانوادۂ اشرفیہ کے فرزند جلیل کی آمدکراچی میں

صاحبزادہ سید محمد اشرف جیلانی

صدر شریعت بدر طریقت ماہتاب اشرفیت حضرت ابوالمسعو دشاہ سید محمد مختار اشرف الاشرفی الجیلانی سجادہ نشین آستانہ عالیہ اشرفیہ سرکارکلاں کے فرزند اکبراور ولی عہد حضرت علامہ ابوالمحمود سید محمد اظہار اشرفی اشرفی جیلانی آج کل پاکستان کے دورے پر کراچی تشریف لائے ہوئے ہیں۔سرزمین بھارت میں یوپی کے ضلع فیض آباد میں ایک باعظمت اور متبرک مقام کچھوچھہ شریف کو جو مقام حاصل ہے اس سے اہل نظر پوری طرح باخبر ہیں۔آپ اسی خانوادۂ اشرفیہ کے چشم و چراغ ہیں اور صحیح معنوں میں اپنے والد محترم کے جانشین ہیں۔آپ عالم وفاضل ہونے کے علاوہ بے مثل مقرر بھی ہیں آپ کا انداز تقریر مدلل ومؤثر اور دل موہ لینے والا ہوتا ہے۔علوم جدید وعلوم قدیم پر ماہرانہ دسترس ہے۔آپ رہبر شریعت بھی ہیں اور راہنمائے طریقت بھی آپ نے اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنی خداداد صلاحیتوں سے کام لے کر سلسلہ اشرفیہ کے فروغ اور تعلیمات اسلامی کی تشہیر میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔چنانچہ اسی سلسلہ کی ایک کڑی کچھوچھہ شریف میں جامع اشرف کا قیام ہے جو کہ کئی سال پہلے عمل میں آچکا ہے اور آپ ہی کے زیر انتظام واہتمام تکمیل کے مراحل طے کر رہا ہے۔بلاشبہ یہ دین حق مسلک حق اہل سنت کی خدمت ہے اور حضرت مخدوم سمنانی کے مشن کو آگے بڑھانا ہے۔سلسلہ اشرفیہ سے تعلق رکھنے والے ہزاروں لاکھوں مریدین ومعتقدین کو آپ کی ذات سے بے شمار امیدیں وابستہ ہیں کیوں کہ آپ صاحب علم،ذی فہم،باعمل متحرک اور جذبۂ صادق رکھنے والی ایک ہمہ صفت موصوف شخصیت ہیں اور انشاءاللہ مستقبل میں آپ کے مبارک ہاتھوں روحانیت اور سلسلہ اشرفیہ کو فروغ حاصل ہوگا۔مختصر یہ کہ حضرت قبلہ سراپا محبت وشفقت ہیں۔نورانی چہرہ شریعت وطریقت کا مظہر پیر طریقت،صوفی باصفا،عالم باعمل اور مرشد کامل ہیں قابل فخر وقابل تقلید شخصیت کے مالک ہیں۔

ہماری دعاء ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ خانوادۂ اشرفیہ کے اس روشن چراغ کو ہمیشہ فروزاں رکھے اور ان کے ذریعہ فیض جہانگیری کو جاری وساری رکھے۔(آمین بجاہ سید المرسلین علی التحیۃ والتسلیم)

(ماہنامہ الاشرف کراچی دسمبر ۱۹۸۵)

آل انڈیا الجمعیۃ الاشرفیہ کی شاخ کا قیام

شاہد رضا اشرفی، بی ایس سی ناظم نشر واشاعت

آج مؤرخہ ۲۲ جولائی ۱۹۷۲ء جامعہ نعیمیہ مرادآباد میں الجمعیۃ الاشرفیہ کچھوچھہ مقدسہ کی مرادآباد شاخ کے قیام کے سلسلہ میں ایک تنظیمی میٹنگ ہوئی جس کی صدارت حضرت مولانا الحاج شاہ سید محمد اظہار اشرف صاحب دامت فیوضہم القدسیہ نے فرمائی۔ جامعہ کے دارالحدیث میں مرادآباد شہر کے ایک نمائندہ اجتماع کی موجودگی میں میٹنگ کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور نعت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا۔ اس کے بعد تنظیم واتحاد کی اہمیت کے موضوع پر بولتے ہوئے حضرت مولانا سید محمد اظہار اشرف صاحب کلیم جیلانی (بی، اے) مدرس جامعہ نے فرمایا کہ دنیا کی ہر قوم نے اتحاد و یک جہتی کے بل بوتے پر عظمت ووقار کی دولت کو اپنایا ہے اور تنظیم واتفاق ہی وہ جذبہ ہے جو کسی بھی قوم کو عروج وارتقاء سے ہمکنار کرسکتا ہے۔ وہ جرمنی جو ۵۵ ریاستوں میں منتشر تھا لیکن جب یہ ساری ریاستیں متحد ہو گئیں تو تنظیم کی جادوگری نے جرمن قوم میں ایک ایسے ڈکٹیٹر کو جنم دیا جس کی قوت ارادی اور فیصلوں کے استحکام سے سارا یورپ لرز اُٹھا۔ مولانا موصوف نے تنظیمی صلاحیتوں کا تقابلی جائزہ پیش فرماتے ہوئے بتایا۔ کہ وہ ساری تنظیمیں جسے غور وفکر کے انسانی تقاضوں نے مرتب کیا تھا۔ جذبۂ جاودانی سے یکسر خالی تھیں لیکن سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اجتماعیت کا وہ لازوال خاکہ پیش فرمایا جس نے عرب کے ان قبیلوں میں جو آپس میں برسر پیکار رہتے تھے۔ جنگ وجدال جن کی زندگی کا بہترین مشغلہ تھا۔ اتحاد واتفاق کی ایسی لہر دوڑا دی جس کے بعد انفرادیت وعلاحدگی پسند جذبات نے دم توڑ دیا اور دنیا کی جنگ جو قوم کے سینوں میں اخوت کو طوفان شوق برپا ہوگیا۔ جس کا اعتراف دنیا کے نامور مؤرخین نے کیا ہے ''**الجمعیۃ الاشرفیہ**'' جس نہج پر قوم مسلم کو منظم کرنا چاہتی ہے اس طریقۂ تنظیم کی فکری قیادت بھی آلِ رسول کر رہی ہے۔ تنظیم کا جو تصور رسول محترم کا گھرانا پیش کر رہا ہے وہ بھی بقاودوام خلوص و بے لوثی کا وہی جذبہ رکھتا ہے جس میں سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابانی موجود ہیں۔

تنظیم واتحاد کی ضرورت کا اظہار جس پیرایہ میں حضرت موصوف نے فرمایا اس سے سامعین پر ایک ولولہ پیدا ہوگیا سارا مجمع ہمہ تن گوش تھا اور تنظیم کے اغراض ومقاصد جاننے کے لئے بیتاب تھا۔ مولانا سید محمد اشرف صاحب کلیم جیلانی کی تعارفی تقریر کے بعد مخدوم محترم حضرت مولانا سید اظہار اشرف صاحب مدظلہٗ جنرل سکریٹری آل انڈیا الجمعیۃ الاشرفیہ نے اپنی مختصر اور جامع تقریر کا آغاز فرماتے ہوئے ''الجمعیۃ الاشرفیہ'' کے قیام کی تاریخ دہرائی اور اس کے احیاء وتجدید کی ضرورتوں پر بڑے مؤثر انداز میں اظہار خیال فرمایا۔ اغراض ومقاصد کا اجمالی خاکہ پیش کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ ''الجمعیۃ الاشرفیہ'' بہت جلد ایک ایسے تحقیقی ادارہ کا قیام چاہتی ہے جس میں قوم مسلم کے باصلاحیت افراد کو دور جدید کے تقاضوں کی روشنی میں تربیت دی جائے اور انہیں انگریزی، فرانسیسی، ودیگر زبانوں کی تعلیم دی جائے۔

ساتھ ساتھ یہ ادارہ فقہ، حدیث، تفسیر، تبلیغ اور دیگر اسلامی عنوانات پر دو سال کا ایک تحقیقی نصاب بھی مرتب کر رہا ہے جس کی اسٹڈی (Study) کے بعد ہماری جماعت کے افراد میں محققین و مفکرین کا ایک گروپ پیدا ہو جائے گا۔ جس کی موجودہ ضرورت واہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا ہے۔ حضرت موصوف نے واضح طور پر اعلان فرمایا کہ اس تنظیم کا سیاست سے کوئی تعلق نہیں۔ لیکن مسلمانوں کی معاشی، اقتصادی اور مذہبی مسائل کو حل کرنے میں ''الجمعیۃ الاشرفیۃ'' پوری مدد کرے گی اور ہندوستان گیر پیمانہ پر قوم مسلم کی جائز دشواریوں کو دور کرنے کی خاطر ہر قانونی قدم اٹھائے گی۔

آپ نے فرمایا کہ ابھی تنظیم کا کام جاری ہے تنظیم کے مکمل ہونے پر ''الجمعیۃ الاشرفیۃ'' کی جنرل اسمبلی کا قیام عمل میں آئے گا۔ جس میں ملک کے باصلاحیت افراد کو نمائندگی دی جائے گی۔ قوم کے یہ بیدار مغز مفکرین ہر ایسے مسئلہ کو حل کرنے میں حصہ لیں گے جس کا تعلق ہمارے ہمہ گیر مفادات سے ہوگا۔

خانوادۂ اشرفیت کے چشم و چراغ کی زبان گوہر طراز سے ''الجمعیۃ الاشرفیۃ'' کی پالیسی و پروگرام کو سن کر سامعین پر فرحت وانبساط کی ایک جیتی جاگتی کیفیت طاری ہوگئی۔ کیوں کہ حضور کی تقریر کا ایک ایک لفظ پیغام عمل اور ضابطے حیات کی تعبیروں سے لبریز تھا۔ تقریر کے اختتام پر ''الجمعیۃ الاشرفیۃ'' مرادآباد کا انتخاب عمل میں آیا اور مندرجہ ذیل حضرات مختلف عہدوں کے لئے منتخب کئے گئے۔

حضرت علامہ مفتی محمد حبیب اللہ صاحب نعیمی اشرفی شیخ الحدیث جامعہ نعیمیہ (صدر) حاجی محمد سلیم اللہ صاحب اشرفی (نائب صدر) سردار حسین صاحب (نائب صدر) مولانا سید محمد اشرف کلیم صاحب جیلانی بی، اے، (سکریٹری) مولانا حافظ وقاری ابوالفتح صاحب اشرفی (جوائنٹ سکریٹری) قاصد علی خاں صاحب اشرفی (جوائنٹ سکریٹری) حافظ فیاض الحق اشرفی (آرگنائزر) جناب عبدالحفیظ اشرفی (جوائنٹ آرگنائزر) جناب اشتیاق حسین صاحب اشرفی (جوائنٹ آرگنائزر) حاجی وحید احمد صاحب اشرفی (محاسب) جناب حامد حسین صاحب اشرفی (خازن)

(ماہنامہ المیز ان ستمبر ۱۹۷۲ء)

شہزادۂ اشرفی

مولانا انوار احمد نظامی علیہ الرحمہ، ایڈیٹر پاسبان الہ باد

مولانا سید اظہار اشرف ولی عہد آستانۂ سرکار کلاں کچھوچھہ مقدسہ، آپ اولاد غوث اعظم ہیں اور خانوادۂ اشرفی کے روشن چراغ، آپ کو دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور سے سند فراغت ہے، حسن سیرت کے ساتھ حسن صورت میں تو خود اپنی مثال ہیں۔ اب سے پہلے جامعہ نعیمیہ مرادآباد میں اعزازی مدرس تھے۔ ہند و پاک میں لاکھوں مریدین آپ کے دامن سے وابستہ ہیں۔ آپ کی تقریر عشق رسول اور عظمت اولیاء سے بھرپور ہوتی ہے۔ انتہائی کامیاب اور اونچے مقرر ہیں۔ آپ کے چہرہ مہرے سے سیادت کا رعب وداب ٹپکتا ہے اور پیشانی سے عرفان و معرفت کی شعائیں پھوٹتی ہیں، بس ایک تصویر ہیں دیکھتے رہیے۔ (ماہنامہ پاسبان الہ آباد مئی ۱۹۶۳ء)

بارگاہ
شیخ اعظم
میں منظوم
خراج عقیدت

تهـــــنیت

به تقریبِ سعید دستار بندی وسجاده نشینی
مولانا سید شاہ محمود اشرف اشرفی جیلانی زید مجدہٗ
آستانہ عالیہ اشرفیہ حسنیہ سرکارِ کلاں کچھوچھہ شریف (یوپی)

سید شاہ محمد طلحہ رضوی چشتی نظامی برقؔ دانا پوری

اے کچھوچھہ ترُا سلطان مبارک باشد
جانشین شہ سمناں مبارک باشد

شاہ محمود جواں بخت وخجستہ پیکر
شانِ شہزادۂ شاہان مبارک باشد

حامل سلسلۂ اشرفی الجیلانی
صاحبِ دانش وعرفان مبارک باشد

پورِ آں سید ابو احمد قطب دوراں
وارث عظمتِ قرآن مبارک باشد

زیبِ سجادۂ شاہ اشرف وسرکارِ کلاں
خَلَفِ صالحِ ذیشان مبارک باشد

تاج ودستار وکمر بند وکلاہ و خرقہ
جلوۂ سورۂ رحمٰن مبارک باشد

یا الٰہی زِرہِ لطف وعنایت وکرم
ساعتِ سعد بہ ہر آن مبارک باشد

صدقۂ پنجتنِ پاک وطفیلِ خواجہ
حرمتِ سایۂ دامان مبارک باشد

بہر آنان کہ اسیرانِ نظامی ہستند
خوشبوئے زلفِ پریشان مبارک باشد

تابش مہر وضیاے مہ آئینہ ہند
بر دل خانہ ویران مبارک باشد

از پئے خواجہ علاء الحق پنڈوی یارب
شوکت وشانِ غلامان مبارک باشد

شود از رحمتِ حق تربتِ شیخ اعظم
غیرتِ روضۂ رضوان مبارک باشد

می زند دل بفراق تو ہمیں نعرۂ ہُو
یا علی یا شہِ مردان مبارک باشد

می خورند جن وپری لنگرِ سلطان اشرف
برکاتِ نمک ونان مبارک باشد

منبعِ فیضِ شریعت وطریقت، اللہ
خانقہ، مدرسہ، ایوان مبارک باشد

اہلِ دل بسکہ شنیدند وتو اجُد کردند
نغمہ برقِ خوش الحان مبارک باشد

قطعہ تاریخ

بہ سانحۂ ارتحال شیخ طریقت حضرت سید شاہ محمد اظہار اشرف اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کچھوچھہ شریف

سید شاہ محمد طلحہ رضوی چشتی نظامی برقؔ داناپوری

حیف در چشم اشرفیاں را جہاں تاریک شد — نیّر شرع وطریقت چوں رخ تاباں نہفت
آمد ایں ضرب مشیت بر قلوب ناتواں — بخت بیدار صفا کیشان یک لمحہ بخفت
خواست رب چوں عبد خاص اکنوں شود واصل بحق — لؤلؤئے شہوار را دست اجل برجستہ سفت
نوحہ آسامی سر آید در چمن باد بہار — ایں نمط کم غنچہ اندر گلشن سمناں شگفت
مجمع اوصافِ گوناگونِ جسم وروح بود — در معاصر بے نظیر و ثانی و مانند وجفت
داخل خلد بریں شد ہم چوں مقبول الٰہ — راہ جنت قدسیاں از جا روئے مژگاں برفت
برقؔ افسردہ مرا ہاتف پئے سال وصال — ''سید اظہار آہ اے قطب الموالی آہ'' گفت

۱۴۳۳

ڈاکٹر سید اقتدا حسین عامر ادیبی مکن پوری

قطعہ

اظہار اشرف کہ جس کو قوم کا غم خوار کہتے ہیں — نظام علم و حکمت کا جسے معمار کہتے ہیں
زمانے کو وہ ایک ایسا ادارہ دے گیا جس کو — زمیں سے آسماں تک علم کا مینار کہتے ہیں

منقبت درشان شیخ اعظم الرحمتہ و الرضوان

پروفیسر ڈاکٹر محمد بدرالدین شبنم، سابق صدر شعبۂ اردو بھاگلپور یونیورسٹی بھاگلپور (بہار)

باطن میں جلوہ ریز ہے تصویر آپ کی
آنکھوں میں ہے بسی ہوئی تنویر آپ کی

میں راہ مستقیم پہ چلتا رہونگا بس
باقی رہے گی قلب میں تاثیر آپ کی

طوفان کرب و غم اٹھا صحرائے زیست میں
لیکن نہیں مٹی کبھی تحریر آپ کی

قسمت ہماری آپ نے چمکائی ہے مگر
اللہ نے بنائی ہے تقدیر آپ کی

کیسے ہو تذکرہ سرِ محفل پتہ نہیں
کتنی ہے میرے قلب میں توقیر آپ کی

کیسے ہو تذکرہ سرِ محفل پتہ نہیں
کتنی ہے میرے قلب میں توقیر آپ کی

باطل کبھی مقابلہ کر ہی نہیں سکا
قران بن گیا تھا جو شمشیر آپ کی

کوئی مرید بھول نہ پائیگا عمر بھر
ہوتی رہے گی بزم میں تذکیر آپ کی

پرواز کر گئی قفس عنصری سے روح
لیکن ہر ایک سمت ہے تشہیر آپ کی

بیمار کو شفا ملی فیضان چشم سے
کتنی حیات بخش ہے اکسیر آپ کی

سر کو جھکا دیا تھا سلاطین وقت نے
ہرگز نہ کر سکا کوئی تنکیر آپ کی

شبنم بھی آپ سے کبھی غافل نہ ہو سکا
کرتا رہا ہے برملا تذکیر آپ کی

حضرت شیخ اعظم کے فاتحہ سوم کے

موقع پر منظوم خراج عقیدت

—غلام جیلانی اشرفی، ماچھی پور، بھاگلپور

ڈھونڈتی ہیں سب نگاہیں شیخ اعظم ہیں کہاں　　بات کیا ہے وہ نظر آتے نہیں دیکھو یہاں

سب کے چہروں پر ہے چھائی آج کیوں مایوسیاں　　ضربِ غم سے خونِ دل دیکھو ہے آنکھوں سے رواں

گلشنِ اشرف میں دیکھو چھائی ہے افسردگی　　کس کے غم میں کر رہی ہیں بلبلیں آہ و فغاں

وہ چراغِ اشرفیت جس سے روشن تھا جہاں　　لگتا ہے دست اجل نے کردیا گل، ناگہاں

چھوڑ کر محمود اشرف کو وہ اپنا جانشیں　　اس جہانِ فانی سے وہ چل بسے سوئے جناں

اب کہاں جائیں غم و آلام کے مارے بتا　　کون سمجھے گا بتاؤ بن کہے دردِ نہاں

جامع اشرف کے در و دیوار بھی ہیں سرنگوں　　یاد کرکے شیخ اعظم کی بڑی قربانیاں

رکھ کے نام اظہار اشرف عرض کیا سرکار سے　　ہو کرم فرزند پر اے تاجدارِ دو جہاں

شیخ اعظم سے ہوا اظہارِ اشرف ہر جگہ　　ہر جا آئے گا نظر، اشرف کا ہی نام و نشاں

شیخ اعظم کی خطابت میں ہمیشہ دیکھا ہے　　چھایا رہتا احمد اشرف پیر کا زورِ بیاں

خانقاہ و جامع اشرف کی ترقی دیکھ کر　　ان پہ کرتے تھے ہمیشہ ناز سرکارِ کلاں

ہاتھ پھیلایا تو خواجہ کے درِ پُر نور پر　　جامع اشرف کے لئے تھی اک عجب شانِ غنا

گوش بر آواز ہوجا آرہی ہے یہ صدا　　غم نہ کرنا مل گئی ہے اب حیاتِ جاوداں

ہے شریکِ غم جیلانؔی مرضی رب تھی یہی

سب کو جانا ہے یہاں سے دنیا ہے دارِ فنا

منظوم نذر عقیدت بعنوان اظہار حقیقت

در زبان فارسی

——غلام جیلانی اشرفی، ماچھی پور، بھاگلپور

سیدی اظہار اشرف صاحبِ عالی مقام ذاتِ عالی مرتبش بود لائقِ صد احترام

ابنِ مخدوم المشائخ حضرت مختار بود جانشینِ شاہ سمناں عالم ذی احتشام

احمد اشرف جدِّ او بود یک خطیبِ بے مثال ذکرِ نامش می شود در جامع اشرف صبح و شام

داشت نامش در مدینہ اعلیٰ حضرت اشرفی او شبیہ غوث جیلاں پیر علمائے عظام

کرد روشن شمعِ اشرف در ہمہ اطراف او در رہِ تبلیغ جہد او را می گویم سلام

خانقاہِ اشرفی را او رسانیدہ بہ کمال جامع اشرف را بنا کردہ بہ تزک و احتشام

جامع اشرف یک چراغِ علم و دانش در جہاں ثبت خواہد ماند در تاریخ نامِ او مدام

قامت زیبا را دیدہ سرو گلشن خجل شد چوں گذشت از گلستاں او گاہی با ناز وخرام

عارف راہ حقیقت مرشد عالی حشم رہبرِ گم کردہ منزل معین ہر غلام

مرجع دانشوراں در بزمِ علم و آگہی او خطیبِ دلنواز و شاعرِ شیریں کلام

عشقِ خواجہ در رگ و پے او سرایت کردہ بود ناز می کرد بر عطائے خواجہ اجمیری مدام

جملہ اولاد و مریداں در غمِ او اشکبار بر مزارش رحمتِ رب جاری باشد صبح و شام

از وصالِ او جیلانی عہدِ زریں ختم شد

چہ بگوئی چہ نویسی اکنوں قصہ شد تمام

گلہائے عقیدت

بہ بارگاہ حضرت صاحب الفضیلۃ السید اظہار اشرف سجادہ نشیں خانقاہ اشرفیہ کچھوچھہ شریف علیہ الرحمۃ والرضوان

مفتی محمد قاسم ابراہیمی خادمؔ، پٹنہ

اے گلِ گلزارِ خوبی رونقِ باغ و چمن سیّدی اظہار اشرف حامیِ اہلِ سنن
اے گلِ گلزارِ محبوبی و حسنِ جانفروز از رخت پیدا جمال وجلوۂ شاہِ زمن
اے گلِ سر سبزِ باغِ مصطفےٰ بویت جدا از تمامی غنچۂ و گلہائے ایں باغ و چمن
اے رخت آئینۂ خوبانِ مخدومِ جہاں ذاتِ پاکت از عطائے خاصِ ربِّ ذوالمنن
تو بہارِ باغِ ماہستی و ہم جانانِ ما از وجودت گلشنِ باغِ جناں باغِ وطن
نورِ عینِ فاطمہ زہرا و دلبندِ علی تو بصورت گر حسینی در بصیرت تو حسن
خانقاہِ اشرفیہ را تو روشن ساختی از نواہائے سحر گاہی و علم و فکر و فن
از فروغِ جامعہ اشرف گل وگلزار شد دامنِ ہر دشت وصحرا وادی و کوہ و دمن
خادمؔ خستہ فتادہ بر درت امیدوار
گوشۂ چشمے بما اے سروِ باغِ پنجتن

منقبت

محمد شعیب اختر تابش مصباحی مداری

بہت اونچا ہے پرچم حضرت اظہار اشرف کا لقب ہے شیخ اعظم حضرت اظہار اشرف کا
نچھاور اس کے قدموں پہ جہاں کی ہر خوشی ہوگی میسر ہے جسے غم حضرت اظہار اشرف کا
کسی عالم میں بھی غافل نہ ہو نا رب کی یادوں سے نظر میں ہے وہ عالم حضرت اظہار اشرف کا
گلابوں کی طرح لگنے لگے ہیں زخم دل تابش ملا جب سے ہے مرہم حضرت اظہار اشرف کا

در شان شیخ اعظم پیر طریقت علامہ شاہ
سید اظہار اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ

وصالؔ اعظمی

علم وفن کے گلستاں تھے شیخ اعظم اشرفی
تم زمیں پر آسماں تھے شیخ اعظم اشرفی

تیرے جانے سے ہماری محفلیں سونی ہوئیں
بزم کے روح رواں تھے شیخ اعظم اشرفی

بول اٹھے اہل عقیدت دیکھ کر صورت تیری
عکس سرکار کلاں تھے شیخ اعظم اشرفی

اہل مجلس جھومتے تھے تیری ہر اک بات پر
کس قدر شیریں بیاں تھے شیخ اعظم اشرفی

علیٰ حضرت اشرفی کی شان تھی ذات کریم
عشق نبی کے نشان تھے شیخ اعظم اشرفی

حضور شیخ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے
سانحۂ ارتحال پر دلی تأثرات

عاشق شاہ ہدیٰ جاتا رہا
واصف غوث الوریٰ جاتا رہا

واعظ وعالم ، سخنور باکمال
پیر کامل باخدا جاتا رہا

مظہر مختار اشرف ذات پاک
پیکر صدق وصفا جاتا رہا

کون سلجھائے گا سب کی گتھیاں
آہ ! وہ عقدہ کشا جاتا رہا

آبروئے سنیت تھی جن کی ذات
پارسا ، حق آشنا جاتا رہا

رہنما تھا جن کا نقش پاوصالؔ
شیخ ملت باوفا جاتا رہا

منقبت مخدوم العلماء

بہ بارگاہ حضرت صاحب الفضیلۃ السید اظہار اشرف سجادہ نشیں خانقاہ اشرفیہ کچھوچھہ شریف علیہ الرحمۃ والرضوان

الحاج مفتی محمد سلیم خاں صاحب نوری، بانی جامعہ غازیہ رسایہ خاں پور ضلع پیلی بھیت (یوپی)

علی و فاطمہ زہرا کے پیارے شیخ اعظم ہیں — شہ بغداد کی آنکھوں کے تارے شیخ اعظم ہیں
حسن کے اور حسین پاک کے اظہار ہیں مظہر — جناب غوث اعظم کے نظارے شیخ اعظم ہیں
تمہاری خسروی تم کو مبارک ہو جہاں والو — ہمارے واسطے کافی ہمارے شیخ اعظم ہیں
نہ کیوں ان کی نگاہ لطف سے مجرم سنور جائیں — شہ مختار اشرف کے سنوارے شیخ اعظم ہیں
کہا میں نے بتاؤ کس پہ تقویٰ ناز کرتا ہے — تو اہل علم ودانش سب کے سب پکارے شیخ اعظم ہیں
ڈوبو سکتی نہیں کشتی کو میری موج طوفاں کی — بھنور میں میری کشتی کے کنارے شیخ اعظم ہیں
چلو در پہ سلیم بے نوا اظہار اشرف کے — سنا ہے بے سہاروں کے سہارے شیخ اعظم ہیں

☆☆☆☆☆

جوش جنون بڑھ گیا دیکھئے انتظار میں

نتیجۂ فکر: مولانا محمد ارشد نظامی اشرفی ممبئی

جوش جنون بڑھ گیا دیکھئے انتظار میں ! ! ! — کیسے قرار آئے گا اس روح بے قرار میں
نہ جانے کیا ہوا دل کو مرے جو بے نیاز ہے — تن یہ جہاں کہیں رہے دل ہے دیار یار میں
نیکی خطا جزا سزا میری سمجھ میں آئے نا — میخوار جب سے ہو گیا میخانۂ مختار میں
ان کی نگاہ خاص نے دیوانہ مجھ کو کر دیا — مجھ پر نگاہ یار ہے میں ہوں نگاہ یار میں
دنیا وآخرت مری ان کے حوالے ہوگئی — جب سے ہوا ہوں اشرفی میں دامن اظہار میں
میں تو نہ پارسا رہا نہ پارسائی سے غرض — اک ورد نام یار ہے کھویا ہوں اس کے پیار میں
بارگاہ اشرفی میں جب نظامؔی آگیا — دنیا سے بے رخ ہوگیا رہتا ہے دنیادار میں

منقبت

به بارگاہ حضرت صاحب الفضیلۃ السید اظہار اشرف سجادہ نشیں خانقاہ اشرفیہ
کچھوچھہ شریف علیہ الرحمۃ والرضوان

مصباح مداری، مکن پوری

بیاں ہو پائے کیسے مرتبہ اظہار اشرف کا نبی اظہار اشرف کے خدا اظہار اشرف کا
کبھی چھوڑا نہ رب کی بندگی کا کوئی بھی گوشہ کوئی دیکھے تو انداز وفا اظہار اشرف کا
ہمیں خود آگے بڑھ کر منزلیں آواز دیتی ہیں ہمارے سامنے ہے راستہ اظہار اشرف کا
جہاں میں علم سے بڑھ کر نہیں ہے کوئی بھی دولت یہ دیتا ہے صدائیں جامعہ اظہار اشرف کا
رضائے رب کی خاطر جس نے ٹھکرایا حکومت کو اسی مخدوم سے ہے سلسلہ اظہار اشرف کا
بتاؤ ان کی عظمت کا لگے گا کیسے اندازہ شہنشاہوں سے بہتر ہے گدا اظہار اشرف کا
عطا ہو جائے اس کو سید سمنان کا صدقہ کہ ہے مصباؔح بھی مدحت سرا اظہار اشرف کا

قطعۂ تاریخ وفات

مثل سورج کے تم دیکھنا جگمگائے گا اس کا نصیب
دل سے رکھے گا مصباؔح جو قبر اظہار اشرف حبیب

۲۰۱۲ء

دور تک ملتی نہیں مثالِ شیخ اعظم

مولانا محمد اظہار عالم اشرفی
بانی وسکریٹری اشرفی ایجوکیشنل فاؤنڈیشن، پٹنہ، اشرفی باغ، حوراحجرا، بارسوئی، کٹیہار

آتا رہتا ہے شب و روز خیالِ شیخ اعظم
ہے تصور کی نگاہوں میں جمالِ شیخ اعظم

ان کے ایثار و خدمات کا مشکل ہے احاطہ کرنا
لانا تحریر میں بہت مشکل ہے کمالِ شیخ اعظم

ان کا اندازِ بیاں اور ان کے تکلّم کی ادا
ڈھونڈ کر لانا ہے دشوار مثال شیخ اعظم

کیسے عزیزوں پر عنایت کی نظر کی جائے
ہم کو سکھاتی ہے یہ بوئے خصالِ شیخ اعظم

حضور سرکارِ کلاں نے دے کر اکرام و اعزاز
کردیا اونچا بہت جاہ و جلالِ شیخ اعظم

ذہن بیدار، جگر شاد، عشق کامل و اکمل
شفقت وعنایت سے پُر مقالِ شیخ اعظم

ایک عالم کو ہے افسوس تیری رحلت کا
کچھوچھہ کو نہیں صرف ملالِ شیخ اعظم

خوبصورت، نیک سیرت، خوش خصال
دور تک ملتی نہیں مثال ِ شیخ اعظم

خانقاہ و مسجد مدرسہ و منبر سوگوار
سونا سونا ہوگیا اب دیارِ شیخ اعظم

اے اشرفیؔ دیکھ ذرا چشمِ احباب کا فسوں
کر گیا کس طرح نمناک وصالِ شیخ اعظم

کیجئے چشم کرم یا شیخ اعظم مدد

مفتی محمد عنایت اللہ اشرفی مصباحی، صدر شعبۂ ابراہیمی دارالافتا سرکانہی شریف مظفر پور بہار

کیجئے چشم کرم یا شیخ اعظم المدد	مجھ پہ ٹوٹا کوہِ غم یا شیخ اعظم المدد
ناؤ ڈگمگ دور ساحل زور پر طوفان ہے	کیسے اتریں پار ہم یا شیخ اعظم المدد
بے سہارا جان کر ٹھکرا دیا سب نے مجھے	من کجا جز تو روم یا شیخ اعظم المدد
بگڑیاں دست ولایت سے بنا دی آپ نے	جب پکارا ہو کہ نم یا شیخ اعظم المدد
غیر سے فریاد کیا آقا تیرے ہوتے ہوئے	دور ہوں رنج والم یا شیخ اعظم المدد
لکھ دے لکھ دے میرے حصے اپنے در کی چاکری	تیرے در پہ نکلے دم یا شیخ اعظم المدد
آپ ہیں فیضان اشرف باغ اشرف کے بہار	دل ربائے غوث اعظم یا شیخ اعظم المدد
ہے میرے سینے میں روشن تیری الفت کا چراغ	ہے وظیفہ دم بدم یا شیخ اعظم المدد
روز محشر میرے مرشد آبرو رکھنا میری	ہیں سگ دربار ہم یا شیخ اعظم المدد
یہ عنایتؔ گر تیرے دیدار کے قابل نہیں	خود ہی دیکھیں کم سے کم یا شیخ اعظم المدد

☆☆☆☆☆

اظہار غم

مفتی محمد عنایت اللہ اشرفی مصباحی، صدر شعبۂ ابراہیمی دارالافتاسرکاہی شریف مظفرپور بہار

فرطِ غم سے دل کی دھڑکن ہچکیاں کھانے لگی   شیخ اعظم کی جدائی دل کو تڑپانے لگی
جب خبر پائی ہوا ہے شیخ اعظم کا وصال   خوں کی صورت میری آنکھیں اشک برسانے لگی
وہ کچھوچھہ کی مقدس سرزمیں روز جمعہ   گود میں نور المشائخ پاکے اترانے لگی
اب کہاں پائے گی دنیا تم سا شیخ بے نظیر   غوث کا چرچا ہوا جب تیری یاد آنے لگی
میری وقعت کیا کہ لکھوں تعزیت سرکار کی   ہے قلم خاموش ، میری فکر شرمانے لگی
کس کا دل روتا نہیں تم سے بچھڑ جانے کے بعد   چوٹ کچھ کھائی ہے ایسی جاں میری جانے لگی
آپ تھے مخدوم سمنانی کے گلشن کی بہار   ہر کلی بن آپ کے شاخوں پہ مرجھانے لگی
کتنا سونا ہوگیا تھا گلشان اشرفی   اصل گھر وہ ذات اقدس جس گھڑی جانے لگی
دل میرا جب سے ہوا اظہار اشرف کا غلام   میری جانب ہر بلا آنے سے کترانے لگی
لرزہ براندام ہے ایوان باطل آج بھی   سن کے نام شیخ اعظم روح تھرانے لگی
بے سہارا مت سمجھنا عاشقو زندہ ہیں یہ   مرقد اطہر سے یہ پیاری صدا آنے لگی
اس عنایتؔ اشرفی نے پائی جب نسبت تیری   اس کی ہستی سربلندی خود بخود پانے لگی

☆☆☆☆☆☆

نور نظر شه جیلاں ہیں شیخ اعظم

مولانا قاسم اشرفی، خادم آستانہ مخدوم اشرف

نور نظر شہ جیلاں ہیں شیخ اعظم
جانشین شہ سمناں ہیں شیخ اعظم

مصطفیٰ، فاطمہ، مولیٰ علی حسنین کے گل
بلکہ ان پانچ کے گلدا ن ہیں شیخ اعظم

رشک کرتی ہے فقیری پہ امیری جیسے
کشور قصر کے سلطان ہیں شیخ اعظم

شان ارشا دو ہدایت خدانے دی ایسی
شان والے کہیں ذیشا ن ہیں شیخ اعظم

اپنے تو اپنے ہیں غیروں نے بھی تسلیم کیا
آپ مخدوم کے فیضا ن ہیں شیخ اعظم

کیا بتاؤں میں تمہیں آپ کی صورت سیرت
حسن کہتا ہے میری جان ہیں شیخ اعظم

ان کے ہر کام کو قاسمؔ تو کرامت لکھنا
وہ بہ ظاہر بس ایک انسان ہیں شیخ اعظم

ضیابار حبیب ذوالمنن اظہار اشرف ہیں

افضال اشرفی، مرادآباد

جہان عشق میں مشک وختن اظہارا شرف ہیں
ضیا با رحبیب ذ والمنن ا ظہا را شرف ہیں

جہاں بھر میں ہزاروں دل معطر کر دیے جس نے
علی شیر خدا کی و ہ کرن ا ظہا ر ا شرف ہیں

کریں انکارنجدی کی قیادت سے امامت سے
جہاں بھی تر جمان انجمن اظہارا شرف ہیں

جسے پڑھ کر ہوئی تفریق اہل حق و باطل کی
روایت کا وہ ایک باب سخن اظہاراشرف ہیں

یہ باطل کو بھی ظاہر ہے حسد رکھتا ہے اس خاطر
جہاں میں علم وعرفاں کا گلشن اظہاراشرف ہیں

محمد کے گھرانے کی یہ محفل ہے چلے آ ؤ
حقیقت میں یہاں جلوہ فگن اظہاراشرف ہیں

رے افضالؔ تو کیا ہے زمانہ یہ ہی کہتا ہے
چمن میں دین کے جو بھی سمن اظہاراشرف ہیں

جس طرف نظریں اٹھیں دیکھا ہے ...

نتیجۂ فکر: (مولانا) محمد ارشد نظامی اشرفی، ممبئی

جس طرف نظریں اٹھیں دیکھا ہے جلوہ یار کا　　میں تماشہ اپنا دیکھوں یا تماشہ یار کا
ہرطرف چرچے حسینوں کے ہوئے ہوتے رہے　　میری نظروں میں رہا ہردم نظارہ یار کا
جب ہوئی نظر کرم مجھ پر ذرا سی پیار سے　　ساری دنیا اک طرف اک سمت یارا یار کا
علم ہو یا عشق ہو بس یار نے دونوں دیا　　میں بھکاری ہوں سنو دو عین والا یار کا
ان کے صدقے مجھکو ایماں اور ملی یہ زندگی　　یہ کرم ان کا کرم ہے سب ہے صدقہ یار کا
میں کیا جانوں اہل دنیا اور ان کی زندگی　　ساری دنیا بھول بیٹھا پا کے کوچہ یار کا
ان کے رخسار مبارک کو بیاں میں کیا کروں　　میں نے سمجھا ہی نہیں ہے کیا ہے تلوہ یار کا
عالموں یا عارفوں کا دیکھو جھرمٹ دوستوں　　ان میں بھی ہے ان میں بھی دونوں میں شہرہ یار کا
غوث اعظم غوث عالم ہم شبیہ غوث پاک　　ان سے چمکا سارا عالم یہ گھرانہ یار کا
حضرت محبوب یزدانی کے ہیں یہ جانشیں　　سارا عالم دم بخود ہے کیا ہے رتبہ یار کا
جب نگاہیں بند ہوتی ہیں محبت سے مری　　بند آنکھوں میں مری اظہار ہوتا یار کا
شیخ اعظم ہے لقب اظہار اشرف نام ہے　　یہ ہیں میرے یار لوگو میں چہیتا یار کا
حق پرستی حق شناسی حق کی گویائی ملی　　ہے عطائے حق نظامؔی تو ہے شیدا یار کا

☆☆☆☆☆

مادہائے سن وصال شیخ اعظم

کاوش: علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی پاکستان

۱۴۳۳ھ

☆آل نبی، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ　　☆غریق محبت باقی

☆اے محبت مجبی، چشتی اشرفی　　☆ہادی پاک باز، شیخ ملت

☆کامل وارث، ابن سرکارکلاں　　☆لائق خلف سرکارکلاں

☆جان پدر سرکارکلاں اشرفی　　☆زیب آستانہ عالیہ سلسلہ اشرفیہ

☆یااللہ یاسلام ادخلہ فی الجنۃ

۲۰۱۲ء

☆نیر جلال، اظہار اشرف　　☆مرد نیک، اظہار اشرف

☆شیخ ملت، بطل اشرفی　　☆آں محبت الہ، ابن مختار اشرف

☆اللھم یا شہید اغفر لہ وارحمہ

سنیوں کے پاسبان تھے سیدی اظہار اشرف

مولانا محمد آصف رضا اشرفی جامعی، پرنسپل جامعہ نوریہ اشرفیہ سیمل باڑی پورنیہ بہار

سنیوں کے پاسبان تھے سیدی اظہار شاہ　　دین حق کے رازداں تھے سیدی اظہار شاہ
گلستان اشرفی میں پھول اک سے اک کھلا　　کیوں کہ اس کے باغباں تھے سیدی اظہار شاہ
علم وعرفان مال ودولت سب ملا تھا آپ کو　　اس وجہ سے شادماں تھے سیدی اظہار شاہ
کوئی پوچھے عزم وہمت ان کے کتنے تھے بلند　　کہنا سب میں آسماں تھے سیدی اظہار شاہ
اچھے اچھوں نے جھکایا آپ کی چوکھٹ پہ سر　　تاجدار عارفاں تھے سیدی اظہار شاہ
جان ودل آصفؔ تو اپنے پیر پر قربان کر　　کیوں کہ تیری جان جاں تھے سیدی اظہار شاہ

اب کوئی دوسرا اظہار نہیں ہوسکتا

ساجد اسمٰعیل اشرفی

"مکتبہ الاشرف" 736،خوش آمد پورہ،نزد خانقاہ اشرفیہ حسینیہ سرکارِکلاں، مالیگاؤں

اب کوئی دوسرا اظہار نہیں ہو سکتا　　پر تو حضرتِ مختار نہیں ہو سکتا
آپ کے عارضِ پُر نور کے صدقے جاؤں　　آپ سا چاند نمودار نہیں ہو سکتا
آپ کے ہاتھ کی بنیاد پہ دشمن کا کبھی　　کامیابی سے کوئی وار نہیں ہو سکتا
کارناموں کا تیرے سارا زمانہ قائل　　اس سے غیروں کو بھی انکار نہیں ہو سکتا
ایک طوفانِ الم ٹوٹ رہا ہے دل پر　　ضبطِ غم کا کوئی معیار نہیں ہو سکتا
یوں تو ہیں شیخ زمانے میں بہت سے ساجد
شیخِ اعظم سا مرے یار نہیں ہو سکتا

نظر کو ذوق تماشا عطا کرو اظہار

مولانا نیاز الرحمٰن، ڈھاکہ بنگلہ دیش

نظر کو ذوق تماشا عطا کرو اظہار　　حریم ناز کا جلوہ عطا کرو اظہار
یہاں پہ حضرت جبرئیل کو نہ یارا تھا　　وہ قرب خاص کا زینہ عطا کرو اظہار
برا تو ہوں مگر الطاف خسروانہ سے　　قبول عام کا درجہ عطا کرو اظہار
رسول پاک حبیب خدا کے صدقے میں　　کریمی شان کا صدقہ عطا کرو اظہار
یہ خانوادۂ اشرفیہ کے خوانِ نعمت سے　　ہر ایک نام کا حصہ عطا کرو اظہار
جہاں میں ہم بھی گنے جائیں کام کے عاشق　　کچھوچھہ والوں کا تمغہ عطا کرو اظہار
مثال سرمد و منصور و از برائے خدا　　خلوص عشق کا سودا عطا کرو اظہار
نیاز کو جب کہ غلاموں میں کر چکے شامل　　تو دل بھی اچھے ہیں اچھا عطا کرو اظہار

تعارف
شیخ اعظم
مختلف زبانوں
میں

السید اظهار أشرف الکشوشوی،وخدماته

الدکتور انوار احمد خان البغدادی،الاستاذ بدارالعلوم علیمیة جمدا شاهی ـبستی (یوبی)

انَّ من فضل اللّٰه و رحمتِهِ أنَّه بارك فی آل النبی ﷺ ونسله،حیث لانری دولةً علی خارطة العالم الا وآلُهﷺیزیّنون أفلاکها ،ویُعطِّرون أجواءَ ها،بهم تفتحت الأنوار،وعلیهم مدارالأزمان؛وهم روائح زکیة لتلك الشجرة الطیبة التی أصلها ثابت وفرعها فی السماء،وهم سفینة النجاة فی الدارین،وهی التی غُرِس حبها فی قلوب المؤمنین؛لأنهم أفلاذ کبد النبی ﷺ یحبهم کل من أحبهﷺ،ولم لافقد قال الله تعالی فی کلامه المجید:﴿قل لا أسألکم علیه أجراًالاالمؤدةفی القربیٰ﴾ [الشوری: ٢٣].

ولذایُعَدُّ وجود هذه الذریة المبارکةوجود خیروبرکةٍ فی ایِّ مجتمع کان،بل تتشرف الارض بوجودهم المبارك،وتتنور سماؤها بضیائهم المشرق،الی یوم ینقطع فیه کل سبب ونسب الا سبب النبیﷺ فینفع حبهم اهل الایمان.

فلا شك أن الارض التی تعیش فی کنفهم هی أرض لهاشأن ورفعةوامتیاز ونفحة خاصة،کماهی شان متمیزةلأرض کشوشة المقدسة التی استضافت زهرةًمفتحةً من أزهارالبتول الزهراء ـرضی الله تعالی عنهاـفی قرن الثامن الهجری، وهوالسیدالمکرم،العالم الجلیل الشیخ السیدأشرف جهانکیر السمنانی،الذی فتح عینیه فی أسرةٍ حاکمةٍ کانت تحکم احدی بلاد فارس،ولکنه أبت نفسه أن لا یکون الا داعیا من الدعاة المسلمین فآثرحیاة الزهد والتقویٰ تارکاً الحکمَ والسلطنةَ،وسافر الی

ارض الـلـه الـمـعـمـورـةلينشـر الاسـلام وفی آخرالمطاف وصل الی هذه القرية الـمبـاركة مـن قـرى الهـنـد الـنـائية مـن أهـم مـراكزها المدينة،وهی التی تسمی ب"كشـوشة"،وفيهـا توفی۔رحـمـه الـلـه تعـالی۔سنة(٨٠٨ھ)،وفيهـاضـريحـه الشريف يدعو ناظرهاالی الزهد والتقوی.

وفـی هـذه الأرض الـمـقـدسة،و فـی هـذه السـلالة المبـاركة فتح السيد اظهـار أشرف ۔رحـمـه الـلـه۔عينيـه، وهـو الـذی نـحـن بـصـدد تـرجمتـه،وهـی كما يأتی:

هـو السيـد أبـو مـحـمـود مسـعـود بـن السيـدمـختـارأشرف بن علی حسيـن الأشـرفـی،الـمـعـروف بـالسيـداظهـارأشـرف الملقب بالشيخ الأعظم ۔

ولـدفی ٦مـن مـحـرم الحرام ١٣٥٥ھ فـی كشـوشة الـمـقدسة،وتلقی الـعـلـوم الابتـدائية فـی مـدرسة أشــرفية فـی كشـوشة، ثـم انتـقـل لـمـزيد من الـدراسة الـی الـجـامـعة الاشـرفية بـمبـاركـفـور،مـن أعمال أعظم جراه، الولاية الشـمـالية (الهـنـد)،وهـی الآن مـن أضـخـم الـمـدراس الاسـلامية فـی الهند وأشهـرهـا،لهـادوركبيـرفـی تثـقيف أبـنـاء الـمسـلمين الهنود.وجدير بالذكرأن هـذه الـمـؤسسة قـد تـولـی رئـا ستهـااجـداد الشيـخ الأعظم قبل السبعينـات، وبـدعـواتهـم الـمـخـلـصة بـلـغـت هـذه الـمؤسسة الی مابلغت من ذری المجد العلمی.

التـحـق الشيـخ بهـذه الـمـؤسسة ودرس عـلـی علمائهاالفحول كتب الـفـقــه والـحـديـث والـلـغة حتی تخرّج فی عام ١٩٥٧م،ومـن أهـم أسـاتذتـه الشيــخ الــمــفـتــی حبيـب الـلــه الـنـعيـمـی الأشـرفـی، والشيـخ عبـدالـعـزيـز الـمــرادآبــادی الـمـلـقــب بـحــافـظ الـمـلة، والشيخ عبدالـرؤوف البليـاوی، وغير هم-رحمهم الله جميعاً.

وبعدالتخرج عُيّن مدرساًفى الجامعةالنعيمية بمرادآباد وقام بالتدريس فيها من اكتوبر ١٩٥٧م الى مايو ١٩٦١م ثم انقطع عنه وفرغ للبيعة والارشاد،فسافرالى أوربا،وافريقيا،ودول آسيامن الباكستان والبنغلاديش، فضلاعن أصقاع الهند البعيدة،جنوباًوشمالاًوشرقا ًوغرباً،وعَمَّرآلاف القلوب بالحب والايمان من خلال خطبه ومواعظه وارشاداته وتوجيهاته وأخلاقه الفاضلة الكريمة وحكمته وتدبره، وما الى ذلك من صفات رُزق بها ليكون منبراللهداية والارشاد.

ومن أبرزأعماله تأسيس مدرسةٍ اسلاميةٍ كبيرةٍ فى سنة١٩٧٨م بأرض كشوشة المقدسة،باسم"جامع أشرف"التى هى تُعَدُّمن اهم المراكز الاسلامية فى هذه الديار،تعتنى بالعلوم الاسلاميةوالثقافات الدينية، وتدرس فيها الفنون الاسلامية المختلفة من التفسير والحديث والفقه وغيرهامن العلوم والفنون.

والىٰ جانب هذه المدرسةأسس مكتبةًاسلاميةضخمة باسم "مكتبة مختار أشرف"،وهى مكتبة تضم أكثر من ٢٥٠٠٠ كتابا،فضلا عن المجلات والدوريات وغيرها،وهى مكتبة مثالية من بين المدارس الهندية،حيث انها تتمتع بأحدث الوسائل والتقنيات،و توفّر لعامة القراء جوّ الدراسة والتحقيق فى ظروف ملائمةومناسبة، وكل هذا وذاك بجهود هذا الشيخ الأعظم رحمه الله تعالى.

والى جانب المدرسة والمكتبة قام الشيخ بتعميرمسجدٍ جامع فى رحاب المدرسة تسع لطلابهاوغيرها من الناس.

وكان الشيخ قد رزق بذوق أدبى مشبوب بنفحات اسلامية، فقد تذوق الشعر و الادب فى اللغات الثلاث من الاردية والعربية

والـفـارسية، وحـرص عـلـى الـقـرأـة والـكتـابة عـلـى الـرغـم مـن الأسـفـار الـدعـوية الـكثيـرـة،وكـان شـاعـراً طبـاعـا فى الأردية طبع لـه اكثر من ديوان، الاأن أغلب نتـاجـه الـفـكـرى يـنـصـب فـى مدح الرسول ﷺ والصـالحين، دون الاغـراض الأخـرىٰ مـن الـغـزل و الـنسيـب،وذٰلك لأنـه عـاشَ مـرشداً روحانياً،قائماًبمطالب الشريعة.

ومـمـا يُـعـرف تـمـكّـنـه مـن الـفارسية أنَّه قامَ بترجمة المثنوى لمولانا جـلال الـديـن الـرومـى بـالشـعـر الأردي وهـوعـمـلٌ مـمتـاز، وسيـطبـع لـه مـجـلـديـن، ولـكـن لـه لـم يـكمل هٰذا العمل حتىٰ ارتحل الىٰ رحمة ربه فى ليلة الخميس ۳۰من ربيع الأول۱٤۳۳ھ المصادف۲۲من شباط۲۰۱۲م.

الـىٰ جـانـب الشعـر والأدب كـان خـطيبـاً مفوّهـا بـالأردية،سليم الـفـكـر،قـوى الـحـجة والبـرهـان، غيـرَ مـجـادل ولا منـازع،ولم يفكر الا فى العمل،وبالعمل عُرِف فى اوساط العلماء داخل الهند وخارجها.

عـلـىٰ كـلٍّ كـانـت شـخـصيتُـه متينةً قويةً بالمعنى واللفظ،فبينما كان نـافـذَالـعـزم،مـاضيـاًنـحـوالأمـام،كـذٰلك كـان طويل القـامة، قويَّ البنيـان، عـريـض الـجبيـن،لامـع الـخـديـن جـمـيـل البشـرـة،رجـلا مهـابـاً،خدم الدين والادب حسب التوفيق الربانى،امطر الله علىٰ مرقده شأبيب رحمته.

☆☆☆☆☆

العزاء فی جامعة الازهرالشریف بالقاهره

مولانامحمد قمرعارف الاشرفی الباحث فی کلیة اصول الدین بجامعة الازهر

ان الطلبةالهنديين من الازهر الشريف قامو ابالاحتفال بمناسبةوفاةشيخ السيد اظهار اشرف الاشرفی الجيلانی- رحمه الله تعالی۔الذی ساهم فيه ابناء كثيرةمن بلاد مختلفةمن آسيا،واوربا،وا فريقيا وتلوا القرآن الكريم وانشدوا فی مدح النبی صلی الله عليه وسلم ودعوااللہ لمغفرةالشيخ ورفع درجاته۔والقی الضوء علی حياة الشيخ و جهوده الجبارة فی الدعوة الاسلاميه القاء موجزا و قيل عنه انه ولد بقرية"كشوشة المقدسة"من ولايةاترا براديش فی الهند فی سنة ۱۹۶۳ ميلادية ونشأوترعرع فی نعمة ابيه وتعلم وتربی ابتدائيافی قربته ثم ارتحل الی الجامعة الاشرفية مبارك فوراعظم جراه للدراسات العليا وحصل علی شهادةالفضيلة تحت اشراف الاساتذة البالغين الی ذروة الكمال۔

وقام با لتدريس فی "جامعة نعيمية مرادآباد"من ۱۹۵۷م الی ۱۹۶۱مجانابلاشئ ومقابل ثم انقطع الیٰ انشاء المدارس والمؤسسات العلمية والثقافية فی الهندوخارجهالنشرالدعوة الاسلامية وبثها علی المستوی العالمی فلذلك تقوم المدارس الكثيرة والمؤسسات العلمية بعملياتها المهمة احسن قيام تحت رعاية الشيخ رحمه الله ۔

و علی الرغم من الاشتغال با لامور المذكورة اعلاه كان يقوم بتدريس الحديث الاول والآخرمن صحيح البخاری فی "جامع اشرف"وغيرهاويقرض الاشعارفی حمد الله تعالی والمدح فی الانبياء والاولياء و قد طبع ديوانه المسمیٰ ب"اظهار عقيدت"فی مجلدين و قد ترجم الشيخ رحمه الله بعض الاجزاء من كتاب الشيخ الصوفی الزاهد العارف الكبير جلال الدين الرومی رفع الله درجاته المسمیٰ ب "مثنوی مولانا روم"ترجمة منظومة وهذا العمل

استمر الی ان حضرته الوفاة"اناللہ وانااليه راجعون" ۲۲ مِنُ فَبُرَایِرُ فِیُ لَيُلَةِ الْيَوُمِ الْخَمِيُسِ وَقددفن فی"الزاوایة العاليةالاشرفية الحسنية سرکارکلاں"بمدينة کشوشة المقدسة.

و اسفاه! يا حسرتاه ! قد فقدت الامة الاسلامية علما بارزا من اعلام الفکر الاسلامی،وداعيا من دعاة الی الدعوة الاسلامية،ورائدامن رواد التصوف الاسلامی،وسفيرا من سفراء الکلمة العليا ،ھو الذی قام با رساء الحجر الاساسی لکثير من المدارس والمکتبات و المؤسسات الاسلامية والثقافية فی الھند وخارجها،وتولّٰی منصب الادارة والاھتمام بکثير من المعاھدالعلميةوالجامعات فی بلدان مختلفةونشرماوجد من السلف من العقائد و الشرائع والاخلاق واضاء نورالعلم فی ظلمات الجھل ولذٰلك ان له دورا مھما فی نشرالاسلام ومحاسنہ۔

ومن اجل ذٰلك يعد شيخناالاعظم من الذين آمنوااشدحباللہ ومن الذين قضوانحبہٗ،ومنھم من ينتظر ومابدلوا تبديلا،ومن العباقرةالذين ترکوابسمةفی تاريخ البشروحياته ومن الذين عطرواالجوبالمحبة والمعرفة والامن والسلامة وھی صدقة جارية ان شاء اللہ تعالیٰ لکل من يريدان يخوضوافيھاويتخلقوابمحاسنھاويتخلواعن رذائلھا ومن الذين فسحواصدرالارض الرحب والرحيب بنشرالد ررالثمينة واللألی الناصعة التی قبست من روضة الشريعة ودوح التصوف والاخلاق فعلينا ان نسير علیٰ مساره ونحذوحذوہ۔

واخيرااقدم الی معالی الشيخ الکريم رحمه اللہ جزيل الشکروخالص الامتنان نظيرابماقدم للثقافة الراقية والمآثر العلميةوالعملية للأمةجميعاوادعواللہ ان يتغمده برحمته ويرزقه اعلیٰ منزلته فی جنتہٖ واجری اللہ عليه ثواب من ينتفع بعلمه وعمله ودعوته وارشادہٖ۔

☆☆☆☆

Shaikh-e-Aazam as a preacher and reformer

Maulana Khadim Zafar Saquafi

Cell: +91-8010211449, E-mail: mkzafar4u@yahoo.in

Allah Almighty says in Holy Quran "You are the best community brought forth for mankind to enjoin for righteousness and to forbid from what is evil." "And from amongst you there must be a community comprising the people who would call mankind towards piety, bid righteousness and forbid from evil. And they are the successful people."

Allah Almighty kept on sending prophets to guide the human being to what is right for them and what is forbidden in their life. Various prophets had been sent at different time in accordance with the circumstances of different places whenever it needed. The prophets and messengers had been preaching. They approach to peoples with the commands of Allah and call them on to the right path of Islam whenever they went astray. At last, Allah sent His beloved Prophet when whole mankind was suffering from various evils in all walks of life and humanity was taking its last breath. The whole world got involved in all kinds of mischief or evils generally and the Arab world particularly had left no mischief to get involved. Because Allah used to send His Prophets in view of the circumstances so that an appropriate guidance could lead peoples towards a right path and forbid them against evils. Accordingly, Allah Almighty sent His beloved Prophet to a community who had reached on the topmost of evils. It was a foremost need to remove all evils and get them away from mischievous with enforcement of Allah's rules. There is no doubt that the Holy Prophet put an astray or misled mankind on to the righteous path of life within a very short span of 23 years. After the Holy Prophet went out of our sight, the respected scholars have been carrying on this responsibility of propagation like the heirs of Prophets, as Holy Prophet said " The surely the scholars are heirs of Prophets".

Syed Izhar Ashraf was one among these high dignitaries. He was one of these great scholars and preachers who is not more among us now. He proved to be a true heir of Holy Prophets and a best community (Ummat) following the

order of Allah i.e. "And from amongst you there must be a community comprising the people who would call mankind towards piety, bid righteousness and forbid from evil. And they are the successful people." He was born on 6th Muharram1355AH in accordance with 29th of March in 1936 at Kichhauchha, a village of Ambedkarnagar District in U.P. state about 200 km away from Lucknow. When he was born, his grandfather Syed Ali Hussain Ashrafi Myan was at Madina Munawwara. He told his followers "my grandson has been born at Kichaucha. He went to the tomb of Holy Prophet and named his grandson as "Izhar Ashraf". He acquired primary education from Jamia Ashrafia at Kichaucha. Then he came to Jamia Ashrafiya at Mubarakpur where he completed his higher studies. After having completed, he went to Jamia Naeemia in Moradabad and began to teach with no charge. After a short period, his father Hazrat Mufti Syed Mukhtar Ashraf called him back to Kichaucha and asked him to begin preaching Islam.

He got married to the daughter of Syed Fasahat Hussain. He had a daughter along with three sons. Syed Mahmood Ashraf, the elder son, was born on 7th Jul 1964. He finished his education from Jame Ashraf and got involved to preach Islam. Now, he is the successor of his father and director of Jame Ashraf. Second one is Syed Mohammed Ashraf, born on 5th July 1966. He also got educated from Jame Ashraf after having completed his worldly education from Aligarh University. Now he is the secretary of All India Ulama &Mashaikh Board. Syed Hammad Ashraf is third youngest son born on 5th January in 1970. He also completed his education from Aligarh. He is the director of Simna Press in LLucknow.

After Hazrat Syed Mukhtar Ashraf had died, Hazrat Shaikh-e-Aazam was succeded on 2nd January 1997 in presence of prominent Islamic Scholars and intellectuals of the world. Since then, he had been getting active in preaching and propagating Islam.

Literary Work:

He is a poet too obviously as well as a highly qualified scholar. He wrote over epithet, quadruplets, Salaam and Ghazal too. His collection of Na'at named "Izhar-e-Aqidat" has been published firstly from Karachi and secondly from Dargah Kichhauchha. He has gained this tradition of poetry from ancestral father Makhdoom Ashraf as per the statement of Prof. Syed Ameen Ashraf. His

devotional centre of poetry is Holy Prophet as well as His followers and companions.

Izhare Sukhan:

It's his second publication, an inclusion of Tahaif Ashrafi. These inclusions expose the taste, interest, devotion along with the love of the poet . We come to know as we study his scriptures that the poet noted down the inclusions in the view of all secrets. The root and inclusion have a great similarity in perspective of meaning and poetry.

Izharul Manzum:

This is a poetic Urdu translation of "Masnavi of Maulana Room" which work was going on just before he had died.

Outstanding Works:

His distinguishing work is to propagate the religion for which he had devoted his whole life. Nowadays where the high dignities usually are unaware of circumstances or they ignore it, his sincere passion is a great model for the community. His preaching travels, lectures against misled and misguided peoples are the outstanding works. His most featured works which shall last till last day are as follow:

Jame Ashraf:

Jame Ashraf is his greatest contribution and a distinguished work which will be remembered till last day. He established it in 1978 according to his holy father's vision to get students acquire education. This great Islamic institution was established to fulfill all the needs of education for community. Thousands of students have been serving the Muslim community within the country and abroad, as well as the nation after they have completed their education from here. Hundreds of students have been acquiring education from different states of the country. It bears all the expenses of boarding and lodging for students. Moreover, a jurisprudence section along with a library also has been established to solve the problems being faced by peoples in their daily life in view of religion.

Extension of Khanquah:

Khanquah Ashrafia Hasania Sarkare Kalan was established by Syed Shah Ali Hussain to train the peoples as per the lifestyle of holy saints. Shaikhe Azam has developed it too much and managed to serve better with his tireless

and endless contributions.

Masjid Ala-Hazrat Ashrafi:

Offering prayer in the mosque has its own value as per the sayings of Holy Prophet. To fulfill the requirement of a mosque for the habitants of here as well as for those peoples who have been frequently visiting the Mazar from every nook and corner of the world. Establishing a mosque in the premises of Khanqah was a foremost need. Realizing it , he established a very well decorated and attractive mosque named "Aala-Hazrat Ashrafi" in 1989 which tomb and minaret's design resembling to Masjide Nabavi. Even an Arab visitor got amazed after having seen it.

Maulana Ahmad Ashraf Hall:

It was a desire of his father Sayyid Mukhtar Ashraf to build a great hall to hold the programmes at the time of Urs Makhdoom. He got engaged to fulfill his father's desire and paved the way for it with his day night hardworking. In resulting, Hazrat Sarkar-e-Kalan laid down the foundation stone of the hall in 1958. Although, he died leaving it under construction which Shaikh-e-Aazam completed with the co-operation of his followers. Hadees, Tafseer and jurisprudence classes are held in this hall commonly except during Urs Makhdoom. The construction of hall has no match.

Mukhtar Ashraf Library:

Shaikhe Azam constructed a library named "Mukhtar Ashraf Library" in memory of his late father on first floor of above mentioned hall which is filled with more than 30000 different types of books along with religious books relating different topics in different languages. Moreover, a huge number of hand-written books in Urdu, Persian and Arabic languages also is available here. Yet, efforts are going on to avail more books from all over the world. This matchless library is considered one of the greatest libraries in India. The students as well as educated persons have been benefiting from it. There is a Xerox machine too for making copy of any page relating to someone's subject in case of need. Accommodation is also provided to the research scholars with no charge. This is a great service to the community by him which will be remembered till last day. A computerized system is to be made available in the library in coming days.

Ashraf Husain Museum:

This is attached with the library. It consists the costumes and blessed

things of high dignitaries of Khanwada-e Ashrafia, exposed to common peoples.

Izhar Ashraf Computer Centre:

This was established next to the library to train the students with computer knowledge which has become a great requirement in modern age. The students have been getting profit from it.

Nurul Ain Park:

In front of the Hall and grand mosque, there is a good looking and charming park named "Noorul Ain" along with a conservator of water in the centre of it to facilitate of performing ablution to the prayer offerings.

Lot of institutions other than Jame Ashraf have been running at different places of the world. Some of them he himself established while some others were under his guidance & patronage.

Shaikh-e-Aazam's preaching works are spreading beyond the overseas not only within the cities or towns of country. The period of his contributions to the Muslim community as a preacher and reformer covers a span of nearly half a century.

In short, Hazrat Syed Izhar Ashraf has performed lot of outstanding activities which are so enough to prove him as a true preacher of Islam. Allah may show His mercy on him and may bestow us the power to follow the rules of Islam.

☆☆☆☆☆

शैख़े आज़म रहमतुल्लाह अलैह– जीवन चरित्र

मुहम्मद कमरूददीन अशरफी अनुवादक–मोहम्मद अहमद नईमी अशरफी

नाम : सैयद इज़हार अशरपफ, उपनाम अबुलमहमूद पदवी नाम शैखे आज़म, मखदूमुल उलमा, नाना ने मसउद नाम रखा था किन्तु परदादा आ़ला हज़रत अशरफी मियाँ के रखे हुए नाम इज़हार अशरफ से प्रसिद्ध हुए।

जन्म : 6 मुहर्रम 1355 हिजरी/2 मार्च 1936 ई. को विश्व–व्यापी आध्यात्मिक स्थान किछौछा शरीफ में आपका जन्म हुआ।

वंशावली : सै0 इज़हार अशरपफ, पुत्र सै0 मुख्तार अशरफ पु0 सै0 अहमद अशरफ पु0 सै0 अली हुसैन अशरपफी पु0 सै0 सआदत अली पु0 सै0 क़लंदर बख्श पु0 सै0 तुराब अली पु0 सै0 मोहम्मद नवाज़ पु0 सै0 मोहम्मद ग़ौस पु0 सै0 जमालुद्दीन पु0 सै0 अज़ीजुर्रहमान पु0 सै0 मोहम्मद उस्मान पु0 सै0 अबुल फतह पु0 सै0 मोहम्मद पु0 सै0 मोहम्मद अशरफ पु0 सै0 शाह हसन पु0 सै0 अब्दुर्रज़्ज़ाक नुरुलऐन पु0 सै0 अब्दुल गफूर हसन पु0 सै0 अबुलअब्बास अहमद पु0 सै0 बदरुद्दीन हसन पु0 सै0 अलाउद्दीन अली पु0 सै0 शमसुद्दीन मोहम्मद पु0 सै0 शर्फुद्दीन यहया पु0 सै0 ज़हीरुद्दीन अहमद पु0 सै0 अबु नसर मोहम्मद पु0 सै0 अबु सालेह नासिर पु0 सै0 अबूबकर अब्दुर्रज़्ज़ाक पु0 सै0 अब्दुल कादिर जीलानी पु0 सै0 अबु सालेह मूसा पु0 सै0 अबू अब्दुल्लाह पु0 सै0 यहया ज़ाहिद पु0 सै0 मोहम्मद शम्सुद्दीन पु0 सै0 अबूबकर दाउद पु0 सै0 मूसा सानी पु0 सै0 अब्दुल्लाह पु0 सै0 मूसा अलजौन पु0ा सै0 अब्दुल्लाह अलमहज़ पु0 सै0 हसन मुसन्ना पु0 सै0 इमाम हसन पु0 सैयदा फातिमा ज़ोहरा सुपुत्री अशरफुल अंबिया हज़रत मोहम्मद मुस्तपफा सलल्लाहु अलैहि वसल्लम।

मां का नाम : सैयदा संजीदा खातून सुपुत्री सैयद मुस्तफा अशरफ पु0 आला ह़ज़रत अशरफी मियां।

रूप : रंग गोरा, कद लम्बा, गोल चेहरा, चौड़ी पेशानी, खड़ी नाक, घनी दाढ़ी, बड़ी–बड़ी सुरमगीं आंखें, अति सुन्दर चेहरा और लहीम शहीम जिस्म के बावजूद चुस्त व चालाक।

रस्मे बिस्मिल्लाहः चार साल चार माह चार दिन की आयु में पिता श्री हज़रत मखदूमुल मशाइख सरकारे कलां अलैहिर्रहमा नाना आरिफ बिल्लाह हज़रत सैयद मुस्तफा अशरफ अलैहिर्रहमा और फूफा हज़रत सैयद मोहम्मद मोहद्दिसे आज़मे हिन्द अलैहिर्रहमा की उपस्थिति में रस्मे बिस्मिल्लाह आयोजित हुई इस अवसर पर हज़रत मोहद्दिसे आज़म ने

ये पंक्तियां प्रस्तुत कीं :

दौलते अहमदे मुख़्तार ब इज़हार आमद   मरहबा फज़्ले करीमाना मुबारक बाशद
अकनुं बिस्मिल्लाह तिफलाना मुबारक बाशद   आखिरश तुर्रए मौलाना मुबारक बाशद

शिक्षा–दीक्षाः

प्रारंभिक शिक्षा : कक्षा पांचवी तक जामिया अशरिफया किछौछा शरीफ में प्राप्त की, उच्च इस्लामिक शिक्षा के लिए अलजामिअतुल अशरफिया में प्रवेश लेकर 1957 तक शिक्षा ग्रहण करके सफलता प्राप्त की।

शिक्षकगणः हज़रत मुफ्ती हबीबुल्लाह अशरफी नईमी, हज़रत मौलाना यूनुस नईमी अशरफी, हज़रत मौलाना सुलैमान अशरफी, हाफिज़े मिल्लत हज़रत मौलाना अब्दुल अज़ीज़ मुहद्दिस मुरादाबादी, हज़रत मौलाना अब्दुर्रऊफ साहब मुबारकपुर और हज़रत अल्लामा ज़फर अदीबी मुबारकपुरी अलैहिर्रहमा उल्लेखनीय हैं।

निकाहः आपका निकाह सैयदा नुज़हत फातिमा पुत्री सैयद फसाहत हुसैन अशरफी जीलानी से हुआ जिनसे एक साहबज़ादी सैयदा जुबैदा जन्म तिथि 24 अप्रैल 1961 और तीन पुत्रों का जन्म हुआ।

1–काइदे मिल्लत सैयद महमूद अशरफ (उत्तराधिकारी) जन्म 7 जुलाई 1964 ई. इनकी शिक्षा–दीक्षा जामे अशरफ दरगाह किछौछा शरीफ में हुई। शिक्षा पूरी करने के बाद कुछ दिन पढ़ने–पढ़ाने का कर्तव्य पूरा किया और अब इस्लामी मार्गदर्शन और उसके प्रचार व प्रसार में व्यस्त हैं और जामे अशरफ के संरक्षक व संचालक साथ ही ऑल इंडिया उलमा व माशइख बोर्ड के अध्यक्ष हैं।

(2) अशरफे मिल्लत सैयद मोहम्मद अशरफ– इनकी शिक्षा–दीक्षा अलीगढ़ मुस्लिम युनिवर्सिटी और जामे अशरफ में हुई। शिक्षा प्राप्त करने के बाद इस्लामिक धर्म प्रवचन के साथ ऑल इंडिया उलमा मशाईख बोर्ड के सचिव के पद पर विराजमान हैं।

(3) सैयद हम्माद अशरफ– इनकी शिक्षा–दीक्षा भी अलीगढ़ मुस्लिम युनिवर्सिटी में हुई। इस समय सिमना प्रेस के स्वामी व संचालक हैं और लखनऊ में अहले सुन्नत व जमात के प्रचार व प्रसार में महत्वपूर्ण भूमिका निभा रहे हैं।

हज्जे बैतुल्लाहः सर्व प्रथम 1967 ई. में मक्का शरीफ तथा मदीना शरीफ की पवित्र यात्रा की। और हज्जे बैतुल्लाह अदा किया। मदीना शरीफ में अनेक अमल और वज़ीफे भी किए। यही कारण था कि आपके तावीज़ों और दुआ में अल्लाह पाक ने बहुत प्रभाव दिया था।

बैअत व खिलाफतः अपने पिता श्री हज़रत मखदूमुल मशाइख सरकारे कलां रहमतुल्लाह अलैह के पवित्र हाथ पर सिलसिल–ए–आलिया कादरिया चिश्तिया अशरफिया में मुरीद होकर उनके उत्तराधिकारी नियुक्त हुए।

धार्मिक सेवाएंः

जामे अशरफ की स्थापना–

शैखे आज़म के कथानुसार आला हज़रत अशरफी मियां अलैहिर्रहमा के बड़े सुपुत्र आलिमे रब्बानी हज़रत मौलाना अहमद अशरफ अलैहिर्रहमा ने एक महान इस्लामिक संस्था स्थापित करने की योजना बनायी जो वर्तमान समय के अनुसार हर तरह की जरूरतों को पूरा कर सके। जिस तरह मिस्र में जामे अज़हर अरबी शिक्षा का केन्द्र है ठीक उसी समान भारत में जामे अशरफ भी उलूमे अरबी का केन्द्र होगा। मेरे पिता श्री हुजूर मखदूमुल मशाइख सरकारे कलां अलैहिर्रहमा हर वक्त अपने पिता श्री मौलाना अहमद अशरफ अलैहिर्रहमा की इस इच्छा की चर्चा करते थे और ये भी कहा करते कि अगर मेरी जिम्मेदारियां इतनी बढ़ी हुई नहीं होतीं तो मैं अपने पिता श्री की इस इच्छा को अवश्य पूरा करता। यह मखदूमुल मशाइख की आध्यात्मिक कृपा थी कि मेरे दिल में अपने दादा की महान योजना को पूरा करने की भावना जागृत हुई और मैंने जिस समय अपने पिता श्री के सामने अपनी इस इच्छा को प्रकट किया वे बहुत प्रसन्न हुए और साथ ही मुझे प्रोत्साहित किया और खानकाहे अशरफिया हसनिया सरकारे कलां में इस्लामिक संस्था की स्थापना की अनुमति दे दी। साथ ही वर्ष भर के लिए शिक्षकगण के वेतन की जिम्मेदारी भी अपने सर ले ली। इस तरह 1978 में जामे अशरफ की स्थापना खानकाहे अशरफिया हसनिया सरकारें कलां की इमारत में हुई और योजनाबद्ब तरीके से शिक्षा शुरू हो गई। अब संस्था के निजी भवन के लिए शैखे आज़म ने अत्यन्त प्रयास किया और 1980 ई. में दूसरी बार हज के लिए सफर किया और वहां से बग़दाद शरीफ गए और दरबारे गौसिया में जामे अशरफ के निर्माण के लिए बजट पारित कराकर लौटे, फिर मखदूमुल मशाइख हज़रत सरकारे कलां के कर कमलों द्वारा उसका शिलान्यास कराया और निर्माण का कार्य आरंभ कर दिया। संस्था के लिए खानदान का भी सहयोग रहा। खुद शैखे आज़म फरमाते हैं मेरे खानदान वालों ने मेरी बहुत हिम्मत बढ़ाई विशेष तौर पर अज़ीज़ी मौलाना अलहाज सैयद मोहम्मद मदनी मियां साहब अशरफी जीलानी सल्लमहु, जानशीन मखदूमुल मिल्लत ने मेरा भरपूर साथ दिया और सदस्य बनाने की योजना में काफी दिलचस्पी ली जिसको संस्था कभी भुला नहीं सकती।

इस तरह जामे अशरफ का निर्माण व शिक्षा का कार्य आरंभ हो गया और दिन–ब–दिन उन्नति की ओर अग्रसर रहा। फिर भी कभी कभी कठिन परिस्थितियों के दौर से गुजरना पड़ा। लेकिन शैखे आज़म के परिपूर्ण संकल्प को कोई रोक नहीं सका। खुद फरमाते हैं खानदाने अशरफिया के दुश्मनों ने हमारी योजनाओं पर पानी फेरने की बहुत प्रयास किये किन्तु खुदा–ए–पाक की महान कृपा है कि मैंने हर कठिन क्षण को सरलतापूर्वक पार किया और साथ ही दुश्मनों को यह संदेश दिया कि हमारी योजनाएं सफल होंगी चाहे उसके लिए कितनी ही कुर्बानियां क्यों नहीं देनी पड़ें।

हज़रत शैखे आज़म ने इन कठिन क्षणों का मुकाबला करते हुए मदरसे के लिए 10 कमरे और छात्रावास के लिए 32 कमरों पर आधारित 3 मंजिला भवन का निर्माण करवाया। जिसमें दोने तरफ बरामदा रखा गया है जिससे भवन की सुन्दरता में चार चाँद लग गए है। यह वास्तविक रूप से शैखे आज़म के निर्माण की कला में कुशलता के प्रतीक हैं।

शैक्षणिक उन्नति और विद्यार्थियों की संख्या में वृद्वि के कारण जब यह भवन नाकाफी होने लगा तो शैखे आज़म ने छात्राावास के लिए एक तीन मंज़िला भवन का और निर्माण करवाया जो कि 47 कमरों पर आधारित है।

इन 25 वर्षों में विद्यार्थियों की संख्या में इतनी वृद्धि हुई कि वह दोनों भवन नाकाफी हो गये। अतः सिल्वर जुबली के शुभ अवसर पर मुहर्रम 1424 हिजरी/2003 में शैखे आज़म ने एक तीसरी इमारत की बुनियाद रखी और 500–500 स्क्वाइर फुट के 18 हाल पर सम्मिलित एक तीन मंजिला इमारत का निर्माण करवाया जिसका प्रयोग केवल क्लास रूम और आफिस के लिए होता है।

उर्से मखदूमी मुहर्रम 1433 हिजरी 2011 ई. के अवसर पर शैखे आज़म ने विद्यार्थियों की संख्या में और वृद्धि की योजना बनायी और उसके लिए चौथी इमारत का संगे बुनियाद 30 दिसम्बर 2011 शुक्रवार को रखी। यह तीन मंजिला भवन 68 कमरों पर आधारित है जिसका निर्माण कार्य प्रगति की ओर अग्रसर है और इंशाअल्लाह वह भी शीघ्र पूर्ण हो जाएगी। क्योंकि इसकी बुनियाद नेकनियती व लिल्लाहियत पर रखी गयी है। उनके खुलूस का अंदाजा इससे लगाया जा सकता है कि उसकी बुनियाद के लिए न कोई अखबारी प्रचार और न ही कोई जनता में प्रसार बल्कि उर्स के सारे मेहमान चले जाने के बाद सिर्फ जामे अशरफ के शिक्षकगण की उपस्थिति में उसकी बुनियाद रखी। जबकि आज के दौर में हर काम के लिए प्रचार व प्रसार किया जाता है। मिडिया का सहयोग लिया जाता है। लेकिन शैखे आज़म इन चीजों से दूर रहे। हज़रत शैखे आज़म अपनी आयु के अंत तक जामे अशरफ के निर्माण व उन्नति के लिए प्रयास करते रहे। यही कारण है कि आज जामे अशरफ की गिनती अहले सुन्नत व जमाअत के सफल संस्थानों में होती है। जिसमें आरंभ से लेकर मुफ्ती तक की शिक्षा दी जाती है। उत्तर प्रदेश मदरसा शिक्षा बोर्ड लखनऊ से फाज़िल तक मान्यता प्राप्त है। लेकिन हुकूमत से किसी तरह की कोई सहायता नहीं लेता बल्कि सिर्फ मुरीदीन और चाहने वालों के सहयोग से चल रहा है।

मौलाना अहमद अशरफ हॉल

हज़रत सरकारे कलां अलैहिर्रहमा की दिली इच्छा थी कि उर्स के प्रोग्राम के लिए एक बहुत बड़ा हाल मौलाना अहमद अशरफ की स्मृति में निमार्ण किया जाए। चुनानचे शैखे आज़म उसके लिए अत्यन्त प्रयास करते रहे और हज़रत सरकारे कलां ने उसकी बुनियाद 1985 ई. में रखी और कुछ हिस्सा खुद निर्माण कराया लेकिन जीवन ने साथ नहीं दिया। उनकी इस इच्छा को शैखे आज़म ने पूरा किया।

मुख्तार अशरफ लाइब्रेरी–

मौलाना अहमद अशरफ हाल के उपरी मंजिल पर स्थापित यह एक अज़िमुश्शान लाइब्रेरी है जिसे शैखे आज़म ने अपने पिता हज़रत सरकारे कलां अलैहिर्रहमा की याद में 1995 ई. में स्थापित किया। तीन वर्ष की सीमा में इसका निर्माण पूरा हुआ और 1998 ई. से लाइब्रेरी का शुभारंभ हुआ। इस लाइब्रेरी में इस्लामियात के हर विषय यानी कुरआन व उलूमे कुरआन, हदीस, उसूले तफसीर, उसूले फिक्ह, उसूले फतावा, रिजाल, तारीख और मुनाजरा, खुतबात, किसस और औरादो वज़ाईफ, तिब्बो हिक्मत, अरबी अदब, फारसी अदब, उर्दू अदब, तसव्वुफ, तज़किरा, सीरत, मलफूज़ात, मकतूबात, लुगात, अंसाब व नाविल और सांइस वगैरह से मुतअल्लिक उर्दू, फारसी, अरबी और अंग्रेजी में किताबें मौजूद हैं। जिसकी सामूहिक संख्या अब तक 30000 हजार है। इसके अलावा उर्दू, अरबी और फारसी में मखतूतात (हस्त–लिपि) का भी अनमोल खज़ाना मौजूद है। जिससे तलबा, उलमा, अवाम और इस्लामियात के रिसर्च स्कॉलर लाभान्वित हो रहे हैं। बड़े–बड़े विद्वानों और बुद्धिजीवियों ने इस से फायदा उठाकर प्रसन्नता प्रकट की और अपने अनमोल विचार प्रस्तुत किये जैसे :

हज़रत अल्लामा सैयद हामिद अशरफ अलैहिर्रमा संस्थापक दारुल उलूम मुहम्मदिया मुम्बई लिखते हैं–अज़ीज़ी सैय्यद इज़हार अशरफ सल्लमहू ने जो कारनामे अंजाम दिये हैं वह काबिले तारीफ हैं, अहमद अशरफ हाल का निर्माण अपने वक्त का सबसे महत्वपूर्ण निर्माण है। जिसके अनेक विभागों में सबसे महत्वपूर्ण विभाग मुख्तार अशरफ लाइब्रेरी है।

प्रोफेसर सैयद अमीन अशरफ अलीगढ़ मुस्लिम युनिवर्सिटी कहते है–

मेरा तअल्लुक चूंकि एक युनिवर्सिटी से रहा है इसलिए मैं बिना खौफ कह सकता हूँ कि किसी युनिवर्सिटी में इस्लामी उलूम व फुनून पर रिसर्च करने वालों के लिए ऐसी बेश बहा किताबें जो मुख़्तार अशरफ लाइब्रेरी में हैं, नहीं मिलेंगी।

प्रोफेसर अब्दुलहामिद उर्दू विभाग इलाहाबाद यूनिवर्सिटी का कहना है–

राकिम (लेखक) ने मुख्तार अशरफ लाइब्रेरी से लाभ उठाया है निसंदेह मुख्तार अशरफ लाइब्रेरी गैर मामूली और इंतेहाई अहम किताबों का ज़ख़ीरा है।

अल्लामा अब्दुल हकीम शरफ कादरी लाहौर पाकिस्तान लिखते हैं–

''जामे अशरफ की महान लाइब्रेरी की ज़ियारत से इतनी प्रसन्नता हुई जिसे बयान नहीं किया जा सकता।''

आफताब आलम बेग सहायक संचालक मौलाना आज़ाद नेशनल युनिवर्सिटी हैदराबाद कहते हैं–

जिस तरह इस (मुख़्तार अशरफ लाइब्रेरी) को सजाने और संवारने का काम किया

गया है वह प्रशंसनीय है। इसमें बहुत से विषयों और उलूम व फुनून की अनमोल किताबें देखने को मिलीं।

डॉ. शाह कौसर मुस्तफा प्रोफेसर ढ़ाका यूनिवर्सिटी लिखते हैं–

मुख़्तार अशरफ लाइब्रेरी को देखकर बहुत प्रसन्नता हुई। यहां पर हर प्रकार की किताबें उपस्तिथ हैं।

उमर अब्दुल्लाह मुख्यमंत्री जम्मू व कश्मीर कहते हैं–

''मैं धन्यवाद देता हूं आप सभों को इस यात्रा पर साथ ही लाइब्रेरी की उन्ती देखकर बहुत भावुक हूँ।''

शैखुल इस्लाम हज़रत अल्लामा सैयद मोहम्मद मदनी अशरफी जीलानी उत्तराधिकारी मखदूमुल मिल्लत मोहद्दिसे आज़मे हिन्द का कहना है–

मुझे अपने उपर बहुत गर्व हो रहा है कि आज आबरू–ए–खानदाने अशरफिया हज़रत शैखे आज़म दामत बरकातहुमुल कुदसिया के साथ मुख्तार अशरफ लाइब्रेरी की दर्शन किए। लाइब्रेरी की दर्शन के बाद ख्यालात की दुनिया में लाइब्रेरी से इस तरह संबोधन करते हुए कहा–

बिस्यार खूबां दीदा अम लेकिन तू चीजे दीगरी

इसी तरह शैखे आज़म को अपने ज़हन में विराजमान करके बोल पड़ेः

तूने पीरी में किए काम जवां साली के कितनी मज़बूत व तवाना है नकाहत तेरी

अशरफ हुसैन म्यूज़ियम

लाइब्रेरी से सटे एक हाल में उपस्थित यह म्यूज़ियम फन्ने तामीर का बेहतरीन नमूना है जिसमें खानदाने–अशरफिया हसनिया सरकारे कलां के बुजुर्गों (पूर्वजों) के तबर्रुकात व मलबूसात (वस्त्र) लोगों की ज़ियारत (दर्शन) के लिए मौजूद हैं।

मस्जिद आला हज़रत अशरफी

दरगाह किछौछा शरीफ में एक बड़ी आलीशान मस्जिद की जरूरत काफी वक्त से महसूस की जा रही थी। क्योंकि ज़्यारत करने वालों और मुहल्ले के लोगों को नमाज़ के लिए बहुत दुश्वारी होती थी। चुनांचे इस ज़रूरत को महसूस करते हुए शैखे आज़म ने एक शानदार मस्जिद 1985 ई. में निर्माण कराया जो बड़ी खूबसूरत और सुन्दर है। जिसका गुम्बद और मीनार मस्जिदे नबवी के अनुरूप है, मस्जिद बिलाल मदीना मनुव्वरा से आये हुए आलिम शैख अहमद बिन सालिह बा फैयाज़ ने इस मस्जिद को देखा तो देखते ही रह गए। मस्जिद के अन्दर के हिस्से में सात सफें हैं। लेकिन एक भी सतून नहीं है, लोग मस्जिदों को बेल–बूटों से संवारते हैं लेकिन शैखे आज़म ने इसको कुरआन व हदीस और मुनाजात लिखवाकर सुसज्जित किया है।

नुरुलऐन पाक

मस्जिद के सामने वुजू की आसानी के लिए पार्क की शकल में खुशनुमा हौज़ बनाया गया है जिसमें एक फव्वारा भी है ताकि वुजू के साथ दिल बहलाने का एक सामान भी हो।

इज़हार अशरफ कम्प्यूटर सेंटर

लाइब्रेरी के निकट एक चार मंज़िला इमारत बनाई गई है जिसकी दूसरी मंजिल पर यह सेंटर स्थापित है। इसमें 14 कम्प्यूटर लगे हैं जिसके द्वारा कम्प्यूटर टेक्नॉलोजी से शिक्षक तथा विद्यार्थी लाभ उठा रहे हैं।

आस्ताना आला हज़रत अशरफी मियां

नीर शरीफ (तालाब) के किनारे अपने पैत्रिक कब्रिस्तान में आराम फरमा मुजद्दिदे सिलसिल–ए–अशरफिया शैखुल मशाइख हमशबीहे गौसे आज़म हज़रत अल्लामा सैयद अली हुसैन अशरफी जीलानी जो आला हज़रत अशरफी मियां के नाम से प्रसिद्ध हैं। खास तौर पर शैखे आज़म ने उनके मज़ार का निर्माण कराया जिसमें गुम्बद नहीं है। सिर्फ छत है और चार मीनारें हैं। उसी में आप के दादा आलिमे रब्बानी हज़रत सैयद अहमद अशरफ अलैहिर्रहमा का मज़ार है। साथ ही आला हज़रत अशरफी मियां के पीरो मुर्शिद और बड़े भाई हज़रत सैयद अशरफ हुसैन अलैहिर्रमा का मज़ार भी है इसकी तामीर में बेशुमार रुकावटें आईं लेकिन शैखे आज़म के संकल्प में कोई कमी नहीं आई। बल्कि कठिन परिस्थितियों का सामना करते हुए निर्माण के कार्य को अंजाम तक पहुंचाया।

आस्तान–ए–सरकारे कलां अलैहिर्रहमा

खानकाहे अशरफिया हसनिया के मैन गेट के पास ही शैखे आज़म के पिता श्री मखदूमुल मशाइख हज़रत अल्लामा सैयद मोहम्मद मुख्तार अशरफ अशरफी जीलानी अलैहिर्रहमा सज्जादा नशीन आस्तान–ए–अशरफिया का मज़ारे पाक है। जिस पर शैखे आज़म ने चिश्ती टोपी की सूरत में गुंबद और चार मीनार तामीर करवाए हैं जो अपने रूप में अनोखा है। इसमें सरकारे कलां अलैहिर्रहमा के बराबर उनकी मां और शैखे आज़म की दादी का मज़ार है जो पूरब की ओर है और दोनों के पैर की तरफ शैखे आज़म की आखरी आरामगाह है।

खानकाहे अशरफिया हसनिया सरकारे कलां का विकास

खानकाहे अशरफिया का सर्वप्रथम निर्माण करने वाले आला हज़रत अशरफी मियां हैं। उन्होंने 1882 ई. में उसकी बुनियाद रखी और चंद कमरे तामीर करवाए। फिर उनके उत्तराधिकारी मखदूमुल मशाइख हज़रत सरकारे कलां ने उसको आगे बढ़ाया। उनके बाद उनके उत्तराधिकारी शैखे आज़म ने हालात के मुताबिक उसको तरक्की दी। इस तरह दुनिया के हर कोने से आने वाले मुरीदीन व ज़ायरीन के लिए रिहाइश वगैरह की आसानी

मौजूद है। यह शैखे आज़म की बुलंद ख्याली, दूरअंदेशी तथा कोशिशों का नतीजा है कि किछौछा जैसे छोटे से कस्बे में ऐसी महान खानकाह और संस्था का निर्माण हुआ। जिससे रहती दुनिया तक लोग फायदा उठा सकेंगे। भटके हुओं को निजात का रास्ता मिलता रहेगा। इस के अलावा आपने भारत तथा विदेशों में कई संस्थाएं स्थापित कीं।

इल्मे हदीस–

इल्म हदीस में शैखे आज़म को महत्वपूर्ण स्थान प्राप्त था। जामे अशरफ और दीगर सुन्नी संस्थाओं में बुखारी शरीफ के आरंभ व समाप्ती पर दर्से हदीस देते थे। यही कारण है कि सैंकड़ों उलमा उनसे सनदे हदीस ले चुके हैं सबसे आखिर में आपसे सनदे हदीस हासिल करने वाले मौलाना आफताब आलम अशरफी हालैण्ड अमस्ट्रडम हैं।

इस्लामी प्रचार व प्रसार के लिए अनेक यात्राएँ

मजहबे इस्लाम के प्रचार व प्रसार में आप भारत तथा भारत के बाहर विदेशों में पूरे तन–मन–धन से लगे रहे। भारत में यूपी, बिहार, झारखण्ड, बंगाल, महाराष्ट्र, राजस्थान, पंजाब और गुजरात में आपने हज़ारों भटके हुए लोगों को सीधा रास्ता दिखाया। बिहार के वुफछ इलाकों में विशेषतः पुर्णिया, कटिहार, किशनगंज और अररिया के लोगों ने आपके मार्गदर्शन में गुमराह गिरोह से तौबा करके अहले सुन्नत व जमाअत में शामिल हुए।

अदबी (साहित्यिक) कारनामे :

शैखे आज़म फिलबदीह शाइर थे आपने ना:त, मनकबत, सलाम, रुबाइयात और गज़लें लिखी हैं। आपका शेरी मजमूआ बनाम 'इज़हारे अकीदत' सबसे पहले कराची से प्रकाशित हुआ। उसके बाद भारत में लखनऊ से छपा। 'इज़हारे अकीदत' हिस्सा दोम भी छप चुका है। तीसरा मजमूआ इज़हारे सुखन है जो कि अल अशरफ एकेडमी दिल्ली से प्रकाशित हुआ है। चौथा मजमूआ इज़हारुल मन्जूम तर्जुमा मन्जूम व शरह मस्नवी मौलाना रूम है जो कई हज़ार अशआर पर आधारित है। और प्रकाशन के दौर से गुजर रहा है। इसके प्रकाशन पर अदबी दुनिया में एक अनमोल इज़ाफा होगा।

विसाल (मृत्यु)–

इल्मो अमल के अज़ीम शहसवार सुन्नियत के ताजदार खानदाने अशरफिया के अनमोल रतन और दरबारे मखदूम अशरफ सिमनानी के सज्जादा नशीनं जीवनभर मज़हबे अहले सुन्नत व जमाअत के प्रचार व प्रसार में व्यस्त रहे और 30 रबीउल अव्वल 1433 हि./22 मार्च 2012 ई. को अपने प्यारे मालिक से जा मिले।

अबरे रहमत उनके मरकद पर गुहरबारी करे   हश्र में शाने करीमी नाज़ बरदारी करे

☆☆☆☆

حیات وخدمات شیخ اعظم تاریخ کے آئینے میں

رضوان انور رضوی، ایڈیٹر صدائے جامع اشرف (کٹیہار)

(۱) ولادتِ باسعادت	۶ محرم الحرام ۱۳۵۵ھ ۱۹۳۶ء بمقام کچھوچھہ شریف
(۲) اشرفی میاں علیہ الرحمہ کی بشارت	۱۳۵۵ھ ۱۹۳۶ء بمقام مدینہ شریف
(۳) ابتدائی تعلیم	۱۳۵۸ھ ۱۹۳۹ء تا ۱۳۶۴ھ ۱۹۴۴ء بمقام جامعہ اشرفیہ کچھوچھہ مقدسہ
(۴) رسمِ بسم اللہ خوانی	۱۳۵۹ھ ۱۹۴۰ء بہ عمر شریف چار سال چار ماہ چار دن
(۵) تعلیمی فراغت	۱۳۷۷ھ ۱۹۵۷ء میں اشرفیہ مبارک پور سے ہوئی۔
(۶) تدریسی خدمات	۱۳۷۷ھ ۱ اکتوبر ۱۹۵۷ء تا ۱۳۱۸ھ مئی ۱۹۶۱ء جامعہ نعیمیہ، مراد آباد
(۷) بیعت وارادت	۱۳۷۸ھ ۱۹۵۸ء (والد گرامی حضور سرکار کلاں علیہ الرحمہ کے دستِ حق پرست پر)
(۸) نکاح	۱۳۷۹ھ ۱۹۵۹ء
(۹) مالیگاؤں میں پہلا تبلیغی دورہ	۱۳۸۰ھ ۱۹۶۰ء شہر مالیگاؤں میں دس روزہ محرم شریف کے وعظ سے کیا۔
(۱۰) سلسلۂ بیعت وارادت کا آغاز	۱۳۸۰ھ ۱۹۶۰ء (پورنیہ سے)
(۱۱) خلفِ اکبر (ولی عہد وجانشین، قائدِ ملت کی ولادت)	۱۳۸۴ھ ۷ جولائی ۱۹۶۴ء
(۱۲) پہلا سفرِ حج	۱۳۸۷ھ ۱۹۶۷ء
(۱۳) تنظیم حلقۂ اشرفیہ پاکستان کو رجسٹرڈ کرنے کی اجازت	۱۳۸۷ھ ۱۹۶۷ء
(۱۴) جامع اشرف کی تاسیس	۱۳۹۹ھ ۱۹۷۸ء
(۱۵) ترانۂ اشرفی کی ترتیب	۱۴۰۱ھ ۱۹۸۰ء

(۱۶) زیارت حرمین وبغداد ودیگر مقامات مقدسہ ۱۴۰۱ھ ۱۹۸۰ء

(۱۷) حیدرآباد، گول کنڈہ، قلعہ گراؤنڈ میں تاریخی خطاب ۱۴۰۲ھ ۱۹۸۱ء

(۱۸) مسجد اعلیٰ حضرت اشرفی علیہ الرحمہ کا قیام ۱۴۱۰ھ ۱۹۸۹ء

(۱۹) خانقاہ اشرفیہ حسنیہ سرکارکلاں کچھوچھہ مقدسہ کی توسیع کی میعاد ۱۴۱۵ھ ۱۹۶۱ءتا۱۴۳۳ھ۲۰۱۲ءجواب بھی جاری ہے

(۲۰) جامع اشرف کے نظام کی سپردگی قائدِ ملت سید محمود اشرف قبلہ کو ۱۴۱۵ھ ۱۹۹۴ء

(۲۱) مختار اشرف لائبریری کا قیام ۱۴۱۶ھ ۱۹۹۵ء

(۲۲) اشرف حسین میوزیم کی بنیاد ۱۴۱۶ھ ۱۹۹۶ء

(۲۳) والدِ گرامی حضور سرکارکلاں کا وصال ۱۴۱۷ھ ۱۹۹۶ء

(۲۴) رسمِ سجادہ نشینی کی ادائیگی ۲۱ شعبان المعظم ۱۴۱۷ھ ۲ جنوری ۱۹۹۶ء

(۲۵) جانشینی ولیعہدی کا اعلان ۲۱ شعبان المعظم ۱۴۱۷ھ ۲ جنوری ۱۹۹۷ء

(۲۶) ماہنامہ الاشرف کراچی کی سرپرستی ۱۴۱۸ھ ۱۹۹۷ءتا وصال

(۲۷) جامع اشرف میں ختم بخاری شریف کا پہلا درس ۱۴۱۸ھ ۱۹۹۷ء

(۲۸) مفکرِ اسلام سید علی اشرف قبلہ (شہزادۂ سرکارِکلاں) کو خلافت واجازت ۱۴۱۹ھ ۱۹۹۸

(۲۹) مجلّہ غوث العالم کا رسم اجرا آپ کی سرپرستی میں ۱۴۲۰ھ ۱۹۹۹ء

(۳۰) بنگلہ دیش کا تاریخی ویادگار تبلیغی دورہ جہاں سینکڑوں گمراہوں کو راہِ راست پر لایا۔ ۱۴۲۱ھ ۲۰۰۰ء

(۳۱) خانقاہ اشرفیہ جوگیشوری ممبئی کا قیام ۱۴۲۱ھ ۲۰۰۰ء

(۳۲) روضۂ اعلیٰ حضرت اشرفی علیہ الرحمہ کی تعمیر ۱۴۲۲ھ ۲۰۰۱ء

۳۳) مجموعۂ کلام ''اظہارِ عقیدت'' اول کی اشاعت	۱۴۲۳ھ	۲۰۰۲ء
(۳۴) زوجہ محترمہ سیدہ نزہت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا وصال	۱۴۲۴ھ	۲۰۰۳ء
(۳۵) آخری سفرِ حج	۱۴۲۴ھ	۲۰۰۳ء
(۳۶) آخری سفر عمرہ	۱۴۲۴ھ	۲۰۰۳ء
(۳۷) مخدوم اشرف میموریل ہاسپٹل کا سنگ بنیاد	۱۴۲۵ھ	۲۰۰۴ء
(۳۸) آپ کی سرپرستی میں الاشرف اکیڈمی کا قیام	۱۴۲۵ھ	۲۰۰۴ء
(۳۹) آپ کی سرپرستی میں سرکارِ کلاں نمبر کی اشاعت	۱۴۲۷ھ	اگست ۲۰۰۶ء
(۴۰) مجموعہ کلام ''اظہار عقیدت'' دوم کی اشاعت	۱۴۲۸ھ	۲۰۰۷ء
(۴۱) خلد آباد شریف میں جبّہ مبارک سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت فرمائی	۱۴۲۸ھ	۲۰۰۷ء
(۴۲) ماہنامہ غوث العالم کا خصوصی شمارہ ''معارفِ شیخ اعظم'' کی اشاعت	۱۴۲۸ھ	فروری ۲۰۰۷
(۴۳) ممبئی کی مشہور دینی درسگاہ ''دارالعلوم علی حسن'' کی سرپرستی قبول فرمائی	۱۴۲۸ھ	۲۰۰۷ء
(۴۴) ماہنامہ غوث العالم کا خصوصی شمارہ ''معارفِ شیخ اعظم'' کی اشاعت	۱۴۲۸ھ	فروری ۲۰۰۷ء
(۴۵) آپ کی سرپرستی میں تفسیر قرآن بنام ''تفسیرِ قرآن اظہارالبیان'' کی پاکستان سے اشاعت۔	۱۴۲۹ھ	۲۰۰۸ء
(۴۶) روضۂ سرکار کلاں کی تعمیر مکمل فرمائی	۱۴۳۰ھ	۲۰۰۹ء
(۴۷) بنگلہ دیش میں تاریخی دینی درسگاہ بنام ''اظہارالعلوم'' کا قیام	۱۴۳۱ھ	۲۰۱۰ء
(۴۸) اظہار اشرف کمپیوٹر سینٹر کا باضابطہ قیام	۱۴۳۱ھ	۲۰۱۰ء
(۴۹) بیرونِ ہند آخری تبلیغی دورہ سرزمینِ بنگلہ دیش	۱۴۳۲ھ	۲۰۱۱ء

(۵۰)دیارِ خواجہ غریب نواز(اجمیر شریف)میں آخری حاضری	۱۴۳۲ھ ۲۰۱۱ء بموقعِ عرس غریب نواز
(۵۱) اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کے مجموعہ کلام ”تحائفِ اشرفی“،تضمین بنام ”اظہارِ سخن“ کی اشاعت۔	۱۴۳۳ھ دسمبر ۲۰۱۱ء بموقع عرس مخدومی
(۵۲)ختم بخاری شریف کا آخری درس بمقام جامع اشرف	۲۶ محرم الحرام ۱۴۳۳ھ ۲۲ دسمبر ۲۰۱۱ء
(۵۳)افتتاح بخاری شریف کا آخری درس بمقام جامع اشرف، مولانا سید احمد اشرف ہال	۱۴۳۳ھ ۱۷ دسمبر ۲۰۱۱ء بوقت دس بجے بروز سنیچر
(۵۴)دار العلوم علی حسن میں افتتاح بخاری شریف	۱۴۲۸ھ ۲۰۰۷ء
(۵۵)وصالِ پر ملال	۲۹ ربیع الاول شریف ۱۴۳۳ھ ۲۲ فروری ۲۰۱۲ء بروز بدھ بمقام ممبئی
(۵۶)نمازِ جنازہ وتدفین(نمازِ جنازہ آپ کے جانشین قائدِ ملت حضرت علامہ سید شاہ محمد محمود اشرف قبلہ نے پڑھائی۔)	یکم ربیع الآخر ۱۴۳۳ھ ۲۰۱۲ء بروز جمعہ
(۵۷) تدفین روضہ سرکارِ کلاں میں ہوئی۔	یکم ربیع الآخر ۱۴۳۳ھ ۲۰۱۲ء بروز جمعہ بعد نماز مغرب
(۵۸)نیو ہاسٹل کی سنگ بنیاد	۱۴۳۳ھ ۲۰۱۲ء بروز جمعہ مبارکہ

☆☆☆☆

بے مثال ورع

مالک بن دینار چالیس برس تک بصرہ میں رہے۔مگرانہوں نے بصرہ کی ایک کھجور کھانا بھی درست نہ سمجھا۔ یہاں تک کہ ان کی وفات ہوگئی اورانہوں نے بصرہ کی ایک کھجور بھی نہیں چکھی۔ان کا دستور تھا کہ جب تازہ کھجوروں کا موسم گزرجاتا تو کہتے :اے بصرہ والو!یہ میرا پیٹ ہے۔اس میں سے کچھ کم نہیں ہوا،اور نہ تم میں کچھ زیادتی ہوئی ہے۔

ابراہیم بن ادہم سے پوچھا گیا کہ آپ آب زم زم کیوں نہیں پیتے؟ فرمایا اگر میرے پاس ڈول ہوتا تو ضرور پیتا۔

استاد ابوعلی دقاق فرماتے ہیں کہ حارث محاسبی جب ایسے کھانے کی طرف ہاتھ بڑھاتے جس میں شبہ ہوتا تو ان کی انگلی کے سرے سے ایک رگ پھڑکنے لگ جاتی جس سے انہیں معلوم ہوجاتا کہ کھانا حلال نہیں ہے۔

مختار اشرف لائبریری بنیاد سے آج تک

مولانا عبدالغفار اشرفی جامعی، لائبریرین مختار اشرف لائبریری درگاہ کچھوچھہ مقدسہ

حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کا روحانی سلسلہ آپ کے پیارے بھانجے حضرت سید عبد الرزاق نورالعین رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھا۔اسی مقصد کے لئے ان کو اپنے ساتھ لائے تھے۔حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی کے علمی وقار اور اثر ورسوخ کو خانوادہ اشرفیہ نے برقرار رکھا۔اور آج بھی یہ خانوادہ علمی دنیا میں امتیازی شان رکھتا ہے۔اسی مقدس خانوادہ کی اہم شخصیتوں میں سے ایک اہم شخصیت جن کا نام نامی اسم گرامی شیخ اعظم بانی جامع اشرف حضرت علامہ سید محمد اظہار اشرف اشرفی جیلانی سجادہ نشین سرکار کلاں علیہ الرحمہ ہیں جن کے بے شمار کارناموں میں سے ایک بے مثال کارنامہ ہے مختار اشرف لائبریری کا قیام۔

مختار اشرف لائبریری کو انہوں نے اپنے والد گرامی مخدوم المشائخ حضرت علامہ سید محمد مختار اشرف اشرفی جیلانی سجادہ نشین سرکار کلاں علیہ الرحمہ کی یاد میں ۱۹۹۵ء میں مولانا احمد اشرف ہال کی بالائی منزل پر قائم فرمایا۔اس کا تعمیری مرحلہ تین سال میں مکمل ہوا اور ۱۹۹۸ء سے پورے طور پر لائبریری کا آغاز ہو گیا۔شیخ اعظم نے اس کی ترقی میں جو قربانیاں دی ہیں وہ لائق ستائش اور قابل دید ہیں حضرت شیخ اعظم نے سب سے پہلے لائبریری میں ماخذ ومرجع کی کتابیں اکٹھی کیں پھر دیگر کتابوں کی خریداری کی۔آپ کی شروع ہی سے یہ خواہش تھی کہ مختار اشرف لائبریری اسلامیات کی ممتاز لائبریریوں میں اپنا مقام حاصل کرلے۔حضرت شیخ اعظم کا لائبریری کے قیام سے ہی یہ معمول رہا کہ دیش ودیش کے دوروں پر جب آپ تشریف لے جاتے تو پروگرام کے بعد جو بھی نذرانہ وتحائف حاصل ہوتے اس سے آپ مختار اشرف لائبریری کے لئے کتابیں خرید کر بھجوا دیتے۔لائبریری کی بناوٹ میں آپ نے ہوا ،روشنی کے ساتھ ساتھ ہر طرح کی سہولت کا خیال رکھا اور اس میں کتاب رکھنے کی ریگوں کو عمدہ طریقے سے لگوایا بعدہٗ بہترین ٹیبل وکرسیوں کا انتظام فرما کر قارئین حضرات کی سہولت کے لئے فن وائز اور مصنف وائز کارڈ لکھوا کر لگوائے۔

حروف ھجائیہ کارڈ کا نیا سسٹم

بتاریخ ۲۶ جنوری ۲۰۱۰ء جب حضرت شیخ اعظم نے اس ناچیز (عبدالغفار اشرفی) کو لائبریری کی خدمت انجام دینے کے لئے متعین کیا تو آپ نے مجھے لائبریری کے متعلق ہدایات وپروگرام سمجھا کر سب سے پہلا جو کام سونپا وہ حروف تہجی کارڈ کو تیار کرنا ہے آپ کا حکم پاتے ہی میں نے اسی دن سے کارڈ لکھنا شروع کر دیا اور نومبر کے اخیر تک مکمل کر کے کیٹلاگ باکس میں لگا دیا لہٰذا اسی طرح یہ حروف ہجائیہ (الفابیٹیکل) سسٹم منظر عام پر آ گیا۔اس کا فائدہ یہ ہے کہ کچھ قارئین حضرات

ایسے بھی ہوتے ہیں جنہیں کتاب کا نام تو معلوم رہتا ہے مگر فن کا کچھ پتہ نہیں رہتا تو انہیں کتاب تلاش کرنے میں دشواری ہوتی ہے ایسے قارئین حروف ہجائیہ میں بآسانی کتاب ڈھوند سکتے ہیں مثلاً آپ کو جاء الحق وزھق الباطل نام کی کتاب چاہئے تو آپ حروف ہجائیہ میں ج اور الف کے باکس میں جا کر جلد اور آسانی سے کتاب تلاش کر سکتے ہیں۔

عکسی کتب کا اضافه:

بزرگان دین اور قدیم زمانے کے مصنفین کی اصلی تحریروں کا ذخیرہ اس لائبریری میں الگ سے موجود ہے اور ان قلمی نوادرات میں سے جو کتابیں ابھی تک نہیں چھپ سکیں ہیں ان کتابوں کی احتیاط سے زیراکس کروا کر لائبریری میں لگوا دیں تاکہ باذوق حضرات ان سے استفادہ کرسکیں اس کا کام ۵فروری ۲۰۱۰ء میں شروع ہوا اور ۱۴دسمبر ۲۰۱۰ء کو اختتام پزیر ہوا اس فن میں ۲۷۰ کتابیں موجود ہیں قلمی زیراکس کا کام مکمل ہونے کے بعد بڑے حضرت (شیخ اعظم) مجھے سامنے اور پیٹھ پیچھے سراہا کرتے تھے کہتے تھے کہ واقعی راجستھان کے لوگ بڑے محنتی ہوتے ہیں۔

نیٹ پر کتب کی انٹری:

مختار اشرف لائبریری کی ایک انٹرنیٹ سائٹ بنوا کر اس میں لائبریری کی جو کتابیں اندراج رجسٹر میں انٹری ہو چکی ہیں ان کتب کی نیٹ پر بھی انٹری کی گئی تاکہ ہر کوئی گھر بیٹھے کتاب اور اس کی پوری ڈیٹیل معلوم کر سکیں۔
حضرت شیخ اعظم علیہ الرحمہ نے ملت اسلامیہ کے لئے ایک عظیم سرمایہ مختار اشرف لائبریری کی شکل میں چھوڑا ہے جس کو آپ نے اپنے خون جگر سے سینچا تھا اور پوری زندگی لگا دی مولیٰ تعالیٰ ان کی خدمات کو قبول فرمائے

لائبریری کی تمام تر ذمہ داری اب قائد ملت حضرت علامہ الحاج سید شاہ محمد محمود اشرف اشرفی جیلانی جانشینِ شیخ اعظم کے کاندھوں پر آگئی ہے حضرت اپنی حیات میں فرماتے تھے کہ خانقاہ، مدرسہ اور لائبریری مضبوط ہاتھوں میں ہے۔ حضرت قائد ملت دام ظلہ العالی بھی حضرت کی ہی طرح لائبریری کو بام عروج تک پہونچانے کے لئے ہمہ وقت کوشاں ہیں اللہ تعالیٰ ان کے بازوؤں کو مضبوط فرمائے اور لائبریری کو ترقی سے ہم کنار فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین۔

☆☆☆☆

ورع کیا ھے؟

ابوالاسود الدولی نے ابوذر سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ وعلیہ وسلم نے فرمایا:

ایک انسان کے اچھے عمل مسلمان ہونے کی یہ پہچان ہے کہ وہ ان چیزوں کو چھوڑ دے، جن سے اس کا کوئی مطلب نہیں۔

استاد امام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہر مشتبہ چیز کو چھوڑ دینا، ورع ہے۔

اسی طرح ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ ہر مشتبہ بات کو چھوڑ دینا ورع ہے اور ترک مالا یعینک سے مراد فضول باتوں کو چھوڑ دینا ہے۔

اخباری

تراشے